

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

ترجمہ تارخ علاء الدین خلجی و حجتہ السید

کتاب ثانی جلد دوم ۱۲۳۱ھ

جناب مولوی حکیم احمد حسین صاحب الہ آبادی مولف سوانح عمری سلطان
صلاح الدین یوسف فاتح بیت المقدس و حیات سلطان نور الدین محمود گنگو

۲۵۳ھ
۱۹۰۶ء

باجازت منشی حامد حسین صاحب مسیہ الاسلام الہ آباد
مطبع انوار احمدی الہ آباد سے چھپکر شایع ہوا

محقق بذریعہ رجسٹری محفوظ بین الاقوامیت بلا حصول ٹاکس عام

السلام

۷۵

رسالہ مغنون الصدر کو ہیہ خاص امتیاز حاصل ہے کہ اس میں عربی کی مشہور و معتد و معتبر تاریخ معروف بہ این خلدون کا ترجمہ کتابی صورت میں ماہ جنوری ۱۹۷۸ء سے شائع ہو رہا ہے چنانچہ بغایت اسی ترجمہ کی دس جلدیں چھپ کر شائع ہو گئی ہیں۔ گیارہویں جلد زیر اشاعت ہے جو آئندہ ماہ دسمبر تک اشاعت تکمالی تمام ہوگی۔

علامہ ابن خلدون آٹھویں صدی ہجری میں گذرا ہے اس کی تاریخ نہایت بسیط و مختصر ہے۔ لہذا مال ہے حضرت نوح علیہ السلام سے زمانہ تیسرا کہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تک کے انبیاء کرام و سلاطین غظام اور عرب کے کل قبائل کے انساب و تذکرے اور عہد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم سے آٹھویں صدی ہجری تک کے خلفاء و سلاطین کے حالات جس طرز اور تحقیقات سے علامہ نے تحریر کیے ہیں وہ عربی کی اور کتب تواریخ میں دہونڈنے سے نہیں ملے۔ اس تاریخ کا ترجمہ مختلف زبانوں فریج، جرمن، ترکی اور غالباً انگریزی میں بھی ہو گیا ہے مگر اردو زبان جو اس وقت کمی کر رہی ہے اور مادری زبان ہو رہی ہے اس قابل قدر تاریخ سے محروم تھی خوش قسمتی سے جناب مولوی حکیم احمد حسین صاحب دامت برکاتہم اس ضرورت کا احساس فرما کر اردو زبان میں تاریخ مذکور کا ترجمہ فرما رہے ہیں اور یہی السلام اسکو نظر فہام قوم شائع کر رہا ہے۔ اللہ تمہہ بالخییر۔

السلام ہر انگریزی پینے کی ۵۰ تاریخ کو شائع ہوتا ہے اسکے صفحات میں ترجمہ تاریخ ہوتا ہے اور چار صفحات میں اسلامی خبریں درج کی جاتی ہیں قیمت سالانہ چھ

حامد حسین مالک رسالہ السلام الہ آباد

فہرست ترجمہ تاریخ علامہ ابن خلدون جلد دہم

صفحہ	مضامین	صفحہ	مضامین
۱	وفات معزز	۶۰	مصریوں کا اعتقلاں پر قبضہ
۲	بقیہ حالات افکیں	۶۱	عیسائیوں کا صور پر قبضہ
۱۳	اخبار وزراء	۶۲	وزیر السلطنت کا قتل
۱۵	قضاۃ کے حالات	۶۵	بطایحی کی وزارت
۱۶	حاکم بامر اللہ کی خلافت	۶۶	قتل بطایحی - حافظ الدین اللہ کی خلافت
۲۳	خروج البورکوه	۶۸	وزارت کی تبدیلی
۲۹	بقیہ اخبار حاکم	۷۳	ظافر کی خلافت
۳۵	ظاہر کی تخت نشینی	۷۴	وزارت ابن مصلیٰ
۳۸	مستنصر کی خلافت	۷۷	فائز کی خلافت
۴۰	عرب افریقیہ میں	۷۹	وزارت صالح بن زریک
۴۲	قتل ناصر الدولہ	۸۱	عاصد کی خلافت
۴۵	بدر جمالی	۸۲	قتل صالح
۴۷	شام پر ترکوں کا قبضہ	۸۴	وزارت شاور
۵۱	مستعلیٰ کی خلافت	۸۵	شیرکودہ اور لشکر نور یہ مصر میں
۵۴	عیسائیوں کا بیت المقدس پر قبضہ	۸۶	شیرکودہ اور شاور
۵۷	آمر کی خلافت	۸۷	شیرکودہ کی وزارت
۵۸	عیسائیوں اور مصریوں کا مقابلہ	۹۰	شیرکودہ کی وفات
۵۹	طرابلس اور بیروت پر عیسائیوں کا قبضہ	۹۲	عیسائیوں کا محاصرہ دمياط

صفحہ	مضامین	صفحہ	مضامین
۹۳	سودانیوں اور عمارہ کی بغاوت	۲۱۱	اخبار حکومت بنو امیہ حکمرانان اندلس
۹۴	دولت علویہ کا خاتمہ	۲۳۶	عبدالرحمن ملقب بہ داخل
۹۹	اخبار بنی حمدون ملوک میلہ کی قراب	۲۵۴	ہشام کی حکومت
۱۰۶	قرامطہ کے حالات	۲۵۹	حکم کی حکومت
۱۱۴	ذکر دیہ کا طغور و قتل	۲۶۳	جنگ رنہن
۱۱۷	دولت بنی ینابی	۲۶۴	یوم الخندق
۱۲۳	جنگ قرامطہ و معر علوی	۲۶۸	عبدالرحمن اوسطی بالیشینی
۱۲۷	اخبار حکمرانان عرب	۲۸۰	محمد کی تخت نشینی
۱۳۴	اخبار اسماعیلیہ	۲۸۷	منذر کی امارت
۱۴۴	اسماعیلیہ شام	۲۸۸	امیر عبدالمدکی امارت
۱۴۷	بقیہ حالات قلاع عراق	۲۸۹	عام بغاوتین
۱۴۹	اخبار حکومت بنی اخیر حسنی	۲۹۰	ابن تاکیت کی بغاوت - بقیہ احوال
۱۵۱	اخبار دولت سلیمانین		ابن مروان
۱۶۱	اخبار دولت ہواشم	۲۹۲	لب بن محمد کی بغاوت مطرف بن سہو
۱۶۶	اخبار حکومت بنی قتاوہ		کی بغاوت - ابن خصون کی بغاوت
۱۶۲	امارت بنی نحی	۲۹۶	باغیان اشبیلیہ
۱۷۸	اخبار حکومت بنی منی	۲۹۹	قتل امیر محمد و مطرف
۱۸۴	اخبار دولت بنی رسی امیہ زیدیہ	۳۰۰	عبدالرحمن ناصر کی تخت نشینی
۱۹۰	طالبیوں کے انساب	۳۰۵	قاسمی اور محمد کا ماراجانا بنی اسحاق
۲۰۰	نوٹ مقبسم		مروانین کی سرگذشت

صفحہ	مضامین	صفحہ	مضامین
۲۰۷	عباسۃ اوز ناصر	۳۶۳	ہمدی شہر قریطہ میں ہزیمت ہمدی
۳۰۹	طلیطلہ کے حالات		و جمعیت بمشام
۳۱۱	ناصر اور سرحدی امراء	۳۶۴	حصار قریطہ
۳۱۲	خلیفہ ناصر اور فرانس و گالز	۳۶۶	ابن حمود کا قریطہ پر قبضہ۔ بنو امیہ کی
۳۱۸	خلیفہ ناصر کا اپنے بیٹے عبداللہ سے انتقام		دو بارہ حکومت
۳۱۹	تغیرات خلیفہ ناصر	۳۶۷	بنی حمود کی دوبارہ حکومت۔ معتبر
۳۲۰	الستصر کی حکومت		اموی کی حکومت
۳۲۳	ہشام موند کی حکومت	۳۶۹	اخبار دولت حمود
۳۳۸	حالات منصور بن ابی عامر	۳۷۰	وجہ تسمیہ اندلس (حاشیہ)
۳۴۵	منظفر بن منصور	۳۷۱	ایضات اندلس
۳۶۱	یہر کی بغاوت اور مستعین کی بیعت	۳۷۴	قریطہ کی بیعت عمارت اور جامع مسجد
			==

بسم اللہ الرحمن الرحیم

ویسایہ

محمد اللہ سبحانہ عربی کی مستند و معتبر تاریخ کتاب العبر و دیوان المبتدأ و النجیر
فی ایام العرب و العجم و البربر و من عاصرهم من ذوی السطآن الاکبر تالیف امام علاء
عبدالرحمن ابن خلدون مغربی اشبیلی حضرمی (رحمۃ اللہ علیہ) کے ترجمہ کی دسویں جلد
نے اردو لٹریچر میں ایک معقول اور مین اضافہ ہی نہیں کیا بلکہ اسکی خوبی اور اوصاف کو
دوبالا کر دیا ہے۔ اس جلد کے سیر کرنے والوں کو بہت سے ایسے مضامین نظر
آئینگے جس سے اس وقت تک بہتوں کے گوش و چشم اشتاہ نہیں ہوئے ہونگے یورپ
افریقہ اور سواحل بربر و غیرہ و غیرہ میں اسلامیوں کا جاہ و جلال شاہان یورپ
کا انکے علم حکمت کے آگے مطیع و منقاد ہونا ایک ایسا و تحسین نظارہ پیش نظر کرتا ہے کہ
انسان شہسدر رہتا ہے جبکہ اس امر کا نہایت افسوس ہے کہ شائقین فن تاریخ کو ایک
سال کے انتظار کے بعد ترجمہ کتاب موصوف کی صرف ایک ہی جلد کا مطالعہ نصیب ہوا جسکو
وہ نہایت قلیل مدت میں ملاحظہ فرما کے پورا گلی جلد کا اگلے سال تک فرماتے رہینگے مگر اسکا علاج
نہ اپنے پاس ہے اور میرے پاس۔ واللہ فاعل ما یشاء و حکم ما یرید

اس جلد میں حاجا مطلب واضح کریشکی غرض سے میں نے اکثر کتاب نفع الطیب اور
تاریخ کامل ابن اثیر وغیرہ کتب تواریخ عربیہ سے مدد لی ہے کہیں کہیں مغربی تاریخوں سے
بھی التماس کیا ہے مگر نہایت کم اور شاذ و نادر

احمد حسین غفر اللہ لہ
الہ آباد

۱۹ ذیقعدہ ۱۳۲۵ھ
معاذ اللہ
۲۵ دسمبر ۱۹۰۷ء

ترجمہ تاریخ علامہ ابن خلدون رحمۃ اللہ علیہ

کتاب ثانی جلد دہم بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ وفات معمر

پندرہویں ربیع الآخر ۳۶۵ھ کو معمر لدین الد علوی نے اپنی خلافت و حکومت کا تیسواں سال پورا کر کے مصر میں وفات پائی۔ اسکی ولیعہدی اور وصیت کے مطابق اسکا بیٹا نزار سید خلافت پر متمکن ہوا اور اُلْعَمَیْزِیْہ باللہ، کامبار خطاب اختیار کیا۔

عزیز نے زمام حکومت اپنے قبضہ اقتدار میں لیکے بنظر مصالح ملکی و سیاسی اپنے باپ کے واقعہ انتقال کو عید الاضحیہ سنہ مذکور تک مخفی رکھا۔ بروز یوم الخمر عید گاہ میں گیا۔ عامہ مسلمین کے ساتھ نماز ادا کی۔ خطبہ دیا۔ اپنے حق میں دعا کی اور اپنے

نوٹ مد معز لدین الد البونیم معد بن منصور باللہ اسماعیل بن قائم بامر الد ابوالقاسم محمد بن محمدی ابو محمد عبید اللہ علوی حبشی مقام مدیہ الفریقہ میں گیارہویں رمضان ۱۹۸ھ کو پیدا ہوا بیٹا لیس سال چہ ماہ کی عمر پائی دولت علویہ کا پہلا خلیفہ تھا جسے مصر پر قبضہ حاصل کیا تھا۔ تاریخ کامل جلد ۶ صفحہ ۳۶۳ مطبوعہ مصر۔

باپ کے مرنے کا حال ذکر کر کے مراسم عزاداری ادا کئے۔

بعد اسکے یعقوب بن کلس کو جیسا کہ اسکے باپ کے زمانہ میں تھا عہدہ وزارت پر اور بلکین بن زیری کو گورنری افسر یقیہ پر بحال و قائم رکھا۔ علاوہ گورنری افسر یقیہ کے عبد اللہ بن یحییٰ کتاسی کی گورنری یعنی صوبہ طرابلس، سرت اور جرابلسہ کو بھی مقرر الذکر کی گورنری میں طحی و شامل کر دیا۔ اہالی مکہ و مدینہ نے گزشتہ موسم حج میں معذکی اطاعت قبول کر لی تھی اور اسکے نام کا خطبہ پڑھتے تھے مگر عزیز کی تخت نشینی پر عزیز کے نام کا خطبہ نہ پڑھا اس بنا پر عزیز نے سرزمین حجاز پر فوج کشی کی چنانچہ اسکی سپاہ نے مکہ و مدینہ پر پہنچ کے محاصرہ ڈال دیا۔ اس وقت غلہ کی آمد بند ہو گئی اہل حرمین نے مجبورانہ اطاعت قبول کی۔ مکہ معظمہ میں اسکے نام کا خطبہ پڑھا گیا۔ ان دنوں مکہ معظمہ کی گورنری پر عیسیٰ بن جعفر تھا اور مدینہ منورہ کی حکومت پر طاہر بن مسلم۔ اتفاق سے اسی سال سنے وفات پالی تب بجایا اسکے اسکا بیٹا مقرر کیا گیا۔

بقیہ حالات افطین جس وقت معز کا انتقال ہو گیا اور بجائے اسکے سریر حکومت پر عزیز متمکن ہوا افطین نے فوجیں فراہم کر کے علم مخالفت بلند کر دیا اور اسکے اوّل بلا دیو پر یلغار کر دیا جو سال شام پر واقع تھے۔ چنانچہ سب کے پہلے صید اکا محاصرہ کیا۔ ابن السخ اور ظالم بن موہوب عقیلی معہ سرداران مغاربہ اس وقت صید امین موجود تھے فوجیں مرتب کر کے افطین سے مقابلہ کرنے کو نکل پڑے۔ بید سخت اور خونریز جنگ کا آغاز ہوا افطین لڑتے لڑتے پیچھے ہٹا مغربی فوجیں کامیابی اور کثرت کے جوش میں آگے بڑھتی چلی آئین یہاں تک کہ اپنے مورچے سے بہت دور نکل آئیں اس وقت افطین اپنی فوج کو مجتمع کر کے مغربی فوجوں پر ٹوٹ پڑا پھر کیا تھا مغربی فوجیں گھونگھٹ کھا گئیں۔ چار ہزار فوج کبیت رہی۔ اس سے افطین کے حوصلے

بڑھ گئے عہد کا قصد کیا اور اوس پر محاصرہ ڈالنے کی طرح یہ کجیاں بڑھا۔ یہاں کے باشندوں
 کے ساتھ بھی وہی معاملات کئے جو اہل صیدا کے ساتھ کئے تھے۔ بعدہ دمشق
 کی طرف لوٹ کھڑا ہوا۔ عزیز نے اسکی بابت اپنے وزیر یعقوب بن کلثوم سے مشورہ
 کیا یعقوب نے یہ رائے دی کہ اسکے مقابلہ پر جو ہر کا تب بھیجا جائے۔ عزیز نے اس
 رائے کے مطابق فوجیں آراستہ کر کے جوہر کو افکیں کے روک تھام کرنے
 کو روانہ کیا۔ اس اثنا میں افکیں دمشق پہنچ گئیں۔ اسکو اسکی جسد لگی تو اس نے
 اہل دمشق کو مجتمع کر کے کہا ”تم لوگ خوب جانتے ہو کہ میں نے تمہاری رضامندی سے
 تمہارے حکومت کی اور تمہاری استدعا پر ایسے بڑے ذمہ داری کے کام کو اپنے
 ہاتھ میں لیا اب چونکہ عزیز والی مصروفانہ رقیہ کا مقابلہ تین تین چاہتا کہ میری
 وجہ تم لوگ کسی مصیبت میں مبتلا ہو اس وجہ سے میں تم لوگوں سے علیحدہ ہوا چاہتا
 ہوں“ اہل دمشق یہ سن کر متحیر لکھ ہو گئے بولے ”ہم لوگ آپ سے جدا ہونے اور
 جان و مال کو آپ پر تصدق کر دینے افکیں نے اسی عہد و امتداد پر ان لوگوں
 سے قسم لی اور جوہر کے مقابلہ کرنے پر تل گیا ماہ ذی قعدہ ۶۵ھ کو جوہر مع
 اپنی سپاہ کے دمشق پہنچ گیا اور نہایت خرم و احتیاط سے اس پر محاصرہ ڈال دیا
 دو ماہ کامل محاصرہ کئے رہا۔ لڑائیاں ہوتی رہیں۔ فریقین کے ہر ارہا آدمی مارے
 گئے۔ بالآخر افکیں نے طول محاصرہ سے گہرا کے اعظم بادشاہ قرامطہ کو یہ
 واقعات لکھ بھیجے اور اس سے مدد طلب کی۔ چنانچہ بادشاہ قرامطہ اپنا لشکر
 مرتب کر کے احسا سے دمشق کی طرف روانہ ہوا۔ شام اور عرب کا جم غفیر اسکے
 پاس آ آ کر مجتمع ہو گیا جسکی تعداد پچاس ہزار کے قریب تھی۔ جوہر نے جب یہاں کے
 دمشق کا محاصرہ اٹھالیا اور اس خوف سے کہ مبادا دو دشمنوں کے درمیان میں
 نہ آ جاؤں چلتا پھرتا نظر آیا۔ مگر افکیں اور بادشاہ قرامطہ نے نہایت تیزی سے طے

مسافت کر کے جوہر کو رملہ میں جا کے گھیر لیا۔ اور انکا پانی بند کر دیا۔ جوہر رملہ چھوڑ کر
 عسقلان چلا گیا۔ اقلین اور بادشاہ قرامطہ نے عسقلان پر بھی دھاوا کر دیا اور اسپر بھی
 محاصرہ ڈال دیا۔ رملہ و غلہ کی آمد بند ہو گئی۔ نہایت سختی سے بسر ہونے لگی جوہر نے
 اقلین سے مصباحت اور سازش کی بابت خط و کتابت شروع کی اور بادشاہ
 قرامطہ اسکو اس سے روک رہا تھا آخر کار جوہر نے ملاقات کرنے کی درخواست
 کی اقلین نے منظور کر لی دونوں ایک مقام موعود پر ملے۔ جوہر کہنے لگا یہ قتل و غارت
 تمہاری وجہ سے ہوئی میں تم کو برابر مصباحت کا پیام دے رہا تھا، اقلین نے
 جواب دیا میں اس معاملہ میں معذور ہوں یہ سارا سانحہ بد اخترہ بادشاہ قرامطہ کا
 کاہنہ، اسی قسم کی دونوں میں تھوڑی دیر تک گفتگو ہوتی رہی آخر میں یہ ملے پایا کہ اقلین
 محاصرہ اٹھالے اور جوہر اپنے آقا رنما دار عزیز سے اس حسن سلوک کا معاوضہ دلوائے
 اس امر کے طے ہونے پر جوہر نے ایفاء و عہدہ کی قسم کھائی۔ اقلین اپنے لشکر گاہ
 میں واپس آیا اور بادشاہ قرامطہ سے کل حالات بتلائے۔ بادشاہ قرامطہ
 نے اقلین کو اسپر نصیحت و نصیحت کی جوہر کی چالاکیاں اور مکاری بیان کرتے
 ہوئے یہ کہا کہ محاصرہ اٹھالینے کے بعد جوہر اپنے آقا رنما دار عزیز کے پاس جانگا
 اور اس طیارے سے ہم لوگوں پر حملہ آور ہوگا کہ جبکا جواب دینا ہمارے امکان سے باہر
 ہوگا۔ بہتر یہ ہے کہ تم اپنے قول و اقرار سے منحرف ہو جاؤ۔ اقلین نے بادشاہ قرامطہ
 کی اس نصیحت پر توجہ نہ کی اور جوہر کو معاہدہ کے ہمراہیوں کے مصحف جانے کی اجازت
 دے دی۔ چنانچہ جوہر محاصرہ سے نجات پا کے مصر کی جانب روانہ ہوا۔ عزیز کے
 نوٹ ملے شہر رملہ سے تین کوس کے فاصلہ پر نمرطوا حسین تھی اسی سے شہر میں پانی جانا
 تھا اقلین اور بادشاہ قرامطہ نے اسی نہر پر اپنے مورچے قائم کئے تھے اور شہر میں پانی کا
 جانا بند کر دیا۔ تاریخ کامل ابن اثیر جلد ۶ صفحہ ۲۶۱ مطبوعہ مصر۔

دربار میں پہنچے کل واقعات عرض کئے۔ اور سمجھا بوجھا کے ان لوگوں پر فوج کشی کرنے پر
 ابھار دیا۔ عزیز نے جو ہر کے کہنے کے مطابق فوج میں آست کر کے چڑھائی کر دی۔
 مقدمہ انجیش پر جو ہر تھا افلکین اور بادشاہ قراٹہ یہ جب ریا کے رملہ چلے آئے
 تھے اور فرامی لشکر کی فکر بن کرنے لگے اس عزیز نے عزیز نے محرم ۷۸۰ ھ میں
 پھنچ کر رملہ کے باہر مورچے قائم کئے اور افلکین سے کہلا بھیجا کہ تم میری اطاعت قبول
 کر لو میں تم کو اپنے لشکر کا سردار مقرر کر دوں گا۔ جاگیریں دوں گا۔ جس ملک کو پسند
 کرو گے اسکی حکومت عطا کر دوں گا۔ اور اس امور کے طے کرنے کو مجھ سے آکر ملجاؤ
افلکین صفت لشکر سے نکل کر پیادہ پا دونوں لشکر دن کے درمیان میں آ کے کھڑا
 ہوا اور عزیز کے قاصد سے کہا تم جا کر امیر المومنین سے بدوب تمام میرا
 یہ پیام کہدو کہ اگر چند ساعت پیشتر یہ پیام مجھے ملجاتا تو مجھے اسکے تعمیل میں عذر نہ تھا
 مگر اب یہ ناممکن ہے۔ قاصد افلکین سے رخصت ہو کر عزیز کے لشکر کی جانب روانہ ہوا
 اور افلکین نے عزیز کے میسرہ پر حملہ کر دیا۔ اس حملہ میں عزیز کے میسرہ کو ہزیمت ہوئی
 ایک گروہ کثیر کام آیا۔ عزیز نے اس امر کا احساس کر کے اپنے میمنہ کو حملہ کرنے کا
 حکم دیا اور خود بھی حملہ آور ہوا۔ افلکین اور شاہ قراٹہ کو ہزیمت ہوئی مغربی فوجوں نے
تلوار بن نیام سے کینچ لین تقریباً بیس ہزار فوج منہزم گروہ کی کسیت رہی۔
 کامیابی کے بعد عزیز اپنے خیمہ میں واپس آیا فتنہ گروہ نے قیدیوں جنگ
 کو پیش کرنا شروع کیا۔ جو شخص قیدی پیش کرتا تھا اسکو خلعت دی جاتی تھی۔
عزیز نے فنادی کرادی کہ جو شخص افلکین کو گرفتار کر لائے گا اسکو ایک لاکھ
 دینار دیے جائینگے۔ اتفاق سے مفرج بن وغفل طای سے اور افلکین سے
 ملاقات ہو گئی افلکین نے پیاس کی شکایت کی مفرج نے اسکو پانی پلایا اپنے
 جائے قیام میں ٹھہرا کے عزیز کے پاس گیا اور اسکو افلکین کا پتہ بتلا کے ایک

لاکھ دینار وصول کر لئے۔ پس جبوقت اقلین عزیز کے روبرو پیش کیا گیا۔ چونکہ عزیز کو اسکے مارے جانے کا یقین کامل ہو چکا تھا اسوجہ سے بچد مسرت ہوئی اور کہاں تو تیر سے اقلین کے لئے خیمہ نصب کرایا۔ جو کچھ مال و اسباب اسکا ہت لیا گیا تھا وہ سب کا سب واپس کر دیا اور معہ اسکے مراجعت کر کے مصر پہنچا۔ خاص مصاحبت کا اعزاز عنایت کیا۔ حجابت کے عہدہ سے ممتاز فرمایا۔ بعد اسکے ایک شخص کو اعصم قرمطی بادشاہ قرمطہ کو بھی واپس لانے کی غرض سے مامور کیا چنانچہ اس شخص نے اعصم قرمطی سے طبریہ میں جا کے ملاقات کی اور اس سے عزیز کے پاس مصر چلنے کو کہا اعصم نے مصر جانے سے انکار کیا۔ اس شخص نے عزیز کو اس واقعہ سے مطلع کیا عزیز نے بیس ہزار دینار اعصم کو نیبھے اور اسقدر ہر سال دینے کا وعدہ کیا مگر اعصم اس پر بھی مصر نہ گیا اور اسوقت طبریہ سے احسا چلا آیا۔

ان واقعات کے بعد اقلین کو وزیر یعقوب بن کلس نے اسوجہ سے اقلین عزیز کے ناک کا بال ہو رہا تھا زہر دے دیا۔ عزیز کو اسکی خبر لگ گئی گرفتار کر کے چالیس روز تک قید میں رکھا اور پانچ لاکھ دینار جرمانہ لے کے رہا کر دیا اور بیستویں عہدہ وزارت پر مامور کیا۔ ماہ ذی قعدہ ۱۸۳۵ء میں جوہر کاتب نے وفات پائی بجائے اسکے اسکا بیٹا حسن مقرر کیا گیا قائد القواء کا مبارک لقب مرحمت ہوا۔

اقلین نے اپنے زمانہ حکومت میں قسام نامی ایک شخص کو دمشق میں اپنی نیابت پر مامور کیا تھا اقلین کے دمشق چھوڑنے کے بعد اسکا رعب داب بڑھ گیا۔ کچھ لوگ اسکے مطیع و تابع ہو گئے رفتہ رفتہ چند شہروں پر قابض بھی ہو گیا۔ پس جب اقلین اور قرمطہ کو ہزیمت ہوئی تو عزیز نے اپنے نامی سپہ سالار ابو محمود بن ابراہیم کو والی دمشق مقرر کر کے دمشق روانہ کیا اسوقت دمشق اور اسکے قرب و جوار

کے شہر دن پر قسام و قباض و متصرف ہو رہا تھا۔ اور عزیز کے نام کا خطبہ پڑھ رہا تھا اسکی موجودگی میں ابو محمود کی کچھ بیش نہ گئی۔ قسام پرستور کسی حکومت پر متمکن رہا اسی اشار میں ابو ثعلب بن حمدان والی موصل عضد الدولہ سے شکست کھا کے دمشق کی طرف آیا قسام نے اسکو اس خیال سے کہ مبادا یہ خود خواہ حکم عزیز یا دینیک دہنیگا بن سے شہر پر قبضہ نہ ہو جائے دمشق میں داخل ہونے دیا اس باعث سے مایہ بن ابوالغلب اور قسام کے ناصانی پیدا ہو گئی اور نوبت جدال و قتال کی پہنچ گئی۔ بالآخر ابو ثعلب طبریہ چلا گیا اسکے بعد عزیز کا لشکر کبیر گروہی سپہ سالار فضل دمشق آہنچا۔ اور قسام پر دمشق میں محاصرہ ڈال دیا۔ مگر اتفاق کچھ ایسا پیش آیا کہ یہ لشکر بے نیل مرام عزیز کے پاس چلا گیا تب عزیز نے ۳۶۵ھ میں ایک دوسری فوج بسر کر دی سلیمان بن جعفر بن فلاح دمشق روانہ کی۔ سلیمان نے دمشق کے باہر پڑاؤ کیا۔ قسام نے اپنے آدمیوں کو اشارہ کر دیا انہوں نے لڑ کر سلیمان کو اس مقام سے جہانکہ اس نے پڑاؤ کیا تھا ہٹا دیا۔

انہیں دنوں مفرج بن جراح امیر نبی طے اور کل عرب سرزمین فلسطین میں مقیم رہے۔ انکی جماعت اور نیز شوکت و شان بڑھ گئی تھی۔ قرب و جوار کے سرزمین شہرون کو قتل و غارتگری سے پامال کر رہے تھے عزیز نے ایک لشکر انکی سرکوبی کو بسر افسری اپنے سپہ سالار بلبکین ترکی کے روانہ کیا چنانچہ یہ لشکر کوچ و قیام کرتا ہوا رملہ کی جانب روانہ ہوا۔ قبیلہ قیس کا ایک گروہ کشیر اسکے لشکر میں آ ملا بعد ازاں مفرج بن جراح اور بلبکین سے ٹھہر بیٹھ ہوئی بلبکین نے چند دوسنہ فوج کو پہلے سے کینگاہ میں بیٹھا رکھا تھا مفرج کو اس وجہ سے ہزیمت ہوئی۔ بہاگ کر انطاکیہ پہنچا۔ والی انطاکیہ نے اسکو پناہ دے دی اس عرصہ میں بادشاہ روم نے قسطنطنیہ سے بلاد شامیہ کی جانب خروج کیا۔

مفرج کو اس سے خطرہ پیدا ہوا۔ پھر خادم سیف الدولہ والی حص کو اس واقعہ سے مطلع کر کے امداد طلب کی۔ پھر نے مفرج کی استدعا منظور کر لی اور کہا حقہ اسکی مدد کی۔

بعد اسکے بلتکین نے دمشق کی جانب رخ کیا اور قشام سے یہ کہلا ہیجا کہ میں کسی غرض سے نہیں آیا حص اصلا ح عال شہر کی وجہ سے آیا ہوا ہوں۔ قشام کے ساتھ حبیش بن صمصامہ ہمشیرہ زادہ ابو محمود بھی دمشق ہی میں موجود تھا۔ بعد ابو محمود کے سند حکومت دمشق اسکیو مرحمت ہوئی تھی۔ غرض قشام شہر دمشق سے نکلے بلتکین کے پاس آیا بلتکین نے اسکو مع اسکے ہمراہیوں کے شہر کے باہر قیام کرنے کو کہا۔ اس سے قشام کو خطرہ پیدا ہوا فوراً شہر کی جانب لوٹ کھڑا ہوا اور لڑائی کی تیاری کر دی۔ خم ٹھونک ٹھونک کے دونوں حریف میدان جنگ میں آگئے اتفاق یہ کہ اس معرکہ میں قشام کے ہمراہیوں کو ہزیمت ہوئی۔ بلتکین نے اطراف شہر میں داخل ہو کے قتل و غارتگری کا بازار گرم کر دیا مکانات میں آگ لگا دی۔ اہل شہر نے گہرا کر بلتکین سے امن کی درخواست کرنے کی راے قایم کی اور اسی غرض سے اسکی خدمت میں حاضر ہونے کی اجازت طلب کی بلتکین نے ان لوگوں کو حاضری کی اجازت دے دی قشام کو اس واقعہ کی اطلاع ہوئی سنتے ہی بدحواس ہو گیا مگر چار کار کچھ نہ تھا۔ اہل شہر نے بلتکین کی خدمت میں حاضر ہو کے اپنے لئے اور نیز قشام کے لئے امن حاصل کر لی۔ ہنگامہ کارزار فرو ہو گیا۔ خلافت اپنے اپنے مکانات میں آ آ کے آباد ہوئی۔ بلتکین نے اپنی جانب سے خطب نامی ایک امیر کو شہر کی حکومت پر مامور کیا۔ چنانچہ خطب محرم ۳۷۷ میں امارت کا جھنڈا لئے ہوئے شہر میں داخل ہوا۔ اسکے دوسرے ہون قشام کسی خیال سے روپوش ہو گیا۔ بلتکین کے ہمراہیوں نے قشام اور انکے مصاحبوں کے مکانات لوٹ لئے قشام نے یہ خیال کر کے کہ اب جانبری دشوا

ہے اپنے کو بلیکین کے دربار میں حاضر کر دیا اور معذرت کی بلیکین نے
اسکی معذرت قبول کر لی اور اسکو بغیرت اور احترام مصر روانہ کر دیا
عزیز نے اپنی بیوی فاضیہ و رحمہ دلی سے اسکو بھی امن عنایت کی۔

پچوڑ جو کہ سیف الدولہ کا خادم اور اسکی جانب سے حمص کا گورنر تھا اُن
دونوں جبکہ دمشق عزیز اور قسام کی فوجوں کا میدان کارزار بنا ہوا تھا حمص سے

عزیز کے لشکر کو رسد و غلہ پہنچ رہا تھا اور اپنی اس حق خدمت کی اطلاع عزیز
کو دیتا جاتا تھا۔ بعد ان واقعات کے ستمگرہ مین ابوالمعالی اور پچوڑ مین

چل گئی۔ پچوڑ نے عزیز سے اسکی شکایت کی عزیز نے ابوالمعالی کی گوثالی
اور اسکو حکومت دمشق دینے کا وعدہ کیا اسی اثنا مین اتفاق یہ پیش آیا

کہ معتمد بیون نے مصر مین وزیر السلطنت ابن کلکس کے خلاف بغاوت کر دی
اور اُسکے قتل پر پُش گئے۔ اس ہنگامہ کے فرو کرنے کی غرض سے عزیز کو دمشق

سے بلیکین کے بلانے کی ضرورت محسوس ہوئی چنانچہ عزیز نے بلیکین کو دمشق سے
طلب فرمایا اور بجائے اسکے پچوڑ کو دمشق کی زمام حکومت سپرد کی۔

ماہِ رجب ستمگرہ مین پچوڑ علم حکومت لئے ہوئے دمشق مین داخل ہوا چونکہ
اسکو کسی ذریعہ سے یہ معلوم ہو گیا تھا کہ ابن کلکس وزیر السلطنت

عزیز کو منع کر رہا تھا کہ پچوڑ کو حکومت دمشق نہ بجائے اس عداوت و کینہ سے
پچوڑ نے دمشق مین داخل ہوتے ہی ابن کلکس کے اور دونوں اور اس کے

ہوا خواہوں کو پامال کرنا شروع کیا۔ تھوڑے دنوں بعد رعایا سے دمشق
کو بھی ایذا مین پہونچانے لگا۔ ابن کلکس کو اسکی جبر و گتگی موقع پانے کے

عزیز سے اسکی شکایت جڑ دی کہ پچوڑ والی دمشق بڑا متمرّد و سرکش ہو گیا
ہے ظلم و جفاکاری اسکا شیوہ ہو رہا ہے اگر معذول نہ کیا جائے گا تو صوبہ

دمشق ویران ہو جائے گا پس عزیز نے سترھویں ایک سال کے عظیم بدمعاشی
 منیر خادیم بکچور کو ہوش میں لانے کی غرض سے روانہ کیا روانگی کے بعد نزال والی
 طرابلس کو اسکی امداد کرنے کو لکھا۔ بکچور نے بھی اس واقعہ سے مطلع ہو کے
 گرد و نواح کے عرب کو جمع کر لیا اور آلات حرب سے ان کو مسلح کر کے حم ٹھونک
 کر میدان جنگ میں آگیا مگر پہلے ہی حملہ میں شکست کھا کے بھاگ کھڑا ہوا ادھر بکچور
 یہ خیال کر کے کہ مبادا نزال نہ آجائے اہل دمشق کے لئے امان حاصل کر کے
 رقبہ چڑا گیا اور اس پر مستولی و تصرف ہو گیا۔ ادھر منیر نے بھی دمشق میں داخل
 ہو کے کامیابی کے ساتھ قبضہ حاصل کر لیا۔ استقلال و استحکام سے حکمرانی
 کرنے لگا۔ اس واقعہ کے بعد بکچور نے دمشق سے رقبہ میں پہنچنے سے والدہ والی
 طلب سے محض کی حکومت کی درخواست کی سعد الدولہ نے کسی مصلحت سے اسکو
 منظور نہ کیا۔ اس بنا پر بکچور نے عزیز سے سعد الدولہ پر فوج کشی کرنے کی اجازت
 طلب کی عزیز نے بکچور کی درخواست منظور نہ کر کے فوجین عنایت کیں
 اور نزال والی طرابلس کو اسکی کمک اور امداد کرنے کو لکھ بھیجا۔ چنانچہ بکچور نے
 فوجوں کو مرتب کر کے سعد الدولہ پر چڑھائی کر دی۔ سعد الدولہ نے بھی مدافعت
 و مقابلہ کی۔ غرض سے فوجیں فراہم کر لیں اور طلب سے نکلے میدان جنگ میں
 آگیا نزال نے اپنے دل میں یہی ٹھان لی تھی کہ جس طرح سے ممکن ہو جنگ کے
 وقت بکچور کو مدد دی جائے۔ اسکو اس امر پر عیسیٰ بن نسطورس وزیر السلطنت
 نے اوبھارا تھا جو بعد ابن کلس کے قلعہ ان وزارت کا مالک ہوا تھا۔ انہیں
 دونوں عامل الظاہیہ نے بادشاہ روم سے امداد کی درخواست کی تھی اور
 اس نے ایک فوج کشیر التعداد اسکی کمک پر بھیج دی تھی۔ انحضرت نزال
 نے اپنے منصوبہ کے مطابق ان عربوں سے جو بکچور کے رکاب میں تھے معرکہ

جنگ نے وقت بھاگ جانے کی بابت سازش کر لی اور ان سے اس معاملہ کے انجام ہو جانے پر بڑے بڑے وعدے کئے۔ پس جبوقت دونوں فوجوں کا ٹکڑ بھٹک رہا تھا۔ پھر کو کسی ذریعہ سے اس سازش کی خبر لگ گئی مرنے پر کمر بستہ ہو کر بقصد سیف الدولہ حملہ آور ہوا اور لولوہ کبیر سیف الدولہ کے خادم کا ایک ہی وار سے کام تمام کر دیا سیف الدولہ نے لولوہ کبیر کو خاک و خون پڑھتا ہوا دیکھ کے پچھو رہے تھے کہ کیا پچھو شکست کھا کے بعض قبائل عرب میں جا چھپا اور دو چار روز کے بعد اپنی حالت درست کر کے سیف الدولہ پر پھر حملہ آور ہوا مگر پہلے ہی حملہ میں خود پچھو کے میدان جنگ پاؤں اکٹڑ گئے اور اتنا ردار وید میں مارا گیا۔ سعد الدولہ نے اس کے مال و اسباب کو ضبط کر کے رقبہ بجانب کوچ کیا اور اس پر قابض و متصرف ہو گیا پچھو کے لڑکوں نے عزیز کو اپنے باپ کے مارے جانے کا واقعہ لکھ بھیجا اور اس سے سعد الدولہ سے سفارش کرنے کی بابت تحریک کی۔ چنانچہ عزیز نے سعد الدولہ کے پاس پچھو کے لڑکوں کی سفارش کا خط بذریعہ ایک قاصد کے روانہ کیا اور یہ بھی تحریر کیا کہ پچھو کے لڑکوں کو میرے پاس مصد بھیجی بصورت اس حکم کے تعمیل نہ کرنے کے دہلی بھی دی تھی۔ سعد الدولہ نے ایک بھی نہ سنی عزیز کی سفارت کو نہایت جبری طور سے واپس کیا۔ عزیز نے طیش میں آ کے ایک حیدر الشکر کبیر افسری منجوتکین حلب کے محاصرہ کرنے کو روانہ کیا منجوتکین نے حلب پر پہنچے محاصرہ ڈال دیا ان دونوں حلب میں ابوالفضل ابن سعد الدولہ اور لولوہ صغیر خادم سیف الدولہ تھا ان دونوں نے سیل بادشاہ روم کی خدمت میں بعض استمداد سفارت بھیجی اگرچہ اس وقت یہ جنگ بلغاریہ میں مصروف تھا

مگر پھر بھی ابوالفضل کی سفارت پہنچنے پر والی انطاکیہ کو حلب کے محصوروں کی امداد کرنے کو لکھ بھیجا والی انطاکیہ اس حکم کے مطابق پچاس ہزار فوج لیکر حلب کے بچانے کو روانہ ہوا رفتہ رفتہ حبش عاصی پہنچا منجوتکین کو اس کی جنبہ لگ گئی حلب سے محاصرہ اٹھا کے کوچ کر دیا اثنیہ راہ میں اس سے اور رومیوں سے ٹھہریٹ ہو گئی۔ منجوتکین نے انکو شکست دے دی اور قتل و قید کر کے انطاکیہ کی طرف بڑھا اطراف انطاکیہ میں ہنگامہ نمونہ قیامت برپا ہو گیا۔

اسی زمانہ عین حاضری منجوتکین میں ابوالفضل اطراف حلب میں بغرض نہ راہی غلہ کل کٹا ہوا جس سے سید گرائی پیدا ہو گئی۔ جس قدر نہ راہم کر سکا نہ راہم کر لیا باقی جو رہ گیا اسمین آگ لگا دی۔ پس جب منجوتکین حصار حلب کو پہرہ واپس آیا اور سر کرنے کی غرض سے فوجوں کو حلب کے ارد گرد پیسلا دیا لولور صغیر نے ابو الحسن معمر بی کی خدمت میں پیام مصاحت بھیجا۔ شد انط صلح طے ہو جانے پر باہم صلح ہو گئی منجوتکین نے دمشق کی جانب مراجعت کی۔ عسیر کو اس واقعہ کی اطلاع ہوئی سخت برہم ہوا۔ اسی وقت منجوتکین کو محاصرہ حلب پر واپس جانے اور وزیر ابو الحسن (مغربی کے معزول کرنے کو لکھ بھیجا۔ براہ دریا رسد غلہ بھی روانہ کیا۔ چنانچہ منجوتکین نے نہر حلب کا محاصرہ کر لیا۔ اہل حلب نے بادشاہ روم کے پاس استمداد و استعانت کی غرض سے سفارت بھیجی اور اسکو اس سلوک کا معاذ دینے کا بھی وعدہ کیا۔ رومی بادشاہ نہایت عجلت سے فوجوں کو آرمہ کر کے حلب کی جانب روانہ ہوا لولور صغیر نے اس خیال سے کہ اسلامیوں اور اسلام کو اس سے سخت صدمہ اور نقصان پہنچ جائے گا منجوتکین کو بادشاہ

روم کے آنے سے مطلع کر دیا علاوہ برائین جاسوسوں نے بھی یہی خبر
منجوتکین تک پہنچا دی۔ منجوتکین نے مصلحتاً محاصرہ اٹھا لیا متعدد بازارین
محلہ این اور حمامات اشمار محاصرہ میں ویران و برباد ہو گئے
اسکے بعد بادشاہ روم حلب پہنچا۔ ابو الفضائل اور نولو و صغیر طے
کو آئے۔ دو چار روز قیام کر کے ملک شام کی جانب کوچ کیا حمص
اور شہر زکو مفتوح کر کے تخت و تاراج کر دیا۔ چالیس یوم تک طرابلس
کا محاصرہ کئے رہا۔ مگر کامیابی کی صورت نظر نہ آئی۔ مجبور ہو کر اپنے
ملک کو واپس گیا۔ ان واقعات کی خبر عزیز تک پہنچی۔ بید شاق گزرا۔
جہاد کا اعلان کر کے ۳۸۰ھ میں قاہرہ سے خروج کر دیا اتنے میں
منیر نے دمشق میں عزیز کے خلاف علم بغاوت بلند کیا۔ منجوتکین نے اس
مطلع ہو کے اس ہنگامہ کے فائدہ کرنے کو دمشق کی جانب قدم بڑھایا۔

اخبار روز راء معز لدین اللہ علوی والی افریقیہ و مصر کا وزیر
اسطنت یعقوب بن کس تھا اصلایہ یودی تھا پھر ایمان لایا۔ اشدیب
کے دور حکومت میں مصر کے انتظامی امور کا ایک یہ بھی منصب تھا
ابو الفضائل بن منرات نے اسکو ۳۵۰ھ میں معزول کر دیا اور کچھ زمانہ
بھی کیا۔ یعقوب اسکو ادا نہ کر سکا روپوش ہو گیا۔ بعد چندے مصر
سے معزب بہاگ گیا اور معز لدین اللہ کی دربار میں پہنچے رسوخ
حاصل کیا اور اسکے ساتھ ساتھ مصر آیا رفت رفتہ قلعہ ان
وزارت کا مالک بن گیا۔ دربار معز یہ میں اسکی بڑی عزت و توقیر تھی
بعد معز لدین اللہ کے عزیز بن معز لدین اللہ سر حکومت پر متمکن
ہوا اسنے بھی یعقوب کو بدستور عمدہ وزارت پر قائم و بحال رکھا تاکہ

سید حسین یعقوب نے وفات پائی عزیز نے مناز جنازہ پڑھائی تجھ سے
 ودفین میں شہد یک ہوا، اسکی طرف سے اسکا دین (ترضہ) ادا کیا
 اور اسکی مشغولہ خدمات کو یوں تقسیم کیا کہ عدالتی و انتظامی خدمت حسن
 عن از سر و ارکت کلمہ مرحمت ہوئی اور مالی خدمت عیسیٰ بن نسطورس
 کو سپرد کی گئی۔ اسی وقت سے دولت علویہ کی وزارت برابر اہل قلام
 کے قبضہ میں رہی اور یہ لوگ بڑے ذی رتبہ اور عظیم الشان تھے۔
 بمخلد انکے وزراء کے بارز ہی ہوا۔ یہ باوجود وزارت پناہ ہونے
 کے قاضی القضاۃ اور داعی الدعاۃ بھی ہوا۔ اس سے یہ درخواست کی گئی
 تھی کہ اسکا نام سکے پر مسکوک کیا جائے۔ اسنے اسکو نامنظور کیا
 اور بحیال اسکے کہ میں مجبور نہ کیا جاؤں غریب الوطنی اختیار کر لی۔
 مقام تنیس میں کسی نے مار ڈالا۔

ابو سعید نسری بھی دولت علویہ کا ایک نامور وزیر ہوا یہ پہلے یہودی
 ہوا مگر عہدہ وزارت پر پہنچنے سے مسلمان ہو گیا ہوا۔
 جرجانی بھی اسی سلسلہ کا ایک جلیل القدر شخص ہوا اسکو کسی امر
 کی بابت لکھنے کو منع کیا گیا ہوا اسنے اسکی تعمیل نہ کی اسپر حاکم نے اس کے
 ہاتھ کاٹنے کی قسم کھالی اور معزول کر دیا۔ مگر پہلے اسکے تیسرے
 روز عہدہ وزارت پر بحال کر دیا گیا۔ اور خلعت خوشنودی سے سرفراز
 و ممتاز ہوا۔

ابن ابی کدینہ نے تیرہ مہینے وزارت کی بعد از ان معزول ہو کر
 مار ڈالا گیا۔

ابو الطاهر بن باشا و وزیر السلطنت دیندار آدمیوں سے ہوا

اس نے وزارت سے استفادے کے جامع مصر میں گوشہ گزرتی اختیار کر لی۔ ایک روز رات کے وقت چپت پر سے گر کر مر گیا۔

وزیر السلطنت ابو القاسم بن مغربی آخری وزیر ہوا اسکے بعد بدرجیالی زمانہ حکومت خلیفہ مستنصر بن سیف الدولہ کے قلمدان وزارت کا مالک ہوا۔ اسکے دور دولت میں بدر نے بہت بڑے زور و شور سے وزارت کی اور اسکے بعد بھی یہی اسی حالت پر رہا جیسا کہ ان کے حالات کے ضمن میں بیان کیا جائے گا۔

قضاۃ کے حالات نعمان بن محمد بن منصور بن احمد بن جیون زمانہ حکومت

معز لدین اللہ علوی میں فیتر وان کا قاضی ہوا۔ جب معز مصر

میں آیا تو نعمان بھی اسکے رکاب میں تھا۔ مصر میں پہنچے معز لدین الدین نے

نعمان کو عہدہ قضا مرحمت کیا تا آنکہ اسے اسی عہدہ پر وفات پائی بجائے

اسکا بیٹا علی مامور ہوا۔ ۳۸۴ھ میں یہ بھی مر گیا تو عزیز نے اسکے بھائی ابو عبد اللہ محمد

کو عہدہ قضا پر مامور کیا۔ خلعت دی اور اپنے ہاتھ سے اسکے گلے میں

تلوار حائل کی۔ معز نے اسکے باپ سے اسی محمد کو مصر میں عہدہ قضا

دینے کا وعدہ کیا تھا۔ ۳۸۹ھ عہد خلافت حاکم میں اس نے بھی وفات

پائی۔ یہ شخص بہت بڑا جلیل القدر واکشیر الاحسان اور عدالت و افتاء

میں حیدر محتاط تھا اسکا زمانہ قضا خلافت کے لئے رحمت الہی کا ایک نمونہ تھا

بعد اسکے اسکا چچا زاد بھائی ابو عبد اللہ حسین علی بن نعمان عہد خلافت

حاکم میں عہدہ قضا سے سرفراز کیا گیا بعد چند ۳۹۴ھ میں مغرول

کر دیا گیا اور قتل ہو کر جلا دیا گیا۔ بعد اسکے ملکہ بن سعید القارقی مامور ہوا

تا آنکہ ۴۰۵ھ اطراف قصور میں حاکم نے اسکو سزا موت دی خلیفہ حاکم کی انکسور

مین اسکی بہت بڑی عزت تھی۔ امور سلطنت مین اسکو دخل تمام ہوتا اور خلوت و جلوت مین یہ خلیفہ حاکم کا ہمراز و مصاحب ہوتا۔ ملکہ کے مارے جانے پر احمد بن محمد بن عبد اللہ بن ابی العوام عہدہ فقہائے سرفراز کیا گیا۔ یہی شخص دولت علویہ کے آخری دور تک عہدہ فقہائے سرفراز قاضی کے متعلق دادرسی اور دعوت کی خدمت سپرد رہا کرتی تھی اور گاہے گاہے داعی الدعایہ کا عہدہ قاضی سے لے لیا جاتا ہوتا اور اس خدمت پر ایک دوسرا شخص مامور ہوا کرتا قاضی اُن عہدہ داران دولت سے ہوتا جو جمعہ اور عید دن مین خلیفہ کے ساتھ بوقت خطبہ دینے کے منبر پر چڑھاکرتے تھے۔

حاکم بامر اللہ کی خلافت ہم اوپر بیان کر آئے ہیں کہ عزیز نے ۳۸۱ھ مین حباد کا اعلان کیا ہوتا اور رومیوں پر حباد کرنے کی عرض سے فوجیں آراستہ کر کے خروج کر دیا ہوتا کوچ و قیام کرتا ہو بلبیس ہنچا۔ بلبیس مین ہنچکے ایسے چند امراض مین مبتلا ہوا کہ انہیں کے صدمہ سے آخری رمضان ۳۸۶ھ مین اپنی حکومت و خلافت کے ساڑھے گیارہ سال پورے کر کے مر گیا۔ بعد اسکے اسکا بیٹا ابو علی منصور سریر خلافت پر متمکن ہوا حاکم بامر اللہ کا خطاب اختیار کیا۔

ارجوان حنادم اسکے عہد حکومت مین بھی امور سلطنت کا منصرم اور اسپر مستولی و مقب ہوتا جیسا کہ اسکے باب عزیز کے عہد حکومت مین ہوتا اور ابو محمد حسن بن عمار ہر کام مین ارجوان کا رولیت و مشرک ہوتا۔ ارجوان محلہ رے شاہی مین حاکم کے ساتھ رہتا

لہ ابو علی منصور کی عمر بوقت تخت نشینی گیارہ سال کی تھی۔ تاریخ کامل ابن اثیر جلد ۹ صفحہ ۳۸ مطبوعہ لیدن

تھا اور ابو محمد حسن امور سلطنت کی نگہداری کر رہا تھا اس نے آہستہ آہستہ
 کل انتظامی اور مالی صیغوں پر قبضہ کر لیا ائین الدولہ کے لقب سے اپنے
 کو ملقب کیا۔ کتا مہ کی بن آئی رعایا کے مال و رعزت کو اپنی خواہشات نفسانی
 کا شکار کرنے لگے۔ منجوتکین کو یہیہ امر اور نیز ابو محمد کا کام میں پیش پیش
 ہونا ناگوار کر گزارا جو ان کو لکھ بھیجا کہ اگر تم میری موافقت کرو تو میں
 علم حکومت کے خلاف بغاوت کا جہت ڈال بند کردوں اور جو ان کا دل
 ابو محمد سے توپک ہی گیا تھا منجوتکین سے سازش کر لی۔ چنانچہ
 منجوتکین نے خود سری کا اظہار کر کے ایک فوج دمشق سے مصر
 کو روانہ کی جسکا سردار سلیمان بن جعفر بن فلاح تھا ابو محمد کو اسکی
 اطلاع ہوئی تو اس نے بھی مصری لشکر کو اس طوفان کے روک ہتھام
 کرنے کو روانہ کیا۔ مقام غسقان میں دونوں فوجوں کا مقابلہ ہوا ایک
 سخت خونریز جنگ کے بعد منجوتکین کو ہزیمت ہوئی۔ دو ہزار آدمی اس کے
 کھیت رہے اور خود بھی اشارہ دار و کسیر میں گرفتار کر لیا گیا اور
 پابزنجیدہ مصر بھیج دیا گیا۔ ابو محمد نے مصلحتاً مشرقی فوجوں کو ملائے
 کی غرض سے منجوتکین کو رہا کر دیا اور اپنی طرف سے ملک شام پر
 ابو تمیم سلیمان بن فلاح کتا مہ کو مامور کیا اس نے طب یہین پہنچے اپنے
 بہائی علی کو سند حکومت عطا کر کے دمشق بھیجا اہل دمشق نے علی کی فطری
 تسلیم نہ کی لڑنے پر آمادہ ہوئے۔ ابو تمیم نے اہل دمشق کے پاس اپنی
 سفارت بھیجی اور انکو سرکشی اور مخالفت کے عواقب امور سے ڈراتے
 ہوئے اپنے جاہ و جلال کی دھمکی بھی دی۔ اہل دمشق نے ڈر کر اطاعت
 قبول کر لی اور علی کی سرداری و حکومت تسلیم کر کے شہر نیاہ کے

دروازہ کھولے۔ علی نے شہر میں داخل ہوتے ہی دند محبادی خونریزی اور غارتگری کا بازار گرم کر دیا۔ سیکویت کیا کیا سیکویت کیا کیا۔ ابو تمیم کو اسکی جنہر لگی فوراً دمشق آ پہنچا اور اہل دمشق کو علی کے سبب غضب نجات دیکھنے والے کو دمشق سے طرہ ابلس کی حکومت پر تبدیل کر دیا اور

طرہ ابلس کے سابق حکمران حبیش بن مصمامہ کو معزول

حبیش نے معزولی کے بعد مصر کا راستہ لیا۔ تھوڑے دنوں کے سفر کے بعد مصر میں داخل ہوا۔ ارجوان کے پاس آمدورفت شروع کی۔ حبیش اور ارجوان نے متفق ہو کے یہ رائے قایم کی کہ ابو محمد اور کل سردارانِ کتامہ کو جو اسکے مصاحب و مشیرین جس طرح سے ممکن ہو مملکت مصر سے نکال دینا چاہا۔ اس سازش میں شکرہ خادم عضد الدولہ بھی شریک تھا۔

شکرہ عضد الدولہ کا خادم خاص تھا بعد وفات عضد الدولہ وادبار شرف الدولہ برادر عضد الدولہ مصر چلا آیا تھا اور عزیز کے دربار میں پھنکے ایک قسم کا رسوخ پیدا کر لیا تھا۔ اسی تعلق سے یہ ارجوان اور حبیش کے ساتھ رہا کرتا تھا۔

اتفاق سے ابو محمد کو اس سازش کی اطلاع ہو گئی۔ اسنے بھی ارجوان وغیرہم اپنے مخالفین کے زیر کرنے کی تدبیریں شروع کر دیں۔ جاسوسوں نے ارجوان تک خیر نہ پہنچا دی پر کیا تھا و نون فریق میں فتنہ و فساد کی آگ مشتعل ہو گئی مشرقی اور مغربی فوجوں نے تلواریں نیام سے کھینچ لیں۔ کشت و خون شروع ہو گیا۔ اس معاہدہ میں مغربیوں کو ہزیمت ہوئی۔ ابو محمد بنجوف جان روپوش ہو گیا۔ ارجوان نے عالم کی خدمت میں حاضر ہو کے

کل واقعات عرض کئے اور اسکو سریر خلافت پر جلوہ اندوز کر کے اسکی خلافت و حکومت کی دوبارہ بیعت لی۔

تجدید بیعت کے بعد ارجوان نے سپہ سالاران دمشق کو ابویہم کی گرفتاری کی بابت ایک خفیہ تحریر بھیج دی کسیکو کانون کان جنسہ نہوئی سپہ سالاران دمشق اور اہل شہر نے دفعۃً پورش کر کے ابویہم کے گمبار اور خزانہ کو لوٹ لیا۔ کتابہ کی خونریزی شروع ہو گئی۔ قتلہ و فساد کا دروازہ کھل گیا ایک مدت تک دمشق میں اس فساد کی آگ مشتعل رہی عوام الناس اور بازاری امور سلطنت پرستولی ہو گئے۔

بعد اسکے ارجوان نے ابومحمد کی تقصیر معاف کر دی دربار شاہی میں حاضر ہوئے کی اجازت دے دی اور اسکی تنخواہ معتد رک کر کے بدستور قدیم مکان میں قیام کرنے کا حکم دیا۔

انہیں واقعات کے اثناء میں اہل شام میں لغاوت پھوٹ نکلی۔ اہل صوبہ باغی ہو گئے ایک ملایح قلاق نامی کو اپنا امیر بنالیا۔ مفرج بن غفل بن جراح نے بھی علم خلافت کی اطاعت سے انحراف کر کے خود سری اختیار کر لی۔ رملہ میں پہنچے قتل و غارت گری شروع کر دی۔ دوقس بادشاہ روم بھی جو ایسے مواقع کا منتظر اور حکومت اسلامیہ کا قدیمی رقیب تھا قلعہ اقامیہ پر چڑھ آیا اور اسکا محاصرہ کر لیا۔ ارجوان نے ان واقعات سے مطلع ہو گئے ایک عظیم فوج کو بدمشری عبیش بن مصمامہ رملہ کی جانب روانہ کیا اور دوسری فوج کو بدمشری ابوعبداللہ حمین بن ناصر الدولہ بن حمدون صومری طرف بڑھنے کا حکم دیا۔ چنانچہ ابوعبداللہ نے صور کے قریب پہنچ کر بریہ اور حبسری لڑائی شروع کر دی۔ قلاق نے بادشاہ روم سے امداد

طلب کی بادشاہ روم نے ایک بیڑہ جنگی کشتیوں کا قلاقہ کی کمک پر بھیجا
 بہت بڑی خونریزی کے بعد اسلامی بیڑہ کو فتحیابی نصیب ہوئی۔ رومی
 شکست کھا کے بھاگے اہل صوبے نے بھجوری گردن اطاعت جبکا دی
 ابو جہد اللہ نے صور پر قبضہ کر کے قلاقہ کو گرفتار کر لیا اور پانچ سو ایک
 دستہ فوج کی حراست میں مصر روانہ کر دیا۔ مصر میں پہنچنے کے بعد
 قلاقہ کی کمال کینچ لیگی اور صلیب پر چڑھا دیا گیا۔

جیش بن صمصامہ معمر بن قحفل کی سرکونی کو رملہ بھیجا گیا بہت
 معمر بن یحییٰ کے جیش کے مقابلہ سے بھاگ کھڑا ہوا۔ جیش کوچ و
 قیام کرتا ہوا دمشق پہنچا۔ اہل دمشق ملنے کو آئے جیش بعزت و احترام
 ان لوگوں سے ملا ان کے ساتھ احسانات کئے۔ انکے تکالیف رفع کی اور
 ہمدردان سے انامیہ کی جانب کوچ کیا جہاں پر کہ دوقش بادشاہ
 روم نے اپنے لشکر کے پٹاؤ کئے ہوئے تھا اور بلاد اسلامیہ کو پامال کر رہا تھا۔ اتفاقاً
 پر عساکر اسلامیہ اور رومی لشکر سے صف آرائی ہوئی۔ اولاً جیش اور اسکے
 ہمراہی شکست کھا کے بھاگے صرف بشارت اختیدی بن فرارہ
 پندرہ سو سواروں کے ساتھ میدان جنگ میں بٹیرا ہوا اڑتا رہا۔ اور
 دوقش بادشاہ روم اپنے جہنڈے کے نیچے مع اپنے لڑکوں اور چند
 غلاموں کے کھڑا ہوا رومیوں کی قتل و غارتگری اور مسلمانوں کی پامالی
 دیکھ رہا تھا اختیدی کے ہمراہیوں میں سے ایک کردی لوہے کا ٹھوس ہونہ
 لئے ہوئے دوقش کی جانب چلا دوقش نے یہ خیال کر کے کہ شاید یہ امن
 حاصل کرنے کی غرض سے آ رہا ہے اپنی حفاظت نہ کی کردی نے تیرپہنچے
 دوقش پر حملہ کر دیا اور پہلے ہی حملہ میں اسکو مار ڈالا۔ دوقش کے

مارے جانے سے رومی لشکر ہباگ کھڑا ہوا اور حبیش کی فوج نے جو میدان جنگ سے گھونگھٹ کھا گئی تھی پہرے لوط پڑی اٹھا کیہ تک قتل و قید کرتی اور ان کے مال و اسباب کو لوٹتی ہوئی چلی گئی۔

اس فتحیابی کے بعد حبیش نے دمشق کے باہر ایک میدان میں قیام کیا کسی مصیحت سے دمشق میں نہ گیا۔ نوجوانان دمشق کے سرداروں کو جو بانی مہمانی تنہا گامہ کے ہوئے تھے طلب کر کے اپنی مصاحبت کا اعزاز عنایت کیا اور انہیں مین سے ایک گروہ کو اپنا حاجب بھی بنایا۔ روزانہ ان لوگوں کے لئے نفیس نفیس کھانے پکواتا اور کمال دریا دلی سے ان کو معہ ان لوگوں کے جو ان کے ساتھ ہوئے کھلاتا تھا۔ اسی طریقہ سے ایک زمانہ گزر گیا۔ بعد چنڈے ایک روز جب یہ لوگ کھانے کے کمرے میں گئے اپنے غلاموں کو اشارہ کر دیا انہوں نے دروازے بند کر کے تلواریں نیام سے کھینچ لیں اور ان لوگوں کے جان و تن کا فیصلہ کرنے لگے تقریباً تین ہزار آدمی مارے گئے۔ ان لوگوں کے مارے جانے سے حبیش کے قلب کو اطمینان حاصل ہوا۔ مع اپنی فوج کے دمشق میں گیا اور اسکا چکر لگا کے شہر فاروروسا شہر کو دربار میں حاضر ہونے کی اجازت دی۔ جب وہ لوگ دربار میں آگئے تو ان لوگوں کے روبرو نوجوانان دمشق کے سرداروں کے قتل کروایا اور انہیں شہر فاروروسا شہر کو بطور وفد کے مصاحب کی طرف روانہ کیا۔ اس سے فتنہ و فساد کی آگ جو مدت مدید سے مشتعل ہو رہی تھی سرد ہو گئی لوگ امن و امان سے اپنے اپنے مکانات میں رہنے لگے۔

ان واقعات کے چند دنوں بعد حبش نے بعارضہ بواسیر وفات پائی بجائے اسکے اسکا بیٹا محمود بن حبش دمشق میں حکمرانی کرنے لگا۔ حبش کی وفات سے ارجوان کے بازو کمزور پڑ گئے سیل بادشاہ روم سے نامہ فرمایا م کر کے دس برس کے لئے مصالحت کر لی۔ اور ایک فوج برقعہ اور طرہ ابلس غرب کے مفتوح کر کے کوروانہ کی چٹانچہ اس فوج نے ان دونوں مقامات کو بہرور تیغ فتح کر لیا۔ ارجوان نے ان کی حکومت پر یاسن صقلی کو متعین کیا۔

چونکہ ارجوان کو حاکم والی صمد کی مزاج میں درخور زیادہ پیدا ہو گیا تھا۔ سپاہ و سفید جو چاہتا تھا کر گزرتا تھا اور یہ امر اب حاکم کو نامطبوع و نا پسند معلوم ہونے لگا۔ نتیجہ اسکا یہ ہوا کہ ۳۹۹ھ میں حاکم نے ایک الزام عیا لگا کے ارجوان کو سزائے موت دیدی۔

ارجوان ایک خواجہ سرا تھا اور قدرتی مخنث تھا اسکا وزیر فہ بن ابراہیم نصرانی تھا حاکم نے بعد قتل ارجوان فہ کو اپنے قلمدان وزارت کا مالک بنایا۔ بعد چندے حسین بن عمار کو بعد ازان حسین بن جوہر سپہ سالار افواج کو بھی قتل کر ڈالا۔ یہ خبر پاکے کہ حسان بن مہرج طائی اطراف حلب میں لوٹ مار کر رہا ہے چند فوجیں بصرہ منسری یا خشکین حلب کی طرف روانہ کیں جو قوت یہ فوجیں غزہ سے عسقلان کی جانب بڑھیں۔ حسان اور اسکے باپ مہرج نے دفعۃً اون پر حملہ کر دیا۔ یا خشکین اور اس کے رکاب کی فوج کو ہزیمت ہوئی۔ یا خشکین کے ہمراہیوں میں سے کشیر القعد آدمی کام آئے۔ حسان نے عسقلان کے قریب وجوار کو تخت و تاراج کیا رملہ پر قابض ہو گیا۔ فوجی قوت بھی بڑھالی۔ اور ابو الفتح

حسن بن جعفر (علوی حسنی) امیر کو مکہ معظمہ سے طلب کر کے خلافت و امارت کی بیعت کی امیر المومنین کے لقب سے مخاطب کر کے لگا پھر حاکم نے حسان اور مفسر ج کو بحکمت عملی نامہ و پیام بھیجے ملا لیا چنانچہ ان لوگوں نے ابوالفتح کو مکہ معظمہ واپس کر دیا اور بدستور قدیم حاکم کا عاشیہ اطاعت اپنے دوش پر لے لیا ابوالفتح نے ہی مکہ معظمہ میں پہنچے حاکم کے نام کا خطہ پڑھا اور اسکے علم حکومت کا مطیع ہو گیا حاکم نے ان لوگوں کی متحدہ قوت کے ٹوٹنے کے بعد اپنی فوجوں کو اس پر دنگی علی بن جعفر بن فلاح شام کی جانب روانہ کیا۔ علی نے سب کے پہلے رملہ پر چڑھائی کی۔ حسان بن مفسر ج مقابلہ نہ کر سکا نہرت کھا کے بھاگا۔ علی نے ان شہزادوں پر قبضہ کر کے اسکے مال اسباب کو لوٹ لیا اور نیز ان کل قلعہات پر جو جبل شرات میں حسین کے قبضہ میں تھے قبضہ کر لیا۔ ماہ شوال ۳۹۹ھ میں ترب و جوار کے شہزادوں کو فتح کرتا ہوا دمشق پہونچا اور اسپر ہی کامیابی کے ساتھ قابض و متصرف ہو گیا۔ مفسر ج اور اسکا بیٹا حسان نقترب یا دو برس تک سجالت رفتہ و فاقہ ادھر ادھر مارا پھرا۔ تا آنکہ مفسر ج نے اسی حالت میں انتقال کیا۔ حسان کی رہی سہی توانائی جاتی رہی کبھی اگر حاکم والی مصر سے امن کی درخواست کی حاکم نے اسکو امن دی اور جاگیر بھی مرحمت کی۔ تھوڑے دنوں بعد حسان بطور وند حاکم کے دربار میں حاضر ہوا حاکم نے اسکی عزت افزائی کی اور جائزہ مرحمت کیا۔

خروج البورکوه | البورکوه کی نسبت یہ گمان کیا جاتا ہے کہ اسکا نام ولید

سخت ہشام بن عبد الملک بن عبد الرحمن اموی تاجدار اندلسیہ عظمیٰ کا
 بیٹا سخت جہوقت منصور بن ابی عامر اندلسیہ عظمیٰ پرستی ہو گیا اور
 شاہزادگان بنو امیہ کو ڈھونڈھ ڈھونڈھ کر قتل کرنے لگا اس
 وقت یہ ابورکوبہ جبکی عمہ غالباً بیس برس کی رہی ہوگی بخوف جان
 چھپ کر قیس روان بھاگ گیا اور وہیں پرچندے ٹیسے اہوا لڑکون
 کو پڑھا تا رہا بعد ازاں مصر چلا آیا۔ اور حدیث کی کتابت شروع
 کر دی یہ بیان سے بھی برداشتہ خاطر ہو کر مکہ مکین ہوتا ہوا شام پہونچا
 اور اپنے باپ ہشام کے لڑکون مین سے قاسم کی امارت کی ترغیب
 دینے لگا

اسکی کنیت ابورکوبہ اس وجہ سے ہوئی کہ یہ صوفیوں کی عادت
 کے مطابق کوزہ آب اپنے ہمراہ رکھتا تھا۔

شام مین تھوڑے دنوں قیام کر کے پھر اطراف مصر
 مین واپس آیا اور بلال بن عامر کے بادیہ مین بنی قریظہ کے پاس مقیم ہوا
 لڑکون کو قسطنطین کی تعلیم دیتا اور لوگوں کی امامت کرتا تھا۔ اس حالت
 سے ایک مدت گزر گئی جب بنی قریظہ سے مراسم اتحاد پیدا ہو گئے
 تو جو کچھ اسکے دل مین تھا اسکو ظاہر کر کے قاسم کی امارت و حکومت
 کی دعوت دینے لگا چونکہ عالم بامراشد علوی نے ہر طبقہ کے آدمیوں پر قتل و
 عنارت کا ہاتھ صاف کرنا شروع کر دیا تھا امراء و شرفاء
 اور روسا ملک و ملت تنگ آ گئے تھے بنی قریظہ کے ایک گروہ کو بھی
 بوجہ انکے فتنہ و فساد کے قتل کر کے جلا دیا تھا۔ اسوجہ سے ان لوگوں
 نے ابورکوبہ کے کہنے کو بسر و چشم تسلیم کیا اور اسکے مطیع و منقاد ہو گئے

اسکے ہاتھ پر بیعت کر لی۔ انہیں اور لوآتہ، مزاتہ اور زنا تہ مین جو ان کے
 ہمہایہ تھے لڑا سب ان تھیں مگر ان سبھوں نے ان لڑائیوں کو
 بالائے طاق رکھ کے بالاتفاق ابورکوبہ کے علم کی اطاعت کرتی تھی
 نیال والی برتہ نے حاکم علوی والی مصر کو اس کی اطلاع کی
 حاکم نے ان لوگوں سے متعہ رض نہونے کو لکھ بھیجا۔ بعد اسکے
 ان لوگوں نے مجتمع ہو کے برتہ پر چڑھائی کر دی۔ والی برتہ
 سے اور ان سے زما وہ مین صف آرائی کی دبت آئی۔ اتفاق یہ کہ
 والی برتہ کو اس معرکہ مین ہزیمت ہوئی سارا مال و اسباب اور
 آلات جنگ اس کے لوٹ لئے گئے اور اثنار دار و گیسر مین
 خود بھی مار ڈالا گیا۔

ابورکوبہ نے اس کامیابی کے بعد داد و ہش اور عدل
 گتری شروع کر دی۔ حاکم کو اس ہزیمت کی خبر لگی تو اسکے
 بھی ہوش درست ہو گئے اپنے سپاہیوں اور عمال کو جو روتھدی
 اور قتل و غارتگری کی مانعت کر دی اور ایک قلیل مدت مین پانچ ہزار
 سواروں کو مرتب و مسلح کر کے بدمصری ابوالفتوح فضل
 بن صالح سپہ سالار کے ابورکوبہ کی سرکوبی کو روانہ کیا
 ابوالفتوح منزل بمنزل سفر کرتا ہوا ذات الحجام تک پہونچا
 ذاب الحجام اور برتہ مین دو منزل کی مسافت تھی مگر یہ
 مسافت نہایت دشوار گزار تھی پانی کا کمن نام و نشان نہین ہوتا۔
 ان منزلوں مین نہ دریا ہوتا اور نہ نہر۔ کنوؤں مین بدقت تمام
 بہت دور پانی نکلتا ہوتا اور وہ بھی قلیل۔ ابورکوبہ نے یہ سب

کہ ابو الفتح پانچ ہزار سواروں کی جمعیت سے آرہا ہے اپنے
 ایک سپہ سالار کو حکم دیا کہ دونوں منزلوں کے کنوون کا پانی اس
 قدر نکال لو کہ وہ عدم کے حکم میں ہو جائیں سپہ سالار مذکور
 نے اس حکم کی کمال استعداد سے تعمیل کی بعد ازاں ابورکوہ
 نے جس وقت کہ حریف حملہ آور اس دشوار گزار منزل میں آگیا
 مدافعت و مقابلہ کی غرض سے اپنی سپاہ کو مرتب کیا اور اس میدان
 میں آہونچا جہاںکہ شدت تشنگی سے ابو الفتح اور مصری فوج کا برا
 حال ہو رہا تھا۔ ابورکوہ کی فوج حریف مقابل سے بہتر
 لگی ابورکوہ کھڑا ہوا جنگ کا تماشہ دیکھ رہا تھا کہ ناگاہ کتاہ کے
 ایک گروہ نے حاضر ہو کے اطاعت کی گردن جکا دی ابورکوہ نے
 امن دی اور اپنے لشکر میں داخل کر لیا۔ اس سے حاکم کالت کہت
 بے سرو سامانی سے ہزیمت اٹھا کر مصر کی جانب بھاگا ہزار ہا
 آدمی مارے گئے۔ ابورکوہ منظم و منصور برقت واپس آیا۔ اور
 متعدد فوجیں بشنوں مارنے اور غارتگری کرنے کو بھیجا اور سرزمین
 مصر کی جانب روانہ کیں۔ حاکم کو اس واقعہ سے حیدر مدد نہ ہوا خود
 کردہ پرچہ پیتا یا ادھر اس نے فوجیں آراستہ کر کے علی
 بن صلاح کو امیر بنا کے ابورکوہ کے سر کرنے کو بھیجا ادھر
 اہل مصر نے درپردہ ابورکوہ کو لکھ بھیجا کہ ہم لوگ حاکم کے جور و تعدی
 سے تنگ آگئے ہیں اپ مصر پر حملہ کیجئے ہم لوگ ساتھ دینے کو تیار ہیں
 منجملہ ان لوگوں کے جنہوں نے اس قسم کی خط و کتابت ابورکوہ سے کی تھی حسن
 بن چہرک بڑا نجیب تھا ابورکوہ اس اندرونی حالت سے مطلع ہو کے برقم

سے صید کی جانب بڑھا۔ حاکم نے یہ خبر پا کے اپنے ممالک محروسہ کی کل فوجیں طلب کر لیں اور ان کو سامان جنگ عطا کر کے ابورکوہ کے مقابلہ پر روانہ کیا۔ اس فوج میں علاوہ عرب کے سولہ ہزار جنگ آور تھے فضل بن عبد اللہ اسکا افسر اعلیٰ تھا۔ سب کے پہلے بنی قریظہ سے صف آرائی کی نوبت آئی۔ اس معرکہ میں بنی قریظہ کو ہزیمت ہوئی ان کے سردار ون مین سے عبد العزیز بن مصعب، رافع بن طمراد اور محمد بن ابی بکر مارے گئے۔ بعد اس کے فضل نے اپنی حکمت عملیوں سے سرداران بنی قریظہ کو ملانا شروع کیا اس میں بھی اسکو کامیابی حاصل ہوئی چنانچہ ماضی بن مقرب نے جو بنی قریظہ کا سربراہ آورده سردار تھا سازش کر لی۔ اتنے میں علی بن فلاح بھی آگیا اسنے ایک دستہ فوج فیوم کی طرف روانہ کیا بنی قریظہ نے اس پر حملہ کر کے اسکو پساکر دیا۔ حاکم نے مصر سے ایک تازہ دم فوج اس ہزیمت خوردہ لشکر کی کمک کو روانہ کیا۔ ابورکوہ نے اس سے مطلع ہو کے اس امدادی فوج کو روکنے کی غرض سے ہرین کی جانب کوچ کیا اور اسی دن لوٹ بھی آیا ماضی نے فضل کو اسکی خبر کر دی اس نے بھی جنگ و مقابلہ کرنے کی غرض سے قیوم کی جانب کوچ کیا اسنے براہ میں مقام راس برکہ پر دونوں سریفوں کا مقابلہ ہو گیا ابورکوہ کی فوج میدان جنگ سے گھونگھٹ کھا گئی بنی کلاب و عیمر ہم فضل سے امن حاصل کر کے ابورکوہ سے علیحدہ ہو گئے۔ علی بن فلاح تو میدان کارزار سے اپنے لشکر گاہ میں واپس آیا اور فضل ابورکوہ کی تلاش و تعاقب میں بڑھا ماضی نے پہلے بنی قریظہ کو دم بٹٹی دے کے ابورکوہ کی ہمرہی سے

علیؑ کو دیا بعد وہ خود بھی ابور کو ہ کو یہ سمجھا کے کہ تم اب نوبہ میں جا کے
 اپنی جان بچاؤ علیؑ وہو گیا۔ ابور کو ہ بحال پریشان نوبہ کے ایک
 قلعہ پر پہنچا اہل قلعہ نے قلعہ میں داخل ہونے سے روکا ابور کو ہ نے کہا
 میں خلیفہ حاکم بامر اللہ کا قاصد ہوں والی قلعہ پاس پیام لایا ہوں اہل قلعہ
 نے جواب دیا ہم بادشاہ نوبہ سے تمھاری بابت دریافت کر لیں تو قلعہ میں
 آنے کی اجازت دین ابور کو ہ یہ سنکے دروازہ قلعہ پر ٹیٹ گیا اہل قلعہ نے
 اسکی حراست کا انتظام کر کے بادشاہ کو اس واقعہ سے آگاہ کیا۔ بادشاہ
 نوبہ اس وقت ایک صغیر السن لڑکا تھا جو اپنے باپ کے انتقال کے بعد
 سریر حکومت پر متمکن ہوا تھا۔ شدہ شدہ فضل کو اس کی خبر لگ گئی
 فضل نے بادشاہ نوبہ کے پاس اپنی سفارت بھیجی ابور کو ہ کو اس سے طلب
 کیا۔ چنانچہ بادشاہ نوبہ نے ابور کو ہ کو شجرہ بن مینا اپنے سردار
 صوبہ دار کے پاس بھیج دیا اور یہ لکھ دیا کہ اسکو حاکم بامر اللہ کے نائب کو دیدہ
 بس شجرہ نے ابور کو ہ کو فضل کے سفیر کے جوالہ کر دیا۔ فضل نے اسکے
 لئے ایک خیمہ علیہ نصب کرایا اور دوسرے دن سوار کرا کے مصر
 روانہ کر دیا۔ مصر پہنچنے پر حاکم نے اونٹ پر سوار کرا کے سارے شہر
 میں اسکی تشہیر کرائی بعد ازاں قتل کرنے کی غرض سے قاہرہ کے
 باہر لے جانے کا حکم دیا مہنو قتل میں نہ پہنچے پایا تھا کہ اسکا طاہر روح قفس غصری
 چوڑ کر پرواز کر گیا۔ پھر بھی سراوتار کرا اسکی نعش کو صلیب پر چڑھایا
 یہ واقعات ۳۹۷ھ کے ہیں۔

حاکم نے اس حسن خدمت کے صلہ میں فضل کی کمال عزت افزائی کی
 مدارج علیا پر پہنچا یا بعد ازاں کسی بات پر ناراض ہو کر قتل کر ڈالا۔

بقیہ اخبار حاکم [حاکم بامر اللہ کے عہد حکومت کا ناظم و مدبر بن عمارت

جو کلام کا سردار اور پشت پناہ تھا جیسا کہ ہم اوپر بیان کر آئے ہیں اور ارجوان خادم اسکے ناک کا بال ہو رہا تھا۔ خادمان خلافت پناہی اور کتا میوں میں ایک مدت سے رقابت اور باہم چشمک چلی جاتی تھی بسا اوقات یہ بخش و کشیدگی جدال و قتال کی صورت اختیار کر لیا کرتی تھی۔ چنانچہ ۳۸۵ھ میں عربیوں اور خادموں میں جل گئی اور دوسرے حسن سوار ہو کر آمادہ جنگ و پیکار ہوا اور دوسرے ارجوان۔ دونوں حرلیت میں سخت لڑائی ہوئی۔ آخر کار دونوں حرلیت قتل و خونریزی سے رک گئے حسن معزول کر دیا گیا۔ ساری عزت و توقیر خاک میں مل گئی خانہ نشین ہو گیا اور ارجوان امور سلطنت کا نظم و نسق کرنے لگا۔ کاتب بن ہر بن ابراہیم کو دادری کی خدمت سپرد کی گئی اور بجائے صندل کے برقع کی حکومت یانس افسر پولیس کو مرحمت ہوئی۔ اس اثنا میں ۳۸۹ھ کا دور آگیا اور ارجوان خادم قتل کر ڈالا گیا۔ زمام نظام حکومت سپہ سالار عبداللہ بن حسین بن جوہر کے قبضہ اقتدار میں دیکھی۔ کاتب بن ہر بدستور سابق اپنا مفوضہ کام کرتا رہا۔

۳۹۰ھ میں منصور بن بلکثین بن زیری والی افسر بقیہ کی دائرہ حکومت سے طرابلس نکال لیا گیا۔ عزیز کے خادموں میں سے یانس نامی ایک شخص مامور کیا گیا۔ جون ہی یانس وارد طرابلس ہوا منصور کے گورنر عضولہ بن بکار نے زمام حکومت یانس کے سپرد کر دی اور خود مع اپنے اہل و عیال اور مال و اسباب کے حاکم کی خدمت میں حاضر ہونے کو بل کھڑا ہوا بیان کیا جاتا ہے کہ عضولہ کے ساتھ سے زائد اہل کے پیچھے تیس چم

(لوٹریان) تین حکم نے اس بغزت اور احترام ملاقات کی قیام کے لئے محل سرار خاص میں جگہ عنایت فرمائی۔ جاگیرین اور وظائف معتمد کے پھر بعد چندے صوبہ دمشق کی سند حکومت عنایت فرما کے دمشق کی جانب روانہ کر دیا۔ مگر انوس ہے کہ عضولہ کی زندگی کا حکومت دمشق حاصل ہونے کے ایک برس بعد خاتمہ ہو گیا۔

۳۹۲ھ میں فلفول بن خرون منراوی نے حاکم والی مصر کو یہ اطلاع دی کہ طرابلس پھر منصور بن بلکیتین کے دائرہ حکومت میں داخل ہو گیا ہے۔ حاکم نے ایک عظیم فوج بصرہ فرسی بھیجے بن علی اندلسی طرابلس کی حمایت کو روانہ کیا۔

یہاں کا بھائی جعفر جو خلفاء عبیدین کی طرح زاب کا گورنر رہتا وہ اس سے پیشتر علم حکومت عبیدین سے متحرک ہو کے بنو امیہ کے ہوا خواہوں میں داخل ہو گیا تھا۔ چنانچہ یہ اور اسکا بھائی بھیجے اس وقت سے برابر حکمران بنو امیہ کی ہوا خواہی کرتے چلے آتے تھے تا آنکہ منصور بن ابی عامر نے کسی الزام میں جعفر کو قتل کر ڈالا اس وقت اسکا بھائی بھیجے مصر میں عزیز کے پاس چلا آیا اور اسکی خدمت میں رہنے لگا پس جب حاکم بامر الدکا دور حکومت آیا اور فلفول کی اطلاعی عرضداشت مشعر بن مضمون کہ اہل طرابلس نے منصور بن بلکیتین کی اطاعت پر قبول کر لی اور بار حکومت مصر میں پہنچے تو حاکم نے اسی بھیجے کو اس ہم کاسر دار بنا کے طرابلس کی جانب روانہ کیا جیسا کہ ابھی ہم اوپر بیان کر آئے ہیں

بنو شمر سے اور بھیجے سے مقام برقہ میں مقابلہ ہوا۔ بنو شمر

نے نیچے کی جماعت کو منتشر کر دیا یہ نیچے نے بمجبوری مسجد کی جانب
مراجعت کی اور یانس نے برقعے طرابلس کی طرف کوچ کیا۔
عضو لوہ والی دمشق کے انتقال کے بعد مفضل خادم ہامو کیا گیا اور مفضل کے بعد
علی بن فلاح نے زمام حکومت دمشق اپنے ہاتھ میں لی اور برقعہ کی حکومت
بعد یانس کے صندل اسود کو مرحمت ہوئی۔

۳۹۸ء میں بن جوہر وزیر صیغہ جنگ کسی وجہ سے معزول کر دیا گیا
امور سلطنت کا نظم و نسق صالح بن علی بن صالح رودباری کے سپرد ہوا۔
حسین کی بد افتبائی صرف معزولی ہی پر متنتی نہ ہوئی بلکہ اسکے تھوڑے
ہی دنوں بعد قتل کر ڈالا گیا۔ حسین کو قتل ہوئے زیادہ زمانہ گزرنے
پایا بہت کہ اسکا جانشین صالح بھی بارجیات سے سبکدوش کر دیا گیا۔
بجائے اسکے کافی بن نصیر بن عبدون سیاسی امور کا منصب
ہوا۔ پھر اس سے بھی بعد چندے زمام حکومت ملی کی ررعمہ بن عیسے بن
نسطورش حکمرانی کرنے لگا مگر اسکی وزارت اور دور حکومت کو بھی
استحکام حاصل نہوسکا وزارت کے تھوڑے ہی دنوں بعد معزول ہو کر
خانیشین ہو گیا تب ابو عبد اللہ حسن بن طاہر وزان قلمدان وزارت
کا مالک ہوا۔

ان سب تغیرات اور وزارت کی تبدیلیوں کا سبب یہ رہا کہ
حاکم بامر اللہ ایک متلون مزاج شخص تھا ظلم و جور کی بھی عادت تھی سخت گیر
اس درجہ تھا کہ اراکین سلطنت ہر وقت لرزان رہتے تھے۔ جو جراری وغیرہ
کے ہاتھ کٹوائے قتل کروایا۔ اکثر بخوف جان و آبرو شہر چھوڑ
کر بھاگ گئے کچھ لوگوں نے امان کی درخواست کی۔ چنانچہ حاکم نے

ان لوگوں کو امان نامہ لکھ دیا۔ عرض کہ جو رعد دل اور خوف دامن
 اور پابندی مذہب و غیر پابندی مذہب میں اسکی حالتیں بدلتی رہتی
 تھیں باقی رہا اسکے کفر کا قائل ہونا اسوجہ کہ اس نے نماز بیچکانہ کے
 چھوڑ دینے کا فرمان جاری کیا ہوتا غیر صحیح ہے اور کوئی صاحب عقل
 اس کا قائل نہیں ہو سکتا اور بفرض تقدیر اگر حاکم سے اس قسم کے
 افعال سرزد ہوتے تو اسی وقت قتل کر ڈالا جاتا۔ ہاں اسکا مذہب رافضی
 ہونا یہ البتہ معروف و مشہور ہے۔ مگر باوجود اسکے اس معاملہ میں
 بھی اسکے تلون مزاجی کی وہی کیفیت تھی۔ کبھی تراویح پڑھنے کی اجازت
 دیتا تھا اور گاہے قطعی مانعت کر دیتا تھا علم نجوم میں اسکو دخل
 تمام تھا اور اسکے احکام و تاثیرات کو بھی دل سے مانتا تھا
 اسکی نسبت یہ بھی بیان کیا جاتا ہے کہ اسنے عورتوں کو بازاروں میں نکلنے
 کی مانعت کر دی تھی۔ ایک مرتبہ اس سے شکایت کی گئی کہ روافض نے
 اہل سنت جماعت سے نماز تراویح اور نماز جنازہ پڑھنے کی حالت میں
 تعرض کیا اور اون پر پتھر برسائے۔ اس نے اسی وقت ایک
 فرمان لکھوایا جو آئندہ جمعہ کو جامع مصر کے منبر پر پڑھا گیا
 وہ ہوا۔

اما بعد فان امیر المؤمنین یقول	اما بعد امیر المؤمنین متھارے روبرو اللہ
علیکم ایہ من کتاب اللہ المبین	تعالے کی روشن کتاب (قرآن) کی آیت تلاوت
لاکراہ فی الدین قد تبین المرشد من	کرتے ہیں یوں کی بابت زبردستی نہیں ہے
الغنی فمن یکفر بالطاغوت ویومن باللہ	ہدایت اور گمراہی واضح ہو چکی ہے پس جو کوئی
قد استمسک بالعروة الوثقی لا الفصام	مفسد سے منکر ہوا اور اللہ پر ایمان لائے

والله صميع عليم مضى من بعد آية والى
اليوم بما يقضيه معاشر المسلمين نحن
الائمة وانتم الامة المؤمنون اخو
ف صلوا بين اخوكم انقول الله تعالكم رحموا
من شهد الشهادتين - ولا يجعل قروا
بين اثنين يجمعهم هذه الاخوة عصم
الله به من عصم وعصم به اما حرم من
كل شئ من دم ومان وملك الصلاح
والصلاح بين الناس الصلح والفساد
والافتاد من العباد يستيق بيطر
ما كان فيما مضى فلا يشتر ويغرض عما
انقضى ولا يبدل ولا يفسد على ما امر
الله به من اجراء الامور على ما كانت
عليه في الايام الخالصة ايام بائنا الا
المسلمين سلام الله عليهم اجمعين
مهد بهم بالله وقايمهم بامر الله و
منصورهم بالله ومعزهم بدين الله
وهم اذا كانت بغير دينه والمنصور به
واحوال القير وان تجري فيها ظاهرا
غير خفية ليست بمستورة عنهم
ولا مطوية ليعلم الصابون على

مردی ۶۱۹۰۰ (۱)

تو اسے بیشک مضبوطی پر مبنی ہے جو توستے
والی نہیں ہے اور اللہ ستمنا ہے اور جانتا ہے کہ
کاون سے لواتے کے گزر گیا اور آج کا دن معہ
اپنے ضروریات کے آگے اسے گروہ مسل تان جلوگ
ایمیز اور تنگ گت ہوو مسلمان ہیں وہ ہمانی ہیں
اپنے بھائیوں میں بل چل کر او اور اللہ سے دے کر
شاید تم پر رحم ہوے جو شخص توحید و رسالت کا اقرار کرے
اور وہ شخص خون میں نفاق ڈالے وہ سب اس اخوت
اسلامی میں داخل ہیں اسکی وجہ سے اللہ کی پناہ ہو جائے
اور جگہ رکھو اور اسکو محرمات خون مال و جائیداد
رو کا صلہ حین و صلاح خلق بہتر و عمدہ ہے اور سادہ
فتنہ داری خلائق تا بیا و قبیح ہے گذشتہ باتوں کا تذکرہ
کیا جائے اور زمانہ ناصیہ اعراض کر کے اسکا ذکر ترک
کر دیا جائے اور جو اس پیشہ گز پر کا اسکو پیش نظر کرنا
چاہئے ان امور و واقعات جو زمان مابقی ہیں
گزشتہ کے عملی انحصار ہمارا ہر متدین کے عہد حکومت
کے تذکرہ سے اللہ تعالیٰ کا سامان ان سبب ہو وہ کون
ہیں کہ مدعی باللہ قایم بامر اللہ منصور باللہ اور عز الدین اللہ
و غیر ہم ہیں اور وہ سبب راست پر تھے اور منصور تھے
اور قیروان کا حال ظاہر غیر پوشیدہ ہے نہ انکو گونے
و نہ مخفی ہے نہ سر بلند نہ ہے - روزہ دار اپنے حساب

حسابہم ویفطر ون ولا یعارض ال
 المرویۃ فیما ہم علیہ صایمون و
 مضطرون صلاة الحسن للدين بها
 جاءهم فیہا یصلون وصلاة الضعی و
 صلاة التراویح لمانع لہم منها و
 لاہم عنہا یدفعون یخمس فی التکبیر علی
 الخبایر الخمسون ولا یمنع من التکبیر
 علیہا المربعون یؤذن بحج علی
 خیر العمل المؤذنون ولا یؤذون من
 بہا یؤذنون لا یسب احد من السلف
 ولا یجتنب علی الواصف فیہم بما
 یوصف والمخالف فیہم بما خلف لکل
 مسلم مجتہد فی دینہ اجتہادہ والی ربہ
 میعادہ عند کتابہ وعلیہ حسابہ لیکن
 عباد اللہ علی مثل ہذا عملکم منذ الیوم
 لا یستعلی مسلم علی مسلم بما اعتقدہ
 ولا یعترض معترض علی صاحبہ
 فیما اعتقدہ من جمیع ماضیہ
 امیر المؤمنین فی سجدہ ہذا وبعثہ
 قولہ تعالیٰ یا ایہا الذین امنوا علیکم
 النفسکم لا یضرکم من ضل اذ

روزے کہیں اور افطار کریں اہل روایت روزہ ادا
 ہونیکے وجہ سے افطار کر نیوالو سے تعرض نہ کریں
 نماز پنجگانہ جو فرض ہے ادا کیا کریں نماز چار
 اور نماز تراویح سے انکو کوئی مانع نہیں ہے اور نہ اس
 انکو کوئی روکتا ہے۔ نماز جنازہ پر پانچ تکبیریں
 کہنے والے کہیں اور چار تکبیریں کہنے والے بھی چار
 تکبیریں کہنے سے منع نہ کیے جائیں مؤذنین اذان
 میں حق علی چیز العمل پانچوں اور شخص اذان
 میں اسکو نہ کہے وہ ستائے نہ جائیں گذشتہ صحابہ
 کو گالی نہ بجائے اور نہ انکی تعریف کر نیوالوں سے
 جیسا کہ انکی تعریف کیجاتی ہے مواخذہ کیا جائے
 اور اس بارہ میں حج انکا مخالف ہو وہ مخالف ہے
 ہر مسلمان مجتہد دینی معاملات میں اپنے اجتہاد کا فہم
 دار ہے اور اللہ تعالیٰ کے سامنے اسکو جانا ہے اسکی پاس
 اسکی کتاب ہے اور اسی پر اسکا حساب ہے۔ جیسا کہ اپنے
 بندگان خدا آج کے دن سے جیسا کہ اوپر ذکر کیا گیا
 تم عمل درآمد کرو اور کوئی مسلمان دوسرے مسلمان پر اسکی
 اعتقادات میں دست اندازی نہ کرے اور نہ کوئی شخص اپنے
 اپنے دوست کے مذہبی خیالات سے تعرض ہو کل وہ امور
 جنکو امیر المؤمنین نے اپنے پاس فرمان میں تحریر فرمایا ہے
 اور بعد اسکے قول اللہ تعالیٰ کا یہ ہے اے ایمان والو

اھندتیم الی اللہ جمعکم جمیعاً
یقینکم بما لکنم تعملون والسلام علیکم
ورحمة اللہ وبرکاتہ۔
اپنی ذات خیال کھو بیٹھ شخص گمراہ ہو گیا وہ تکو کی خبر نہ
پہنچا یہاں تک کہ تم پریت پر ہو گئے تم سب کا اللہ تعالیٰ
کی طرف مرجع ہے پس تکو وہ آگاہ کرتا ہے جو تم
کر رہے ہو والسلام علیکم ورحمة اللہ وبرکاتہ۔

یہ سہ ماہ رمضان المبارک ۱۳۹۳ھ کو لکھا گیا تھا۔

ظاہر کی تخت نشینی بعد ان واقعات کے حاکم باہر اللہ ابو علی منصور بن عزیزہ باللہ
نزار بن معز علوی والی مصر جسکی سواخ اور محمد حکومت کے حالات ابھی تم اوپر پڑ آئے
ہو مقام برکت بعیش مصر میں مقتول پایا گیا۔ یہہ اکثر شب کی وقت گد ہے پر سوار ہو کر شہر
کا چکر لگایا کرتا تھا اور کوہ مقطم پر ایک مکان بنا رکھا تھا اس میں عبادت کی غرض سے تھا
جا کر رہا کرتا تھا۔ بیان کیا جاتا ہے کہ روحانیت کو اکب کی جذب کرنے کو وہاں جاتا تھا
چنانچہ ستائیسویں سوال اللہ ص کو صب دستور رات کے وقت اپنے گد ہے
پر سوار ہو کر چلا۔ دو سوار ساتھ ہوئے۔ اسے دو لون سواروں کو یکے بعد
دیگرے واپس کر دیا اور خود غائب ہو گیا پھر لوٹ کر نہ آیا۔ چند لون اراکین دولت
اسکے آئینکا انتظار کرتے رہے۔ بالآخر منظر صقلی، قاضی اور بعض مصاحبین ڈھونڈنے
کو کوہ مقطم کی طرف روانہ ہوئے۔ جون ہی پہاڑ پر چڑھے اسکی سواری کے
گد ہے کو دیکھا کہ ہاتھ پاؤں کٹا ہوا مردہ پڑا ہے۔ نشان پالیتے ہوئے آگے
بڑھے تو اسکے کپڑے کو پایا جو پارہ پارہ ہو گیا تھا اور جین چھریوں کے ختم
چند نشانات موجود تھے۔ اس سے ان لوگوں نے اسکے قتل ہو جانے کا
یقین کر لیا۔

حاکم باہر اللہ مقام قاہرہ میں شب تیسویں ربیع الاول ۱۳۹۳ھ کو پیدا ہوا اسکی والدین اسکی بیعت اسکے
باپ کے حالات حیات میں لکھی۔ شہرہ میں بعد وفات اپنے باپ کے تخت نشین ہوا متلون طرح غیر مستقل راج
دوم تھا۔ اسکے واقعات عجیب و غریب ہیں۔ ابن خلکان جلد ۲ صفحہ ۱۲ مطبوعہ مصر

بیان کیا جاتا ہے کہ حاکم کی بہن نسبت حاکم کے کانون تک بیٹھ رہی تھی کہ اسکے پاس اجنبی مرد آیا جایا کرتے ہیں اس بنا پر حاکم نے اپنی بہن کو دھمکایا۔ حاکم کی بہن ناراض ہو کر سپہ سالاران کتامہ سے ابن دواس نامی سپہ سالار کو بلا بھیجا اور جب وہ آگیا تو کہنے لگی مڑا بجائی بد عقیدہ ہو گیا ہے اسکی بد عقیدگی سے مسلمانوں کے قدم ڈگے جاتے ہیں بہتر یہ ہے کہ اسکو قتل مار ڈالو دیکھو اگر تم اس راز کو افشاء کر دو گے تو نہ ہماری جان کی خیر ہے اور نہ تمہاری جان کی اگر تم اس خدمت کو پوری طور سے انجام دے دو گے تو میں تمکو بہت بڑا عمدہ دوں گی اور جاگیریں بھی عنایت کروں گی، ابن دواس تو حاکم سے مخالفت ہی تھا اور حاکم کو مار ڈالنے سے تمام آئندہ خطرات سے اسکو نجات ملتی تھی بے تامل حاکم کے قتل پر طیار ہو گیا چنانچہ دو شخصوں کو حاکم کے قتل کرنے کو اسکی خلوت خاص میں بھیجا اور جب ان لوگوں نے اسکو مار ڈالا اور اراکین دولت کو اسکے مارے جانے کا یقین ہوا تو سب کے سب مجتمع ہو کے اسکی بہن بنت الملک کے پاس گئے۔ ابن دواس بھی حاضر ہوا۔ سمجھوں نے متفق ہو کے علی بن حاکم کو سیر خلافت پر متمکن کیا اس وقت یہ ایک نوعمر لڑکا تھا منہ زور بلوغ کو نہیں پہونچا تھا غرض علی بن حاکم نے بیعت خلافت لینے کے بعد الظاہر لا عزا دین اللہ کا خطاب اختیار کیا۔ تمام ممالک محروسہ میں گشتی فرامین بیعت خلافت لینے کی غرض سے روانہ کئے گئے۔

بیعت لینے کے دو مہر دن ابن دواس سپہ سالار معہ اور سپہ سالاروں کے بہت الملک ہمشیرہ حاکم کی خدمت میں حاضر ہوا بہت الملک نے اپنے خادم کو اشارہ کر دیا اسنے لپک کے ابن دواس کو تلواریں اٹھالیا تا آنکہ انہیں سپہ سالاروں کے روبرو ابن دواس مار ڈالا گیا بہت الملک برابر کہتی جاتی

تھی۔ یہ حاکم کے خون کا بدلہ ہے۔ یہ حاکم کے خون کا بدلہ ہے۔ کسی نے دم تک نہ مارا۔

ابن ادواس کے مارے جانے اور خلیفہ ظاہر کی تخت نشینی کے بعد بنت الملک امور سلطنت کی نگرانی اور تدبیر کرنے لگی۔ چار برس تک زمام حکومت اسکے قبضہ میں رہی بعد ازاں مرگی تب معضاد اور تانسرین وزان خدام نظم و نسق کرنے لگے۔ اور قلدان وزارت ابوالقاسم بن احمد جرجری کے سپرد ہوا۔ اسنے اپنے عہد وزارت میں زمام حکومت اپنے قبضہ میں لے لی تھی کسی کی کچھ نہیں جلتی تھی۔

انہیں واقعات کے انتشار میں ملک شام میں بغاوت چھوٹ نکلی۔ نبی کلاب سے صالح بن مرداس نے حلب پر قبضہ کر لیا اور بنو جراح نے اسکے گرد و نواح کو تخت و تاراج کرنا شروع کر دیا۔ ظاہر کو اسکی اطلاع ہوئی فوجیں مرتب و آراستہ کر کے ۴۲۰ھ کو زبیری والی فلسطین کو شام کی جانب روانہ کیا۔ صالح بن جراح سے اور اس سے مقابلہ ہوا صالح اور اسکا ایک چھوٹا بڑا کا مارا گیا زبیری نے دمشق پر قبضہ کر لیا اور حلب کو بھی شہل الدولہ نصر بن صالح کے قبضہ سے نکال کے اسکو قتل کر ڈالا۔

قبل اس واقعہ کے جبکہ شہل الدولہ فلسطین میں تھا مابین اسکے اور ابن جراح کے ان بن ہو گئی تھی اور متعدد لڑائیاں ہوئی تھیں تا آنکہ شہل الدولہ رملہ سے قیساریہ بھاگ گیا اور وہیں جا کے پناہ گزین ہو گیا۔ ابن جراح نے رملہ کو جلا کے خاک و سیاہ کر دیا اور شہنشاہ مارنے کی غرض سے قرب وجوار میں اپنی فوج کو پھیلا دیا اس لوٹ اور غارتگری کا سیلاب بڑھتے بڑھتے عریش تک پہنچا اہل بلبلین اور اہل تہراہ بنجوف جان و آبرو و جلا وطن ہو کر مصر چلے گئے بعد اسکے صالح بن مرداس نے عرب کو مجتمع کر کے دمشق پر چڑھائی کی ان دنوں دمشق میں ذوالقرنین ناصر الدولہ

بن حسین حکومت کر رہا تھا۔ حسان بن جراح نے یہ خبر پا کے ذوالقرنین کی کمک پر فوجیں روانہ کیں۔ اتفاق کچھ ایسا پیش آیا کہ فریقین میں مصالحت ہو گئی۔ صالح بن مرداس نے دمشق سے محاصرہ اٹھا کے حلب پر فوج کشی کر دی اور اس کو شعبان کتامی کے قبضہ سے نکال کر قبضہ کر لیا تا آنکہ خلیفہ ظاہر والی مصر نے مغلی فوجین بسرا قسری زیریری روانہ کیں جیسا کہ تم اوپر پڑھ آئے ہو اور اسے دمشق پر قبضہ کر لیا۔

مستنصر کی خلافت پندرہویں شعبان ۴۲۷ھ کو خلیفہ الظاہر لاغر از دین اللہ ابو الحسن علی بن حاکم علوی والی مصر نے وفات پائی تقریباً سولہ برس خلافت کی دتیس سال کی عمر پائی۔

خلیفہ ظاہر کے انتقال کے بعد اس کا بیٹا ابو تمیم محمد نے سریر خلافت پر قدم رکھا۔ المستنصر باللہ کا خطاب اختیار کیا۔ زمام حکومت ابو القاسم علی بن احمد جرجانی وزیر السلطنت نے اپنے ہاتھ میں لی جو سابق خلیفہ کے عہد حکومت میں بھی عہدہ وزارت سے فیرا رہا تھا۔

ان دنوں حکومت دمشق پذیریری مامور تھا جب کا نام اصلی نام انوشکین تھا اس نے اپنے عادلانہ برتاؤ سے ملک میں امن و سکون پیدا کر دیا تھا۔ ملک کے کسی گوشہ سے بغاوت اور فتنہ و فساد کی آواز تک نہیں سنی جاتی تھی مگر وزیر السلطنت ابو القاسم کو اس سے دلی غنا و تھا اور ہمیشہ اس کی بچکنی کی فکر میں رہا کرتا تھا ایک مدت کے غور و تامل کے بعد زیریری کی سکرٹری (ابوسعید) سے خط و کتابت شروع کی اور اس کے ذریعہ سے زیریری کو علم حکومت علویہ کی مخالفت پر ابوبھار نے لگا زیریری اس مخالفت کو عنین مستحسن تصور کر کے ابوسعید کو اپنے دربار سے نکلوا دیا اس وجہ سے مابین ابوسعید اور زیریری کشیدگی اور منافرت پیدا ہو گئی اتفاق سے انہیں ایام میں زیریری کے لشکر کے چند سپاہی کسی ضرورت سے مصر آئے

ہوئے تھے۔ وزیر السلطنت نے ان لوگوں کو بھی دم پٹی دے کے اپنا بنالیا
چنانچہ ان سپاہیوں نے بعد واپسی بقیہ لشکر یون کو سمجھا بوجھا کے زیریری پر
دفعۃً حملہ کرنے پر آمادہ و تیار کر لیا۔ زیریری کو کسی ذریعہ سے اسکی جنبہ ہو گئی
زیریری نے انکی اصلاح کی کوشش کی مگر یہ اسکی آہن اسکو کامیابی کی صورت
نظر نہ آئی تو دمشق کو خیر آباد کہہ کے بعلبک کی طرف روانہ ہو گیا یہ واقعہ ۳۳۳ھ کا ہے
گورنر بعلبک نے زیریری کو شہر میں داخل نہ ہونے دیا تب اسے حماہ کی طرف
قدم بڑھایا۔ والی حماہ نے بھی اسکی حمایت نہ کی زیریری کو اس سے غصہ آگیا۔
آمادہ بھنگ ہو گیا۔ انتہا جنگ میں رسد و غلہ کی فراہمی کی غرض سے قرب
و جوار کے شہروں پر غارتگری کا ہاتھ بھی صاف کر دیتا تھا۔ چند دنوں بعد فوج کی
کمی محسوس ہوئی۔ کفرطاب سے اپنے ایک دوست کو اپنی کمک پر بلا بھیجا
زیادہ نہ گذرا ہو گا کہ والی کفرطاب دو ہزار پیادے لئے ہوئے امداد کو آہو بونچا
زیریری نے منع ان لوگوں کے طلب کی جانب کو بچ کر دیا اور وہاں پر پہنچے ماہ
جمادی الآخرہ سنہ مذکور میں جان بحق تسلیم کر دی۔

زیریری کی وفات سے شام کے امن عامہ میں اختلال و تغیر پیدا ہو گیا
قرب و جوار کے باشندگان عرب کو طمع و انگلیں ہو گئی۔ وزیر السلطنت ابو القاسم
نے انتظاماً حکومت و دمشق پر حسین بن حمدان کو مامور کیا اس کی آخری اور انتہائی
کوشش یہ تھی کہ یہ شام کو باغیان دولت علویہ کے حملوں سے بچاتا رہا۔ مگر کامیاب
نہو اسان بن منفرح طائی نے فلسطین کو دبا لیا اور معز الدولہ بن صلاح کلای نے حلب
پر فوج کشی کر کے شہر پر قبضہ کر لیا۔ باقی رہا قلعہ حلب وہ چند دنوں تک مفتوح
نہو اہل قلعہ دروازے بند کر لئے اور بارگاہ خلافت مصر سے امداد کی درخواست

کی۔ جب دربار خلافت سے کوئی امداد و کمک نہ پہنچی تو اہل قلعہ نے قلعہ کو اپنے حریف معزالدولہ بن صالح کے سپرد کر دیا پس اسے قلعہ پر بھی قبضہ کر لیا۔

عرب افریقیہ میں ۳۴۷ھ میں معز بن باریس نے ملک ائسریقیہ میں علم حکومت عہد کیا کی مخالفت کا جھنڈا بلند کیا خلیفہ مستنصر علوی کا خطبہ و سکہ موقوف کر کے خلیفہ عباسی کے نام کا خطبہ پڑھنے لگا۔ خلیفہ مستنصر نے اس واقعہ سے مطلع ہو کر تہدیداً نمود خط لکھا جس کا معز نے بھی جواب ترکی بہ ترکی دیا۔

اس واقعہ کے بعد ہی مصر کی وزارت میں تبدیلی واقع ہوئی۔ ابوالقاسم وزیر السلطنت معزول کر دیا گیا بجائے اسکے حسین بن علی تازوری قلمدان وزارت کا مالک ہوا چونکہ یہ خاندان وزارت سے نہ تھا اسوجہ سے خلیفہ مستنصر نے اس کو ان خطابات سے مخاطب نہ کیا بن خطابات سے وزراء سابق کو خطاب کیا کرتا تھا۔ اس کے پیشتر وزراء کو ”خیدہ“ سے مخاطب کرتا تھا اور اس کو ”سفیۃ“ سے خطاب کیا۔ تازوری کو ”یہ ناگوار گذرادر پردہ خلافت علویہ کی بجھنی کرنے لگا۔ ادھر قبائل رغبہ اور رباح بطون ہلال میں باہم مصاحبت کر کے افریقیہ کی جانب روانہ کیا اور ان سے یہ عہد و پیمان کر لیا کہ جن جن ملکوں کو تم فتح کر لو گے وہ سب تمہارے مقبوضہ اور مملوک تصور رکھنے جائینگے۔ اور معز دالی ائسریقیہ کو یہ پیام بھیجا۔ ”اما بعد فقد ارسلنا الیک نبیاً و حملنا علیہا سائر جالانحو لا یقنعنی اللہ امدان کان مقعولاً“

غرض عرب کا ہر گروہ کو وح و قیام کو یا ہوا برقمہ کی سرزمین میں بھینچا ملک میں دشاداب تھا گروہ ران پڑا ہوا تھا۔ و جہ یہ تھی کہ معز نے برقمہ کے قدیم رہنے والے قبیلہ نہاتہ کو جلا وطن کر دیا تھا۔ پس عرب نے برقمہ میں بیٹھنے کی طرح اقامت ڈال دی اور رہنے لگے رفتہ رفتہ مغرب تک یہ خبر پھنچی۔ حثارت کی نگاہ سے عرب کے اس گروہ کو دیکھنے کے غلاموں کی خریداری شروع کر دی تھوڑے دنوں میں قسطنطنیہ

غلام خرید کر لئے۔ اس اثنا میں بنو رغبہ نے ظالمیں پر ۴۴۶ھ میں قبضہ حاصل کر لیا، بنو رباح اتج میں اور بنو عدی افریقیہ میں قتل و غارتگری کرتے ہوئے لگس پڑے۔ سارا ملک خونریزی اور لوٹ مار سے بھر گیا۔ بعد اسکے انہیں عربوں کے امرا میں چند لوگ بطور وفد (ڈیپوٹیشن) معرکی دربار خلافت میں گئے۔ اس وفد کا سر دار بنی مرداس کا ایک شخص یونس بن یحییٰ نامی تھا۔ معر نے اس وفد کی بڑی آؤ بھگت کی۔ جائزے دیے صلے مرحمت کئے اور انعام و اکرام کے ساتھ رخصت کیا مگر اس تواضع اور مدارات نے کچھ بھی کام نہ کیا۔ دربار معر سے نکلے پھر وہی کام کرنے لگے جو اس سے پیشتر کر رہے تھے اسوقت افریقیہ مصیبتوں اور طرح طرح کی بلاؤں کا مورد بنا ہوا تھا ایسی خونریزی ملی سی غارتگری افریقیہ میں کبھی نہ دیکھی گئی اور نہ سنی گئی۔ مجبوری معر نے ان لوگوں کی سرکوبی کی غرض سے فوجیں مرتب کیں صنهاجہ اور سودان کے تیس ہزار جنگ آوروں کو ساتھ لیا اور افریقیہ کے بچانے کو نکل کھڑا ہوا۔ اسکے مقابلہ پر عرب تین ہزار کی جمعیت سے آیا ہوا تھا۔ اتفاق یہ کہ باوجود کثرت فوج کے معر کو ہزیمت ہوئی۔ صنهاجہ کا گروہ بید پا مال ہوا۔ معر نے بھاگ کر قیروان میں دم لیا۔ بعد اسکے بروز عید قربان جس وقت کہ عرب کا گروہ نماز میں مشغول تھا معر نے پھر حملہ کیا عرب نے اس واقعہ میں بھی معر کو پسپا کر دیا۔ یہ ہزیمت پہلی ہزیمت سے بڑی چڑا ہی تھی۔ پھر بارہ معر نے زناتہ اور صنهاجہ کی فوجوں کو فراہم کر کے عرب پر حملہ کیا۔ اور ناکامی کے ساتھ

ساتھ مقابلہ تمام جندران میں ہوا تھا یہ ایک پہاڑ ہے جس سے تین یوم کی مسافت پر قسیدان واقع ہے عرب کا گروہ ابتداً اس ٹڈی دل لشکر کو دیکھ کے گھبرا گیا تھا۔ یونس نے اس امر کا احساس کر کے کہا آج کا دن بھانگنے کا نہیں ہے صوبہ گروہ نے جواب دیا اچھا پھر ہم ان پر کس طرح نیزہ ماریں کیونکہ بیشک از سر تاپا لوہے میں غرق ہے یونس نے جواب دیا اگھوں میں نیزے مارو پس عرب نے وقت جنگ ایسا ہی کیا اولیٰ مناسبت اس لحاظ کی کہ نام یوم العین ہوا۔ تاریخ کمال بن ابی شریبہ جلد ۸ صفحہ ۲۸۸ مطبوعہ لیدن۔

پسپا ہوا اس واقعہ میں اسکے لشکر کے تین ہزار آدمی کام آئے۔ عرب کا فتنہ مند
گروہ ہزیمت خوردون کا مصلا سے قیروان تک تعاقب کرتا چلا آیا اور وہ ہزیمت پر
ہزیمت اٹھاتے ہوئے بھاگے جاتے تھے ایک گروہ کشیر منہزم گروہ کا مارا
کیا۔ بجموری معز نے اپنے سپاہیوں کو رسد و غلہ کی سہرا ہی کی غرض سے
قیروان میں داخل ہونے کی اجازت دی۔ جون ہی مغر کا لشکر قیروان میں داخل
ہوا عوام الناس سے ڈھبھیڑ ہو گئی اس واقعہ نے سیمون کا دارانیا را کر دیا۔

۴۴۶ء میں عرب قیروان پر حملہ کیا معز نے اگرچہ حفاظت کا بخوبی انتظام
کر لیا تھا مگر پھر بھی یونس بن یحییٰ سردار عرب نے شہر باجہ پر قبضہ کر لیا۔ معز نے
گجہرا کے اہل قیروان کو مدیہ میں جا کے قلعہ نشین ہو جانے کا حکم دیا اور
اس سے پیشتر ۴۴۵ء میں معز نے اپنے بیٹے تمیم کو مدیہ کی حکومت پر متعین کیا
تھا۔ ۴۴۹ء میں خود بھی عرب کی روزانہ چھیڑ چھاڑ سے تنگ آ کے قیروان
سے مدیہ چلا گیا عرب کی بن آئی۔ غارتگری شروع کر دی۔ قیروان اور
اس کے قرب وجوار کے کل بلاوا اور قلعات کو آزادی کے ساتھ تخت تاراج
کرنے لگے جیسا کہ آئندہ ان کے حالات کے ضمن میں بیان کیا جائیگا۔

بعد اسکے دارالخلاف بغداد میں بسا سیری (بنی بویہ کا ایک غلام تھا) کیوجہ
سے بوقت انقراض حکومت بنی بویہ و غلو بیت سلاطین سلجوقیہ خلیفہ مستنصر علوی
مصری کے نام کا خطبہ پڑھا گیا جیسا کہ ہم ان کے حالات میں بیان کرنے والے ہیں
قتل ناصر الدولہ خلیفہ مستنصر کی ماں اگرچہ عورت تھی مگر امور سلطنت میں ایسی
حکومت کا اسکے بیٹھا ہوا تھا وزارت کی تبدیلی اور تقرری اس کے قبضہ میں تھی
وزراء دولت متغلب اور متصرف ہونے کے لئے ترکون کو اپنی فوج میں بھرتی
کر لیا کرتے تھے لیکن جس سے کشیدہ خاطر ہو جاتی اس کو اپنی جان کے

لالے پڑ جاتے تھے۔ اسکے بائیں ہاتھ کا یہ کیل تھا جس سے ناراض ہوتی
اسکی نسبت خلیفہ مستنصر کو اشارہ کر دیتی تھی اور خلیفہ مستنصر کو فوراً قتل کر ڈالتا تھا
ابتداءً قلمدان وزارت ابو الفتح غلاجی کے سپرد ہوا بعد چند سے مادر مستنصر کو اس
ناراضی پیدا ہوئی۔ خلیفہ مستنصر نے اپنی ماں کے اشارہ سے ابو الفتح کو گرفتار کر کے
قید حیات سے سبکدوش کر دیا۔ تب ابو البرکات حسن بن محمد کو عہدہ وزارت عطا
ہوا۔ زیادہ زمانہ نہ گزرنے پایا تھا کہ یہ بھی معزول کیا گیا بجائے اسکے
ابو محمد تازوڑی اس عہدہ جلیلہ سے ممتاز ہوا۔ اسنے بھی چند دنوں امور سلطنت
کا انتظام و انصرام کیا آخر کار مارڈالا گیا بعد ابو عبد اللہ حسین بن بابلی قلمدان
وزارت کا مالک ہوا۔

دولت علویہ کے سودانی غلاموں میں سے ناصر الدین بن حمدان نامی
ایک شخص تھا کہ تمہ اور مصائدہ اسکی طرف مائل اور اسکے ہوا خواہ ہو گئے ایک
روز کسی بات پر ترکون اور بارگاہ خلافت کے غلام یمن علی گئی۔ پچاس ہزار غلام
جنگ کرنے کو مجتمع ہو گئے۔ ترکون کی تعداد صرف چہتر ہزار تھی۔ ترکون نے خلیفہ
مستنصر سے غلاموں کی شکایت کی خلافت مانجے کچھ خیال نہ فرمایا مجبورانہ ترکون کو
بھی آمادہ جنگ ہونا پڑا مقام کوم الرشید میں مقابلہ کی ٹھہری۔ ترکون نے کچھ لوگوں
کو ایک کیڑی گاہ میں بٹھادیا اور بقیہ کو مرتب کر کے سینہ بسینہ لڑنے کو نکلے۔ لڑتے
لڑتے پیچھے ہٹے۔ غلاموں نے چوڑی کامیابی میں تعاقب کیا اور فتحیابی کے غرہ میں
بڑھتے چلے آئے جس وقت غلاموں کا لشکر کیڑی گاہ سے آگے بڑھا ترکون نے
جنگ کی تری سبائی اور نقارہ پر چوپ مارا غلاموں کا لشکر یہ خیال کر کے کہ یہ خلیفہ
مستنصر کی فوج ہے بھاگ کھڑا ہوا۔ سیکڑوں غلام مارے گئے اور تقریباً
۱۰

۱۰ تازوڑی مقامات رطہ میں ایک گالون کا نام ہے۔ مندرجہ اللہ

چالیس ہزار دریا میں ڈوب گئے۔

اس واقعہ سے ترکون کی قوت بڑھ گئی نظام حکومت کا شیرازہ دہم و برہم ہو گیا قحط و فساد کے دروازے کھل گئے۔ شاہی لشکر ملک شام وغیرہ سے مجتمع ہو کے غلاموں کی کمک کو آیا اور غلاموں کے ساتھ ہو کے ترکون کی سرد کو بی کو نکلا۔ اس لشکر کی تعداد پندرہ ہزار تھی۔ اس وقت ترکون کا گروہ حیرہ میں تھا چنانچہ شاہی لشکر حیرہ کی طرف بڑھا ترک بھی مقابلہ پر آئے۔ ناصر الدولہ بن حمدان ان ترکون کی سرداری کر رہا تھا۔ اتفاق ایسا ہوا کہ اس معرکہ میں بھی ترکوں کو فتح نصیب ہوئی شاہی لشکر شکست کھا کے سعید کی جانب لوٹا اور ناصر الدولہ مع ترکون کے مظفر منصوب اپنے قیام گاہ میں واپس آیا۔

بعد اسکے غلاموں نے سعید میں گروہ بندی شروع کر دی اور ترکون کا گروہ عذر خواہی کی غرض سے مجلس رائے خلافت میں حاضر ہوا۔ مادر تنصر نے مجلس رائے غلاموں کو ترکون کے قتل کا اشارہ کر دیا غلاموں نے اس غرض کے حاصل کرنے کو ہر مہیا پر تیار ہو گئے۔ مجلس رائے خلافت سے نکل کر باہر چلے آئے ناصر الدولہ بھی ان کے ہمراہ تھا اراکین اور موافقان دولت سے جنگ شروع ہو گئی ترکون نے ان کو ہزیمت دے کے اسکندریہ اور دمیاطہ پر قبضہ کر لیا۔ ان دونوں شہروں اور کل بلاد ریفین سے خلیفہ مستنصر کی خلافت جاتی رہی خطبہ و سکہ موقوف کر دیا گیا دار الخلافہ بغداد میں تاجدار خلافت عباسیہ خط و کتابت ہونے لگی اس شورش کی وجہ سے اہل قاہرہ شہر چھوڑ چھوڑ کر ادھر او دھر بھاگ نکلے خلیفہ مستنصر نے نہ رنگ دیکھ کے شہر کی اصلاح کی جانب توجہ کی قاہرہ میں آیا اور امن و امان کی منادی کرائی ماور مستنصر نے پچاس ہزار دینار پر ناصر الدولہ سے مصالحت کر لی۔

مصاحبت ہو جائیگی وجہ سے ناصر الدولہ کے اکثر ہمراہی اور نیز اسکی اولاد اور ہر مصر
منتشر ہو گئی اب اس وقت خلیفہ مستنصر کو اپنے قدیمی کینہ کے بدلہ لینے کا موقع مل گیا۔
ترکی سرداروں کو ملا کے دولت علویہ کے خطبہ و سکہ جاری کرانے کی تحریک
کی۔ ان لوگوں نے جواب دیا کہ جب تک ناصر الدولہ ہم میں موجود ہے یہ امر ناممکن
ہے خلیفہ مستنصر نے کہا اسی نے تو تملو لڑا کے تباہ و برباد کیا ہے اسکا وار اپنا را
کر دو۔ سرداران ترک اس فقرہ میں آگئے۔ رات کے وقت ناصر الدولہ کے
مکان پر پہنچے آواز دی ناصر الدولہ کو چونکہ ان لوگوں سے کسی خطرہ کا اندیشہ تھا
باہر نکل آیا۔ ترکی سردار تلواریں نیام سے کھینچے اس پر ٹوٹ پڑے تا آنکہ وہ
مر گیا سردار و تار کے اسکے بھائی کے مکان پر آئے اور اسکو بھی قتل کر کے
سراوتا لیا دونوں بھائیوں کا لگے ہوئے خلیفہ مستنصر کی خدمت میں حاضر ہوئے
یہ واقعہ ۶۶۵ھ کا ہے۔ ناصر الدولہ کے مارے جانے کے بعد ترکوں نے
الذکر نامی ایک شخص کو امین بنا لیا چنانچہ یہ دولت علویہ کا انتظام اور انصرام
کرنے لگا۔

بدرجمالی بدرجمالی امینی الاصل دولت علویہ کا ساختہ پیر و ختمہ اور اسکا خادم
تھا پہلے یہ والی دمشق کا حاجب مقرر کیا گیا بعد چندے دارالامارت کے سوا
سارے شہر کی نظامت پر مامور ہوا۔ پھر جب والی دمشق نے وفات پائی تو بدر
نے زمام حکومت دمشق اپنے ہاتھ میں لی تا آنکہ ابن منیر والی دمشق ہو کر دمشق میں گیا پس ابن
منیر کے تانے کے بعد بدر دار الخلافہ مصر چلا آیا اور ترقی کرتے کرتے عساکر کا
والی ہوا۔ زمانہ حکمرانی میں بدر نے حد درجہ کی کفایت شعاری کی۔ قابل حکمرانوں
میں شمار کیا جاتے لگا۔

جس وقت مستنصر کے ساتھ ترکوں کے جھگڑے پیدا ہوئے اور آئے

دن ترکون مستنصر کو تنگ کرنا شروع کیا اس وقت مستنصر نے بدر جالی کو امور
 کے انتظام و انصرام کی غرض سے دار الخلافہ مصر میں طلب کیا بدر پور پور
 کی کہ مجھے مصری لشکر کی زیر کرنے کی غرض سے زیادتی فوج کی اجازت دیجائے خلافت
 تاب نے اجازت دے دی تب بدر نے ایک عظیم الشان فوج امینیون کی تیار
 و مرتب کر کے مع دس جنگی کشتیوں کے عکا سے براہ دریا مصر کی طرف کوچ کیا
 تھوڑے دنوں بعد مصر میں داخل ہوا بارگاہ خلافت میں حاضر ہو کر خلافت تاب کی
 دست بوسی کا شرف حاصل کیا خلیفہ مستنصر نے ماوراء باب مجلسارے خلافت کل شہر
 کی حکومت عنایت کی خلعت فاخرہ سے مہر رافرما کے بجائے طوق کے جواہر
 کا گلو بند مرحمت کیا اور مثل والی دمشق کے "السید الاجل امیر الجیوش" کا خطاب دیا علاؤ
 اسکے کافل قضاۃ السلیمن اور داعی دعاۃ المومنین کے خطاب بھی دیئے قلمدان زار
 بھی بدر کے سپرد کیا عرض علم اور قلم و دیون کا مالک بنایا۔ کل امور سلطنت کے
 نظم و نسق کا اختیار اسکو دیا۔ جسکو جو کچھ وربار خلافت میں عرض و معروض کرنا
 ہوتا اسکے ذریعہ سے کرتا۔ خلیفہ مستنصر نے ان سب امور کے بابت بدر سے عہد
 چیمان کر لیا تھا۔ دعاۃ اور قضاۃ کی تقرری بھی اسکے قبضہ میں تھی۔ یہ مذہب امامیہ کا
 ایک عالی اور متعصب فرود تھا۔ پس اسے امور سلطنت کا نظم و نسق شروع
 کر دیا۔ اطراف و جوانب کے امراء نے جن جن ملکوں کو اپنی سینہ داری سے
 وبالیا تھا واپس لے لیا۔ مثلاً ابن عمار نے طرابلس کو، ابن معروف نے عسقلان کو
 اور بنی عقیل نے صور کو۔ بعد اسکے سپہ سالاران لشکر اور اراکین دولت کی جانب
 متوجہ ہوا۔ اور ان لوگوں سے بھی جس قدر مال و زراں لوگوں نے زمانہ فتنہ میں
 خلیفہ مستنصر سے لیا تھا۔ ایک ایک کر کے وصول کر لیا۔ و میا ط پر ایک جماعت
 مفسدین عرب کی قابض ہو رہی تھی بدر نے ان کی بھی سرب کوبی کی اور میا ط کو ان

لوگوں کے قبضہ سے نکال لیا۔ کوآتہ کی بھی گوشمالی کی ان کے مروون کو قتل اور عورتوں اور لڑکوں کو گرفتار کر کے لوڈی غلام بنایا بعد ازاں جہینہ کی طرف بڑھا۔ . . ان لوگوں کے ساتھ ایک گروہ بنی جعفر کا تھا طرخ علیا بن فریقین کا ۴۶۹ھ میں مقابلہ ہوا۔ بدر نے ان کو بھی فاش شکست دے کے ان کے مال و اسباب کو لوٹ لیا۔ اس غم سے فارغ ہو کے ابوزکریا کو بیچ کیا ابوزہرہ کنز الدولہ محمد قابض ہو گیا تھا۔ بدر نے اس کو قتل کر کے ابوزہرہ قبضہ کر لیا۔ الغرض نہایت قلیل مدت میں دولت علویہ کو اندرونی اور بیرونی فسادات سے پاک و صاف کر کے ایک متحدہ اور باسیاست ملک بنا دیا۔ رعایا کو مرض الحمال بنانے کی غرض سے تین برس خراج معاف کر دیا جس سے دولت علویہ اس عروج اور شائستگی پر پہنچی جیسا کہ اس پیشتر تھی۔

شام پر ترکوں کا قبضہ سلاطین سلجوقیہ اور انکی فوجیں ان دونوں خراسان عراقین اور بغداد پر متصرف و قابض ہو رہی تھیں۔ اس وقت انکا بادشاہ طغرلک تھا۔ ایسا کہ ملک یہ تھا جہاں پر ترکوں کا لشکر نہ پہنچا ہو۔ اُس سمرقانی نے جو سلطان ملک شاد کی فوج کا ایک نامور سردار تھا ۴۴۳ھ بلکہ ۴۶۳ھ میں شام پر چڑھ گیا۔

اُسے کو شامی افسس کے نام سے یاد کرتے تھے۔ صحیح یہ ہے کہ یہی ترکی نام ہے لہذا قال ابن الاثیر۔

اُس نے رملہ اور بیت المقدس کو بزور تیغ فتح کر کے دمشق کا محاصرہ کیا اور اسکے قرب و چارے کے قصبات اور دیہاتوں کو غارتگری سے تحت و تاراج کرنے لگا ان دونوں دمشق کی زمام حکومت خلافت مصر کی طرف سے معلی بن حیدرہ کے قبضہ اقتدار میں تھی۔ معلی نے نہایت خرم و اعتیاد سے قلعہ بندی کر لی اُس نے اگرچہ نوٹ۔ اصل کتاب میں یہ جگہ خالی ہے۔ ترجمہ۔

لوٹ مار سے دمشق کے مصافحات کو ویران و خراب کر دیا مگر دمشق مفتوح ہوا۔ ۶۶۸ء تک دمشق پر حملے کرتا رہا۔ شدت حصار اور رسد و غلہ و امداد کی آمد و رفت مسدود ہو نیکی وجہ سے اہل دمشق نے معطلی کے خلاف بغاوت کر دی۔ بیچارہ معطلی اپنی جان بچا کے پلیس بھاگ گیا اور وہاں سے مصر چلا گیا خلیفہ مستنصر نے اسکو گرفتار کر کے جیل میں ڈال دیا تاکہ بحالت قید مر گیا۔

دمشق سے معطلی کے چلے جانے کے بعد مصائدہ نے مجمع ہونے کے انتظار میں بیٹھ کر امارت کی کرسی پر متمکن کیا اور وزیر الدولہ کا لقب دیا۔ مگر تھوڑے ہی دنوں بعد بوجہ گرائی اہل دمشق میں اضطرابی حالت پیدا ہو گئی اس اثنا ایک امیر قدس شریف سے آگیا اور اسے دمشق پر محاصرہ ڈال دیا۔ اہل دمشق نے مجبور ہو کر امان طلب کر کے شہر کو اپنے حریف محاصر کے سپرد کر دیا۔ فتنہ امیر نے وزیر الدولہ کو قلعہ بانیاس میں لیجا کے نظر بند کر دیا اور خود مظفر و منصور ماہ ذی قعدہ میں داخل دمشق ہوا خلافت عباسیہ کا پہرہ دمشق کے قلعہ پر ڈالیا گیا جامع مسجد میں خلیفہ مقتدی کے نام کا خطبہ پڑھا گیا۔

بعد اسکے ۶۶۹ء میں اتھمن مصر پر فوج کشی کی بدر نے گرد و نواح کی عربی فوجوں کو فراہم کر کے اتھمن کا مقابلہ کیا ایک خونریز و سخت جنگ کے بعد اتھمن کو ہزیمت ہوئی اسکے اکثر ہمرای اس معرکہ میں کام آگئے اور اتھمن شکست اٹھا کے شام کی جانب لوٹا دمشق پہنچا اہل دمشق کا شکریہ ادا کیا اور ۶۶۹ء کا خراج معاف کر دیا اس حسن خدمت کے صلے میں کہ اہل دمشق نے اسکے زمانہ غیر حاضری میں دمشق کی عمدہ طور سے محافظت و نگہ رانی کی تھی اہل قدس نے چونکہ اسکے زمانہ عدم موجودگی میں کشتی اور بغاوت کی اس وجہ سے ان لوگوں پر محاصرہ ڈال دیا اور بڑے تیرتہ قتل و غارت کر دیا ہوا شہر میں گھس پڑا۔ ہزیمت یا فوج کا

ایک گروہ مسجدِ داود علیہ السلام میں جا کے پناہ گزین ہوا مگر اُن جان باختون کو وہاں بھی پناہ نہ ملی ہزار ہا آدمی مسجدِ اقصیٰ میں مارے گئے۔ اس اثناء میں امیر الجیوش بدر چلی ایک عظیم فوج بھر افسری اپنے سپہ سالار نصیر الدولہ مصر سے دمشق کی جانب روانہ کی چنانچہ نصیر الدولہ نے دمشق پر پہونچکے محاصرہ ڈال دیا رسد و غلہ کی آمد بند کر دی آئے دن لڑائیوں سے اہل دمشق کو تنگ کرنے لگا۔

سلطان ملک شاہ تاجدار سلجوقی نے ۴۳۷ھ میں اپنے بھائی تمش کو بلا دشتام کی زمام حکومت سپرد کی تھی ساتھ ہی اسکے یہ بھی ارشاد کیا تھا کہ جن جن شہروں کو تم بلا دشتام کے بزور تیغ مفتوح کر لو گے وہ سب تمہارے مقبوضہ تسلیم کئے جائینگے چنانچہ تمش نے ملک شام میں پہونچکے حلب پر فوج کشی کی۔ ایک عظیم فوج ترکمانوں کی اسکے رکاب میں تھی۔ اہل حلب کو اس محاصرہ اور حملہ سے سخت مصیبت کا سامنا کرنا پڑا۔ ہنوز کسی فریق کے قسمت کا آخری فیصلہ نہ ہونے پایا تھا کہ التمز نے دمشق سے کھلیا جاکہ مصری فوجوں نے دمشق کا محاصرہ کر لیا ہے رسد و غلہ کی آمد بند کر دی ہے۔ اگر آپ میری مدد نہ کریگے تو مجھے مجبوری شہر کو فریق مخالف کے حوالہ کروینا پڑیگا۔ تمش نے یہ پیام پا کے دمشق کی جانب کوچ کر دیا۔ مصری سپہ سالار کو چون یہ خبر مل گئی تو وہ بھی محاصرہ اٹھا کے ہر کمیت خوردہ گروہ کی طرح چلتا پھرتا نظر آیا۔ تمش حلب کے قریب پہونچ گیا۔ التمز اسکی آمد کی خبر سنکے اس سے ملنے کو دمشق سے باہر آیا تمش نے اسکو قتل کر کے شہر پر قبضہ کر لیا۔ یہ واقعہ ۴۳۷ھ کا ہے۔

اس واقعہ کا سبب یہ بیان کیا جاتا ہے کہ تمش نے حلب کے قریب پہونچکے مصری فوج کوئی اثر و نشان نہ پایا تو التمز کی اس حرکت سے کلاسنے بلا ضرورت امداد طلب کی تھی نا اہلی ظاہر کی التمز نے خدشات پیش کئے جسکو تمش نے قبول نہ کیا اور اسی وقت گرفتار کر کے مار ڈالا۔ حافظ ابوالقاسم بن عساکر دمشق نے لکھا ہے کہ یہ واقعہ ۴۳۷ھ کا ہے۔ تاریخ ابن اثیر جلد ۱ صفحہ ۲۲ مطبوعہ لندن۔

بعد اسکے ملک شاہ نے طلب پر بھی قہنہ حاصل کر لیا۔ غرض اسی طرح آہستہ آہستہ
 تاجدار سلجوقیہ کل ملک شام پر قابض و متصرف ہو گیا امیر الحجوش بدرجالی کو تاجدار سلجوقیہ
 کی یہ کامیابیاں شاق گزر رہی تھیں۔ گرد و نواح کی فوجوں کو فراہم و مرتب کر کے دمشق
 پر چڑھائی کی۔ ان دنوں دمشق میں تاج الدولہ متش سلطان ملک شاہ کا بھائی حکومت
 کر رہا تھا اسے مصری فوج کی آمد کی خبر پا کے نہایت حرم و احتیاط سے قلعہ بندی کر لی
 جس سے حملہ آور گروہ کی ایک بھی نہ چل سکی خانہ فطاسر ہو کے واپس گیا۔ پھر ۶۸۳ھ
 میں مصری فوج کے سپہ سالار نے ملک شام کی جانب یغمار کیا۔ اس مرتبہ شہر صور کو
 قاضی عین الدولہ بن ابی عقیل کے قبضہ سے واپس لے لیا اور بعد اسکے شہر صیدا
 اور شہر جمیل کو بھی یکے بعد دیگرے فتح کر کے اپنی جانب سے عامل مقرر کئے۔
 ۶۸۴ھ میں فرانس نے جزیرہ صقلیہ کو مسلمانوں کے قبضہ سے نکال لیا اور ۶۸۵ھ میں
 منیر الدولہ حیوشی والی شہر صور نے علم مخالفت بلند کیا جسکو بدرجالی نے دولت
 علویہ کی جانب سے صورتی ولایت پر مامور کیا تھا۔ چنانچہ بدرجالی نے ان کی سرکوبی
 کو ایک لشکر روانہ کیا۔ جو وقت یہ لشکر شہر صور کے قریب پہونچا اہل صور نے جہنم
 پا کے کہ شاہی لشکر منیر الدولہ باغی کی سرکوبی کو آگیا ہے شہر کے اندر بھی ایک ہنگامہ
 برپا کر دیا۔ منیر الدولہ سے کچھ بن نہ آئی گبر آگیا مصری لشکر نے بلا مزاحمت و مخاصمت
 امدادی شہر پیراہل شہر کی امداد سے قبضہ کر لیا اور منیر الدولہ کو گرفتار کر کے معہ
 شہر مناصحین کے مصر روانہ کر دیا۔ چون ہی یہ لوگ مصر پہونچے بارگاہ خلافت سے
 ان قیدیوں کے قتل کا حکم صادر ہوا۔ جو نہایت مستعدی اور تعجیل سے تعمیل کیا گیا
 ان واقعات کے بعد ماہ ربیع الاول ۶۸۵ھ میں امیر الحجوش بدرجالی نے
 انتقال کیا اسی مرحلے عمر کے طے کئے۔ اسکے دو خاندان تھے ایک کا نام امین الدولہ
 لاویز تھا اور دوسرے کا نصیر الدولہ انگلیں۔ بد کے مرنے کے بعد خلیفہ مستقر نے

امین الدولہ لاؤینہ کو بجائے بدر مقرر کرنے کا قصد ظاہر کیا۔ نصیر الدولہ کو یہ امر ناگوار
 فوج کو طیارے کا حکم دیکے سے ہر ہو گیا۔ سارے شہر میں ایک ہڑسا مچ گیا۔ بلواریوں اور
 اور بازار یوں نے قصر خلافت کو جا کے گھیر لیا۔ اور خلیفہ مستنصر کو سخت و ناملاہم
 کلمات سناتے لگے۔ خلیفہ مستنصر نے مجبور ہو کر اپنی رائے سابق سے رجوع کیا
 اور بدر کے لڑنے کے محمد ملک ابوالقاسم کو بجائے بدر مامور فرما کے قلمدان وزارت
 سپرد کیا۔ اسکے باپ بدر کی طرح "الافضل" کا خطاب دیا۔

ابوالقاسم بن قمری عہد وزارت بدر میں بنات کا کام کرتا تھا چنانچہ بعد
 انتقال محمد ملک ابوالقاسم کے قلمدان وزارت کا یہی مالک بنایا گیا۔
 محمد ملک ابوالقاسم عہد وزارت سے ممتاز ہو کے اس طرح طور و طریقہ
 سے امور سلطنت کا انصرام و انتظام کرنے لگا جیسا کہ اسکے باپ بدر کا رویہ تھا اسکی
 وزارت کے بعد ہی خلیفہ مستنصر نے وفات پائی۔

مستعلیٰ کی خلافت خلیفہ مستنصر باللہ ابو تیمم ابو الحسن علی النظار لاء عز الدین اللہ
 علوی والی مصر و شام نے یوم الترویہ آٹھویں ذی الحجہ ۷۸۵ھ کو جان بحق تسلیم کی
 ساٹھ برس اور بروایت بعض مورخین پینچھ سال خلافت کی۔ اسنے اپنے ابتدائے
 زمانہ خلافت میں بڑے بڑے مصائب اٹھائے طرح طرح کی نکالین برداشت کیں۔
 مال و خزانہ لٹ گیا۔ بے سروسامانی اس حد تک پہنچ گئی تھی کہ اس کے پاس
 سوائے اُس ایک فرش کے جس پر کہ یہ بیٹھا کرتا تھا اور کوئی سامان و اسباب باقی
 نہ بگیا تھا۔ برائے نام خلیفہ تھا اہل یہ ہے کہ اسکی معزز ولی میں کوئی حالت منتظرہ
 باقی نہ رہی تھی کہ دفعۃً اسنے اپنے ہوش و حواس کو درست کر کے امور سیاست کی تدارک
 کی جانب توجہ کی عکاسے بدر جمالی کو بلا بھیجا اور جب بدر جمالی آگیا تو کل امور سلطنت
 کے سیاہ و سفید کرنے کا اسکو اختیار دے دیا۔ بدر نے تھوڑے ہی دنوں میں

بدنظمیان دفع کر کے اسکے ممالک مقبوضہ کو ایک متمدن اور محذب ملک بنا دیا اور شاہی اختیارات کو اسی پیمانہ سے برتنے لگا جیسا کہ لازم دستہ دار تھا۔

مستنصر نے اپنی وفات پر تین لاکھ کے چھوڑے۔ احمد بن زرارہ ابو القاسم۔ کہا جاتا ہے کہ مستنصر نے زرارہ کو اپنا ولیعهد بنایا تھا چونکہ زرارہ اور محمد بن ابوالقاسم وزیر السلطنت میں آن بن تھی وزیر السلطنت نے یہ خیال کر کے کہ مبادا زرارہ کی سربراہی پر متمکن ہو کر کسی متم کا مجھ کو نقصان پہنچائے مستنصر کی بہن کی بیٹی دی کہ اب ابوالقاسم کی خلافت کی تحریک کیجئے میں آپ سے وعدہ کرتا ہوں کہ امور سلطنت ہمیشہ آپ کی رائے اور ذمہ داری سے انجام پذیر ہو کر گئے، مستنصر کی بہن نے اس سازش کی بنا پر قاضی اور داعی کے رو برو ابوالقاسم کی ولیعهدی کا طعنا دیا اور قسم بھی کھائی۔ پس اراکین دولت نے ابوالقاسم کے ہاتھ پر خلافت امارت کی بیعت کر ٹی المستعلی باللہ کے مبارک لقب سے یاد کرنے لگے۔

نزار کو جو مستعلی سے بڑا تھا یہ امر ناگوار گذرا بیعت خلافت لینے کے تیسرے دن مصر کو چھوڑ کر اسکندریہ چلا گیا۔ اس وقت اسکندریہ میں نصیر الدولہ افکنین بدجالی کا غلام حکمرانی کر رہا تھا جس نے محمد بن ابوالقاسم کی وزارت کی تحریک کی تھی نصیر الدولہ یہ سن کر کہ ابوالقاسم سریر خلافت پر متمکن کیا گیا ہے باغی ہو گیا اور خلیفہ مستنصر کی ولیعهدی مطابق نزار کی خلافت کی بیعت کر کے المصطفیٰ لدین اللہ کے خطاب سے مخاطب کرنے لگا وہاں خلافت مصر میں اسکی خبر ہوئی وزیر السلطنت نے ایک فوج مرتب کر کے نزار کی گوشمالی کی غرض سے کوچ کر دیا۔ کوچ و قیام کرتا ہوا اسکندریہ پہنچا اور اپنے حریف مقابل پر محاصرہ ڈال دیا۔ ایک مدت کے محاصرہ و جنگ کے بعد محصوروں نے امان حاصل کر کے شہر پناہ کا دروازہ کھولا یا فخر گروہ نے شہر میں داخل ہو گئے اپنی کامیابی کا جھنڈا گاڑ دیا اور نزار کو کشتی پر سوار کر کے قاہرہ روانہ کر دیا خلیفہ مستعلی

نے نزار کو پہنچتے ہی قید حیات سے سبکدوشی دے دی اس کے بعد ہی وزیر السلطنت افضل معاذ قلیں کے مصر میں واپس آیا۔ ایک وجہ حسب حکم خلافت مآب افگیں کو دوبارہ خلافت میں پیش کیا۔ خلیفہ مستعلیٰ نے اس کو بغاوت اور سرکشی پر زبرد تو بیج کی افگیں سے متا خانہ جواب دیا خلیفہ مستعلیٰ کو اس سے اشتعال پیدا ہوا بغاوت اور سرکشی کے الزام میں قتل کر ڈالا۔ افگیں نے قتل کے وقت خلیفہ مستعلیٰ کو مخاطب کر کے کہا: ”حضرت والا! یہ قتل و خونریزی کفارہ یحییٰ دہم انہیں ہو سکتا“

بیان کیا جاتا ہے کہ حسین بن صباح جو فرقہ اسماعیلیہ کا عراق میں ایک نامور سردار تھا سودا گردن کے لباس میں خلیفہ مستنصر کی خدمت میں حاضر ہوا تھا اور ملک عجم میں اس کی حکومت و خلافت کی منادی کر نیکی اجازت طلب کی تھی۔ چنانچہ خلیفہ مستنصر نے اجازت دی علی سبیل تذکرہ حسن نے خلیفہ مستنصر سے دریافت کیا تھا ”آپ کے بوجہ غیر امام کون ہو گا؟“ جواب دیا ”مجھ بٹیا نزار“ بعد اسکے حسن ملک عجم چلا گیا اور درپردہ لوگوں میں خلیفہ مستنصر کی خلافت کی منادی کرنے لگا۔ تھوڑے دنوں بعد اس نے ہاتھ پاؤں نکالے اور وہاں کے اکثر قلعہ و محکمات و غیرہ پر قابض و تصرف ہو گیا جیسا کہ ہم آئندہ اسماعیلیہ فرقہ کے حالات میں اس کو بیان کریں گے۔ یہ واقعات ان کے اہم اور اعظم اخبار سے ہیں یہ لوگ نزار کی امامت کے قابل ہیں۔

انغرض خلیفہ مستعلیٰ نے جون ہی سرب پر خلافت پر قدم رکھا سرحدی شہر و دیون میں بغاوت پھوٹ نکلی کسبیلہ نامی ایک شخص جو صورت گاہ والی تھا علم خلافت سے منحرف و باغی ہو گیا خلیفہ مستعلیٰ نے ایک فوج اس کی سرکوبی کو روانہ کی۔ پس اس فوج نے صورت پر پہونچ کر محاصرہ ڈال دیا۔ بہت بڑی خونریزی ہوئی آخر کار شاہی لشکر فتحیاب ہوا اور کسبیلہ کو شکست فاش آٹھانا پٹی شاہی لشکر نے اس کو گرفتار

کر کے نامہ بشارت فتح کے ساتھ مصر روانہ کر دیا۔ خلافت مآب نے پہونچتے ہی
سید کو قتل کر ڈالا یہ واقعہ ۹۱۸ء کا ہے۔

تاج الدولہ متش والی شام کے انتقال پر اس کے دونوں لڑکوں رضوان اور
دقاق میں خانہ جنگی کا بازار گرم ہوا۔ دقاق دمشق میں رہتا تھا اور رضوان حلب میں
رضوان نے اپنے صوبہ میں چند دنوں تک خلیفہ مستعلی کے نام کا خطبہ پڑھا تھا۔ مگر
پھر خلافت عباسیہ کا خطبہ پڑھنے لگا۔

عیسائیوں کا بیت المقدس پر قبضہ
بیت المقدس کی حکومت پر تاج الدولہ متش نے امیر
سلمان بن ارتق ترکمانی کو مامور کیا تھا۔ اس کے بعد ہی ۹۲۹ء

میں عیسائیوں نے ملک شام کی طرف قدم بڑھائے عیسائی کروسیڈروں کی
جماعت رفتہ رفتہ قسطنطنیہ پہنچی اور اس کے خلیج کو عبور کیا۔ والی قسطنطنیہ نے انکو
راہ دیدی تاکہ وہ اس کے اور امرا رسلجوقیہ و ترک والیان شام کے پیچ میں پڑ
جائیں چنانچہ عیسائیوں نے پہلے انطاکیہ پر پہونچکے لڑائی کا نیزہ گاڑ دیا اور اسکو
باغیان سپہ سالار رسلجوقیہ کے قبضہ سے نکال باغیان انطاکیہ کو حریف مقابل کے
محاصرہ میں چھوڑ کر بھاگ نکلا۔ کسی ارمنی نے اتنا راہ میں اسکو مار ڈالا اور
سراوتار کے عیسائیوں کے پاس انطاکیہ میں لے آیا۔ اس واقعہ سے لشکر
شاہم عیسائیوں کے رعب و داب کا سکے ٹھیکہ گیا اور اس کے سرداروں کے آنکھوں میں
آئندہ خطرات کی تصویریں ہر نے لگیں اولاً کربوقا والی موصل فوجیں مرتب کر کے
عیسائی کروسیڈروں سے بدلہ لینے کو نکلا اور مرج الدلت میں پہونچکے پڑاؤ کیا
دقاق بن متش۔ سلیمان بن رائق طغٹکین اناکب والی حمص اور والی سجار بھی آکے
کربوقا کے پاس مجتمع ہوئے۔ گرد و نواح کے ترکوں اور عربوں کو مجتمع کر کے
فوجیں آراستہ کیں اور انطاکیہ عیسائیوں کے تیرہ یوم قبضہ کرنے کے بعد

انطاکیہ کے چھوڑنے کو کوچ کیا۔ عیسائیوں نے بھی ہر چار طرف سے عیسائی مجاہدوں کو مجتمع کر لیا تھا۔ یورپ کے بڑے بڑے بادشاہ اس جنگ میں شریک تھے ان سجون کا سردار ہیمینڈ نامی ایک عیسائی بادشاہ تھا۔ عساکر اسلامیہ اور عیسائی فوجوں سے صف آرائی کی نوبت آئی سخت خونریزی کے بعد مسلمانوں کو ہزیمت ہوئی۔ ہزاروں مسلمانوں کو عیسائی کروسیڈروں نے تہ تیغ کیا اور ان کے لشکر گاہ پر قبضہ کر کے معرۃ النہمان کی جانب بڑھے ایک مدت تک اسپر محاصرہ ڈالے رہے بالآخر اسکے اعموان و انصار اپنی کامیابی سے ناامید ہو کر بھاگ کھڑے ہوئے تقریباً ایک لاکھ مسلمان کام آئے اور ابن منقذ نے شیرزد دیکر عیسائیوں سے مصاحبت کر لی بعد اس مصاحبت کے عیسائیوں نے حمص کو جاگیرا۔ خراج الدولہ نے شہر کو اپنے حریف محاصرہ کے سپرد کر کے صلح کر لی پھر ان عیسائیوں نے عکہ پر پہنچ کر محاصرہ ڈالا مدتوں عکہ مفتوح نہوا ترکی اسلامی فوج مقیم عکہ کو بڑے بڑے مصائب کا سامنا کرنا پڑا جو احاطہ تحریر و قلم سے باہر ہے اس پر آشوب زمانہ میں ابن منقذ کو سلجوقیہ اور ترکوں کے زیر کینکا شوق پیدا ہوا وزیر السلطنت افضل بن بدر جمالی فوجیں مرتب کر کے بیت المقدس کے واپس لینے کو روانہ ہوا اور سفر و قیام کرتا ہوا بیت المقدس پر پہنچے محاصرہ ڈال دیا۔ بیت المقدس میں ان دنوں ستمان اور اغمازی پھر ان اہل حق اور اسکا نتیجہ یا قوتی اور بلور چچازاد سوچ بھی تھا۔ افضل نے چالیس منہ نقیق قلعہ شکن بیت المقدس کے فتح کرنے کو نصب کر ائیں تھیں۔ تقریباً چالیس روز تک محاصرہ کئے رہا بعد ازاں ۹۹۰ھ میں امان کے ساتھ مفتوح کر لیا۔ افضل نے فتحیابی کے بعد ستمان، اغمازی اور ان لوگوں کے ساتھ جو ان کے ساتھ تھے اچھے براؤ

کئے اور ان کو چلے جانے کی اجازت دی۔ کسی قسم کی ان سے مزاحمت نہ کی
پس سقمان شہر الرہا چلا گیا اور بلغازی نے عراق کا راستہ لیا ان لوگوں کی
روانگی کے بعد افضل نے یہ اطمینان تمام بیت المقدس پر قبضہ حاصل کر کے
اپنے آتش شوق کو بجایا اور فتحیابی کا پریرہ لئے ہوئے مصر کی جانب واپس آیا۔

اس عارضی فتحیابی کے بعد عیسائی کروڑوں نے بیت المقدس کا قصد کیا
چالیس روز تک اسکا محاصرہ کئے رہے۔ قلعہ شکن منجیقین ہر چار طرف نصب کین
شہر پناہ کی دیوار منہدم کرنے کی غرض سے دو بڑے بڑے برج بنائے
تھے جبہر آتش باری کا کوئی اثر نہیں ہو سکتا تھا۔ لڑتے بھڑتے شمالی جانب سے
بیت المقدس میں جبکہ سات راتیں ماہ شعبان ۱۲۹۲ء کے تمام ہوئے کو باقی رکھی
تھیں گھس پڑے۔ مہتوں عام خونریزی اور کشت و خون کا ہنگامہ گرم اور
جاری رہا۔ مسلمانوں نے محراب داود علیہ السلام میں جا کے پناہ لی اور سچکے دہان
جا چھپے تھے کہ شاید اب خونریزی اور قتل سے ہم بچ جائیں گے۔ مگر ان اجل
رسیدوں کو وہاں بھی پناہ نہ ملی۔ عیسائی فوجوں نے پہلے انکو امان دی اور
جب انہوں نے دروازہ کو لا تو قتل کرنے لگے۔ مسجد اقصیٰ اور صحرہ میں شہر
ہزار مسلمان شہید کئے گئے۔ مسجد اقصیٰ کی چالیس قذیلین نفری جو تین تین ہزار
اور چھ چھ سو درہم وزن میں تھیں اور ایک تنور نفری جو وزن میں چالیس طل
شامی تھا اور ایک سو چھاس قذیلین طلائی کوٹ لین۔ علاوہ اسکے اور مال و اسباب
اور قیمتی قیمتی سامان لوٹ لئے گئے جو شمار و اعداد سے باہر ہے۔ نفیہ السیف
جو اس عام خونریزی سے بچ گئے تھے وہ بحال پریشان گریبان و تالان بغداد نیچے
اور ان مصائب کو بالتفصیل بیان کیا جو اسلام اور اسلامیوں پر بیت المقدس
اور زمین شام میں قتل، غارتگری اور قید ہونے کے گزیرے تھے خلافت

نے سربراہ اور وہ علماء کے ایک گروہ کو سلطان برکیاروق اور اسکے برادران محمد اور سحر کے پاس جہاد پر جانے کی غرض سے بھیجا۔ لیکن یادگار ان سلاطین سلجوقیہ میں باہمی نزاعات اور مخالفت کی وجہ سے اس قدر قوت باقی نہ رہی تھی کہ عیسائی کروسیڈروں کے مقابلہ پر تلوار اٹھا سکتے اور بیت المقدس کو ان کے قبضہ سے نکالنے کی کوشش کرتے بچار و ناچار علما رکاوٹ دے بیٹیل مرام واپس آیا۔

وزیر السلطنت افضل بن بدر جمالی امیر الحجوش نے یہ خبر پا کے فوجیں آراستہ کیں اور عیسائی کروسیڈروں کو بیت المقدس سے نکال باہر کرنے کی قصد سے مصر سے کوچ کیا۔ عیسائی فوجیں بھی اس سے مطلع ہو گئے افضل کے لشکر سے مزاحمت کرنے کو پڑیں اور بحالت ادغفلت ان پر حملہ کر کے ان کو سپا کرویا۔ مصری لشکر کا ایک گروہ متفرق و منتشر ہو کر گولروں کے گنجان باغ میں جا چھا عیسائیوں نے اس میں آگ لگا دی۔ سب کے سب جل گئے اور جو گھبرا کر باغ سے باہر نکلا اس کو عیسائیوں نے قتل کر ڈالا۔

اس جوش و ربا واقعہ کے بعد عیسائی فوجوں نے عسقلان کی طرف مراجعت کی اور پھینچتے ہی اسپر محاصرہ ڈال دیا تا آنکہ بیس ہزار دینار تارواں جنگ لے کے واپس ہوئیں۔

آمر کی خلافت بعد اسکے خلیفہ مستعلی ابوالفتح اسماعیل مستنصر باللہ علوی نے نصف ماہ صفر ۶۹۵ھ کو اپنی خلافت کے سات سال پورے کر کے مر گیا بجائے اسکے اسکا بیٹا ابوالعلی جبکی عمر اس وقت پانچ برس کی تھی سردیر خلافت پر متمکن کیا گیا اور الامر باحکام اللہ کا خطاب اختیار کیا۔ خلفاء علویہ میں سے کوئی شخص اس سے اور مستنصر سے کم سن زیادہ خلیفہ نہیں بنایا گیا۔ اسکی یہ حالت تھی کہ اکیلا گھوڑے پر سوار نہ ہو سکتا تھا۔

عیسائیوں اور مصریوں کا مقابلہ

پھر ۴۶۷ء میں افضل امیر البحر نے مصر پر فوجیں آراستہ کر کے عیسائیوں سے جنگ کرنے کو شام کی جانب روانہ کیا۔

کین سعد الدولہ طوائشی نامی ایک امیر جو اسکے باپ کا ملوک تھا اس ہم کامر دار بنایا گیا۔ مابین رملہ اور یافا عیسائی کروسیڈروں سے معرکہ آرائی ہوئی عیسائیوں کے سردار کا نام بعد دین تھا اتفاق یہ کہ پہلے حملہ میں عیسائیوں نے مصری لشکر کو ہزیمت دے دی اثناردار و گیسر میں سعد الدولہ مارا گیا۔ عیسائیوں نے اسکے خیمہ اور لشکر گاہ پر قبضہ کر لیا اور وہاں پر جو کچھ مال و اسباب پایا لوٹ لیا۔ افضل کو اس واقعہ کی خبر لگی تو اس نے اپنے بیٹے شرف المعالی کو فوج کا سردار بنا کے روانہ کیا۔ قریب رملہ عیسائیوں سے ٹکبھیڑ ہوئی۔ اس معرکہ میں عیسائیوں کو ہزیمت ہوئی بعد دین بخوف گرفتاری و قتل گنجان درختوں میں چھپ چکا اور جب ہنگامہ دار و گیسر وہو گیا تو چند عیسائی سرداروں کے ساتھ نکل چکے سے رملہ چلا گیا شرف المعالی نے اس ہم کو سر کر کے رملہ پر فوج کشی کی پندرہ بوم تک محاصرہ کئے رہا تا آنکہ بزور تیغ اس کو مفتوح کر لیا۔ چار سو عیسائیوں کو قتل کر ڈالا اور تین سو عیسائی سرداروں کو گرفتار کر کے مصر روانہ کر دیا۔ مگر بعد دین اس واقعہ سے بھی بچکر یافا چلا گیا۔ اسی اثناردین عیسائی زائران کا ایک گروہ کشیر بیت المقدس کی زیارت کو آگیا تھا۔ بعد دین نے ان کو صلیبی لڑائی لڑنے کی ترغیب دی اور جب وہ آمادہ و طیار ہو گئے تو انکو مرتب و طیار کر کے عسقلان کی جانب بڑھا۔ شرف المعالی ہیہ خبر پا کے اپنے باپ افضل امیر البحر کے پاس چلا گیا اور عیسائیوں نے عسقلان پر بلا جلال و قتال قبضہ حاصل کر لیا۔

بعد اسکے شرف المعالی نے خشکی اور بحری فوجیں مرتب کیں اپنے باپ کے ناموں ملوک تلج العجم کو عظیم فوج کے ساتھ براہ خشکی عیسائیوں کے مقابلہ پر عسقلان کی طرف

روانہ کیا اور بسر مصری قاضی ابن قادوس جنگی کشتیوں کا بیڑہ براہ دریا یا فاکجانب ہیجا
چنانچہ تاج العجم نے عسقلان کے قریب پہنچے بڑا ڈکيا۔ قاضی قادوس نے تاج العجم
کو اکلا دیا۔ اوہم اور تم متفق ہو کر عیسائیوں پر حملہ کریں۔ تاج العجم نے اس سے انکار
کیا۔ رفتہ رفتہ افضل امیر الجیوش کو اس واقعہ کو اطلاع ہو گئی۔ افضل نے اسیوقت
قاضی ابن قادوس کو تاج العجم کے گرفتار کر لینے کو لکھ بھیجا اور اپنے خادم مون مین سے
جمال الملک کو عسقلان کی جانب روانہ کیا اور عسا کر شامیہ کی سرداری بھی اسیکو
مرحمت ہوئی۔

انہیں واقعات پر ۳۹۷ء تمام ہو جاتا ہے آئندہ ۳۹۸ء مین مصری اور عیسائیوں
فوجوں مین یاہم کسی قسم کی چپیر چپار نہیں ہوتی ۳۹۸ء مین وزیر السلطنت افضل نے
اپنے دو کریٹے سنا الملک حسین کو عیسائیوں کے مقابلہ پر روانہ کیا اور جمال الملک
کو اسکے ساتھ جانے کا حکم دیا۔ چنانچہ سنا الملک پانچزار فوج کی جمعیت سے عیسائیوں
سے لڑنے کو روانہ ہوا طغلیکین انابک والی دشمن سے ملک طلب کی طغلیکین نے تیرہ سو
سوار بھیج دیے عسقلان اور یافا کے درمیان عسا کر اسلامیہ اور عیسائی فوجوں سے
مقابلہ ہوا چچین کے ہزار ہا آدمی کام آگے بعد اسکے دونوں مین ایک دوسرے
سے خود بخود علحدہ ہو گئے عسا کر اسلامیہ نے عسقلان اور دشمن کی جانب مراجبت کی
۳۹۷ء سے کبتاش بن تمش عیسائیوں مین جاما تھا۔ سبب یہ پیدا ہوا تھا کہ طغلیکین
نے اپنے دو کریٹے براہ زادہ دفاق بن تمش کو حکومت کی کرسی پر بٹھانے کا قصد کر لیا
تھاپس اسیوجہ سے اس نے عیسائیوں سے سائش کر لی اور انمین جاملا۔

طرالمیس و بیروت پر	طرالمیس پر خلافت علویہ کی حکومت پہرہ اوڑھ رہا تھا۔ اس زمانہ
عیسائیوں کا قبضہ	پر آشوب و فتن مین عیسائیوں نے اسکا بھی محاصرہ کر رکھا تھا۔
محسور دن کی امداد اور ملک مصری دار الخلافہ سے آ رہی تھی۔	۳۹۷ء کے دور مین

ایک بیڑہ جہازات کا براہ دریا عیسائی مقبوضات سے ساحل طرابلس پر پھونچا جس کا سردار
 مقص کبیر یعنی رمینڈین صنجیل تھا۔ اس بیڑہ جہازات میں غلہ و رسد اور کافی مقدار
 فوج کی تھی اس سے پیشتر سردانی ہمشیرہ زادہ صنجیل طرابلس پر محاصرہ ڈالے ہوئے تھا
 سردانی اور رمینڈین ان بن ہو گئی۔ مگر بغداد بن والی بیت المقدس نے بہت جلد
 دونوں میں مصاحبت کرادی۔ ادھر ان دونوں نے مجتمع ہو کے طرابلس پر حملہ کیا ادھر
 مصر سے محصوروں کی آمد و رفت بند ہو گئی۔ عیسائیوں نے طرابلس کے شہر پناہ
 پر چڑھنے کی غرض سے چند برج بنائے تھے جنکو آہستہ آہستہ لڑتے ہوئے شہر پناہ
 کی دیوار سے جا کے ملا دیا۔ عیسائی فوجین اسکے ذریعہ سے شہر پناہ کی دیوار پر چڑھ گئے
 اور بزدورتیغ دوسری ذی الحجہ سنہ ۷۷۰ کو مفتوح کر لیا۔ بہت بڑی خونریزی ہوئی
 ہزار ہا قید و گرفتار کر لئے گئے۔ والی طرابلس نے قبل مفتوح ہونے کے معہ
 اپنے چند سرداران لشکر کے امن حاصل کر لی تھی اور اس واقعہ جانکاہ سے
 پہلے دمشق چلا گیا تھا۔

اس فتحیابی کے بعد ایک دوسرا بیڑہ کشتیوں کا طرابلس کے ساحل پر پہنچا
 حیدر ایک سال کے خمرچ کا غلہ بھرا ہوا تھا پس اسکو عیسائیوں نے صور
 صیدا اور بیروت کے محاصرہ فوجوں پر تقسیم کر دیا اور اس طریقہ سے عیسائیوں نے
 کل سوا جمل شام پر قبضہ کر لیا۔

ہم نے ان واقعات کو دولت علویہ کے تذکرہ میں اس وجہ سے بالتخصیص تحریر
 کیا ہے کہ ان مقامات پر خلافت علویہ کا قبضہ و تصرف تھا۔ بقیہ حالات کو عیسائیوں
 کے اخبار کے ضمن میں بیان کریں گے انشاء اللہ تعالیٰ۔

مصر یون کا عسقلان	عسقلان پر علم خلافت علویہ مصر پر قبضہ تھا اور شمس
پر قبضہ	انخلافت نامی ایک امیر کے قبضہ امت دار میں اسکی زام

حکومت تھی۔ بغداد میں عیسائی بادشاہ بیت المقدس نے شمس الخلافت سے سازش کر کے علم خلافت علویہ مصریہ سے اسکو علیحدہ کر لیا۔ رفتہ رفتہ اسکی خبر دربار خلافت مصر تک پہنچنی امیر البحر جوش افضل نے ایک فوج مرتب کر کے عسقلان کی جانب روانہ کی اور امیر لشکر کو یہ ہدایت کر دی کہ جس وقت شمس الخلافت لشکر میں آئے فوراً گرفتار کر لیں۔ اتفاق یہ کہ کسی ذریعہ سے شمس الخلافت کو اسکی اطلاع ہو گئی کھلم کھلا علم خلافت علویہ کا مخالف ہو گیا۔ اور حقد ر اہل مصر اس کے شہر میں تھے سبھوں کو نکال دیا۔ وزیر السلطنت امیر البحر جوش افضل نے یہ خیال کر کے کہ مباد شمس الخلافت عسقلان کو عیسائیوں کے حوالہ نہ کر دے اسکو اسکے عہدہ پر بحال رکھا مگر شمس الخلافت کا دل وزیر السلطنت کی طرف سے صاف ہوا ساتھ ہی اسکے اہل عسقلان کی جانب سے بھی مشکوک ہو گیا اسوجہ سے اپنی فوج میں زمینیوں کو کثرت سے داخل کر لیا اہل عسقلان کو اس سے کشیدگی منافرت پیدا ہو گئی۔ سبھوں نے مشورہ کر کے حملہ کر دیا اور اسکو گرفتار کر کے قتل کر ڈالا۔ بعد ازاں خلیفہ آمر با حکام العداور وزیر السلطنت افضل کے دربار میں اس واقعہ کی اطلاع کی خلیفہ آمر نے دار الخلافت مصر سے ایک شخص کو امیر مقرر کر کے عسقلان روانہ کیا۔ اس امیر نے عسقلان میں پہنچنے اہل عسقلان کے ساتھ نہایت رحم و انصاف کے برتاؤ کئے شورش و بغاوت جب قدر تھی فرو ہو گئی۔ انتظامات درست ہو گئے۔

عیسائیوں کا صور پر حملہ بعد اس واقعہ کے بغداد میں عیسائی بادشاہ بیت المقدس

نے شہر صور پر حملہ کیا۔ صور بھی خلافت علویہ مصریہ کے مقبوضات سے تھا۔

غزالمملک الاعز نامی ایک امیر اس شہر کا والی تھا زمینیوں کا لشکر اسکی محافظت

رہا یہ واقعہ ۵۸۵ھ کا ہے تاریخ کامل ابن اثربجلد ۱ مطبوعہ لیدن۔ مترجم

کر رہا تھا۔ عیسائیوں نے اس شہر پر ہر چار طرف سے محاصرہ ڈال کے لڑائی شروع کر دی۔ اہل صور نے طغٹکین، آتابک والی دمشق سے امداد کی درخواست کی چنانچہ طغٹکین آتابک مع اپنے فوج کے اہل صور کی کمک پر آیا۔ مدتوں حصار اور لڑائی کا سلسلہ جاری اور قایم رہا تا آنکہ زمانہ طیاری فصل کا آگیا۔ عیسائی بادشاہ اس خوف سے کہ طغٹکین والی دمشق عیسائی مقبوضات کے طیار شدہ فصل کو لوٹ نہ لے محاصرہ اٹھا کے عکہ چلا گیا اور اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل و کرم سے اہل صور کو اسکے شر سے یوں بچا لیا۔

پہر ماہ ذی الحجہ ۱۱۵۷ھ میں بغداد میں بادشاہ بیت المقدس نے فوجیں مرتب کر کے مصر پر چڑھائی کی کوچ و قیام کرتا ہوا تیس تک پہنچا ایک روز تیرنے کی غرض سے نیل میں اوترا۔ وقت موت شدید آگیا تھا اسکے زخم قدیم نے زور پکڑا مجبورانہ بیت المقدس کی جانب مراجعت کی چنانچہ بیت المقدس پہنچا مگر گیا اور بیت المقدس کی بادشاہی کی وصیت قتل والی الرہا کے حق میں لگ گیا اگر اس وقت ملوک سلجوقیہ میں خانہ جنگیان اور باہمی نزاعات پیدا نہ ہو گئے ہوتے تو ان لوگوں نے عیسائیوں سے وہ کل بلاد شامیہ کو واپس لے لیا ہوتا۔ خیر وہ قابض و متصرف ہو گئے تھے مگر اللہ جل شانہ نے اس نیک نامی کو صلاح الدین بن ایوب فتح بیت المقدس کے لئے رکھ چھوڑا اور یہ سہرا اسکے سر پر باندھا گیا۔

وزیر السلطنت کا ہم اوپر بیان کر آئے ہیں کہ وزیر السلطنت افضل نے قتل بعد وفات خلیفہ متعلیٰ کے خلیفہ آمر باحکام اللہ کو جو بوقت

کہ اس کا سن پانچ برس کا تھا سریر خلافت پر شمع کیا۔ پس جب خلیفہ آمر سن شعور کو پہنچا اور اس کی حکومت و سلطنت کو ایک گونہ استحکام استقلال حاصل

ہو گیا اس وقت خلیفہ آمر کو افضل کا ہر کام میں پیش پیش رہنا ناگوار گزرنے لگا۔
 اپنے مصاحبوں سے وزیر السلطنت افضل کے قتل کے بابت مشورہ کیا اسکا
 بچا زاد بھائی عبد المجید جو اسکا ولیعہد بھی تھا بولا خلافت ماب اس خیال سے
 باز آئیں یہ بہت بڑی بدنامی کی بات ہے۔ ایک زمانہ ورازی سے یہ اور اسکا
 باپ علم حکومت کی حین خواہی کرتا چلا آتا ہے جس وقت لوگوں کو یہ امر
 معلوم ہو گا کیا کیا خیالات انہیں نہ پیدا ہونگے علاوہ برائین قبل اس فعل کے کرنے
 کے کسی شخص کو اسکا قایم مقام کر لینا چاہئے۔ تاکہ آئندہ خطرات سے محفوظ رہیں
 خلیفہ آمر یہ سنکے خاموش ہو گیا تو طوسی دیر کے بعد عبد المجید نے یہ رائے دی
 ابو عبد اللہ بن بطلحی کے ذریعہ سے اس اہم کام کو انجام دینا چاہئے ابو عبد اللہ
 اسکا معتمد علیہ اور مصاحب بھی ہے وہی اس کام کو کچھ جھکا کر لے گا اور وہی ایسے
 لوگوں کو متعین کر دے گا جو افضل کو قتل کر ڈالیں گے، چنانچہ خلیفہ آمر نے ابو عبد اللہ
 کو اپنے محلہ سے خلافت میں طلب کر کے وزیر السلطنت افضل کے قتل
 کر ڈالنے کی استدعا کی اور بعد قتل وزیر السلطنت ابو عبد اللہ کو بجائے
 اس کے عہدہ وزارت پر مقرر کرنے کا وعدہ کیا۔ پس ابو عبد اللہ نے دو شخصوں
 کو وزیر السلطنت کے قتل پر مامور کیا جنہوں نے اسکو مصر میں قتل کر ڈالا جبکہ وہ
 اپنے موکب کے ساتھ قاہرہ کو نصرت جا رہا تھا۔ یہ واقعہ ۵۸۵ھ کا ہے۔
 واقعہ یوں پیش آیا کہ حسب دستور قدیم عید کے روز وزیر السلطنت معہ
 اپنی فوج و خدام کے قاہرہ کے خزانہ السلاح کو انعام و اکرام تقسیم کرنے کی غرض
 سے جا رہا تھا۔ کثرت و اثر و حام خلافت کی وجہ سے گرد و غبار کثرت اور بڑھ رہا تھا۔
 وزیر السلطنت کو اس سے تکلیف ہوئی حکم دیا کہ ہمارے ساتھ کوئی شخص نہ آئے
 کل فوج ہم سے اس قدر فاصلہ پر رہے کہ مابدولت تک گرد و غبار نہ پہنچ

سکے۔ چنانچہ فوج پیچھے رہ گئی اور آپ آگے بڑھ گیا و شخص جنگجو ابو عبد اللہ نے اس کے قتل پر مامور کیا تھا۔ ایک گوشہ سے ٹھکے وزیر السلطنت کی طرف لے گئے ایک نیکو ار چلائی دوسرے نے نیزہ مارا۔ زخمی ہو کر گھوڑے سے زمین پر آ کر ہاتھوں نے بھاگنے کی کوشش کی لیکن اس میں ان کو کامیابی ہوتی نظر نہ آئی تو خودکشی کر لی وزیر السلطنت محمد سرے وزارت میں اوٹھالایا گیا اس وقت اس میں کچھ دم باقی تھا خلیفہ امر عیادت کو آیا۔ دریافت کیا تمہارا مال کہاں کہاں ہے عرض کی، جب قدر میرا ظاہری مال خزانہ ہے اس کو ابو الحسن بن اسامہ جانتا ہے دیکھ شخص حلب کا رہنے والا تھا اور اس کا باپ اسامہ قاہرہ کا قاضی تھا اور جو مال پوشیدہ اور دفینہ ہے اس سے بطاریج واقف ہے، پس جب اپنی فداوت کے اٹھائیسویں سال امیر الجیوش افضل داعی اہل کولیک کہہ کے راہی ملک عدم ہوا تو خلیفہ امر نے اس کے مال و اسباب و خزانہ کی پوری طور سے نگرانی کی چہ ہزار توڑے اشرفیان کے پچاس ہزار توڑے روپیوں کے ٹنگ برونک کے ریشمی کپڑے بغدادی، اسکندری اسباب، ہندی ظروف طلائی و نقری طرح طرح کی خوشبودار چیزیں عنبر اور مشک بے شمار برآمد ہوئے۔ اس کے ذخائر و اسباب میں دندان فیل اور انوش کے ٹکڑوں کا مصنوعی پہاڑ ملا جب چاندی جڑی ہوئی تھی پہاڑ پر ایک مٹمن (ہشت پہل چوترا عنبر کا تھا جس کا وزن ایک ہزار رطل کا تھا۔ اور اس چوترا پر سونے کی چڑیا بنی ہوئی تھی جس کے پاؤں مرجان سرخ کے چونچ زمرہ کی اور آنکھیں یاقوت کی تھیں امیر الجیوش افضل اس چوترا کو اپنے مجلس رے وزارت میں رکھتا تھا جس سے سارا مکان معطر ہو جاتا تھا مال کار اس کا یہ ہوا کہ یہ سب چیزیں صلاح الدین کے قبضہ میں چلی گئیں۔

رطل ۲۲ تولہ کا ہوتا ہے بحال وزن راجع الوقت - مترجم

بطایحی کی وزارت

ابن اثیر لکھتا ہے کہ بطایحی کا باپ عراق میں وزارت ماب
افضل کے مجسرون میں تھا زمانہ طفلی میں اسکے اسکے باپ کا سایہ اوہ
گیا اور کوئی مہر و کہنچوڑ اسن شعور کو نہ پہونچنے پایا تھا کہ مان بھی مگنی پہلے تو اسنے
معماری کا کام سیکھا پھر حالی کا کام کرنے لگا اکثر اوقات مال و اسباب ادھار کر
مجلس اے وزارت میں لایا کرتا تھا۔ امیر البحر امیر افضل کو اسکی عزت و کمزوری
پر رحم آگیا فاشون کے زمرہ میں نوکر رکھ لیا ترقی کرتے کرتے حاجت کے عمدہ
پر پہونچ گیا۔ پس جب امیر البحر امیر افضل مارا گیا تو خلیفہ آمر نے اسکو بجائے
افضل کے وزارت کے عمدہ سے سرفراز فرمایا۔ پہلے ابن قات اور ابن قائد کے
نام سے مشہور تھا خلیفہ آمر نے جلال الاسلام کا لقب مرحمت کیا خلعت
دی۔ وزارت کے دو کبریاں المامون کا خطاب دیا۔ تھوڑے دنوں بعد
افضل کی طرح ہر امور سلطنت میں چہرہ دستی شروع کر دی اور خلیفہ آمر کو دبانے
لگا اس سے خلیفہ آمر کو شدیدگی پیدا ہوئی مامون کو بھی اسکی کشیدگی سے مناسبت
اور وحشت پیدا ہو چلی۔ مامون کا ایک بہائی لقب موتمن تھا مامون نے
خلیفہ آمر سے اجازت حاصل کر کے موتمن کو اسکندریہ کی حفاظت و نگہ رانی
کے لئے روانہ کیا۔ اسکے ہمراہ سپہ سالار دن کا ایک گروہ بھی گیا حسین علی بن
سلاار تاج الملوک اسنا الملک الجمل اور درمی السحروب وغیرہم تھے موتمن
اور ان لوگوں کی روانگی اسکندریہ کے بعد مامون قاہرہ میں ٹھہرا ہوا فوج آرائی
اور ترتیب لشکر کی فکر میں کرتا رہا لوگوں نے خلیفہ آمر سے اسکی شکایت کرنی
شروع کر دی کہ یہ اپنے کونراز کی اولاد سے بتلاتا ہے کہتا ہے کہ
میں نراز کی لونڈی کے بطن سے ہوں جو مجلس اے خلافت سے حاملہ نکل آئی
تھی۔ ساتھ ہی اسکے یہ خبر بھی خلیفہ آمر کے کان تک پہونچا دی کہ مامون

نے نجیب الدولہ کو مین میں اپنی امارت کی بنیاد قائم کرنے کو روانہ کیا ہے چنانچہ آمر نے اس امر کے انکشاف کی غرض سے چند لوگوں کو مین روانہ کیا۔

قتل بطابچی جس وقت خلیفہ آمر کا دل مامون کی شکایتیں سنتے سنتے فکر و تردد

سے بھر گیا اور طرح طرح کے خیالات اسکے دماغ کو پر اگستہ کرنے لگے اس وقت اسنے اُن سپہ سالاروں کو قاہرہ میں بلا بھیجا جو مامون کے بھائی کے ساتھ اسکندریہ میں مقیم تھے علی بن سلار کو اس سے تردد

پیدا ہوا مگر خلافت ماب کا حکم تھا خلافت ورزی کی کس میں طاقت تھی سب کے سب ماہ رمضان ۱۹ھ میں دارالخلافہ قاہرہ چلے آئے بعد ان کے مامون بھی اجازت حاصل کر کے اسکندریہ سے قاہرہ آگیا۔ حسب دستور افطار

کرنے کو قصر خلافت میں حاضر ہوئے مامون اور موتمن بھی افطار کو قصر خلافت میں آئے ہوئے تھے خلیفہ آمر نے ان دونوں بہائیوں کو گرفتار کر کے

جیل میں ڈال دیا۔ اگلے دن ایوان خلافت میں دربار عام کر کے ان دونوں بہائیوں کے حالات اور بیجا کارروائیوں کو نظر کیے۔ اور عہدہ فرار

پر کسی کو مقرر نہ فرمایا دفتر وزارت سے دو شخصوں کو خراج و زکوٰۃ اور ٹکس کے وصول کرنے پر مامور کیا بعد چندے ان دونوں آدمیوں کو بھی ظلم کے وجہ

سے معزول و معطل نہ فرمایا بعد اسکے وہ لوگ دربار خلافت میں حاضر آئے جو مین میں انکشاف حال مامون کی غرض سے گئے ہوئے تھے اور خلیفہ

کو لا کے حاضر کیا۔ کل واقعات عرض کئے خلیفہ آمر نے نجیب الدولہ و مامون و موتمن دونوں بہائیوں کو قتل کر کے صلیب پر چڑھا دیا۔

حافظ الدین اللہ خلیفہ آمر اپنی خواہشات نفسانیہ میں ڈوبا ہوا تھا مگر مین ہمہ تن کی خلافت کا خواہان تھا طرہ یہ ہے کہ دلی کوشش بھی نہ کرتا تھا کسی بھی

عراق جانے کا قصد کرتا تھا پھر رک جاتا تھا گار بجے گا ہے دو چار استعارہ ہو
کہہ لیا کرتا تھا از انجملہ یہہ دوشہرین -

اصبحت لاسراجو ولا انخشے مجاہد کسی سے کوئی تمنا ہے اون پرین کی سختی و نرمی
الا الہی ولہ الفضل ۛ سوائے اپنے اللہ کے اور وہ فضل والا
جدی نبی و امامی ابی میرا دوا بنی ہے اور میرا باپ ایا صبت
ومذہبی التوحید والعدل اور میرا مذہب توحید اور عدل ہے
فرقہ فدا یہ اکثر اسکے قتل کا قصد کرتا تھا لیکن موقع نہ ہا تھا آنے سے رک
جاتا تھا چند دنوں بعد انہیں سے دس آدمیوں نے ایک مکان میں مجتمع ہو کے
خلیفہ آمر کے قتل کا مشورہ کیا۔ ایک روز خلیفہ آمر سوار ہو کر روضہ کی طرف جا رہا
تھا اس بل سے ہو کر گزرا جو جزیرہ مصر کے مابین تھا۔ اُن دسوں آدمیوں کو اسکی
خبر مل گئی آگے بڑھ کے انتظار راہ میں چھپ کر کھڑے ہو گئے پس جس
وقت خلیفہ آمر بل پر گزرا تنگی راہ کی وجہ سے لشکر سے علیحدہ ہو کر چلا قاتلون کو
موقع مل گیا دفعۃً تنواریں تول کر ٹوٹ پڑے اور بات کی بات میں قتل
کر ڈالا۔ یہ واقعہ ۲۴ھ ص ۸۷ ہے۔ ساڑھے اونتیس برس خلافت کی۔ چونتیس
برس کی عمر پائی۔

یرغش عادل اور برغوار دہر بنی ملوک اسکے دو خادم خاص تھے انہیں کے
ذریعہ سے وہ امور سلطنت کو انجام دیتا تھا۔

پس جب خلیفہ آمر نے وفات پائی چونکہ اسکی کوئی اولاد نہ تھی اسوجہ سے

اسکے چچا کے بیٹے میمون عبد المجید بن امیر ابو القاسم بن خلیفہ مستنصر ہاندا
کو جانشین کیا۔ کہتے ہیں کہ خلیفہ آمر نے وصیت کی تھی کہ میری خانہ بیوی
حاملہ ہے اور میں نے خواب دیکھا ہے کہ اسکے بطن سے لڑکا پیدا ہو گا پس

میرے بعد وہی لڑکا سریر خلافت پر متمکن کیا جاے اور میمون عبد المجید اسکی نگرانی و پروا خست کرتا رہے۔ چنانچہ اراکین دولت میمون کے ہاتھ پر بطور نائب خلیفہ کے بیعت کی اور حافظ لدین اللہ کا خطاب دیا اور جب وصیت مرحوم خلیفہ ہزیر الملوک کو قلمدان وزارت سپرد کیا اور سعید یاش جو وزیر السلطنت افضل کے خادموں نے تھا اسکو داروغہ مجلس رائے خلافت بنایا اس انتظام کے بعد مجلس رائے خلافت میں اسی مضمون کا فیہام پڑھا گیا۔

وزارت کی تبدیلی جو وقت یہ امر طے پا گیا کہ عہدہ وزارت ہزیر الملوک کو مرحمت کیا جائے اور اس بنا پر ہزیر الملوک کو خلعت

عنایت ہوئی تو لشکریوں اور امراء لشکر کو ناگوار گزرا۔ اس ناراضی میں سب سے بڑا حصہ رضوان بن نخش نے لیا تھا جو عساکر مصریہ کا سردار اور افسر اعلیٰ تھا۔ ابو علی بن

افضل اس وقت قصر خلافت میں موجود تھا برغش عادل نے لشکریوں اور امراء لشکر کی

ناراضی کا احساس کر کے ابو علی کو وزیر السلطنت کے خلافت ابھار دیا چنانچہ ابو علی

نے وزارت حاصل کرنے کی غرض سے قصر خلافت سے خروج کیا جون ہی

مجلس رائے خلافت کے باہر آیا لشکری اور امراء لشکر متفق الکلمہ ہو کے چلا آٹھے

ہذا وزیر ابن الوزير ہذا وزیر ابن الوزير اور ہاتھوں ہاتھ ابو علی کو اپنے ٹیمپ میں

لے گئے مابین قصر خلافت و قصر وزارت ابو علی کے قیام کے لئے خیمہ نصب کیا

تمام شہر میں ایک ہنگامہ برپا ہو گیا۔ قصر خلافت کے دروازے بند کر دیے گئے

ہر طبقہ کے لوگوں میں اضطرابی کیفیت پیدا ہو گئی خلیفہ حافظ نے مجبوری ہزیر الملوک

کو عہدہ وزارت سے معزول کیا اور جب اس پر بھی ہنگامہ نہ رہا تو اس کے

قتل کرنے پر مجبور ہوا اور قلمدان وزارت ابو علی احمد بن افضل کے سپرد کیا۔

پس ابو علی عہدہ وزارت سے منبر ارا ہو کر نہایت خوبی سے اس عہدہ

کے اہم امور کو انجام دینے لگا اور جیسا کہ اس عہدہ جلیل القدر کی مقتضیات تھیں اسکو پورا کیا۔ آدمی منظم اور موثر تھا۔ حلیفہ حافظ کو اپنے حسن انتظام سے دہلایا اسکے کل تصرفات چھین لئے۔ جو چاہتا تھا کر گزرتا تھا۔ خزانہ اور ذخائر شاہی سے نقد اور جنس اپنے مکان میں اوٹھا لایا۔ یہ امامیہ مذہب رکھتا تھا اور حد درجہ کا متعصب اور سخت تہافت امامیہ کے تحریک سے اس نے قایم نظر (یعنی مہدی موعود) کی دعوت قایم کی در اہم پر اللہ الصمد الامام محمد مسکوک کرایا۔ اسماعیل اور خلیفہ حافظ کے ناموں کو خطبہ سے نکال دیا۔ اذان میں ”حی علی خیر العمل“ کے کہنے کی ہدایت کی۔ اور خطیبوں کو حکم دیا کہ میرے نام کو ان اوصاف سے ممبروں پر ذکر کر دو مانع میں سخت اس قدر سما گئی تھی کہ خلیفہ حافظ کے قتل کراڈلے کا قصد کر لیا اور اسی وجہ سے ان لوگوں سے سازش کر لی تھی جن لوگوں نے خلیفہ امر کو قتل کیا تھا مگر اس امر پر قادر نہوا خلیفہ حافظ کو خلافت سے معزول کر کے ایک مکان میں قید کر دیا ہوا خواہان خلافت علویہ شیعہ کو یہ امر شاق گزرا۔ لشکریوں کو ملا کے اسکے قتل کا باہم عہد و پیمان کر لیا چنانچہ ابو علی ایک روز جمعہ اپنے لشکر کے شہر کے باہر چوگان کیلے کو گیا چند سپاہی ایک کمینگاہ میں چھپ رہے جو قوت ابو علی اس طرف سے ہو کر گزران سپاہیوں نے کمینگاہ سے نکلے ابو علی پر نیزے چلائے جس سے ابو علی زخمی ہو کر گر پڑا اور اسی وقت ترپ کر دم توڑ دیا۔ ابو علی کے مارے جانے کے بعد امراء لشکر نے خلیفہ حافظ کو قید سے نکالا اور دوبارہ اسکے ہاتھ پر خلافت و امارت کی بیعت کی۔ لشکریوں نے ابو علی کا مکان ٹوٹ لیا۔ باقی جو رہ گیا اسکو خلیفہ حافظ بخدی بیعت کے بعد قصر خلافت میں اٹھا لایا۔

خلیفہ حافظ نے بعد قتل ابو علی قلمدان وزارت ابو الفتح یانس حافظی کو محنت

فرمایا "امیر الجیوش" کا خطاب دیا۔ یہ شخص بہت بارعب و ذی وجاہت تھا اسنے بھی تھوڑے دنوں بعد خلیفہ حافظ کو دہالیا۔ اس سے فریقین میں کشیدگی پیدا ہوئی۔ کہا جاتا ہے کہ خلیفہ حافظ نے اسکے غسل خانہ میں زہر آلود پانی رکھوا دیا جسکی وجہ سے یالنس کی موت وقوع میں آئی یہ واقعہ آخری ذی الحجہ ۵۲۶ھ کا ہے وزیر السلطنت یالنس کے ہلاک ہونے کے بعد خلیفہ حافظ نے یہ قصد کر لیا کہ آئندہ یہ عہدہ جلیلہ کسی غیبر کو نہ دیا جائے تاکہ آئندہ خطرہ اس کا جبکا سامنا گذشتہ ایام میں حکومت کو کرنا پڑا تھا نکرنا پڑے چنانچہ اس خیال سے وزارت کے اہم ذمہ دار یون کے امور پر اپنے بیٹے سلیمان کو مامور کیا اتفاق ایسا پیش آیا کہ دو مہینے بعد سلیمان مر گیا تب اپنے دوست کے بیٹے حسن کو اس خدمت پر متعین کیا۔ حسن نے یہ گل کھلائے کہ اسنے دعویٰ خلافت کر دیا اور اپنے باپ خلیفہ حافظ کے قید کر لینے کا قصد کیا لشکریوں نے اس ارادے میں اسکی اطاعت کی کسی ذریعہ سے خلیفہ حافظ کو اسکی خبر لگ گئی حکمت عملی اسکے مصاحبوں اور ہواخواہوں میں نفاق پیدا کر دیا۔ بیان کیا جاتا ہے کہ ۲۱ شب میں خلیفہ حافظ نے چالیس آدمیوں کو یکے بعد دیگرے قتل کیا بعد ازاں اپنے ایک خادم کو قصر خلافت سے حسن کے قتل کرنے کو روانہ کیا حسن نے اسکو نہ بچا دیکھا دیا اب اسوقت خلیفہ حافظ تنہا بے یار و مددگار رہ گیا سارا کارخانہ درہم و برہم ہو گیا مجبور ہو کر بہرام ارمنی کو پیام دیا کہ ارمنی فوج کو ہماری مدد پر آمادہ کرو و چنانچہ بہرام نے ارمنیوں کو ابھار دیا ارمنیوں نے حسن پر یورش کی اور مابین قصر خلافت و قصر وزارت صف آرا ہوئے۔ قصر وزارت جلانے کی غرض سے لکڑیاں جمع کیں حسن یہ خبر پا کے قصر وزارت سے نکل آیا اور ارمنیوں سے لڑنے لگا۔ بالآخر ارمنیوں نے اسکو گرفتار کر کے

خلیفہ حافظ کے روبرو پیش کیا خلیفہ حافظ نے اپنے ہاتھ سے اس کو قتل کر کے اپنے کلچے کو ٹھنڈا کیا یہ واقعہ ۵۲۹ھ کا ہے۔

حسن بن حافظ کے مارے جانے کے بعد امینیوں نے مجمع ہو کر بہرام کی وزارت کی تحریک کی خلیفہ حافظ نے انکی درخواست پر بہرام کو خلعت وزارت مرحمت فرمائی اور امور سلطنت کے سیاہ و سفید کرنے کی اجازت دی بہرام نے عہدہ وزارت سے ممتاز ہو کر امینیوں کو انتظامی اور مالی صیغوں میں بہرنا شروع کیا اور مسلمانوں کی اہانت کرنے لگا۔ رضوان بن ونحش کو جو کہ دار فہم جلسہ اس خلافت تھا اور دولت علویہ کا ایک نامور خیر خواہ تھا بہرام کی وزارت سے کشیدگی پیدا ہوئی اکثر اوقات بہرام کے طرز عمل اور وزارت پر نکتہ چینی کرتا تھا۔ بہرام نے مصلحتاً رضوان کو صوبہ غریبہ کی سند حکومت دے کے قاہرہ سے نکال کر کید رضوان نے تھوڑے دنوں بعد ایک فوج مرتب کر کے قاہرہ کا قصد کیا۔ بہرام یہ سن کر دو ہزار امینیوں کے ساتھ قوص بھاگ گیا۔ قوص پہنچ کر اپنے بھائی کو مقتول پایا مگر بائیں ہمہ اہل قوص سے کسی قسم کا مواخذہ نہ کیا بعد چندے قوص سے نکلے اسوان کی جانب آیا کنز الدولہ والی اسوان نے شہر پناہ کے دروازے بند کر لئے اور بہرام کو شہر میں داخل نہ ہونے دیا۔ رضوان نے ایک دستہ فوج بصرہ فرمائی اپنے بھائی ابراہیم اور جد کے بہرام کی گرفتاری کو روانہ کیا چنانچہ ابراہیم نے بہرام کو معہ ان امینیوں کے جو اس کے ہمراہ تھے امان دے کر گرفتار کر لایا خلیفہ حافظ نے اس کو اپنے قصر خلا میں نظر بند رکھا تا آنکہ وہ اپنے اسی مذہب و دین پر مگر گیا اور رضوان قلدان وزارت کا مالک ہوا۔ الا فضل کا لقب اختیار کیا۔ یہی سنی المذہب تھا اور اسکا بھائی ابراہیم امامیہ مذہب رکھتا تھا۔

رضوان نے بھی عمدہ وزارت سے ممتاز و فخر ازہو کے ہاتھ پاؤں نکالے
 امور سلطنت پر غالب اور متصرف ہونے کا قصد کیا۔ ایک ہاتھ میں سیف لی اور ایک
 ہاتھ میں قلم۔ عرض مالی اور انتظامی دونوں صیغوں کی نگرانی کرنے لگا۔ ٹکس اور بہت سے
 محصولات معاف کر دیے اور جو شخص اسکے خلاف مرضی ٹکس قایم کرتا یا محصول وصول
 کرتا تھا اسکو سزائیں دیتا تھا۔ ان امور سے خلافت مآب کو ناراضگی پیدا ہو گئی
 داعی الدعاۃ اور فقہار امامیہ کو طلب کر کے رضوان کی معذرت دلی کی بابت مشورہ
 کیا ان لوگوں نے خلافت مآب کی رائے سے اختلاف کیا تب خلیفہ حافظ نے پچاس
 سو ارون کو گلی کوچہ کوچہ میں رضوان کی مخالفت اور اسکے برخلاف ہنگامہ کرنے
 کی تحریک کرنے اور ترغیب دینے پر مامور فرمایا۔ رضوان کے کان تک یہ
 افواہیں پھنچیں پس رہوین شوال ۳۳۵ھ کو قاہرہ سے خوف جان بہاگ نکلا
 بازاریوں اور شکاریوں نے اسکے محلہ کو لوٹ لیا خلیفہ حافظ سوار ہو کے قصر
 وزارت کی جانب آیا۔ فتنہ و فساد نہ ہو گیا۔ جو کچھ مال غارتگری سے بچ گیا تھا
 اسکو قصر خلافت میں اٹھوا لایا۔

رضوان قاہرہ سے نکلتے شام کی طرف ترکون سے امداد طلب کرنے کو چلا گیا
 تھا۔ منجملہ اور لوگوں کے اسکے ہمراہیوں میں سے شاور نامی ایک شخص تھا جو
 اسکے معتمد علیہ اور منتخب اصحاب تھے خلیفہ حافظ نے اس سے مطلع ہو کے کہ
 رضوان ترکون سے مدد طلب کرنے کو شام جا رہا ہے امیر بن مضیال کو رضوان
 کے واپس لانے کو بھیجا چنانچہ امیر نے سمجھا بوجھا کے اور امان دیکے رضوان کو قاہرہ
 کی جانب واپس کیا جون ہی قصر خلافت میں خلیفہ حافظ کی دست بوسی حاضر ہوا خلیفہ حافظ
 نے قید کر لینے کا اشارہ کر دیا۔

بعضے کہتے ہیں کہ رضوان قاہرہ سے نکلتے مدد چلا گیا تھا۔ والی مدد

امین الدولہ کشکین نے رضوان کی بڑی آؤ بگت کی۔ ایک مدت تک رضوان سرحد میں ٹھہرا رہا بعد ازاں ۵۳۴ھ میں مصر واپس آیا اور قصر خلافت کے دروازہ پر شاہی لشکر سے لڑا اور اس کو ہزیمت دی مگر اسکے بعد ہی اسکے ہمراہیوں میں نفاق پیدا ہو گیا ایک دوسرے سے علحدہ ہو گیا۔ کچھ لوگوں نے شام کی جانب معاودت کا قصد کیا اور چند لوگوں نے شاہی لشکر سے میل جول پیدا کر لیا۔ خلیفہ حافظ نے اس امر کا احساس کر کے امیر بن مضیاں کو بھیجے رضوان کو گرفتار کر کے قید کر دیا ۵۳۴ھ تک قید میں رہا بعد اسکے ایک روز جیل میں نقب لگا کر کے بہاگ گیا۔ حیرہ ہونچا۔ مغربیوں کو مجتمع کر کے قاہرہ کی جانب مراجعت کی جامع ابن طولون کے قریب شاہی لشکر سے معرکہ لڑائی ہوئی۔ رضوان نے شاہی لشکر کو ہزیمت دے دی اور کامیابی کا جھنڈا لئے ہوئے قاہرہ میں داخل ہو کر جامع اتمر کے قریب مقام کیا اور خلیفہ حافظ سے کہلا بھیجا کہ لشکریوں کے انعام تقسیم کرنے کو روپیہ بیحد و چنانچہ خلیفہ نے پہلے حسب دستور قدیم بیس ہزار دینار بھیجے بعد ازاں بیس بیس ہزار کیے بعد دیگرے اور روانہ کئے۔ رضوان کو اب اس سے ایک گونہ اطمینان حاصل ہو گیا مگر خلیفہ حافظ اسکے امتیصال میں لگا رہا۔ انہیں واقعات کے اشتراک میں سودانیوں کے ایک گروہ کو رضوان کے قتل پر متعین کر دیا۔ جنہوں نے موقع پائے رضوان کو مار ڈالا اور سداوتار کے خلافت تاج کے پاس لائے خلیفہ حافظ نے سجدہ شکر ادا کیا اور اپنی دولت و سلطنت کے کاروبار کو بنفس نفیس انجام دینے لگا۔ بعد اسکے پہر مرتبہ وزارت پر سیکو مامور و مقرر کیا یہ عہدہ خالی ہی رہا۔

۵۳۵ھ میں خلیفہ حافظ الدین عبدالحمید بن امیر ابو القاسم ظافر کی خلافت

احمد بن مستنصر نے جبکہ خلافت کو ساڑھے انیس سال گزر چکے تھے وفات پائی۔ ابو العالیس کے روایت سے کہ اس نے اپنے عمر کے نشتر مر حلقے طے کرے تھے۔ یہ اپنے آخر زمانہ خلافت میں بلا وزیر کے امور سلطنت کو انجام دیتا رہا۔ اسکے مرنے پر اسکا بیٹا ابو منصور اسماعیل اسکا ولیعہد سریر خلافت پر متمکن ہوا اور انطاقر بامر اللہ کا خطاب اختیار کیا۔

وزارت ابن مضیال عادل خلیفہ حافظ نے بوقت تقریر ولیعہدی اپنے آئینہ جانشین کو امیر بن مضیال کی وزارت کی وصیت اور ہدایت کی تھی پس خلیفہ ظافر حسب وصیت چالیس روز تک امیر بن مضیال سے وزارت کا کام لیتا رہا بعد اسکے عادل بن سالار والی اسکندریہ عہدہ وزارت حاصل کرنے کی غرض سے اسکو تدریہ سے قاہرہ کی طرف بڑھا اتفاق یہ کہ امیر بن مضیال وزیر السلطنت کسی ضرورت سے ان دنوں سوداں گیا ہوا تھا عادل نے قاہرہ میں پہونچکے قعر وزارت پر قبضہ کر لیا اور قلمدان وزارت کا مالک ہو گیا۔

عادل نے قلمدان وزارت کے مالک ہونے کے بعد عباس بن ابو الفتوح بن طے بن تیمم بن معز بن بادیس صنہاجی کو جو کہ اسکا ربیب بھی تھا ایک لشکر کے ساتھ امیر بن مضیال معزول وزیر سے جنگ کرنے کو روانہ کیا چنانچہ عباس نے امیر بن مضیال پر بزور تیغ فقیابی حاصل کی اور اسکو مار بھی ڈالا امیر کے قتل کئے جانے سے عادل کی وزارت کو استقلال اور استحکام ہو گیا۔

عادل بن سالار کے ہمراہ بلارہ نیت قاسم بن تیمم بن معز بن بادیس اور اسکا بیٹا عباس بھی تھا۔ بلارہ پہلے ابو الفتوح بن یحییٰ کے نکاح میں تھی۔ ۵۹۰ھ میں

علی بن یحییٰ بن تمیم بن معز والی اندلس رقیبہ نے اپنے بھائی ابوالفتوح مذکور کو کسی وجہ اور ترقیہ نکال دیا تھا چنانچہ ابوالفتوح معہ اپنی زوجہ بلارہ اور اپنے بیٹے عباس کے دیار مصر یہاں آیا اس وقت یہ نہایت کم عمر تھا۔ ابوالفتوح نے دیار مصر میں پہونچکے اسکت دریمین عادل بن سالار کے پاس قیام کیا عادل نے اسکو عزت و احترام سے ٹھہرایا۔ چند دنوں کے قیام کے بعد ابوالفتوح مر گیا تب اسکی بیوی بلارہ نے عادل بن سالار سے نکاح ثانی کر لیا اور عباس نے اسیکے پاس نشوونما پائی بڑا ہوا اور اسکے ساتھ ساتھ جو وقت یہ عمدہ وزارت حاصل کرنے کو قاہرہ آیا تھا قاہرہ آیا۔ دربار خلافت میں حاضر ہوا اور بعد عادل کے عمدہ وزارت سے سرفراز کیا گیا۔

الغرض عادل نے رتبہ وزارت حاصل کر کے امور سلطنت کی نگرانی کی بجانب توجہ کی۔ خلافت ثاب کی اسکے سامنے کچھ بھی نہ چلتی تھی۔ جو چاہتا تھا کرگزرتا تھا اور خلیفہ ظافر منہ بکتار ہیچا تا تھا۔ انہیں وجوہات کے خلیفہ ظافر کو وزیر السلطنت کشیدگی اور منافرت پیدا ہوئی مگر وزیر السلطنت برابر خلیفہ ظافر کو اونچا نیچا سمجھاتا تھا اور اپنے فرائض منصبی کو نہایت خوبی و خوش اسلوبی سے انجام دیتا جاتا تھا۔ ایک مرتبہ چند لونڈوں نے جو خلیفہ ظافر کچھ دست مین رہا کرتے تھے وزیر السلطنت کے قتل کا قصد کیا۔ وزیر السلطنت کو کسی ذریعہ سے اسکی خبر لگ گئی۔ اسوقت ان سپہوں کو گرفتار کر کے جیل میں ڈال دیا اور ایک گروہ کو انہیں سے قتل کر ڈالا۔ خلیفہ ظافر نے دم تک نہ مارا اور نہ وزیر السلطنت کو اس فعل سے روک سکا۔ اسیکے زمانہ وزارت میں عسقلان پر عیسائیوں نے چڑھائی کی۔ اس نے عسقلان کے بچانے کو اکثر اوقات فوجیں روانہ کیں الات حرب اور رسد و غلبہ ہیچتا رہا مگر

عیسائی حملہ آوروں نے عسقلان پر قبضہ کر ہی لیا جس سے دولت علویہ کی کمزوری بڑھ گئی اور عوام الناس کے خیالات اسکی طرف سے بدل گئے۔

عباس بن ابوالفتح سے جو وزیر السلطنت عادل کا ریب تھا اور خلیفہ ظافر سے بیچ بنتی تھی اکثر مجلس اسے خلافت میں شب کو راجتا تھا۔ اسکا ایک بیٹا نصیر نامی تھا خلیفہ ظافر نے اسکو اپنا مخصوص خادم بنا رکھا تھا۔ بیان کیا جاتا ہے کہ خلیفہ ظافر اسکو محبت کی آنکھوں سے دیکھتا تھا۔ عادل نے عباس کو سمجھا یا کہ اپنے بیٹے نصیر کو خلیفہ ظافر کی صحبت میں آنے جانے اور اسکے سخت پید کرنے سے منع کرو اور عباس نے اسکو کچھ توجہ نہ کی تب عادل نے اسکی دادی یعنی بلارہ مادر عباس کو ہدایت کی کہ نصیر کو اپنے پاس نہ آنے دو۔ یا مر نصیر اور عباس کو شاق گزرا اور عادل کی طرف سے انکے دونوں میں میل آگئی۔ اس اثنا میں عیسائیوں نے عسقلان پر فوج کشی کر دی۔ پس عادل نے فوج میں مرتب کر کے معہ سامان جنگ اور آلات حرب عباس بن ابوالفتح کو عسقلان کی جانب روانہ ہونے کا حکم دیا اس سے عباس کو اپنے کینہ کے نکالنے کا موقع مل گیا۔ خلیفہ ظافر کی خدمت میں حاضر ہوا اور کل واقعات عرض کئے اتفاق وقت سے موید الدولہ اسامہ بن منقدا میر شیرزہی دربار خلافت میں موجود تھا جو عباس کا دوست اور ہوا خواہ تھا اس نے عادل کے قتل کر ڈالنے کی رائے دی۔ خلیفہ ظافر اور عباس نے اس سے موافقت کی بالآخر عباس تو معہ فوج کے بلیس چلا گیا اور اپنے بیٹے نصیر کو عادل کے قتل کی ہدایت کرنا گیا۔ چنانچہ نصیر معہ ایک گروہ کے اپنی دادی کے مکان میں آیا عادل اس وقت سو رہا تھا۔ پہنچتے ہی عادل پر نکو اور چلائی عادل بستر خواب پر عادل کے قتل کے بعد عیسائیوں نے عسقلان پر قبضہ کیا تھا جیسا کہ تم آئندہ پڑھو گے۔ مترجم

اٹھ تک نہ سکا سوتا کا سوتا رہا۔ بعد اسکے عباس معہ فوج کے بلیس سے واپس آیا اور خلیفہ ظافر کے قلمدان وزارت کا مالک بن گیا۔ زمام حکومت اپنے قبضہ میں لے کے نظم و نسق کرنے لگا۔ اہل عقلان کو اس وقت تک عیسائیوں کے محاصرہ میں ایک مدت گزر چکے تھے اور اب تک وہ امداد کی امید میں اپنے محاصروں کی مداخلت کی کوشش کرتے جاتے تھے مگر جب ان کو اس واقعہ کی خبر ہوئی اور ان کو دربار خلافت کی امداد سے ناامید می ہوئی تو انہوں نے طویل محاصرہ کے بعد شہر عقلان کو عیسائیوں کے حوالہ کر دیا یہ کل واقعات ۴۸ھ کے ہیں۔

قایز کی خلافت نصیر بن عباس جیسا کہ تم ادھر پڑھ آئے ہو خلیفہ ظافر کا ندیم خاص اور شب و روز کا صاحب تھا اور خلیفہ ظافر بھی اس کو پیار کرتا تھا اس وجہ سے لوگوں کے خیالات اسکے طرف سے جڑ ہو رہے تھے جسکے منہ میں جو آتا تھا کہتا تھا اسامہ بن منقذ کو جو کہ عباس کا دوست اور خیر خواہ تھا ان خبروں اور لوگوں کے خیالات سے صدمہ پہنچتا تھا۔ ایک روز عباس سے نصیر کی بابت لوگوں کے خیالات ظاہر کر کے کہنے لگا کہ اگر تم خلیفہ ظافر کا خاتمہ کر دو تو اس ننگ و عار سے تمکو نجات مل جائے ورنہ قیامت تک تم پر یہ الزام رہے گا۔ عباس نے اپنے بیٹے نصیر کو بلا کے اسکی بدافعالی اور فعل شنیع کے ارتکاب پر بڑا سہلا کہا لوگوں کے خیالات اور انکی سرگوشیوں کا تذکرہ کرتے ہوئے یہ رائے دی کہ اگر تم خلیفہ ظافر کو کسی جیلہ سے قتل کر ڈالو تو تمہارے دامن سے یہ داغ مٹ جائے گا ورنہ قیامت تک لوگ کیا کچھ نہ کہیں گے۔ اس گفت و شنود سے نصیر کے دل میں بھی غیرت آگئی۔ دعوت کے بہانہ سے خلیفہ ظافر کو اپنے مکان میں بلا لیا اور جب وہ قصر خلافت سے

نصیر کے مکان میں آگیا تو نصیر نے اسکو معہ اُن لوگوں کے جو اسکے ساتھ آئے تھے قتل کر کے اسی مکان میں دفن کرادیا یہ واقعہ ماہ محرم ۵۴۹ھ کا ہے خلیفہ ظافر کے قتل کے دو سے دن عباس قصر خلافت میں گیا اور حرمِ دام خلافت سے خلیفہ ظافر کو دریافت کیا ان لوگوں نے لاعلمی ظاہر کی عباس نے مجلسِ رے خلافت سے جون ہی مراجعت کی خدام خلافت خلیفہ ظافر کے بہائیوں یوسف اور جبریل کے پاس گئے اور خلیفہ ظافر کے سوار ہو کر نصیر کے مکان جانے اور پہرہ واپس نہ آنے کا حال بتلاتا۔ یوسف اور جبریل نے کہا اس واقعہ کو تملوگ جا کر وزیر السلطنت سے بیان کرو۔ پس جب اسکے دو سے روز عباس پہر مجلسِ رے خلافت میں آیا ان لوگوں نے بیان کیا کہ خلیفہ ظافر سوار ہو کر آپ کے بیٹے نصیر کے مکان پر گئے تھے اور پہرہ بان سے واپس نہیں آئے عباس کو اس خبر کے سننے سے سخت غصہ پیدا ہوا مگر ضبط کر کے کہنے لگا معلوم ہوتا ہے کہ خلیفہ ظافر کے دونوں بہائی یوسف اور جبریل اس واقعہ قتل میں سازش کئے ہوئے ہیں یہ کہہ کر اپنے خدام کی طرف متوجہ ہوا اور اس وقت ان دونوں بہائیوں کو طلب کر کے قتل کر ڈالا اور انہیں کے ساتھ حسن بن حافظ کے دونوں لڑکوں کو بھی مار ڈالا۔

ان لوگوں کے قتل سے فارغ ہو کر خلیفہ ظافر کے بیٹے ابو القاسم عیسیٰ کو مجلسِ رے خلافت سے طلب کر کے اپنے کندھے پر لیا اور سریر خلافت پر لا کے بٹھا دیا اس وقت اسکی عمر تقریباً پنج سال یا اس سے کچھ زیادہ کی تھی۔ سریر خلافت و امارت کی بیعت کی۔ نذر گزرائی اور انفاذِ نبصر اللہ کا لقب دیا۔ عباس کو ان تغیرات سے موقع مل گیا جو کچھ مال و اسباب اور خزانہ قصر خلافت میں متناسب کا سب اپنے مکان میں اٹھا لایا۔

جس وقت عباس خلیفہ طائف کے دونوں بہائیوں کو قتل کر کے باہر نکلا مقتولین کے لاشیں دیکھ کر اس وقت درمتاثر اور پریشان ہوا کہ عارضہ صرع (مرگی) میں گرفتار ہو گیا اور تمام عمر اسی میں مبتلا رہا

وزارت صالح بن زریک

خلیفہ طاہر اور اسکے دونوں بہائوں کے قتل کئے جانے کے بعد قصر خلافت کی بیگمات نے طلحہ بن زریک کو یہ واقعات لکھ کر بھیجے طلحہ ان دنوں اعمومین اور ہنسہ کا والی تھا۔ اسی اشارہ میں اس کو یہ بھی خبر لگی کہ انہیں واقعات کے وجہ سے لوگوں میں عباس کی طرف سے ناراضگی اور بددلی پیدا ہو گئی ہے پس طلحہ نے فوجیں مرتب کر کے قاہرہ کا قصد کیا اتنی سیاہ کپڑے پہنے نیند پر آن باہون کو لگایا جب کو قصر خلافت کی بیگمات نے بغرض اظہار ماتم بھیجا تھا جس وقت صالح نے دریا کو عبور کیا وزیر السلطنت عباس اور اس کا بیٹا نصیر جس وقت در مال و زرا و آلات حرب کے سکا لیکر شام کی جانب نکل کھڑا ہوا ان دونوں کے ہمراہ ان کا دوست اسامہ بن منذر بھی تھا۔ اتفاق یہ کہ اثناء راہ میں عیسائیوں سے ٹھیس ٹھ ہو گئی۔ ایک دوسرے سے گتہ گیا۔ عباس مارا گیا۔ اس کا بیٹا نصیر گرفتار کر لیا گیا اور اسامہ کسی طرح سے اپنی جان بچا کے شام کی طرف ہٹ گیا۔

وزیر السلطنت عباس کے نکل جانے کے بعد طلحہ ماہ ربیع الثانی ۴۹ھ میں داخل قاہرہ ہوا اور پیادہ پا قصر خلافت میں آیا بعد ازاں عباس کے مکان کی طرف گیا اسکے ہمراہ وہ خادم بھی تھا جو بوقت قتل طاہر موجود تھا۔ طاہر کی لاش کو قبر سے نکال کے اسکے ابا و اجداد کے مقابر میں لاس کے دفن کیا خلیفہ فایز نے خوش ہو کے وزارت کی خلعت عنایت کی اور الملک الصالح کا خطاب مرحمت کیا۔

صالح مذہب امامیہ رکھتا تھا۔ بہت بڑا ادیب تھا۔ کاتبِ عمدہ وزارت سے ممتاز ہو کر امور سلطنت کی طرف متوجہ ہوا خراج کی فراہمی اور صوبجات کے گورنروں کی نگرانی کرنے لگا۔

اوجہ بن تیم نامی ایک شخص و تہا بہت متدین عباس سے تینس کا دالی تھا اسنے عباس کے حالات سنے فوجین مرتب کین اور قاہرہ کے قصد سے روانہ ہوا مگر اسکے پہنچنے سے پہلے طلایع قاہرہ میں داخل ہو چکا تھا اور قلمدان وزارت پر استقلال کے ساتھ قبضہ کر لیا تھا پس طلایع نے اوجہ کو اسکے صوبہ و میا ط اور تینس کی جانب واپس کر دیا۔

بعد اسکے صالح نے عیسائیوں سے نصیر بن عباس کو زر معاوضہ دیکے لے لیا اور جب وہ قاہرہ میں آیا تو قتل کر کے باب زویلہ پر صلیب دیدی نصیر کے قتل سے فارغ ہو کر ان امراء کی طرف متوجہ ہوا جو دولت علویہ سے وقتاً فوقتاً فرامحت اور مخاصمت کا برتاؤ کیا کرتے تھے ان لوگوں میں سب سے زیادہ تلج الملوک قایما ز اور ابن غالب ہر کام میں اڑے آتے تھے ان دونوں کی سرکوبی کو فوجین مامور کین۔ تاج الملوک اور ابن غالب یہ خیرہ پاک کے بہاگ گئے۔ لشکریوں نے انکے مکانات لوٹ لئے۔ غرض اسطرح کل امراء کیار کو یکے بعد دیگرے کمزور اور مضحل کر دیا تا آنکہ دولت علویہ میں کوئی امیر ایسا نہ بگیا جو اسکے کام میں کچھ بھی دخل و مقبولات کر سکتا دربان، خدام اور حجاب اپنی طرف سے قصر خلافت میں مقرر کئے مال و اسباب اور سامان آرایش جقدہ مجلس رے خلافت میں تہاسپ سب اپنے مکان میں اوٹھالا یا خلیفہ فایز کی پوچھی یہ رنگ و یکہ کے وزیرت صالح کے قتل کی کچھ تدبیر نکالی اور اس امر کے انجام دہی کو روپیہ اور مال

بھی خرچ کیا۔ مگر منہ زاپنے ارادہ میں کامیاب نہونے پائی تھی کہ کسی ذریعہ سے وزیر السلطنت تک یہ خبر پہونچ گئی سوار ہو کر قصر خلافت میں آیا۔ داروغہ محسّر لے اور خدام خلافت کو اشارہ کر دیا انہوں نے ایسے طریقہ سے خلیفہ فایز کی پہونچی قتل کر ڈالا کہ کیوں کانوں کان خبر تک نہونئی اسکے قتل کے بعد خلیفہ فایز اپنی چوٹی پہونچی کی کفالت اور نگرانی میں پرورش پانے لگا رفتہ رفتہ سن شباب کو پہونچا اور امور سلطنت کے نیک اور بد کو سمجھنے لگا۔ امرا اور اراکین دولت کو علی قدر مراتب جاویدین عنایت کیں اہل ادب کی ایک مجلس قایم کی جب کام محض داستان گوئی تھا۔ کبھی کبھی کچھ نظم بھی کر لیتا تھا لیکن فن شاعری میں اس کو خندان دخل نہ تھا اور سعدی شعر گوئی ہی کے لئے مقرر کیا گیا تھا۔ خلیفہ فایز کے بعض صاحبین نے شاعر کی علمی گی کی تحریک کی چنانچہ خلیفہ فایز نے شاعر سے اس معاملہ میں کچھ گفت گو کی شاعر نے جواب دیا اگر آئیے مجھے اس کام سے معذور کر دیں گے تو میں توبہ چلا جاؤں گا خلیفہ فایز یہ سننے کا خوش ہو رہا ہوا دوسکو علیحدہ نہ کیا۔

ایکے عہد حکومت میں الملک العادل سلطان نور الدین محمود زنگی نے دمشق کو بنی طغتكین اتابک تمش کے قبضہ سے ۵۴۹ھ میں نکال لیا تھا۔

عاصد کی خلافت ۵۵۵ھ خلیفہ فایز بنصر اللہ ابوالقاسم عیسیٰ بن عاصد اسماعیل والی مصر نے وفات پائی۔ چہ سال خلافت کی۔

بعد وفات خلیفہ فایز وزیر السلطنت صاحب بن زریک قصر خلافت میں آیا اور خدام خلافت کو خاندان خلافت کے لڑکوں کے پیش کرنے کا حکم دیا اس غرض سے کہ انہیں سے کسی کو منتخب کر کے سریر خلافت پر متمکن کرے سن رسیدہ اور ذی شعور لوگوں سے اسوجہ سے اعراض کیا کہ ان لوگوں کے

سریر خلافت پر متمکن ہونے سے اسکی کچھ پیش نہجائیگی لڑاکون اور کم سنون کو خلیفہ بنانے سے امور سلطنت پر خود غالب اور متصرف رہے گا پس اس نے ابو محمد عبد اللہ بن یوسف بن حافظ کو عبا خلافت پہنایا اور سریر خلافت پر متمکن کر کے حکومت و خلافت کی بیعت کی العاضد لدین اللہ کا لقب دیا اور ابینی بیٹی سے نکاح کر کے اس قدر جمیز دیا کہ احاطہ تقریر و تحریر سے باہر رہے خلیفہ عاضد اس وقت قیبر سن بلوغ تھا۔

قتل صالح و وزارت زریک خلیفہ عاضد کی کم سنی اور نیر اسوجہ سے کہ وزیر السلطنت صالح ہی کا یہ خلیفہ بنایا ہوا تھا وزیر السلطنت صالح کے قدم حکومت و سلطنت پر استقلال اور استحکام کے ساتھ جم گئے۔ امور سلطنت کے سیاء و سفید کرنے کا کلی اختیار اسکے قبضہ اقتدار میں آ گیا۔ نہ اہمی مال و وصولی خراج کا بھی مالک ہو گیا۔ خلیفہ عاضد برائے نام خلیفہ تھا مجلس رائے خلافت کے اندر و باہر اس کا حکم نافذ و جاری تھا۔ اراکین دولت اور قدامت مجلس رائے خلافت کو ہیہ امر نامطبوع ہوا امر اراکین اس کے قتل کی فکر میں کرنے لگے۔ خلیفہ عاضد کی چوٹی پہنچنے نے جو خلیفہ فایز کی کفیل تھی اس امر اہم کے کرنے کا بیڑہ اٹھایا۔ اس نے سب سالاران سودانیہ اور قصہ خلافت کے خدام کو جمع کر کے وزیر السلطنت کے قتل کر ڈالنے کا ذمہ دار بنایا چنانچہ ان لوگوں نے متفق ہو کر صالح کے قتل کا عہد و پیمان کیا ابن الداعی اور امیر بن قوام الدولہ اس امر میں زیادہ ساعی تھے۔ ایک روزیہ دونوں قصر خلافت کے دلیر ترین چپ کر کھڑے ہو گئے جون ہی وزیر السلطنت اس طرف سے ہو کر گذر ابن الداعی نے لپک کر تلوار کا وار کیا۔ امیر نے بڑکمزہ مارا صالح زخمی ہو کر زمین پر گر پڑا۔ لوگ اوٹھا کے مجلس رائے وزارت میں لائے اس وقت تک

اسمین دم باقی تھا۔ خلیفہ عاصد کے پاس کہلا بھیجا خلافت ماب نے میرے خون اپنے ہاتھ کو ناحق رنگ لیا۔ اسکا نتیجہ اچھا نہوگا، خلیفہ عاصد نے جواب دیا میں اس سے بری ہوں میری پہو بھی نے اس شرمناک فعل کو کیا ہے، اس جواب آنے کے بعد وزیر السلطنت نے دم توڑ دیا۔ بوقت وفات اپنے بیٹے زریک کو طلب کر کے قلمدان وزارت سپرد کیا اور خلیفہ عاصد کو بجائے اپنے زریک کو وزیر بنانے کی وصیت کر گیا پس خلیفہ عاصد نے بعد موت صاحب اسکے بیٹے زریک کو عہدہ وزارت عطا فرمایا اور العادل کا خطاب دیا۔

زریک نے عہدہ وزارت حاصل کر کے خلیفہ عاصد کی اجازت سے خلیفہ عاصد کی پہو بھی اور امیر بن قوام الدولہ اور استاد غمبریقی کو عبوض اپنے باپ کے قتل کرا دیا اور حکومت و سلطنت کا نظم و نسق کرنے لگا۔ بے سمجھے بوجھے شاہور کی معزولی کی تحریک کی اس وقت شاہور صعید کا والی تھا حالانکہ زریک کے باپ صاحب نے شاہور کو اسکے عہدہ پر بحال کننے کی جھیت کی تھی اور یہ کہہ کہا تھا کہ میں اسکو سند حکومت دے کے بہت چھپتا یا اور پھر میں اسکو معزول نہ کر سکا۔ مگر زریک نے اس وصیت پر مطلق خیال نہ کیا۔ شاہور کی معزولی کا حکم بھی یاد دہی بجائے اسکے امیر بن رقعہ کو صعید کا حاکم مقرر کیا۔ شاہور کو اس سے سخت صدمہ ہوا۔ فوجیں مرتب کر کے قاہرہ کی طرف بڑھا۔ زریک کو اسکی خبر لگی مقابلہ کی طاقت اپنے میں نہ دیکھ کے معہ اپنے چند غلاموں کے کسب قدر مال و اسباب لیکے نکل بہاگا۔ کوچ و مقام کرنا ہوا طبعی پہو سچا اتفاق سے ابن نصر مل گیا اس نے زریک کو گرفتار کر لیا اور پانچ ہجیر شاہور کی خدمت میں لا کے حاضر کرا دیا شاہور نے اسکو اور نیز اسکے بھائی کو نظر بند کرا دیا بعد چندے زریک نے خیل سے نکل جانے کا قصد کیا زریک کے بھائی

نے شاورنگ کی خبر پہنچادی پس شاورنگ نے زریک کو اسکی وزارت کے ایک برس بعد اور اسکے باپ کی وزارت کے نوین سال قتل کر ڈالا۔

وزارت شاورنگ ۵۵ھ میں شاورنگ مظفر و منصور قاهر و مین داخل ہوا۔ سعید علی
وضرغام کے مکان پر جا کے اترا۔ اسکے ہمراہ اسکے بیٹے علی سٹے اور

کامل بھی تھے۔ دارا نوزارت پر شاورنگ کے غالب ہو جانے کے وجہ سے خلیفہ نے قلعہ ان وزارت شاورنگ کے حوالہ کر دیا۔ امیر الجیوش کا خطاب عنایت کیا اور بنی زریک کے مال و اسباب اور مکانات پر متصرف ہو جائیگی اجازت دے دی چنانچہ شاورنگ نے بنی زریک کے مال و اسباب، مکانات اور خزانوں پر قبضہ کر لیا۔ بمظرتالیف قلوب و طیفہ خواران دولت علویہ کے وظائف بڑھائے۔ اراکین دولت کو انعامات اور صلے دیے۔

صالح بن زریک نے اپنے عہد وزارت میں امرا کا ایک گروہ بنایا تھا جنگو برقیہ کے نام سے موسوم کرتا تھا اس گروہ کا سردار ضرغام نامی ایک شخص تھا جو اس سے پہلے داروغہ مجلس اہل شاورنگ کی وزارت کے نوین مہینے وزارت کا دعوے کیا اور لڑ جھگڑا کرتا اور کو مصر سے نکال دیا اور خود دارا نوزارت پر قابض ہو گیا۔ شاورنگ نے مصر سے نکلے شام کو راستہ لیا بعد روانگی شاورنگ مصر میں ضرغام نے قتل عام کا بازار گرم کر دیا شاورنگ کے بیٹے علی کو مار ڈالا علاوہ اسکے اور بہت سے امرا مصر کو تہ تیغ کیا جو دولت علویہ کے جان شارون سے تھے۔ اسی وجہ سے دولت علویہ کے قوائے حکمرانی ضعیف ہو گئے اور حکومت مدبروں اور سیاسی رجال سے خالی ہو گئی جبکہ نتیجہ یہ ہوا کہ تھوڑے ہی دنوں بعد اس مرد مبہم نے دم توڑ دیا۔

شیرکوہ اور لشکر شاور نے شام میں پہونچکے الملک العادل سلطان نورالدین
نور یہ مصر میں محمود زنگی کی شرفِ حصوری دمشق میں حمل کی اور ابنی

سہ گزشت بیان کر کے امداد کا خواست کاربھا اور شرط کی کہ اگر یہ
خادم عمدہ وزارت پر بدستور بحال و قائم ہو جائے گا تو عذاوہ امرار لشکر
کے جاگیروں کے ثلث ملک مصر پر دولت نوریہ کو قبضہ و لادے گا شیرکوہ
سلطان نورالدین محمود کی فوج کا افسر اعلیٰ تھا اس واقعہ کو کہ یہ کیونکر سلطان
نورالدین محمود کے خدمت میں پہنچا اپنے محل پر ہم سحر کر گئے۔ غرض کہ ماہ جمادی
الآخرہ ۵۵۹ھ میں سلطان نورالدین محمود نے اس بدین شیرکوہ کو ایک
عظیم فوج کے ساتھ شاد کی لک پر روانہ کیا کہ مصر میں پہونچکے غاصب
وزیر خرم و وزارت سے معزول کر دیا جائے اور شاد در عمدہ وزارت پر
مأمور و بحال کیا جائے اور جو شخص اس کام کے انجام دہی میں مزاحم و مخالف
ہو اس سے جنگ کی جائے۔

اسد الدین شیرکوہ کی روانگی کے بعد سلطان نورالدین محمود اس
خیال سے کہ مبادا اس حدی عیسائی فوجیں اسد الدین شیرکوہ سے
روک ٹوک نہ کریں فوجیں آراستہ کر کے ممالک عیسائیہ کی طرف روانہ ہو گیا
شیرکوہ اور شاور نے ملک مصر میں پہونچکے بلیس میں پڑا و کیا ناصر الدین ہمام
اور فخر الدین ہمام برادران خرم مصری فوج لے کے مقابلہ پر آئے شیرکوہ نے
ان دونوں کو فاش شکست دے دی اور مصری فوج کو پا مال اور امرار
برقیہ کو تہ تیغ کرنا ہوا قاہرہ کی طرف بڑھا۔ یہ امرار برقیہ وہی تھے جنہوں
نے شاور کے خلاف خرم سے سازش کی تھی۔ اثناء دارو گیمین
خرم کے بھائی گرفتار کر لئے گئے۔ شیرکوہ معہ ان قیدیوں کے مظفر منصور

قاہرہ میں داخل ہوا۔ ضرغام دارانوار است۔ چوڑ کر ہباگ نکلا پل پر قریب مشہد
سیدہ قصیہ مارڈا لالگیا اور اسکے دونوں بہائی ناصر الدین اور فخر الدین بھی قتل
کر ڈالے گئے۔ شاوہر بدستور سابق عمدہ وزارت پر بحال کیا گیا مگر زیادہ
زمانہ گزرنے نہ پایا تھا کہ اس نے ناصر الدین شیرکوہ سے بد عہدی کی اور شیرکوہ
بو جوہ ملک شام کی طرف لوٹ کھڑا ہوا۔

شیرکوہ اور شاوہر شیرکوہ مصر سے شام میں واپس آ کے ایک مدت تک
نور الدین محمود کی خدمت میں حاضر رہا بعد چندے ۵۶۲ھ
میں نور الدین محمود سے مصر پر فوج کشی کرنے کی اجازت طلب کی چنانچہ
نور الدین محمود نے شیرکوہ کو مصر پر فوج کشی کی اجازت دی اور فوجیں مرتب
وآراستہ کر کے روانہ کیا۔ شیرکوہ کوچ و قیام کرتا اور عیسائی ممالک سے
گزرتا ہوا اٹلیج (بلاد مصر) پہونچکے ٹھیکر گیا۔ دریاے نیل کو غری ساحل سے
عبور کر کے حبشہ میں قیام کر دیا۔ تقریباً پچاس یوم تک ٹھہرا ہوا مصر کے
غری بلاد پر حکمرانی اور تصرف کرتا رہا۔ شاوہر نے عیسائیوں سے مدد طلب کی اور
انکی فوج کو مصر میں لے آیا اور انکے ساتھ ہو کر شیرکوہ کے مقابلہ پر نکلا۔
مقام سعید میں دونوں حریفوں کا ٹڈبہر ہوا۔ پہلے شیرکوہ کو مصریوں اور عیسائیوں
کی کثرت سے خطرہ پیدا ہو لیکن پھر اس نے اپنے دل کو مضبوط کر کے توکل علی اللہ
میدان جنگ کا راستہ لیا اور باوجود کمی فوج کے کہ جسکی تعداد دو ہزار تک
ہوئی تھی مصری فوج اور عیسائی لشکر کو ہزیمت دے دی۔

شیرکوہ نے اس کامیابی کے بعد اسکندریہ کی طرف قدم بڑھایا۔
بہ اطمینان ہراج اور مال گذاری وصول کرتا ہوا اسکندریہ پہونچا اہل اسکندریہ نے
امن حاصل کر کے شہر کو اپنے حریف کے حوالہ کر دیا۔ شیرکوہ نے

اپنے بہائی تجم الدین ایوب کے بیٹے صلاح الدین کو اسکندریہ کا حاکم مقرر کر کے صعید کا رخ کیا۔ مصری اور عیسائی امیرون نے یہ خبر پا کے اپنی اپنی فوجوں کو قاہرہ میں مجتمع اور آراستہ کیا اور اس ناگہانی مصیبت کے وقوع کرنے کو اسکندر کی جانب بڑھتا ہوا اسکندریہ پر پہونچتے ہی صلاح الدین کا محاصرہ کر لیا۔ شیرکوہ کو اسکی خبر لگی تو اس نے صعید سے اسکندریہ کی طرف اپنے بھتیجہ صلاح الدین کی حمایت کو کوچ کیا۔ اس واقعات کے اثناء میں شاور نے بعض ترکمانوں کو جو شیرکوہ کے ہمراہ تھے ملا لیا تھا اس وجہ سے ان بعض ترکمانوں نے روزانہ جنگ کے بیدلی ظاہر کرنا شروع کر دی تھی ہنوز شیرکوہ نے کوئی فیصلہ قطعی نہیں کیا تھا کہ مصریوں اور عیسائیوں نے مصالحت کا پیام بھیجا نامہ و پیام کے بعد شیرکوہ نے اسکندریہ کو ان لوگوں کے حوالہ کر دیا اور تاوان جنگ لے کے دمشق کی جانب مراجعت کی آخری ماہ ذی قعدہ ۶۲۵ھ میں دمشق پہونچا

عیسائیوں نے شیرکوہ کی واپسی کے بعد مصریوں کے روبرو یہ شرائط پیش کئے (۱) عیسائی فوجیں قاہرہ میں مقیم رہیں (۲) انکی طرف سے ایک سیاسی ناظم قاہرہ میں رہا کرے۔ (۳) شہر پناہ کے دروازوں پر عیسائیوں کا قبضہ رہے تاکہ نور الدین کا لشکر شہر میں داخل نہ ہو سکے (۴) اس انتظام اور حسن کارگزاری کے معاوضہ میں ایک لاکھ دینار سالانہ حکومت مصر عیسائی بادشاہ کو ادا کیا کرے حکومت مصر نے ان کل شرائط کو بخوشی و رغبت منظور کر لیا۔

شیرکوہ کی وزارت بعد اسکے عیسائیوں کو ملک مصر پر قبضہ کر لینے کی طمع دانگیں ہوئی اور اہل مصر پر جاوید حکمرانی کرنے لگے۔ بلیس کو دبا لیا۔ قاہرہ پر قبضہ کر لینے پر مستعد و آمادہ ہوئے۔ شاور نے عیسائیوں کے خوف سے مصر کو دیر

کر دیا شہر میں آگ لگا دی۔ بازاروں کو اہل شہر نے ٹوٹ لیا۔ اس انتشار میں عیسائی
 فوجیں قبضہ کر لینے کے قصد سے قاہرہ پر آئیں۔ خلیفہ عاصد نے سلطان
 نور الدین محمود کے پاس یہ حال کہلا بھیجا اور امداد طلب کی۔ شاہ و اس
 خیال سے کہ مبادا خلیفہ عاصد اور نور الدین محمود باہم متفق اور متحد نہ ہو جائیں
 عیسائیوں سے مصالحت کا نامہ و پیام کرنے لگا۔ بالآخر دو لاکھ دس ہزار
 مصریہ نقد اور دس ہزار اردب غلہ پر مصالحت ہوئی۔ مگر اس مدت کشمیر
 رقم کا فائدہ اہم ہونا اس زمانہ میں جبکہ شاہ نے نجف عیسائیوں کے
 اس سے پیشتر مصر کو دیران و خراب کر دیا تھا دشوار بہت نوبت جبر
 و تعدی کی پہونچی۔

شاہ و اور عیسائیوں میں سفارت کا کام جلیس بن عبد القوی اور شیخ
 موفق کاتب سر دی کر رہے تھے اور خلیفہ عاصد اس مصالحت
 کا مخالف تھا۔ شاہ نے قاضی فاضل عبد الرحیم بیانی کو خلافت مابکے
 سمجھانے اور اس کو صلح کر لینے پر راضی کرنے کی عرض سے دوبار خلافت
 میں روانہ کیا اور یہ کہلا بھیجے کہ عیسائیوں کو جزیہ و خراج دینا بہتر ہے اس سے
 کہ ترکوں کا تسلط اور دخل ان شہروں میں ہو اور وہ ان کے حالات سے
 مطلع ہوں خلیفہ عاصد نے اس کا کچھ جواب نہ دیا اور شاہ و وزیر اہمی
 مال و زمین مصر و فہا۔

خلیفہ عاصد کے قصد کے پہونچنے پر نور الدین محمود نے لشکر کو طیاری
 کو حکم دیا اور اسد الدین شہر کوہ کو بہت سا مال و اسباب جنگ حراست
 کر کے مصر کی جانب خلیفہ عاصد کی کمک پر روانہ کیا اس مهم میں صلاح الدین
 (شہر کوہ کا بیٹا) بھی شہر کوہ کی درخواست پر مامور کیا گیا علاوہ اس کے

ایک جماعت امراء نوریہ کی شیر کوہ کے ہمراہ مصر آئی ہوتی تھی۔ جس وقت عیسائیوں کو لشکر نوریہ کی آمد کی خبر مل گئی فوراً قاہرہ چوڑ کر اپنے ملک کو واپس گئے۔

ابن طولی مورخ دولت عبیدین لکھتا ہے کہ شیر کوہ نے قاہرہ میں عیسائی لشکر کو شکست دیکے اسکے کیمپ کو لوٹ لیا تھا اور ماہ جمادی الاولیٰ ۶۶۴ھ میں مظفر منصور قاہرہ میں داخل ہوا پس خلیفہ عاصم نے خلعت خوشنودی عطا کی اور شیر کوہ باریاب ہو کے اپنے لشکر گاہ میں واپس آیا۔ شاہ درہستور اپنے عہد پر تھا مگر خوف اسکے دل پر غالب ہو رہا تھا طرح طرح کے خیالات اسکے دماغ اور دل کو پریشان کر رہے تھے۔ ہنوز کوئی قطعی رائے نہیں قائم کی تھی کہ خلیفہ عاصم نے شیر کوہ کو شاہ ر کے قتل کا اشارہ کیا اور یہی ارشاد فرمایا کہ یہ (یعنی شاہ ر) ہمارا خانہ زاد ہے اسکے باقی رکھنے میں نہ مابدولت و اقبال کا کوئی فائدہ ہے اور نہ آپ چنانچہ شیر کوہ نے اپنے بھتیجہ صلاح الدین بن ایوب اور عز الدین جردیک کو اس کام کے سر کرنے پر متعین کیا۔ ایک روز شاہ ر حسب دستور شیر کوہ سے ملنے کو آیا۔ شیر کوہ اس وقت امام شافعی کے قہر پر گیا ہوا تھا شاہ ر بھی یہ خبر پا کے امام شافعی کے مقبرہ کی طرف روانہ ہوا۔ اثنار راہ میں صلاح الدین اور عز الدین جردیک سے ٹھہرے ہو گئے ان دونوں نے اس کو قتل کر کے سر اوتار لیا اور خلیفہ عاصم کی خدمت میں جا کے پیش کر دیا۔ عوام الناس نے شاہ ر کے مکانات لوٹ لئے اسکے دونوں بیٹے کامل اور طے معہ ان لوگوں کے جو قصر وزارت میں اسکے ہوا خواہ تھے گرفتار کر کے جیل میں ڈال دیے گئے۔ خلیفہ عاصم نے خوش ہو کے شیر کوہ کو وزارت

کا عمدہ عنایت کیا المنصور امیر الحجوش کا خطاب مرحمت فرمایا۔

شیر کوہ نے عمدہ وزارت کے ممتاز ہونے کے قصر وزارت میں اجلاس کیا ملک کے نظم و نسق کی جانب توجہ کی۔ دولت و حکومت علویہ مستطلب اور متصرف ہوا۔ لشکریوں کو جاگیریں دین اپنے مصاحبوں اور امرار شکر کو حکومتیں عطا کیں۔ اہل مصر کو مصر میں آباد کرنے کو واپس بلایا اور ان کے اس فعل سے جو کہ انہوں نے اسکی بربادی اور ویرانی میں کیا تھانا راضی ظاہر کی

بعد اسکے شیر کوہ کے بار خلیفہ عاصد سے ملنے کو گیا۔ ایک روز جوہر استاد نے خلیفہ عاصد کی طرف سے کہا ”مولانا امیر المؤمنین فرماتے ہیں کہ ہکولتین کامل ہے کہ اللہ جل شانہ نے بمقابلہ دشمنان خلافت ہماری مدد کا سہرہ تمہارے سر پر باندھا ہے۔ ہکول امید ہے کہ تم ہمیشہ اپنی خیر خواہی کا دولت علویہ کو عمدہ ثبوت دیتے رہو گے“ شیر کوہ نے اس قدر انفرادی کا شکریہ ادا کرتے ہوئے عرض کیا ”انشا اللہ تعالیٰ جیسے توقع ہے اس سے زیادہ میں اپنے کو ثابت کرتا رہوں گا“ خلیفہ عاصد نے خلعت فاخرہ سے نواز کیا اور جلیس بن عبد القوی کے برابر بیٹھنے کی جگہ مقرر کی۔ جلیس بن عبد القوی داعی الدعاء اور قاضی القضاہ بھی تھا شیر کوہ نے اسکو اسکے عمدہ پر بحال وقایم رکھا۔

شیر کوہ کی وفات بعد اسکے اسد الدین شیر کوہ نے اپنی وزارت کے صلاح الدین کی وزارت دو مہینے چند دنوں بعد اور بعضے کہتے ہیں کہ گیارہ

مہینے بعد وفات پائی۔ بوقت وفات اپنے مصاحبوں اور امرار شکر کو وصیت کر گیا کہ کسی وقت میں تم لوگ قاہرہ چوڑے کا قصد نہ کرنا شیر کوہ کے انتقال کے وقت امرار نوریہ سے عین الدولہ فاروقی

قطب الدین بنال، سیف الدین مشطوب ہکاری اور شہاب الدین محمود جارجی
 قاہرہ میں موجود تھالیہ لوگ رتبہ وزارت اور ریاست کے حاصل کرنے میں
 باہم جھگڑ پڑے۔ ہر فریق نے دوسرے کو مغلوب کرنے کی غرض سے اپنے اپنے
 ہوا خواہوں کو جمع کر لیا۔ لیکن خلیفہ عاصد اس خیال سے کہ صلاح الدین بوجہ کم
 سنی و کمزوری طبیعت امور سلطنت کو بغیر مشورہ اراکین خلافت انجام نہیں دے
 سکے گا صلاح الدین کی وزارت کی طرف مائل ہوا۔ اکثر اراکین دولت نے
 اس خیال کی موافقت کی بعضوں کی یہ رائے ہوئی کہ ترکوں کے لشکر بلاد
 شرقیہ کی طرف واپس کر دیا جائے اور ان پر قراقرش کو حکومت دی جائے
 خلیفہ عاصد نے کثرت رائے کے مطابق صلاح الدین کو مجلس رائے خلافت
 میں طلب کر کے قلمدان وزارت مرحمت فرمایا اس سے امراء نور یہ میں
 سخت بیدلی پیدا ہو گئی۔ مگر فتنہ عیسائی ہکاری کی عاملانہ تدابیر سے جو صلاح الدین
 کا دلی خیمہ خواہ تھا کل امراء نور یہ صلاح الدین کی طرف مائل اور اسکے مطیع
 ہو گئے عین الدولہ فاروقی ایک ضدی آدمی تھا اس نے کسی طرح اطاعت قبول
 نہ کی ترک رفاقت کر کے شام چلا گیا۔

الغرض صلاح الدین مصر میں خلیفہ عاصد کی وزارت کا کام انجام دینے
 لگا اس کو سلطان نور الدین محمود زنگی کے دربار سے بھی تعلق تھا۔ اس کی طرف سے
 صلاح الدین مصر میں بطور ایک نائب کے رہتا تھا۔ نور الدین اس کو امیر سپہ سالار
 کے خطاب سے یاد کرتا تھا خط و کتابت میں سبائے اسکے نام کے لکھنے کے
 امیر سپہ سالار و جمیع امراء نور یہ مقیم دیار مصریہ کے تحریر کرنے پر اکتفا کیا کرتا تھا۔
 رفتہ رفتہ صلاح الدین کل امور سلطنت کے سیاہ و سفید کرنے کے اختیارات
 اپنے قبضہ اقتدار میں لیتا گیا اور خلیفہ عاصد کے قوائے حکمرانی کمزور

مبغض ہوئے گئے۔ مصر کے دارالطعونہ کو جو کو تو آل مصر کے رہنے کا مکان اور
 بیخوبی ہی تھا متہدم کر دیا شافعیہ کا مدرسہ تعمیر کرایا۔ اس طرح دارالاعزل کو بھی
 مساکر کے مالکیہ کا مدرسہ بنوایا۔ شیعہ قاضیوں کو معزول کر کے شافعی قضاۃ
 مقرر کئے اور اپنی طرف سے کل بلاد مصر میں ایک ایک نائب مامور کیا

عیسائیوں کا محاصرہ دمیاط جس وقت اس الدین شیر کوہ معہ امراء نوریہ کے مصر
 میں آ رہا اور عمدۂ وزارت حاصل کر کے مصر کے ملک
 پر قابض و متصرف ہو گیا اور عیسائیوں سے ملک مصر کو خالی کر لیا اس وقت
 عیسائیوں کو اپنی زیادتیاں پر ندامت ہوئی اور جو کچھ بطور خراج ان کو ملک مصر
 سے ملتا تھا وہ بھی موقوف ہو گیا طرہ یہ ہوا کہ ان کو بیت المقدس پر قبضہ رکھنے
 میں بھی اتنے خطرات کا خیال پیدا ہوا۔ عیسائیوں صقلیہ اور اندلس کو یہ واقعات
 لکھتے ہیجے اور ان سے امداد طلب کی۔ چنانچہ تھوڑے دنوں کے بعد عیسائی
 مجاہدوں کا ایک عظیم گروہ عیسائیوں شام کی کمک پر آ گیا اس سے عیسائیوں شام
 کے حوصلے بڑھ گئے مرتب اور مسلح ہو کے ۶۵ھ میں دمیاط آئے اور
 اور اسکا محاصرہ کر لیا۔ دمیاط کی حکومت پر اندنوں شمس النواص منکور نامی ایک
 امیر مامور تھا۔ اس نے صلاح الدین کو اس واقعہ سے مطلع کیا صلاح الدین
 نے بہار الدین قراقوش کو بسرا قسری ایک فوج کے اہل دمیاط کی مدد کو روانہ کیا
 خزانہ مال و اسباب اور بیشمار آلات حرب مرحمت کئے ساتھ ہی اسکے سلطان
 نور الدین محمود زنگی سے بھی امداد طلب کی شیعہ اور سودانیوں کی وجہ سے
 مصر نہ چھوڑنے اور اس فوج پر نہ جانے کی سعادت لکھی۔ پس نور الدین محمود نے
 بھی وقتاً فوقتاً تھوڑی تھوڑی سی فوجیں اہل دمیاط کی مدد کو روانہ کیں اور انکی
 قوت تقسیم کرنے کے خیال سے خود بھی سواحل شام پر حملہ آور ہوا اور اپنے پڑوں

حملوں سے عیسائیوں کو تنگ کرنے لگا نتیجہ یہ ہوا کہ عیسائی کروسیڈروں نے گبراکرپسچاس یوم کے محاصرہ کے بعد دمیاٹ سے محاصرہ اٹھالیا ٹوٹ کر اپنے شہروں میں آئے تو انکو ویران اور خراب پایا۔

خلیفہ عاصم نے اس کامیابی پر صلاح الدین کی بیحد مدح و ثنا کی۔ بعد اسکے صلاح الدین نے اپنے باپ نجم الدین اور کل اپنے اصحاب اور احباب کو شام سے مصر میں طلب کر لیا خلیفہ عاصم ان لوگوں سے ملنے کو آیا اور بڑی آسبگت کی۔

سودانیوں اور جس وقت صلاح الدین کے قدم انتقال کے ساتھ عمارہ کی بغاوت حکومت مصر پر جم گئے شیعان مصر اور ان کے ہوا

خواہوں کو بھیدنا راضی پیدا ہو گئی۔ ایک گروہ انہیں سے جنہن عویرشس، قاضی القضاۃ ابن کامل، امیر معروف عبدالصمد کاتب اور عمارہ یعنی زید کا

شاہنشاہ صلاح الدین کے خلاف مشورہ کرنے کی غرض سے مجتمع ہوا ان سبھوں کا سرگروہ اور پیشوا یہی عمارہ کہنی تھا۔ ان لوگوں نے بعد بحث و

مباحثہ کے یہ رائے قرار دی کہ مصر سے ترکون کے نکال باہر کرنے کو عیسائیوں سے امداد لینا چاہئے اور اس صلہ میں ملک مصر کے مالیہ سے انکا ایک حصہ مقرر

کر دیا جائے۔ اس صلاح و شوری میں سودانی غلام اور قصر خلافت کے خدام بھی شریک تھے۔ قصر خلافت کے خدام کا سردار موتمن اختلافتہ نے

جبکی خلیفہ عاصم نے پرورش اور تربیت کی تھی اور اس سے رشتہ و امدادی بھی قائم کر لیا تھا کتے شننے سے اس مرکا بیڑہ اٹھالیا تھا کہ عیسائیوں کے سفیر کو

میں خلیفہ عاصم کے دربار تک پہنچاؤ و لگا چنانچہ عہد و پیمان کرنے کی غرض سے اپنے مکان میں عیسائی سفیر کو خلیفہ عاصم سے ملایا حالانکہ وہ خلیفہ عاصم نہ تھا

عیسائی سفیر یہ خیال کر کے کہ خلیفہ عاصد نے میرے ساتھ عہد و پیمان کیا ہے معاذ اللہ
 کی۔ رفتہ رفتہ اسکی خبر بجم الدین بن مضیال تک پہنچی جو شیعوں کا ایک
 نامور سرگروہ تھا۔ اسکو صلاح الدین سے خاص تعلق ہوا خواہی کا پیدا ہو گیا
 تھا۔ صلاح الدین نے اسکو اسکندریہ کی حکومت عطا کی تھی چونکہ ہمارا الدین قراقرش
 سے اور اس سے کسی بات پر کشیدگی پیدا ہو گئی تھی شیعوں نے یہ خیال کر کے
 کہ اب بجم الدین کو صلاح الدین سے ہمدردی باقی نہیں رہی کل حال بالتفصیل بتلا
 دیا کہ تم کو وزارت دی جائے گی۔ عمارہ یمنی کو عہدہ کتابت مرحمت ہوگا سکر
 ٹریٹ کا دفتر بھی اسیکے چارج میں رہے گا۔ فائل بن کامل قاضی القضاہ
 داعی الدعاۃ موقوف و معزول کیا جائے گا۔ عبد الصمد خراج پر متعین ہو گا
 اور عوریش اسکی نگرانی کرتا رہے گا۔ بجم الدین نے یہ سن کے مسرت ظاہر کی اور
 بطیب خاطر ان لوگوں کی راہ سے موافقت کا اظہار کیا۔ لیکن موقع پا کے
 چپکے سے صلاح الدین کو اس سے مطلع کر دیا صلاح الدین نے ان سب
 لوگوں کو اور نیز عیسائیوں کے سفیر کو گرفتار کر لیا اور متعدد مجلسوں اور
 مواقع میں ان کے الزامات کی تفتیش کی مجلس رائے خلافت کے خواجہ ہر الون
 اور دربانوں کو طلب کر کے نہایت سختی سے دریافت کیا کہ خلیفہ عاصد
 مجلس رائے خلافت سے کیونکر نکل کر نجاج (موتمن الدولہ) کے مکان پر گیا
 ان لوگوں نے بجمت بیان کیا کہ خلیفہ عاصد نے مجلس رائے خلافت سے باہر
 قدم نہیں نکالا اپ تک بہ خیر غلط طور سے پہنچائی گئی ہے۔ اس پر
 صلاح الدین نے خلیفہ عاصد کے مواجہہ میں نجاج کو طلب کر کے حلفی
 اظہار لیا اسنے بھی بیان کیا کہ خلیفہ عاصد میرے مکان پر تشریف نہیں لیکنے اور نہ
 عیسائیوں کے سفیر سے ملاقات کرنے کا خلافت مآب کو موقع ملا۔ نجاج کے

اتھار سے صلاح الدین کے دل پر خلیفہ عاصد کی ہر بات کی تصویر کھینچ گئی۔
 عمارہ یعنی اکثر شمس الدولہ تورانشاہ کی خدمت میں آیا چاہا کرتا تھا تو رانشاہ
 نے اپنے بہائی صلاح الدین سے برسیل تذکرہ بیان کیا کہ عمارہ نے خلیفہ عاصد
 کی مدح میں ایک قصیدہ لکھا ہے جس میں اس کو یمن جاسے اور اہل یمن کے
 پامال کرنے کی ترغیب دی ہے اور اس قصیدہ میں خاندان نبوت پر بھی چوٹ کی
 ہے جس سے اس کا خون مباح اور قتل واجب ہوتا ہے۔ اشعار کا ترجمہ حسب
 ذیل ہے۔

”تم اپنے لئے ایسا ملک پیدا کرو جس میں تمکو دوسروں کی احتیاج باقی نہ رہ جائے،
 ”اور تم آتش جنگ کو لڑائی کے جھنڈے کے ذریعہ سے مشتعل کرو،“
 ”اس بے شعور کی حکومت اس طریقت کی ہے جیسا کہ زبان زو جو اہم،“
 ”کہ کمزور کی پیروی تمام عالم کی بہادری کی ہوتی ہے

ابتداً اسی بنیاد پر ایسے شخص نے ڈالی ہے جو اپنی کوششوں سے سراسر عالم کھلایا ہے،“

پس صلاح الدین نے بعد تفتیش حال کل طومون کو ایک روز ماہین قضاہ فلت
 وقصر وزارت جمع کر کے قتل کر دیا اور نقشون مصلیب پر چڑھوا دیا ابن کامل کو
 ان لوگوں کے بیویوں روز قتل کر دیا۔ باقی رہا عمارہ جس وقت اس کے قتل اور
 دار پر چڑھ جائے جانے کا حکم صادر ہوا۔ پابریجہ قاضی فاضل کے مکان
 کی طرف سے ہو کر نکلا گیا عمارہ نے قاضی فاضل سے ملنے کی درخواست کی
 قاضی فاضل نے انکار کر دیا۔ عمارہ اپنا سامنہ لیکے رہ گیا اور یہ کہتا ہوا
 مقتول کی جانب چلا

عبدالرحیم قضاہ حقیقت (روپوش ہو گیا۔
 اب رہائی العجبات سے ہے

عبدالرحیم قضاہ حقیقت
 ان المخلص هو العجب

کتاب ابن اثیر میں لکھا ہے کہ صلاح الدین کو ان لوگوں کی حرکات سے بے اطلاع ہوئی تھی کہ ان لوگوں نے جو خط عیسائیوں کو لکھا تھا وہ کسی ذریعہ سے صلاح الدین کے کسی مصاحب کے ہاتھ آگیا اس نے اس خط کو پڑھ کے معہ اسکے یسجانی والے کے صلاح الدین کی خدمت میں پیش کر دیا۔ پس صلاح الدین نے پہلے موئن اسخلافہ کو اس جرم کے پاؤش میں قتل کرایا بعد ازان کل خدام مجلس اسے خلافت کو معزول کر کے اپنے جانب سے خدام مقرر کئے اور بہار الدین قراوش کو ان کی سرداری عنایت فرمائی۔ سودانیوں کو اس سے اشتعال پیدا ہوا تقریباً پچاس ہزار سودانیوں نے مجتمع ہو کے صلاح الدین کے خلافت ہنگامہ کر دیا چنانچہ صلاح الدین کے لشکر اور سودانیوں سے مابین قصر خلافت و قصر وزارت معرکہ آرائی کی نوبت آئی۔ سودانی شکست کھا کے بہاگے۔ قحند گروہ نے انکے گروہ میں آگ لگا دی انکے مال و اسباب کو جلا کے خاک و سیاہ کر دیا۔ ہزار ہا سودانی تہ تیغ ہوئے باقی ماندگان نے امان کی درخواست کی امان دے دی گئی اور حبشہ میں ٹھہرنے کا حکم دیا گیا۔ شمس الدولہ نور شاہ کو اسکی خبر نہ تھی مسلح ہو کے ان کی طرف گیا اور جی کھول کے ان کو پا مال کیا۔

دولت علیہ کا خاتمہ جس روز سے صلاح الدین کی حکومت کا سکے ملک مصر میں استقلال و استحکام کے ساتھ چلنے لگا تھا اور قصر خلافت پر بھی قابض ہو گیا تھا اور ساتھ ہی اسکے خلیفہ عاصد کی حکومت و خلافت کے مشین کے پرزے ٹپیلے اور ایک دوسرے سے جدا ہو گئے تھے اسی دن سے نور الدین عادل تحریک کر رہا تھا کہ مصر سے خلافت علیہ کا خطبہ موقوف کر دیا جائے اور خلیفہ مستحق کے نام نامی سے مساجد کے ممبروں کی زینت

دیجائے۔ مگر صلاح الدین اس خوف سے کہ صبا و انور الدین مصر پر ستولی
 و متصرف نہ ہو جائے بلطافت اکیمل ٹال رہا تھا اور یہی معذرت کرتا جاتا تھا کہ
 کہ اہل مصر اس کارروائی کے مخالفت ہو جائیں گے۔ نور الدین نے اس معذرت
 پر مطلق توجہ نہ کی ڈانٹ کا خط تحریر کیا اور خلیفہ عاصد سے سازش کر لیتے
 حکم الزام لگا یا تب صلاح الدین نے اپنے مصاحبوں سے اس بابت مشورہ
 کیا مصاحبوں نے رائے دی کہ نور الدین کی مخالفت اچھی نہیں ہے جیسا
 حکم ہوا اسکی تعمیل کرنا مناسبت اور باعث بہبودی آئندہ ہے۔ اسی اثنا میں
 علماء عجم کی طرف سے فقیہ حنفی بطور وفد صلوات اللہ علیہ الدین کی خدمت میں حاضر
 ہوا یہ شخص "الامیر العالم" کے لقب سے مخاطب کیا جاتا تھا اس نے
 اس امر کا احساس کر کے کہ صلاح الدین اور اسکے بھراہی خلافت عباسیہ
 کے خطبہ پڑھنے میں پس و پیش کرتے ہیں حاضرین کو مخاطب کر کے کہلایہ میرا
 کام ہے میں خلافت عباسیہ کا خطبہ پڑھوں گا چنانچہ محرم ۶۱۵ھ کے پہلے جمعہ
 میں خطیب بے پیشتر منبر پر چڑھ گیا اور خلیفہ مستضیٰ کے لئے دعا کی کسی نے
 دم تک نہ مارا دوسرے جمعہ میں صلاح الدین نے مصر و قاہرہ کے
 خطیبوں کو خلیفہ عاصد کے نام کا خطبہ موقوف کرنے اور خلیفہ مستضیٰ
 کے نام کا خطبہ پڑھنے کا حکم دیا چنانچہ کل خطیبوں نے اس حکم کی تعمیل
 کی اور ایک گشتی فرمان تمام ممالک مصر میں مشعر مضمون بالا ہیچہ یا خلیفہ عاصد
 اس وقت سخت علیل تھا۔ کسی نے اسکو اس امر کی اطلاع نہ کی
 تا آنکہ یوم عاشوراء (دسویں محرم) سنہ مذکور کو اس نے وفات پائی
 صلاح الدین نے عزاداری کا دربار کیا اور قصر خلافت کے کل مال
 و اسباب کو ضبط کر لیا۔ بہار الدین قراقرش مال و اسباب کے فراہم

کرنے اور انکے اٹھالائے پر مامور تھا۔

شاہی خزانہ اور مجلس رائے خلافت میں اس قدر قیمتی قیمتی اسباب تھے کہ آج تک نہ آنکھوں دیکھے گئے اور نہ کانوں سنے گئے۔ یا قوت مازمرد، طلائی زیورات، نقرئی و طلائی ظروف، قیمتی قیمتی کپڑے، طرح طرح کی خوشبو، اشیاء اور شیشہ آلات بے شمار ہاتھ آئے۔ ایک لاکھ میں ہزار کتابیں ملین جبکہ صلاح الدین نے فاضل عبدالرحیم بیانی کو دے دیا جو اسکا سکریٹری اور قاضی تھا آلات حرب سامان جنگ بھی پیدا و ربے پایاں اور زرق و لام انتہا ہاتھ نکال دیا اسباب ضبط کرنیکے بعد مردوں اور عورتوں کو قید کر دیا تاکہ وہ سب مر گئے۔

زمانہ حکومت عزیز اور حاکم حکمرانان مصر میں دولت علویہ اہل کتابہ سے بھری ہوئی تھی اور یہ لوگ تمام بلاد مشرق میں پھیلے ہوئے تھے مگر شیعوں کے سلسلہ حکومت منقطع ہونے اور خلیفہ عاصد آخری خلیفہ کے مرنے سے ان لوگوں کا بھی خاتمہ ہو گیا۔ زمانہ کے فساد و فتنے اور واقعات کے تغیرات نے ان لوگوں کو ایسا کما لیا کہ ڈکار تک نہ لی جیسا کہ ہمیشہ سے دولت و حکومت کی قدیم زمانہ سے یہی رفتار چلی آتی ہے۔

خلیفہ عاصد کے مرنے پر مصر میں خلافت عباسیہ کی حکومت کا پریرہ کامیابی کی ہوا میں اڑنے لگا۔ شیعیان مصر کو یہ امر ناگوار گزرا ان میں سے ایک گروہ نے مجمع ہو کے داود بن عاصد کے ہاتھ پر خلافت و امارت کی بیعت کی اتفاق یہ کہ کسی ذریعہ سے صلاح الدین کو اسکی خبر مل گئی سمجھوں کہ اگر قمار کر کے قتل کر ڈالا اور داود کو قصر خلافت سے نکال دیا یہ واقعہ ۵۶۹ھ کا ہے۔

اس واقعہ کے ایک مدت کے بعد داود بن عاصد کے بیٹے سلیمان نامی نے صعید مین سرداؤٹھایا مگر سرداؤٹھاسے ہی گرفتار کر لیا گیا تا آنکہ بحالت قید مر گیا بعد ازاں اطراف فاس میں محمد بن عبداللہ بن عاصد خلافت و امارت کا دعوے دار ہوا۔ مہدیؑ کے لقب سے اپنے کو ملقب کیا لیکن اس کو بھی پہلے پہوئے کاموقع نہ ملا اُٹھتی کوئیل قتل کیا گیا صلیب پر چڑھایا گیا۔

ان لوگوں کے قتل ہو جانے سے صعید مین کا کوئی نمبر کمین نہ باقی رہا البتہ بلاد خلیفہ عراق میں جو فرقہ فدایہ کے نام سے موسوم تھے اور بلاد اسماعیلیہ میں جبکی امارت و حکومت سر زمین عراق میں تھی اور جنکا لیڈر (پیشوا) حسن بن صباح قلعہ موت وغیرہ میں تھا کچھ لوگ خلافت علویہ کے باقی رہ گئے تھے صیبا کہ ہم ان کے حالات کے ضمن میں بیان کریں گے۔ تا آنکہ ان باقی ماندہ نمبر ان خاندان خلافت علویہ کی حکومت کا سلسلہ بھی خلافت عباسیہ بغداد کے ساتھ جس وقت کہ مشرق میں ہولا کو اولاد چنگیز خان بادشاہ تاتار کے ہاتھ حکومت تخت و تاراج ہو رہی تھی جاتا رہا والا امر للہ وحد۔

یہی حالات خلفاء فاطمیین کے تھے جنکو ہم نے کتاب ابن اثیر اور ان کی تاریخ حکومت تالیف ابن طویل اور کسی قدر ابن مسیحی کی روایات سے مہما لیکن ملخص کر کے اس مقام پر جمع کیا ہے

اخبار بنی حمدون ملوک مسیلہ و زاب
جو خلافت عبیدیین کے بازوے حکومت

علی بن حمدون بن سماک بن سعود بن منصور جذامی معروف بہ ابن اندلسی اندلسیہ غلطی کار بننے والا تھا علی بن حمدون کسی اتفاق زمانہ سے صبیہ اللہ اولیٰ بن القاسم کے پاس مشرق میں حکومت علویہ قائم ہونے سے پیشتر حیل آبا تھان لوگوں نے

علی بن حمدون کو طرابلس سے عبداللہ شیعہ کے پاس بھیجا۔ عبداللہ شیعہ علی بن
 حمدون سے بہ کمال حسن خلق ملا اور بہ عزت و احترام پیش آیا چنانچہ علی بن حمدون
 اس زمانہ تک ان لوگوں کی خدمت میں رہا جب تک کہ یہ لوگ سجلاس
 میں مقیم رہے پس جب ان لوگوں کی حکومت و ریاست کو ایک گونہ استحکام
 اور استقلال ہو گیا اور ابوالقاسم ۵۳۵ھ میں مغرب کی طرف واپس آیا
 اور شہر مسلیہ کا بنیادی پتھر رکھا اس وقت اس نے علی بن حمدون کو اس شہر کے
 آباد و تعمیر کرنے پر متعین کیا اور اس شہر کا محمدیہ نام رکھا۔ جب اسکی تعمیر ختم
 ہو چکی تو اس نے علی بن حمدون کو زاب کی سند حکومت عطا کی اور وہیں
 قیام کرنے کا حکم دیا۔ پھر جب وقت منصور پر ابو یزید صاحب اکھارے خیل کما
 میں محاصرہ ڈالا اس وقت اس نے اس شہر کو رسد و غلہ اور آلات حرب
 سے معمور کر دیا اس وقت سے بلا یہی اس شہر کی حکومت کرتا چلا آیا۔ اسکے
 دونوں بیٹے جعفر اور یحییٰ نے ابوالقاسم کے بیان پرورش اور
 تربیت پائی۔ پھر جب ابو یزید نے دوبارہ سردا و ٹھایا اور تمام بلاد افریقیہ
 میں آتش و فساد مشتعل و روشن ہو گئی اور اطراف و جوانب کے ہو خواہان
 دولت علویہ کے دلوں میں پامالی کی مہیب صورتیں جاگزین ہو گئیں تو منصور نے
 علی بن حمدون کو لکھ بھیجا کہ قبایل بربر کی فوجیں مرتب کر کے ہم سے آملو چنانچہ
 علی بن حمدون نے فوجیں مرتب کر کے قسنطینہ سے مدد یہ کی جانب کوچ کیا
 اثنائے راہ میں جو بلاد ملتے تھے انکو تخت و تاراج کرتا ہوا ناریہ پہنچا پھر بیان
 سے کوچ کر کے باجہ پر جا کے پڑاؤ کیا اس وقت باجہ میں ایوب بن ابو یزید
 ایک لشکر عظیم نکاریہ اور بربر کا لئے ہوئے پڑا تھا علی نے ایوب پر حملہ کیا فریقین
 میں گمسان لڑائی ہونے لگی ایک روز اتنا جنگ میں شب کے وقت ایوب

نے علی بن حمدون کے لشکر پر چہا پہ مارا جس سے علی کا لشکر گہرا کر بھاگ نکلا
 علی بن حمدون بھی اپنی فوج سے علیحدہ ہو کر ایک پہاڑ کی چوٹی پر چلا گیا اور وہیں
 ۳۳۵ھ میں مر گیا۔

ہر گاہ ابویزید کا زمانہ شورش و فساد منقضی ہو گیا اس وقت منصور نے
 سیلہ اور زاب کی کرسی حکومت پر جعفر بن علی بن حمدون کو متکین کیا اور وہیں
 پر اسکو اور اسکے بھائی یحییٰ کو قیام کرنے کی ہدایت کی۔ چنانچہ جعفر ویحییٰ
 نے سیلہ اور زاب میں اپنی حکومت و ریاست کی بنیاد ڈالی۔ وفاقاً اور
 محکمے قائم کئے مجلسائیں بنوائیں حمامات تعمیر کئے۔ ایک مدت
 تک ان لوگوں کی حکومت اس شہر میں قائم رہی۔ دور و دراز ملکوں سے
 علماء و شعراء ان کے دربار میں آئے ازرا نجلہ ابن ہانی شاعر اندلسی تھا
 اس کے قصائد مدحیہ جو اس نے جعفر ویحییٰ کے شان میں لکھے تھے
 معروف مشہور ہیں۔

اس جعفر اور زبیری بن مناد میں پید عداوت تھی و دونوں میں حکومت
 و ریاست کے بابت متعدد لڑائیاں ہوئیں جبکی وجہ سے زبیری کو جبکہ
 زبیری بوجہ سرکشی و بغاوت زناۃ مغرب سے واپس آ رہا تھا سخت نقصان
 کا سامنا کرنا پڑا۔ بعد اسکے جب معز نے ۳۰۲ھ میں قاہرہ آنے کا قصد کیا
 تو جعفر کو سیلہ سے بلا بھیجا۔ جعفر کو اس سے خطرہ پیدا ہوا مگر ابنی
 فوج کے معز کے آنے سے پیشتر زناۃ سے جا ملا۔ اس سے اور ہمنام
 اور خلیفہ معز سے خط و کتابت کا سلسلہ منقطع ہو گیا۔ غرض جعفر نے زناۃ
 کو مجتمع کر کے معز کی مخالفت پر ابھارا اور خلیفہ مستنصر کے علم حکومت
 کی اطاعت کی ترغیب دی۔ زناۃ نے بخوشی و رغبت تمام جعفر کی تحریک

پہر عمل درآمد کیا۔ اتنے میں زیری بن مناد آپہنچا اور اس نے ہنگامہ کا زار گرم
 کر دیا اتفاق یہ کہ اس میں زیری کو ہزیمت ہوئی۔ اثناء دارو گیس میں
 امرا زناتہ سے کسی نے زیری پر تلو اور چلائی زیری زخمی ہو کر گھوڑے
 سے گر پڑا قاتل نے لپک کر سداوتار لیا۔ خاتمہ جنگ کے بعد جعفر نے
 زیری کے سہ کو چند امرا زناتہ کے ساتھ خلیفہ مستنصر کی خدمت میں
 بھیجا خلیفہ مستنصر نے ان لوگوں کی پید عزت افزائی کی اور زیری
 کے سہ کو بغرض عبرب بازار قرطبہ میں آویزاں کرادیا۔ اس واقعہ سے
 یحییٰ بن علی کی مستنصر کے دربار میں قدرو منزلت بڑھ گئی جعفر کو بنظر قدر
 افزائی و بار خلافت میں حاضر ہونے کی اجازت دی۔

بعد چندے زناتہ کو یہ خبر لگی کہ یوسف بن زیری اپنے مقتول باپ
 کے خون کا بدلہ لینے کی تیاری کر رہا ہے۔ کمزوری طبیعت کے وجہ سے
 گھبرا گئے مقابلہ سے جی چرانے لگے عوام کا کیا ذکر ہے روسا را اور
 امرا زناتہ بھی بوجہ فتنہ و فساد اپنے آنے والے حریف کی مدافعت سے
 عاجز و مجبور ہو گئے اس سے جعفر کو خطرہ پیدا ہوا کشتیوں پر مال و اسباب
 خشم و خضم اور جس قدر خزانہ شاہی تھا اس کو بار گھر کے براہ دریا
 وارانہ خلافت قرطبہ کا راستہ لیا جعفر کے ساتھ بڑے بڑے امرا
 زناتہ جو دولت امویہ اندلوسیہ کے مطیع اور ہوا خواہ تھے قرطبہ چلے
 آئے تاج دار دولت امویہ اندلوسیہ لوگوں سے بعزت و احترام
 ملا۔ انعامات دیے۔ توقید و عزت سے ٹھہرایا۔ جب بعد ایک مدت
 کے یوسف بن زیری کا طوفان بے امتیازی فرو ہو گیا اور تمام بلاد میں اس
 واماں کی ہوا چلنے لگی تو ان لوگوں نے معاودت کی۔ چنانچہ تاجدار و

امویہ نے ان لوگوں کو عزت و احترام کے ساتھ رخصت کیا۔ یہ لوگ اپنے اپنے دلوں میں دولت امویہ کی محبت اور ہوا خواہی لئے ہوئے واپس ہوئے۔

واپسی میں علی بن حمدون والی زاب و سیدہ کی اولاد ان لوگوں کے ساتھ شریک نہیں ہوئی اس نے مصلحتاً دارا خلافت میں قیام کر دیا خلیفہ وقت نے براہ قدر افزائی وزیروں کے گروہ میں ان لوگوں کو داخل کر لیا اور ان کو وہی جاگیریں اور وظائف عطا کئے جو زبیر کو دئے جاتے تھے پس یہ لوگ باوجودیکہ اس گروہ میں نے داخل ہوئے تھے مگر خلیفہ وقت کی سردردانی کی وجہ سے قدیمی ہوا خواہان دولت میں شمار کئے جانے لگے۔

اسکے تھوڑے دنوں بعد یہ واقعہ پیش آیا کہ بنظر تادیب علی بن حمدون کی اولاد کو جیل کی سیر کرنا پڑی ان لوگوں نے اتفاق وقت سے ایک روز کسی امر میں بحث و مباحثہ کرتے ہوئے آداب خلافت کا لحاظ چھوڑ دیا جسکی وجہ سے عتاب شاہی میں گرفتار ہو گئے قصر خلافت میں طلب ہو کر قید کر دیے گئے۔ پر چند ہی دنوں بعد جبکہ خلیفہ حکم بغار ضہ فالج مبتلا ہوا اور مغرب میں مرد اینوں کا مطلع حکومت خبار آلود ہو چلا اور حکومت کو برحدی خلافت اور دشمنان خلافت کی مدافعت کی ضرورت محسوس ہوئی تو علی بن حمدون کی اولاد کو قید سے رہائی دی گئی۔ یکے بن محمد بن ہاشم سرحدی مقامات سے طلب کیا گیا (یہ فاش اور مغرب کا والی تھا) حاجب مصطفیٰ نے رائے دی کہ جعفر بن علی بن حمدون بلا و مغربہ کے سرحد پر بھیجا جائے کیونکہ یہ ایک مدت تک زنا تہ مغرب کے ساتھ

رہا ہے پس اولاد علی بن حمدون زاویہ نکبت اور بدبختی سے باہر نکال کے
عزت کی کرسی پر مشکن کئے گئے جعفر اور اسکے بھائی یحییٰ کو مغرب کی سندھ کو
عطا کی گئی۔ شاہانہ خلعتیں دی گئیں۔ دونوں بھائیوں کو بید مال و اسباب یا
گیا۔ الغرض جعفر ^{۳۶۵} میں بلاد سرحدی کے انتظام اور اس کو دشمنوں
کے حملوں سے بچانے کو مغرب کی طرف روانہ ہوا اور پہونچتے ہی بد نظمی
و دفع کرنے لگا ملک زنا تہ بنی یقرن، معراوہ اور ملاس نے حاضر ہو کر
علم خلافت کی اطاعت قبول کر لی۔

خلیفہ حکم کے مرنے پر ہشام نے سریر حکومت پر قدم رکھا اسکے
حمد خلافت میں منصور بن ابی عامر کے ہاتھ میں زمام حکومت تھی۔ اسنے
اپنے ابتدائے زمانہ حکمرانی میں بلاد سرحدی میں صحت کے انتظام
پر اکتفا کیا شاہی لشکر اور اراکین دولت کی عنان قبضہ اسی شہر کے طرف
منسطف ہوئی اہل علم و سیف کے قبضہ میں اس شہر کا انتظام دیا گیا۔ علاقہ
اسکے اور شہر دن کی جانب سے بے پروائی کی گئی۔ ملک زنا تہ بدستور
علی بن حمدون کے اولاد کے زیر انتظام و نگہبانی رہے خلعتیں اور جائزے
دربار خلافت سے آتے رہے و فود کی آمد و رفت جاری و قایم رہی۔
انہیں واقعات کے اشار میں مابین جعفر اور یحییٰ پسران علی بن حمدون
بینا ان بن ہو گئی یحییٰ نے اپنے بھائی جعفر سے علی کی اختیار کر کے
شہر بصرہ کو دیا اور معہ اکثر اہل اوسہ داران لشکر کے بصرہ چلا گیا
بعد اسکے بنو غوطہ کی بدولت جعفر کا جہاز تباہی میں پڑ گیا۔ ڈوبنے کے
قریب پہونچ گیا تاکہ محمد بن ابی عامر نے عنان حکومت اپنے ہاتھ میں لیتے
ہی جعفر کو اسکی مستعدی اور کارگزاری کی وجہ سے دارا خلافت

مین طلب کیا۔ چونکہ جعفر کو خلیفہ حکم تاجدار اندلس کی بدولت اس سے پیشتر اکثر مصائب کا سامنا کرنا پڑا تھا اس وجہ سے محمد بن ابی عامر کے حکم کی تعمیل میں ذرا تاخیر سے کام لیا لیکن پہر کچھ سمجھ بوجھ کر ملک مغرب کی حکومت اپنے بہائی کے لئے چھوڑ کے براہ دریا محمد بن ابی عامر کی جانب روانہ ہوا۔ جس وقت یہ دار الخلافہ میں پہونچا اسکی سجد آؤ ہمت کی گئی۔ عزت و احترام سے شاہی محل میں ٹھہرایا گیا۔ بعد چندے جب بلکین نے ۳۶۹ھ مغرب پر فوج کشی کی تو محمد بن ابی عامر نے قرطبہ سے فوجیں آراستہ کر کے بلکین کی فوج کی غرض سے جزیرہ کی جانب کوچ کیا اور جعفر بن علی نے سبتہ کی حفاظت پر اکر مہمت باندھی تاجدار اندلس نے ایک سواونٹ اسباب جنگ سے لے ہوئے اسکی کمک کو روانہ کیا ملوک زناتہ بھی مستعد و آمادہ ہو کر اس سے آئے جس سے بلکین بے نیل مرام واپس ہوا جیسا کہ آئندہ ہم تحریر کریں گے۔ جعفر کے واپس آنے پر محمد ابی عامر کسی معاملہ میں جعفر سے مشکوک ہو گیا رفتہ رفتہ یہ شک اس حد تک بڑھا کہ محمد بن ابی عامر نے چند لوگوں کو جعفر کے قتل پر مامور کر دیا جنہوں نے اُسکو اسکے گھر میں گھس کے سنہ میں قتل کر ڈالا۔

ان واقعات کے بعد یحییٰ بن علی مصر چلا گیا عزیز باند کے محل میں ائرا عزیز باند نے کمال احترام سے ٹھہرایا چنانچہ ایک مدت تک اسی عزت و توقیر سے مصر میں مقیم رہا۔ پس جس وقت فلفول بن خرزون نے عہد حکومت حاکم بامر اللہ میں طرابلس کو صناجہ کے قبضہ سے نکالنے کی تحریک کی تو اس وقت خلیفہ حاکم نے جو فوجیں مرتب و آراستہ کے طرابلس کی جانب روانہ کی تھیں اسکی سرداری کا علم یحییٰ بن علی ہی کو عطا کیا تھا۔ مقام برقد میں پہونچ کے ہالیوں میں بوقرہ

نے مزاحمت کی جس سے یحییٰ کی جمیعت متفرق و منتشر ہو گئی، مجبوری مصر واپس آیا اور وہیں ٹھہرا رہا تا آنکہ مصر ہی میں مر گیا واللہ واسرئ الارض وامن علیہا وھو خیر الوارثین ط

قرامطہ کے حالات جنہوں نے بحرین میں حکومت قائم کی تھی تا زمانہ انقرض

اس دعوت کا اظہار نہ تو علویہ میں سے کسی نے کیا اور نہ طالبین میں سے کوئی شخص اس کا حامی و مددگار ہوا۔ اس حکومت کے بانی مہدیین اہل بیت میں سے مہدی کے ایلچی ہوئے ہیں باوجودیکہ وہ دربارہ معتین مہدی باہم مختلف تھے جیسا کہ آئندہ ذکر کیا جائے گا۔

قرامطہ کی دعوت کا دار و مدار دو شخصوں پر تھا ایک کا نام فرج بن یحییٰ بن عثمان قاشانی تھا یہ شخص مہدی کے ایلچوں میں تھا یہ ذکر وہ بن مہر ویہ کے لقب سے ہی ملقب کیا جاتا ہے یہ وہی شخص ہے جو سواد کو فہ میں بعد از ان عراق و شام میں اس مذہب کا پہلانے والا اور حکومت قرامطہ کا بانی مہدیین تھا مگر باوجود اسکی سعی و کوشش حکومت و دولت کی بنیاد نہ قائم ہوئی۔ دوسرے کا نام ابو سعید حسن بن ہرام جنابی تھا۔ اسے بحرین میں قرامطہ کے مذہب پہلا اور حکومت و ریاست کی بنیاد قائم کرنے کی کوشش کی چنانچہ یہ اس ارادہ میں کامیاب ہوا یہاں پر اسکی اور اسکی آئندہ نسلوں کی حکومت قائم و جاری ہوئی۔ بعض لوگوں نے اسکو فرقہ اسماعیلیہ کے ایلچوں میں شمار کیا ہے جبکی حکومت و سلطنت قیروان میں تھی جیسا کہ آئندہ تم پڑھو گے۔

ان قرامطہ کے اعتقادات اور مذہبی مسائل نہایت مضطرب و مختل اور تلخیت حقہ اسلامیہ کے منافی و مخالف ہیں۔ سب کے پہلے ۲۶۸ھ میں ایک

شخص سواد کو فہمین ظاہر ہوا۔ بظاہر زہد و ورع اور طہارت و عبادت کا بہت پابند تھا۔ اسکا یہ زعم تھا کہ میں ہمدی موعود کی حکومت کا ایلچی ہوں ایک گروہ کثیر اسکا متبع ہو گیا یہ اپنے کو قرمط کے لقب سے ملقب کرتا تھا۔ جو شخص اسکی جماعت میں شریک ہوتا تھا اس سے ایک دینار امام موعود کے لئے لیتا تھا اس جماعت پر بہت سے نقیب مقرر کئے تھے جنکو حواریوں کے نام سے موسوم کرتا تھا۔ ہزار ہا بندگان المدجل ذکرہ اس قتنہ میں مبتلا ہو گئے۔ گورنر کو فہ نے اسکو گرفتار کر کے جیل میں ڈال دیا۔ بعد چندے محافظین کی غفلت سے بھاگ گیا جبکی بعد کو پہر کوئی خبر نہ ملی کہ کیا ہوا۔ اس سے اسکے تبعین اور فتنہ میں پڑ گئے۔ بعضوں نے انہیں سے یہ خیال حالبیا کہ یہ وہی شخص ہے ہے جسکی بشارت احمد بن محمد بن حنفیہ نے دی تھی اور یہ کہ احمد بنی تھے۔ اس مذہب نے سواد میں بچہ ترقی کی ان لوگوں میں ایک کتاب کی تلاوت کیجاتی ہے جسکی نسبت انکا یہ زعم ہے کہ اسکو ہمدی کا ایلچی لایا تھا اس کتاب میں نماز کی ترکیب یوں لکھی ستی کہ بعد بسم اللہ کے ہر رکعت میں ان فقرہ کو پڑھے۔

”الحمد لله بکلمته ونفائی باسمه المتخذ لاویا یہ با ویائہ قل الالهة“
 ”موافیت للناس ظاہرہا البعلم عدد السنین والحساب والشہور“
 ”والایام وباطنہا ویای الذین عرفوا عبادی سبیلی اتقونی یا اولی“
 ”الاباب وانا اللہ لا سالی عما افعل وانا العظیم الحکیم وانا الذی“
 ”ابلو عبادی واستخیر خلقی فمن صبر علی بلای وحننی اختیار سے“
 ”القیئہ فی جنتی واخلدہ فی نعمتی ومن نال عن امری وکذب“
 ”ورسلی اخلدہ مہانکافی عذابی واتمت اجلی واطہرت علی السنۃ“

رسلی فانا للذی لا یتکبر علی جبار الا وضعتہ ولا عن ینزال الذلۃ الیلس
قلیس الذی اصر علی امرہ ودام علی جہالتہ وقال لن نرج علیہ
عاکفین وبہ مومنین اولئک ہم الکافرون

بعد از ان رکوع کرے رکوع میں دو بار سبحان ربی ورب العزتہ تعالیٰ
عما یصف الظالمون پڑھے پھر سجدہ کرے سجدہ میں اللہ اعلیٰ دو بار اور
ایک بار اللہ اعظم کہے سال میں دو روز روزہ رکھے ایک یوم مہرجان
میں دوسرا یوم نیرو زمین۔ بنیذ کا پینا حرام تھا۔ شراب حلال تھی۔ جنابت
ذنا پاکی) میں سجا بے غسل کے وضو کر لینا کافی تھا۔ کل دُم دار اور پنچہ دار جانور
کا کھانا حرام تھا جو شخص اس مذہب کا مخالف ہو اور برسر جنگ آئے اسکا
قتل واجب اور جو شخص برسر جنگ نہ آئے اسے جزیہ لیا جائے اُس کتاب
میں اسی قسم کے مسائل اور دعادی شیعہ متعارضہ بلکہ گرجس سے انکا کذب
محض ہونا روز روشن کی طرح معلوم ہوتا ہے تحریر تھے

اس گروہ کو جس امر نے ایسے خرافات خیالات مذہبی قائم کرنے پر ابھارا
ہے وہ شیعہ کی روایات مشورہ میں جو دربارہ ہمدی احادیث کی صورت
میں بیان کی جاتی ہیں۔ جبکہ تخریج کے اسباب و علل جتنے مقدمہ تاریخ باب
الفاطمی میں تحریر کئے ہیں پس یہ گروہ ہمدی اور اسکی دعوت کی طرف کچھ
ایسے گرویدہ ہوئے کہ جس نے ہمدویت کا دعوے کیا اسکے یہ دل و جان سے
سچائی کے ساتھ معین و مددگار ہو گئے اگرچہ وہ اپنے استحقاق و دعوے
میں جھوٹا رہا ہو اور بعضوں نے اس امر کی بنا محض کذب اور افتراء پر
دنیا کمانے کی غرض سے قائم کی۔

اصل کتاب میں اس قدر جگہ خالی ہے۔ مترجم

کہا جاتا ہے کہ اس شخص (یحییٰ بن فرج) کا طہو قیل واقعہ قتل صاحب زنج
 کے ہوا تھا اور وہ اسکے پاس امان حاصل کر کے گیا تھا اور اس امر کا اظہار
 کیا تھا کہ میرے قبضہ میں اس وقت ایک لاکھ تلواریں ہیں آدھم اور تم مناظرہ
 کریں عجب نہیں کہ ہم اور تم ایک مذہب کی پابند ہو جاؤ اور ایک دوسرے کا
 معین و مددگار ہو جائے۔ مگر اتفاق کچھ پیش آیا کہ دونوں میں مخالفت ہو گئی
 قرط (یحییٰ بن فرج) لوٹ آیا یہ اپنے کو قائم با حق کے لقب ملقب کرتا
 تھا اور بعضوں کا یہ خیال ہے کہ یہ ازرقہ خوارح کا مذہب رکھتا تھا
 غرض جب اس مذہب کا شیوع اولے تبیین کی کثرت ہوئی تو احمد
 بن محمد طائی والی کوفہ نے اس طوفان کے روک تھام کرنے کی غرض سے
 پیش قدمی کی اور فوجیں آراستہ کر کے قرامطہ پر حملہ کر دیا جس سے یہ جماعت
 منتشر ہو گئی اور متواتر حملوں و پیہم تعاقب کے وجہ سے اکثر نیست و نابود
 ہو گئے۔ سہ دار قرامطہ نے بہاگ کر قبائل عرب میں جا کے دم لیا اور ان
 لوگوں کو اپنے مذہب کی تعلیم دینے لگا۔ مگر کسی نے اس عجوبہ مذہب کو
 قبول نہ کیا اس وقت یہ ایک پٹیل میدان کے باولی میں چپ رہا جب کو اسے
 خود اسی غرض کے لئے بنایا تھا اس باولی کا دروازہ لوہے کا تھا اور دروازہ
 کے پہلو میں نور تھا تاکہ ڈھونڈنے والے کو یہ گمان بھی نہ ہو کہ کوئی شخص اس
 باولی میں ہے۔ اس باولی میں چپ جانے کے بعد اس نے اپنے بیٹوں
 کو قبیلہ کلب بن ویرہ کی طرف بھیجا اور یہ ہدایت کی کہ تم لوگ اپنے کو اسماعیل
 امام کی اولاد سے ظاہر کرنا اور یہی ظاہر کرنا کہ ہلوگ تمہارے پاس پناہ گزین ہو گئے ہیں۔
 چنانچہ اسکے بیٹے کلب بن ویرہ کے قبیلہ میں گئے اور آہستہ آہستہ
 اپنے مذہب کو پھیلانے اور اسکی تعلیم دینے لگے۔ یہ لوگ تین نسلوں

یسجے، حسین اور علی۔ قبیلہ کلب بن وبرہہ میں سے کسی بطن نے اس مذہب کو قبول نہ کیا مگر بنو قلیص بن ضمضم بن علی بن جناب انکے دام تزویر میں آگئے اور یسجے کے ہاتھ پر اس خیال سے بیعت کر لی کہ یہ یسجے بن عبداللہ بن محمد بن اسماعیل امام ہے۔ ابو القاسم اسکی کنیت رکھی گئی اور شیخ کا لقب دیا گیا۔ تھوڑے دنوں کے بعد اسے اپنا نام تبدیل کر دیا اور یہ ظاہر کیا کہ میں محمد بن عبداللہ ہوں اور مصلحتاً اس نام کو چھپاتا تھا اور میری ناقہ من جانب اللہ مامور ہے جو شخص اسکی اتباع کرے گا وہ فحتمد ہوگا سبکدیشی خلیفہ معتمد کے غلام نے قرامطہ پر فوج کشی کی اور پہلے ہی حملہ میں ناکام ہو کر پاپا ہوا انتشار دار گوید میں مارا گیا۔ تب محمد بن احمد طائی نے چڑھائی کی اس معرکہ میں قرامطہ کو ہزیمت ہوئی بعض قرامطہ گرفتار کر لئے گئے۔ جو خاتمہ جنگ کے بعد دربار خلافت میں پیش کئے گئے خلافت ماب نے قیدیان قرامطہ سے خطاب کر کے ارشاد کیا "کیا تمہارا یہ زعم ہے کہ اللہ تعالیٰ کی روح اور اسے انبیاء کرام کی روحیں تم میں حلول کر گئی ہیں جسکی وجہ سے تم لوگ خطا و لغزش سے معصوم رہتے ہو اور اعمال صالح کے کرنے کی توفیق ہوتی ہے قرامطہ کے سردار نے جواب دیا "مجھے تعجب ہے کہ آپ کو اس تذکرہ سے کیا حاصل اگر مجھ میں روح ابلیس حلول کر گئی ہے تو اس سے آپ کو کیا فائدہ ہے جسکے تذکرہ سے کوئی فائدہ نہ ہوا سکو ترک کیجئے اور اس طرف توجہ کیجئے جس سے کچھ منفعت ہو" خلافت ماب نے ارشاد فرمایا "اچھا تم میری مطلب کی بات کہو" سردار قرامطہ بولا "رسول اللہ علیہ وسلم نے وفات پائی در انحالیکہ تمہارے مورث اعلیٰ عباس بن عبدالمطلب زندہ تھے مگر انہوں نے حکومت و خلافت کی تمنا نہ کی اور نہ کسی نے انکے ہاتھ پر امارت و حکمرانی

ایک نوٹس کو ”مطوق“ کا لقب دیا تھا۔ چپکے چپکے اپنے مذہب کی یقین اور تعلیم دینے لگا نتیجہ یہ ہوا کہ ایک زمانہ کے بعد بادیشینوں کے اکثر قبائل نے اس کے مذہب کو قبول کر لیا۔ تب اسے ان لوگوں کو مرتب و مسلح کر کے دمشق پر چڑھائی کر دی۔ عرصہ دراز تک محاصرہ کئے رہا تا آنکہ اہل دمشق نے کچھ زر نقد دے کر مصالحت کر لی بعد ازاں اس نے حمص، حماہ، معرہ اور جبلک پر فوج کشی کی۔ بہت بڑی خونریزی کا مرتکب ہوا۔ عورتوں اور بچوں تک کو قتل سے نہ چھوڑا آخر کار ان شہروں کو پامال اور تخت و تاراج کر کے سلیمہ کے جانب بڑھا سلیمہ میں ایک گروہ بنی ہاشم کا مقیم تھا ان لوگوں کو بھی اس نے تہ تیغ کیا۔ کتب کے چوٹے چوٹے بچے اور چوپائے تک اس کے تیغ ستم سے جانبر نہ ہوئے۔ رفتہ رفتہ دربار خلافت میں اسکی خبر پہونچی خلیفہ مکفی نے بہ نفس نفیس لشکر راستہ کر کے اسکی سرکوبی پر کمر باندھی اور اپنی فوج کے پیروں کو بڑھنے کا حکم دیا چنانچہ شاہی فوج نے اسکی فوج پر حماہ کے باہر ایک میدان میں حملہ کیا۔ سخت اور خونریز جنگ کے بعد اسکو ہزیمت ہوئی بقتہ السیف نے حلب میں جا کے دم لیا (یہ واقعہ ۲۹۱ھ کا ہے)

خاتمہ جنگ کے بعد خلیفہ مکفی نے برقہ کی جانب کوچ کیا اور ابن طولون کا آزاد غلام بدر نامی قرامطہ کے تعاقب میں روانہ ہوا۔ منزل بہ منزل قرامطہ کو بدر شکست دیتا جاتا تھا اور قرامطہ کمال بے سروسامانی سے بہاگے جاتے تھے۔ اسی اثنا میں خلافت ماب نے ایک دوسری فوج قرامطہ کے تعاقب اور سرکوبی کو روانہ فرمایا یحییٰ ابن سلیمان کا تب اس فوج کا سر دار تھا۔ حسین بن حمدان ثعلبی اور بنو شیبان کے نامی نامی جنگ آور اس فوج میں شامل تھے ۲۹۱ھ میں اس فوج سے او قرامطہ سے مدد بھی ہوئی۔ قرامطی کے نامی نامی تہراہی ہار کے

گئے اسکا بیٹا ابوالقاسم کسیتدر سامان واسباب لیکر بہاگ گیا اور یہ خود اطراف کوفہ میں بخوف جان رو پوش ہو گیا۔ مدثر اور مطوق بھی اسکے ہمراہ تھا چھپے چھپے بہ تبدیل لباس رجبہ پہنچا کسی نے والی رجبہ سے اسکی آمد کی خبر کر دی اسنے ان لوگوں کو گرفتار کر کے خلافت مآب کی خدمت میں مقام برقہ میں بھیج دیا۔ خلافت مآب نے سردار قرامطہ یعنی حسین صاحب شامہ کو پہلے دوسو روپے پٹو اسنے بعد ازاں ہاتھ اور پانوں کاٹ کر صلیب پر چڑھا دیا۔ یہی برتاؤ اسکے باقی ہمراہیوں کے ساتھ ہی کیا گیا بعد اسکے خلافت مآب نے معہ اپنی لاش کر ظفر میکر کے بعد اود کی جانب مراجعت کی۔

علی بن ذکریہ اپنے بہائی سچے کے مارے جانے کے بعد فرات کی جانب بہاگ گیا تھا قرامطہ کی منتشر جماعت آہستہ آہستہ اسکے پاس مجتمع ہو رہی تھی جب ایک کافی مقدار پر قرامطہ مجتمع ہو گئے تو علی نے طبریہ کی طرف پیش قدمی شروع کی اور پہونچتے ہی اسکو لوٹ لیا۔ حسین بن حمدان نے یہ خبر پیا کے علی کی گوشمالی پر کمر باندھی۔ علی معہ اپنے ہمراہیوں کے یمن بہاگ گیا اور وہیں اپنے دعاۃ (الیحیون) اور ہواخواہوں کو مجتمع کرنے لگا رفتہ رفتہ یمن کے اکثر شہروں پر قبضہ کر لیا صنعار کی جانب بڑھا یعفر والی صنعار شہر چوڑ کر نکل بہاگا۔ پس علی نے جی کو لکر صنعار کو تخت تاراج کیا انہیں واقعات کے اثنائے میں علی کے باپ ذکریہ نے بنی قلیص کے پاس جنہوں نے سوادہ میں ایک مدت سے قیام اختیار کر لیا تھا عبداللہ بن سعید موسوم بہ ابوعاتم کو خط لیکر ۳۹۳ھ میں روانہ کیا اس خط میں یہ ظاہر کیا تھا کہ یحییٰ بذریعہ وحی معلوم ہوا ہے کہ صاحب الکشمہ (حسین موسوم بہ احمد) اور اسکا

تاریخ
۱۹۰۶ء (۱۳۲۵ھ)

بہائی یحییٰ موسوم بہ شیخ غفریب پہر آنے والا ہے اور بعد ان کے امام
 زمان ظاہر ہونگے اور تمام روئے زمین کو عدل و انصاف معمور کر دیں گے
 چنانچہ ابو غانم نے قبیلہ کلب میں پہونچکے ان خیالات پہیلایا اور ان لوگوں کو
 مذہبی سپاہی بنا کے شام کا رخ کیا پہلے بصری کو لوٹا بعد ازاں اوزعات
 کی پامالی کی جانب بڑھا اور اس کو بھی پامال کر کے دمشق پر جا اور تران دنوں
 دمشق کی عنان حکومت احمد بن کثیر کے قبضہ امتداد میں تھی گو اتفاق
 وقت سے یہ دمشق میں موجود نہ تھا۔ جلیجی کی بغاوت و سرکشی کی وجہ سے
 جو کہ بنی طولون کے ہوا خواہوں سے تھا شاہی لشکر کی کمک کو مصر گیا ہوا تھا
 مگر اس کے نائبوں نے نہایت مستعدی اور ہوشیاری سے ابو غانم کا
 مقابلہ کیا اور اس کو مار بھا گیا۔ اکثر ہمرہی اسکے مارے گئے باقی ماندہ گان
 معہ ابو غانم کے اردن کی طرف بھاگے۔ والی اردن کو انکی یورش کی خبر
 نہ تھی ابو غانم نے وقفہ حملہ کر دیا والی اردن مقابلہ نہ کر سکا مارا گیا۔ اس سے
 ابو غانم کے حوصلے بڑھ گئے طبرہ کی طرف بڑھا اور اس کو بھی لوٹ لیا۔ دربار
 خلافت میں ان واقعات کی خبر پہونچی خلیفہ مفتی نے ایک عظیم لشکر بفرمایا
 حسین بن حمدان ان باغیوں کی سرکوبی کو روانہ کیا۔ ابو غانم یہ خبر پا کر
 سوادہ کی جانب بھاگا۔ شاہی سپاہ نے تعاقب کیا ہزار ہا مرتطی شدت
 تشنگی سے مر گئے بالآخر حسین ان لوگوں کو گرفتار کر کے رجبہ کی جانب لوٹا
 بیان کیا جاتا ہے کہ شاہی لشکر نے ابو غانم کو گرفتار کر لیا تھا اور قتل کڑوالا
 تھا۔ جس سے اسکی جمعیت منتشر ہو گئی یہ واقعہ ۲۹۳ھ کا ہے۔

بعد ان واقعات کے قرامطہ مجتمع ہو کر اُس بادلی
 کی طرف گئے چنانکہ ذکر وہ مدت بیس سال سے چھپا

ذکر وہ کا ظہور
 وقت

ہوا تھا اور اس کو باولی سے نکال کر باہر لائے۔ اطراف و جوانب کے
 ایچی جو اسکے مذہب کی تعلیم اور تلقین کرتے پرتے تھے وہ سب بھی
 آٹکے اسکے پاس مجتمع ہوئے پس ذکر و یہ نے ان پر اپنی جانب سے
 احمد بن قاسم بن احمد کو بطور اپنے نائب کے مقرر کیا اور ان لوگوں کو
 ان کے وہ فرائض و حقوق بتلائے جو ان پر واجب تھے اور نیز یہ بھی
 ہدایت کی کہ ان کی دینی اور دنیوی فلاح اسی میں ہے کہ یہ لوگ اپنے امیر
 کے دائرۃ اطاعت سے ذرا بھی قدم باہر نہ نکالیں ان دعاوی کے
 ثبوت میں ذکر و یہ نے آیات قرآنی پیش کیں جسکے معانی و مطالب میں
 جب خواہش تاویل و تحریف کی تھی۔ اس میں در تعلیم و تلقین کر کے ذکر و
 پھر روپوش ہو گیا یہ لوگ اس کو سید کے نام سے موسوم کرتے تھے
 اور کل کار و بار کا انجام دینے والا اور منصرم احمد بن قاسم تھا۔ خلیفہ
 مکتفی نے ان کی سہ کو بی کو فوجیں روانہ کیں۔ قرامطہ نے ان کو سواد
 میں سپا کر دیا ان کے لشکر گاہ کو لوٹ لیا۔ اسکے بعد قرامطہ نے حاجیوں
 کے قافلہ کے لوٹنے کو بڑھے علوان کو سخت و تاراج کرتے ہوئے واقعہ
 کو جا کے گھیر لیا۔ اہل واقعہ نے قلعہ بندی کرالی قرامطہ نے اسکے
 مصنافات کے چشموں اور چاہات کے پانی کو خراب کر دیا۔ و بار خلافت
 میں اس کی خبر پہونچی تو خلیفہ مکتفی نے ایک فوج بصر افسری محمد بن
 اسحاق بن کنانج قرامطہ کی گوشمالی کو روانہ کی اتفاق یہ کہ اس فوج سے
 سلا یہ فوجین و صیف بن صوارکن ترکی، فضل بن موسیٰ بن بی، بشر خادم ثقیفی اور ابی جزی کے
 روانہ کی گئی نینین شاہی لشکر کا ایک گروہ کثیر اس معرکہ میں کام آگیا تھا۔ سلا کا یہ واقعہ ہے۔ تاریخ
 ابو الفداء جلد ۲ صفحہ ۶۴ مطبوعہ قسطنطنیہ۔

اور قرامطہ سے ڈبھیر نہوئی بے نیل مرام واپس آئے۔ قرامطہ نے
 حاجیوں سے چھیڑ چھاڑ کی حاجیوں نے باوجودیکہ تین دن کے بے آب و
 دانہ تھے جی توڑ کر مقابلہ کیا لیکن قرامطہ کی بڑی ہوتی قوت کا مقابلہ نہ کر سکے
 امن کے خواستگار ہوئے قرامطہ نے انکو امن دیکے انکے مال و اسباب
 کو لوٹ لیا اور جہان تک ان لوگوں کی قوت نے یاری دی حاجیوں کو تہ تیغ کیا
 ان حاجیوں کے مال و اسباب کے ساتھ سودا گروں اور بنی طولون کے
 قیمتی قیمتی اسباب بھی تھے جنکو بنی طولون نے مصر سے مکہ روانہ کیا
 تھا اور پھر مکہ سے بغداد پہنچ رہے تھے۔ بعد اسکے قرامطہ بقیۃ السین حجاج
 کا حصص میں محاصرہ کیا ہزاروں سگیناہ حاجی مارے گئے مال و اسباب
 لوٹ لیا گیا۔ خلیفہ ملتفی نے ایک عظیم فوج بسرافسری و صیف بن صوار تکین
 کے روانہ کی اس فوج میں نامی نامی سپہ سالار بھیجے گئے تھے۔ براہ
 خفان یہ فوج روانہ ہوئی۔ کوچ و قیام کرتی ہوئی قرامطہ تک پہنچ گئی ایک
 دو سے گٹھ گیا دو یوم کے جنگ کے بعد شاہی فوج نے قرامطہ
 کو شکست دے دی ذکر ویہ سردار قرامطہ کے سریر زخم کاری
 لگا جسکی وجہ سے بہاگ نہ سکا گرفتار ہو کر شاہی لشکر گاہ میں لایا گیا۔ اسکے
 ساتھ اسکا نائب احمد بن قاسم اسکا بیٹا۔ اسکی بیوی اور اسکا سکرٹری
 بھی گرفتار کر لیا گیا تھا۔ پانچ روز زندہ رکھ کر چٹھی شب میں مر گیا۔ و صیف نے
 نامہ بشارت فتح کے ساتھ اسکی نعش کو دارالخلافہ بغداد بھیج دیا خلافت ماب
 کے حکم سے نعش کو تو صلیب پر چڑھا دیا اور سرد کاٹ کر خراسان میں اون
 حاجیوں کے دیکھنے کو روانہ کیا جنکو اس نے قتل کیا تھا اور لوٹا تھا۔ اس
 واقعہ سے قرامطہ کا گروہ کشید صفحہ ہستی سے نیست و نابود ہو گیا جو

کچھ باقی رہ گئے تھے انہوں نے شام کا راستہ لیا۔ حسین بن حمدان کو اسکی خبر مل گئی۔ اس نے ان جان باحقوں پر حملہ کر دیا تمام ملک شام اور عراق میں انکے قتل و خونریزی کا بازار گرم ہو گیا زمین باوجود فراخی کے ان پر تنگ ہو گئی تا آنکہ سب کے سب پامال کر ڈالے گئے یہ واقعہ ۹۴ھ کا ہے۔

**دولت بنی
جنابی**

۱۱۴ھ میں یحییٰ بن ہمدی نامی ایک شخص قطیف مضافات بحرین میں آیا اور یہ ظاہر کیا کہ میں امام زمان ہمدی کا فرستادہ ہوں اور غفریب وہ خروج کیا چاہتے ہیں۔ علی بن معلی بن حمدان و بادہی نے جو نہایت غالی شیعہ تھے شیعیان قطیف کو ایک جلسہ میں مجتمع کر کے ہمدی کے اس خط کو پڑھ کے سنایا جسکو یحییٰ نے پیش کیا تھا۔ توڑے دنوں میں یہ خبر تمام مضافات بحرین میں پھیل گئی سبھوں نے کمال خلوص و اطاعت شعاری سے اس خبر کو سنا اور امام زمان ہمدی کے ساتھ خروج کو تیار ہو گئے۔ انہیں لوگوں میں ابو سعید جنابی بھی تھا نام اسکا حسن بن ہرام تھا یہ ان لوگوں میں ایک سربراہ اور ممتاز شخص تھا۔

بعد اسکے یحییٰ ان لوگوں سے غائب ہو گیا بعد ایک مدت کے ایک دوسرا خط ہمدی کا لئے ہوئے آیا جس میں ہمدی نے ان لوگوں کا شکریہ ادا کیا تھا اور یہ حکم دیا تھا کہ ہر شخص چھتیس چھتیس دینار یحییٰ کو ادا کرے پس ان لوگوں نے نہایت خوشی سے اس حکم تعمیل کی۔ دینار وصول کر کے یحییٰ پہر چلتا پہر تا نظر آیا بعد ایک مدت کے ایک تیسرا خط لئے ہوئے پہونچا جس میں لکھا تھا کہ ہر شخص اپنے مال کا پانچواں حصہ امام زمان کے لئے یحییٰ کے حوالہ کر دے سبھوں نے اس حکم کی بھی تعمیل کی اب یحییٰ

ان میں لوگوں میں رہنے لگا اور قبائل قیس میں آمد و رفت شروع کی۔
 ۲۸۳ھ یا ۲۸۶ھ میں ابو سعید جنبانی نے بحرین میں اس دعوت کا اظہار
 و اعلان کیا گرد و نواح کے قرامطہ اور بادین شینان عرب کا گروہ اسکے پاس
 آکے مجتمع ہو گیا۔ ابو سعید نے ان سب کو فوجی صورت میں مرتب کر کے قطیف
 سے بصرہ کی طرف کوچ کیا اندون بصرہ کی زمام حکومت احمد بن محمد بن یحییٰ
 واثقی کے قبضہ امتدار میں تھی۔ احمد نے ابو سعید کی نقل و حرکت سے مطلع
 ہو کے حکم خلافت ماب بصرہ کا شہر پناہ از سر نو تعمیر کرایا۔ دربار خلافت سے
 عباس بن عمر غنوی والی فارس و دویزار سواروں کی جمعیت سے بصرہ کے
 بچانے کو روانہ کیا گیا یامہ اور بحرین اس کو بطور جاگیر اس مہم کے
 سر کرنے کے صلہ میں عنایت ہوا تھا۔ چنانچہ عباس اور ابو سعید سے مدد
 ہوئی۔ میدان ابو سعید کے ہاتھ رہا عباس شکست کھا کے بہاگا انتہا دار و گیر
 میں گرفتار کر لیا گیا ابو سعید نے اسکے لشکر گاہ کو لوٹ لیا اور قیدیوں کو آگ
 میں جلا دیا بعد چندے عباس کو رہا کر دیا عباس رہا ہو کر رملہ پہونچا اور وہاں
 سے بغداد کو روانہ ہو گیا۔

اس کامیابی کے بعد ابو سعید نے ہجر کا قصد کیا اور اسپر بھی کامیابی
 کے ساتھ قبضہ حاصل کر لیا اس سے اور نیز عباس کی ہزیمت سے اہل
 بصرہ میں سجد اضطرار پیدا ہو گیا۔ بصرہ چوڑ کر نکل جانے پر آمادہ ہو گئے
 مگر واثقی (امیر بصرہ) کے روکنے سے رک گئے۔

ابن سعید نے اپنی تاریخ میں قرامطہ بحرین کے حالات کلام طبری سے
 خلاصہ کر کے جیسا کہ اس نے لکھا ہے یہ ہے کہ قرامطہ کا ابتداء طور
 ۳۰۰ھ میں ہوا واللہ اعلم۔

ابو سعید نے اپنے بڑے بیٹے سعید کو اپنا ولیعہد بنایا تھا پس یہیں
 اس پر اسکے چوٹے بھائی ابوطاہر سلیمان نے یورش
 کی اور اسکو قتل کر کے قرامطہ پر حکومت کرنے لگا عقد و نیہ نے بھی
 اسکی حکومت کی اسکے ہاتھ پر بیعت کر لی اتنے میں عبید اللہ الحمدی کا خط
 "شعر حکومت ابوطاہر آپہونچا جس سے ہر طرح کا اطمینان اسکو حاصل ہو گیا۔

۲۶۶ء میں ابوالقاسم قائم مصر ہو نچا اور ابوطاہر قسطنطنیہ کو بلا بھیجا
 ہنوز ابوطاہر نہیں آنے پایا تھا کہ مونس خادم نے علم خلافت کی جانب سے
 حملہ کر دیا کہیت مونس کے ہاتھ رہا ابوطاہر شکست کھا کے ہمدیہ کی
 طرف لوٹ گیا اگلے سال ۲۶۷ء میں اس نے بصرہ پر دھاوا کیا اور اسکو
 خاطر خواہ پامال و تخت و تاراج کر کے واپس ہوا اس دار الخلافہ بغداد
 میں بید تشویش پیدا ہوئی خلیفہ مقتدر نے شہر پناہ کے درست کئے
 جانے کا حکم صادر فرمایا جون ہی شہر پناہ کی مرمت تمام ہوئی کہ
 ۲۶۸ء میں ابوطاہر نے پھر بصرہ پر چڑھائی کر دی بازاروں کو لوٹ لیا قتل
 و غارتگری سے بصرہ کو بھر دیا۔ جامع مسجد دیران ہو گئی + ورا یک شہر تک منہدم
 و مسہار پڑی رہی۔ پھر ۲۶۹ء میں حاجیوں کے قافلے لوٹنے کو ابوطاہر نکلا
 اور بحالت غفلت اون پر حملہ آور ہوا شاہی سپہ سالاروں کو جو قافلے کے
 ہمراہ تھے ہزیمت ہوئی ابوطاہر نے امیر قافلہ یعنی سردار لشکر
 ابو الہیجا بن حمد دن کو گرفتار کر لیا عورتوں اور بچوں کو قید کر لیا۔ مال و اسباب
 لوٹ کے بقیہ حجاج کو اسی کف دست میدان میں چھوڑ کے ہمیر کی جانب
 مراجعت کر دی۔ حاجیوں میں اکثر شدت تشنگی سے اسی میدان میں

۱۔ اصل کتاب میں اس مقام پر کچھ نہیں ہے۔ مترجم

مر گئے باقی ماندگان بہزار خرابی و دقت بسیار بغداد پہنچے۔ پہر ۱۲۳۵ھ
 میں ابوطاہر نے عراق کی طرف خروج کیا سود کو لوٹتا ہوا کوفہ میں داخل
 ہوا اور بصرہ سے زیادہ اسکو پامال اور تخت و تاراج کیا۔ اسی ستمین
 مابین عقدانیہ اور اہل بحرین مخالفت ہو گئی۔ ابوطاہر نے بحرین سے
 نکلکے شہر احسا ر تعمیر کرایا اور اسکو مومینہ کے نام سے موسوم کیا مگر اس
 نام سے سوائے اسکے اور کسی نے موسوم نہ کیا اس شہر میں اس نے
 اپنے لئے اور اپنے ہمراہیوں کے لئے محلات بنوائیں ۱۲۳۵ھ میں
 اس نے عمان پر قبضہ کر لیا والی عمان براہ دریا فارس بہاگ گیا ۱۲۳۵ھ
 میں فوات کی جانب اس نے پیش قدمی شروع کی اور اسکے شہروں
 کو تخت و تاراج کرنے لگا خلیفہ مقتدر نے آذربایجان سے یوسف بن ابی
 الساج کو طلب فرما کے واسطیٰ عنان حکومت عطا کی اور ابوطاہر سے
 جنگ کرنے کو روانہ فرمایا۔ کوفہ کے باہر ابوطاہر اور یوسف نے
 صف آرائی کی کامیابی کا سہرہ ابوطاہر کے سردار یوسف کے رکاب
 کی فوج میدان جنگ سے گونگٹ کہا گئی اثنائے دروگس میں یوسف
 گرفتار کر لیا گیا اس سے دار الخلافہ میں بے اطمینانی سے پہیل گئی۔

ابوطاہر اس واقعہ کے بعد کوفہ سے اہل تار کی طرف روانہ ہوا۔ دربار
 خلافت سے فوجیں اسکے روک تمام کو روانہ ہوئیں مولس مظفر اور ہارون
 بن غریب احوال اس محم کے سردار تھے۔ ہر چند ان لوگوں نے ابوطاہر
 کی مدافعت کی کوشش کی مگر کامیاب نہ ہوئے مجبورانہ مولس وغیرہ نے
 بغداد کی جانب مراجعت کی اور ابوطاہر رجبہ کی طرف بڑھا۔ رجبہ کو بھی اس نے
 پامال کیا اور بلاذیرہ کو پیچیم اور متواتر شبنون مارنے سے ویران و خراب

کر ڈالا بعد ازان کو فہ ہوتا ہوا برقعہ پہنچا اہل برقعہ نے شہر چناہ کے دروازہ
بند کر لئے اور قلعہ نشین ہو کر مدتوں لڑتے رہے۔ جزیرہ باد یہ نشینان
عرب پر سالانہ خراج قایم کیا گیا جسکو وہ لوگ ہجر بھیجا کرتے تھے رفتہ
رفتہ اسکے مذہب میں ایک گروہ بنی سلیم بن منصور اور بنی عامر بن صعصعہ
داخل ہو گیا۔ اسکے بعد ہارون بن غریب احوال نے دارالخلافہ بغداد
سے ایک عظیم فوج کیساتھ ابوطاہر کی مدافعت کی غرض سے خروج کیا
ابوطاہر نے خیبر پا کے میدانوں اور جنگوں کا راستہ لیا ہارون
کا قراصلہ کے ایک گروہ سے ٹھہریٹ ہو گیا جسکو ہارون نے تہ تیغ
کر کے دارالخلافہ بغداد کی جانب مراجعت کی۔

۳۱۵ھ میں ابوطاہر نے مکہ معظمہ پر فوج کشی کی۔ بیشمار جاجیوں کو قتل
کیا کل اہل مکہ کے گہرا در مال و اسباب کو لوٹ لیا۔ خانہ کعبہ کے دروازہ
اور میزاب کو اوکھاڑ ڈالا۔ غلاف کعبہ کو اپنے ہمراہیوں میں تقسیم کر دیا
اور حجر اسود کو اوکھاڑنے کے لوٹ کھڑا ہوا روانگی کے وقت اعلان کر تا
گیا کہ آئندہ حج میرے یہاں ہوا کرے گا۔

اس سانحہ قیامت خیز کی اطلاع عبید اللہ المہدی کو پہونچی تو اسنے
قیروان سے ڈاسٹ کا ایک خط تحریر کیا اور بصورت مال و اسباب
واپس لوٹنے اور حجر اسود نہ لوٹانے کے دہکی دی۔ ابوطاہر نے معذرت
کی کہ مال و اسباب تو میرے قبضہ میں نہیں ہے لشکریوں کے تصرف
میں ہے اور اسکا واپس ہونا دشوار ہے باقی رہا حجر اسود۔ میں اسکو
مکہ معظمہ میں پہر بھیج دوں گا۔ چنانچہ ۳۲۰ھ میں جبکہ منصور اسمعیل نے قیروان
سے اسکے واپس کرنے کی بابت بکرات و مرث خط و کتابت کی واپس

کرویا حالانکہ وہ امراء دولت جو زمانہ خلافت مشکفی میں امور سلطنت پر متصرف اور سیاح و سفید کرنے کے مالک و مختار تھے سچاس ہزار دینار سنخ حجر اسود کے واپس کرنے کے عوض میں قرامطہ کو دے رہے تھے قرامطہ نے واپس کرنے سے انکار کیا اور یہ خیال فاسد قائم کیا کہ حجر اسود کو وہ لوگ اپنے امام عبید اللہ المہدی والی افریقیہ کے حکم سے اٹھالائے ہیں اور اس کے یا اس کے نائب کے حکم سے اس کو واپس کرینگے۔

الغرض ابوطاہر بخرین میں ٹھہرا ہوا عراق و شام کو روزانہ حملوں سے تحت و تاراج کرتا رہا تا آنکہ بغداد اور دمشق میں بنی طفج پر اس کے لئے سالانہ ٹکس مقرر کیا گیا۔

ان واقعات کے بعد ۳۳۲ھ میں اکتیس برس حکومت کر کے ابوطاہر مر گیا۔ بوقت وفات دس لڑکے چھوڑ گیا سب سے بڑا سا بوری تھا بعد ابوطاہر کے اسکا بڑا بھائی احمد بن حسن قرامطہ کی سرداری کرنے لگا۔ بعض عقدانہ نے اس سے مخالفت کی اور وہ بوری بن ابوطاہر کی حکومت و سرداری کی طرف مائل ہوئے چنانچہ اس بابت قائم دلی افریقیہ کو لکھا۔ اس نے ابوطاہر کے بھائی احمد کی حکومت تسلیم کی اور یہی تحریر کیا کہ بعد اس کے سا بور کسی حکومت پر متمکن کیا جائے گا۔ اس تحریر کے مطابق زمام حکومت احمد کے قبضہ میں رہی قرامطہ اس کو ابو منصور کی کنیت سے یاد کرتے تھے اسی نے حجر اسود کو مکہ معظمہ واپس کیا تھا جیسا کہ ابی ہم اوپر تحریر کر آئے ہیں۔

بعد اس کے سا بور نے اپنے چچا ابو منصور کو اپنے بھائیوں کی موافقت

سے گرفتار کر کے جیل میں ڈال دیا یہ واقعہ ۳۵۳ھ کا ہے۔ پھر اس کے
 بہائیوں نے اسپر یورش کی اور ابو منصور کو جیل سے نکال لائے۔
 ابو منصور نے جیل سے نکلنے پہلے ساہور کو قتل کیا بعد ازاں اس کے
 بہائیوں اور کل ہوا خواہوں کو ایک ایک کر کے جزیہ ادا کی طرف
 جلا وطن کر دیا اس اثنا میں ۳۵۹ھ کا دور آگیا اور ابو منصور نے جان بحق
 تسلیم کر دی۔ کہا جاتا ہے کہ ساہور کے ہوا خواہوں نے اسکو زہر دیدیا تھا
 ابو منصور کے مرنے پر اسکا بیٹا ابو علی حسن بن احمد ملقب بہ اعظم بابزہ
 بعض اعظم نے سریر حکومت پر قدم رکھا۔ اسکا دور حکومت زیادہ دنوں
 تک رہا۔ اسکے بڑے بڑے وقایع ہیں۔ اسنے ابوطاہر کے لڑکوں کے
 ایک گروہ کو جلاوطن و شہر بدر کیا تھا بیان کیا جاتا ہے کہ جزیہ ادا کیے
 اولاد ابوطاہر اور اسکے ہوا خواہ تقریباً تین سو جمع ہو گئے تھے اعظم
 نے بنفسہ حج بھی کیا تھا اور حاجیوں کے قافلوں سے کسی قسم کی چھیڑ
 چھاڑ نہیں کی تھی اور خلیفہ مطیع کے خطبہ پڑھے جانے پر ناک بہون نہیں
 چڑھایا تھا۔

جنگ قرامطہ ومعز علوی	جس وقت جو ہر سپہ سالار خلیفہ معز لدین اللہ علوی مصر پر اور جعفر بن فلاح کتامی دمشق پر قابض و متصرف ہو گیا۔ حسن ملقب بہ اعظم نے وہ خراج یا سالانہ ٹکس طلب کیا جو اسکو والی دمشق ادا کیا کرتا تھا اہل دمشق اور نینر جدید والی دمشق نے دینے سے انکار کیا۔ کشیدگی اور منافرت سے نوبت صف آرائی کی پہنچی خلیفہ معز نے حسن کو تہدید آمو و خط تحریر کیا اور ساتھ ہی اسکے ہوا خواہان ابوطاہر قمرطی کو خط و کتابت کر کے یہ دم دے کے ملا لیا کہ سریر حکومت
---------------------------------------	---

پرا بوطا ہر کی اولاد کو مین شکن کرادونگا۔ کسی ذریعہ سے حسن کو اسکی خبر
 لگ گئی۔ چنانچہ حسن نے سنہ ۳۶۰ء میں علم خلافت علویہ سے انحراف و اعراض
 کر کے خلیفہ مطیع عباسی کے نام کا خطبہ اپنے مقبوضہ بلاد میں پڑھنا شروع کیا
 اور علم خلافت عباسیہ کی اتباع میں سیاہ کپڑے پہنے بعد ازاں
 فوجیں آراستہ کر کے دمشق پر یلغار کیا۔ جعفر بن فلاح والی دمشق مقابلہ
 پر آیا گھمسان لڑائی ہوئی کیت حسن کے ہاتھ رہا جعفر کی سپاہ کو ہزیمت
 ہوئی اثناء دار و گیسر میں جعفر مارا گیا اور حسن کامیابی کا پہرہ پہنے ہوئے
 دمشق میں داخل ہوا اہل دمشق کو امان دی۔ مالی اور فوجی انتظام کر کے مصر
 کی طرف بڑھا اندون مصر میں جو ہر سپہ سالار معز حکمرانی کر رہا تھا۔ ایک مدت
 تک حسن کا محاصرہ کئے رہا۔ اثنائے محاصرہ میں عرب کی سپاہ اس سے
 ایکٹ گئی اور اپنی ہمت کا محاصرہ اٹھالیا مجبورانہ حسن بھی محاصرہ اٹھانے کے شام
 کی جانب چلتا ہر تانظر آیا۔ کوچ و قیام کرتا ہوا رملہ پہونچا۔ خلیفہ معز نے دہلی
 اور جزیرہ تو بنج کا خط حسن کے نام تحریر کیا اور اسکو قرامطہ کی سرداری
 سے معذول کر کے بنی طاہر کو مامور فرمایا پس بنی طاہر نے ہزیرہ اوال
 سے نکلے حسن کے زمانہ غیر حاضری میں احسا کو تخت و تاراج کیا۔ جون ہی
 دربار خلافت بغداد میں یہ خبر پہونچی۔ خلیفہ طائع عباسی نے بنی طاہر کو
 تحریر کیا کہ دائرہ اطاعت سے قدم باہر نہ نکالو اور اپنے چچا زاد بھائیوں
 کے ساتھ محاصرانہ برتاؤ کرنے سے باز آؤ۔ اس فرمان کے روانہ کرنے
 کے بعد خلیفہ طائع نے ایک اپنے معتمد علیہ کو بھی اون لوگوں میں مصاحبت
 کرانے کی غرض سے بھیجا مگر نتیجہ کچھ نہوا۔

ان واقعات کے بعد حسن نے پھر شام پر فوج کشی کی مدتوں قرامطہ اور

مغر بی سپاہ سے لڑائیاں ہوتی رہیں آخر کار جو ہر نے حسن کے رکاب کی عربی فوج کو ہمت ساز و مال دیے ملائینا عربی فوج نے حسن کو میدان جنگ میں حرکت کے تقاضے پر چھوڑ دیا جس کے حسن کو ہزیمت ہوئی جو ہر نے اسکے لشکر گاہ کو لوٹ لیا۔

بعد اسکے خلیفہ معز افریقیہ سے ۳۶۳ھ میں قاہرہ چلا آیا اور اپنی سپاہ کو شام ملک شام میں دائرہ حکومت کے توسیع کرنے کو پہلایا پس معز کی سپاہ نے نہایت تھوڑی مدت میں ملک شام پر قبضہ حاصل کر لیا۔ حسن قرطبی اس سیلاب کے روکنے کو ٹھٹھا اور کمال مردانگی سے خلیفہ مغر کی فوج سے جنگ کرتا رہا بالآخر کل ملک شام کو علم خلافت علیہ کی حکومت سے نکال لیا اور فوجوں کو از سر نو مرتب و مسلح کر کے مصر کی طرف بڑھا۔ خلیفہ معز نے اسکے روک تھام پر اپنے بیٹے عبداللہ کو مامور کیا۔ مقام بلبیس میں ٹڈبیسڑ ہوئی ایک سخت و خونریز جنگ کے بعد حسن کو ہزیمت ہوئی ہزار ہا ہمارا ہی اسکے مارے اور قید کر لئے گئے جسکی تعداد تین ہزار ظاہر کی جاتی ہے۔ حسن شکست کھانے کے احسا کی جانب واپس ہوا اور خلیفہ معز نے بنی جراج امرار شام کو جو کہ قبیلہ طے سے تھے اون کل ممالک پر چنبر کہ قرامطہ مستولی ہو رہے تھے متعدد لڑائیوں اور محاصرہوں کے بعد اپنی طرف سے مامور کیا۔

بعدہ ۳۶۵ھ میں خلیفہ معز کا زمانہ وفات آگیا۔ حسن کو اس اتفاقی تغیر سے فائدہ اٹھانے کا موقع مل گیا۔ فوجیں مرتب کر کے ملک شام پر قبضہ کرنے کو اٹھ کھڑا ہوا۔

افلکین ترکی معز الدولہ بن بویہ کا خادم تھا اس کو بختیار بن معز الدولہ سے عضد الدولہ کے بغداد میں آنے کے وقت بغداد میں ہزیمت ہوئی

اور سید (افکین) شکست کما کے دمشق پہنچا۔ اہل دمشق نے اس وقت ریان خادم کو جو معز علوی کی طرف سے حکمرانی کر رہا تھا حکومت دمشق سے معزول کر دیا تھا۔ اس وجہ سے افکین کو بوجہ معرفت سابقہ حکومت کی کرسی بیٹھا دیا۔ خلیفہ معز نے یہ خبر پا کے دمشق پر فوج کشی کی تیاری کی اتفاق یہ ہوا کہ معز کی موت آگئی اور اس کا بیٹا عزیر سریر حکومت پر جلوہ آرا ہوا اس نے اپنی طرف سے جوہر کو اس محم کے سر کرنے پر مقرر کیا۔ جوہر نے دمشق پر پہونچکے محاصرہ ڈال دیا۔ افکین نے حسن قرمطی کو یہ حالات لکھ بھیجے اور اس کو شام پر قبضہ کر لینے کی عرض سے بلا بھیجا۔ اس بنا پر حسن نے ۳۶۶ میں بعد وفات معز شام کا قصد کیا جیسا کہ تم ابھی اوپر پڑھ آئے ہو۔ اس محم میں حسن کے رکاب میں افکین بھی تھا۔ پہلے ان دونوں نے رملہ کا محاصرہ کیا اور اس کو بزور تیغ جوہر کے قبضہ سے نکال لیا۔ بعد اسکے عزیر نے خود ان لوگوں پر چڑھائی کی اور اپنے پرزور حملوں سے ان کو پسپا کر دیا۔ اثنار و داروکیہ میں افکین گرفتار کر لیا گیا اور اعصم (حسن) نے ہباگ کر طبریہ میں دم لیا۔ پھر طبریہ سے احسا چلا گیا۔ اہل احسا راوینہ قرامطہ کو اس کا یہ فعل کہ اس نے علم خلافت عباسیہ کی اطاعت قبول کر لی تھی ناگوار و نامطوبوع گذرا سبھوں نے متفق ہو کے عنان حکومت بنو ابوسعید جنابی کے قبضہ اقتدار سے نکال لی اور اپنی گروہ میں سے دو شخصوں جعفر و اسحاق کو حکومت کی کرسی پر ٹکن کیا۔ ابوسعید جنابی کی اولاد جلال وطن ہو کر جزیرہ اوال پہونچی جزیرہ اوال میں ابوطاہر قرمطی کی اولاد اس سے پہلے سے مقیم تھی۔ ان لوگوں کو احمد (ابو منصور) بن حسن اور اس کی اولاد سے منافرت اور کشیدگی تو

پہلے ہی سے تھی پس جو شخص انہیں کا یا اس کے ہوا خواہوں کا جزیرہ اوال
مین گیا اس کو ان لوگوں نے بے تامل مار ڈالا۔

الغرض جعفر اور اسحاق بالشارکت قرامطہ پر حکمرانی کرنے لگے اور
عثمان حکومت اپنے ہاتھ میں لیتے ہی علم خلافت علویہ کے مطیع ہو گئے
اور جنگ نبیؐ اور ۳۵۰ھ میں جعفر اور اسحاق نے

کوفہ پر قبضہ کر لیا صمصام الدولہ بن بویہ نے انکی سرکوبی کو ایک سپاہ
بھیجی جسکو جعفر اور اسحاق نے لب فرات ہزیمت دے دی ایک
گروہ کثیر اس فوج کا کام آگیا۔ قادیسیہ تک فتح مند گروہ ہزیمت یافتوں
کا تعاقب کرتا چلا گیا۔ بعد اسکے جعفر اور اسحاق میں مخالفت پیدا ہو گئی

ہر ایک ریاست و حکومت کا بحرومی اپنے رفیق کے خواستگار اور
دعوے دار ہوا۔ جس سے انہیں نفاقی مادہ پیدا ہو گیا شیازہ حکومت
منتشر ہو گیا۔ اتحادی صورت جاتی رہی تا آنکہ اصغر بن ابوالحسن ثعلبی کا دور
حکومت آگیا اور اس نے احسا کو انکے قبضہ و تصرف سے نکال دے۔
انکی دولت و حکومت کا کمین کر دیا۔ اسوقت سے پراحسا میں خلیفہ
مطیع تاجدار خلافت عباسیہ کے نام کا خطبہ پڑھا جانے لگا اور یہاں پر
اسکی اور نیز اسکے آئندہ نسلوں کی حکومت و دولت قائم ہو گئی۔

اخبار حکمرانان عرب جنہوں نے

بعد قرامطہ کے بحرین میں حکومت کی

صوبہ بحرین میں عرب کا ایک عظیم گروہ رہتا تھا۔ جن سے قرامطہ وقتاً

بہ اصل کتاب میں اس جگہ پر کچھ نہیں لکھا ہے۔ مترجم۔

فوقاً بوقت ضرورت بمقابلہ اپنے دشمنوں کے امداد طلب کیا کرتے تھے اور اکثر لڑائیوں میں انکی اعانت سے کامیابی حاصل کرتے تھے۔ گاہے گاہے قرامطہ ان سے لڑ بھی جاتے تھے اور انکے رشتہ مراسم و اتحاد کو منقطع کر دیتے تھے۔ عرب کے بڑے قبائل جو اس وقت بحرین میں مقیم تھے بنو ثعلب، بنو عقیل اور بنو سلیم تھے اور ان میں بلحاظ کثرت و عزت بنو ثعلب سب سے بڑے چڑھے تھے۔ پس جبوقت قرامطہ کی حکومت کو بحرین میں تنزل ہو چلا اور بعد انقرض حکومت جنابی مابین ان کے اور بنی بویہ کی عداوت مستحکم ہو گئی اور یہ عداوت و مخالفت جن دنوں خلافت عباسیہ کی دعوت بحرین میں کی گئی میسر ترقی پذیر ہوئی اسوقت بعض اہل اطوار انکے اکثر ایلچوں نے اپنی حکومت و ریاست کو زوال پذیر دیکھ کے علم خلافت عباسیہ کی اطاعت قبول کر لی۔ بنی مکرّم نے اکثر رؤساء عمان کو ان خیالات میں اپنا ہم خیال بنالیا۔ اسی زمانہ میں اصغر بحرین پرستولی و متصرف ہو گیا چنانچہ اسکی ایسندہ نسلوں نے بذریعہ وراثت اس صوبہ کے حکمرانی کی اور بنی مکرّم عمان پر قابض ہو گئے بعد اسکے بنو ثعلب اور بنو سلیم میں چل گئی بنو ثعلب نے بنی عقیل کی اعانت و امداد سے بنو سلیم کو بحرین سے نکال دیا۔ بنو سلیم بحرین سے جلا وطن ہو کر مصر چلے گئے پھر مصر سے افریقیہ کا راستہ لیا جیسا کہ آئندہ تم پڑھو گے۔

پھر بعد ایک مدت بنی ثعلب اور بنی عقیل میں مخالفت پیدا ہو گئی۔ بنی ثعلب نے بنی عقیل کو بھی بحرین سے نکال دیا۔ عراق چلے گئے کوفہ اور کثرت بلاد عراقیہ کے مالک بن بیٹھے۔ بحرین میں زمانہ وراثت اصغر کی حکومت کا سکھ چتا رہا۔ جزیرہ اور موصل کو بھی اپنے دائرہ حکومت میں داخل و شامل

کر لیا تھا۔ حسین راس عین مضافات جزیرہ بین بنی عقیل سے اور اصغر سے
 پہر معرکہ آرائی کی نوبت آئی۔ نصیر الدولہ بن مروان والی میافارقین مرویار
 بکر کو اس پر افسروں کی پیداہوئی۔ ہرجیا رطرف کے امرا ملک کو جمع
 اور سیاہ کو فراہم کر کے اصغر پر چڑھائی کی کیت اصغر کے ہاتھ
 رہا۔ اصغر نے نصیر الدولہ کو گرفتار کر لیا پہر بعد چندے آزاد کر دیا۔ ہر گیا
 حکومت بحرین ایسی آست رہے نلون کے قبضہ میں رہی تا آنکہ یہ سب
 ضعیف ہو گئے اور ان کی حکومت کاشیرازہ درہم برہم ہو گیا انہیں
 ایام میں بنی عقیل کی حکومت ہی بلاد جزیرہ میں مضمل اور کمزور ہو گئی تھی۔ ارکین
 دولت سلجوقیہ نے ان کو بلاد جزیرہ سے نکال کے ان کے اصلی وطن
 بحرین کی طرف ان کو واپس کیا یہ وہ زمانہ تھا کہ بنی ثعلب پر ضعف طاری
 ہو گیا تھا اور ان کی حکمرانی کے مشین کے پرزے ڈھیلے ہو چلے تھے
 پس بنی عقیل نے ان کو بالیا اور مغلوب کر دیا۔

ابن سعید نے لکھا ہے کہ میں نے اہل بحرین سے ۶۵۱ھ میں مدینہ
 متورہ میں بوقت ملاقات استفسار کیا تھا کہ بحرین میں اب کسی
 حکومت ہے؟ جواب دیا بنی عامر بن عوف بن عامر بن عقیل حکمرانی
 کر رہے ہیں اور بنی ثعلب ان کے رعایا ہیں۔ او بنی عصفور جو انہیں میں سے
 ہیں۔ احسار کے مالک و حکمران ہیں۔

اب ہم اس مقام پر قرامطہ کے کاتبوں اور بحرین و عمان کے شہروں کے
 حدود بیان کیا چاہتے ہیں کیونکہ یہ بھی اخبار قرامطہ کے متعلق ہے۔
 کاتب (سکرٹری) ان قرامطہ کا ابو الفتح حسین بن محمود معروف بہ کشا جم
 شہانہ نامی شعرا سے تھا۔ ثعالبی نے تیمہ میں اور جیفری نے زہرا الادب

میں لکھا ہے کہ یہ بغدادی المولود ہے۔ قرامطہ کی طاقت کیوجہ سے یہ مشہور ہوا تھا جیسا کہ بیہقی نے ذکر کیا ہے بعد اسکے اسکا بیٹا ابوالفتح نصر قرامطہ کا کاتب ہوا اسکو بھی اسکے باپ کی طرح کشاجم کے لقب سے سب یاد کرتے تھے یہ اعظم قرامطی کا کاتب تھا۔

بحرین ایک ملک ہے جو اپنے شہر کے نام سے موسوم ہے اور کہتے ہیں یہ بحر کے نام سے بھی موسوم کیا جاتا ہے جو اس ملک کا ایک دوسرا شہر ہے۔ اسی ملک کا حضرت نامی ایک شہر تھا جبکو قرامطہ نے ویران کر دیا تھا اور بجائے اسکے احساہ کو آباد کیا۔ اس ملک کی مسافت ایک مہینہ کی ہے بحر فارس کے کنارے درمیان بصرہ اور عمان کے واقع ہے اسکے شرق میں بحر فارس ہے۔ غزلی جانب اسکا یمامہ سے متصل اور طحی ہے اسکے شمال میں بصرہ ہے جنوب میں عمان۔ سہ سبز و شاداب ملک ہے ہر طرح کے میوے اور ترکاریاں پیدا ہوتی ہیں۔ گرمی زیادہ پڑتی ہے جا بجا ریگ کے ٹیلے بھی ہیں تیز ہوا چلنے سے مکانات میں ریگ بہر جاتی ہے۔ یہ ملک اقلیم ثانی سے ہے اور بعض حصہ اسکا اقلیم ثالث میں ہے۔

زمانہ جاہلیت میں یہ ملک عبدالقیس اور بکر بن وائل قبیلہ ربیعہ کے قبضہ میں تھا پھر شامان فارس نے اسپر قبضہ کر کے اپنی جانب سے منذر بن سادی تمیمی کو بطور گورنر کے مقرر کیا بعد ازاں شروع زمانہ اسلام میں بنی جاردی اسکے حکمران ہوئے۔ گورنران خلافت عباسیہ کے کبھی ہجرین نہیں رہتے تھے تا آنکہ ابوسعید مٹی نے تین برس کے محاصرہ جنگ و آتش زنی و قتل و غارت کے بعد اسپر قبضہ حاصل کیا۔

بعد اسکے بنو طاهر نے شہر احسار کی تعمیر کی اور قرامطہ کی حکومت ایک مدت تک مسلسل قائم رہی۔ بعد ہ بنی ابوالحسن بن ثعلب کے قبضہ میں اسکی عنان حکومت گئی بعد اسکے بنو عامر بن عقیل حکمرانی کی کرسی پر متمکن ہوئے ان سعید کہتا ہے کہ ان دنوں ان لوگوں میں سے اسکی زمام حکومت بنو عصفور کے ہاتھ میں ہے۔

احسار۔ اسکی تعمیر ابوطاہر قرمطی نے تیسری صدی میں کی تھی۔ چونکہ اس ملک میں اونٹوں کی چراگاہیں اور ریگستان میں پانی کے چشمے بکثرت ہیں اسوجہ سے اسکو احسار کے نام سے موسوم کیا۔ یہاں پر قرامطہ کی حکومت و دولت تھی اسی مقام سے قرامطہ ننگے اطراف شام، عراق، مصر اور حجاز میں پہلے تھے اور شام و عمان پر قابض و متصرف ہوئے تھے۔

دارین ملک بحرین کے متعلقات اور مضافات سے ہے اسی مقام کی طرف خوشبو منسوب کیجاتی ہے جیسا کہ نیزہ خطیہ کیجانب منسوب کیا جاتا ہے کہا جاتا ہے مشک دارین اور نیزہ خطیہ۔

عمان جزیرہ نما عرب کا ایک حصہ ہے جو بحرین، حجاز، شحر، حضرموت اور عمان پر مشتمل ہے۔ عمان بحر فارس پر آباد ہے اسکی غربی جانب سے ایک ماہ کی مسافت ہے۔ اسکے مشرق میں بحر فارس واقع ہے جنوب میں بحر ہند، غرب میں بلاد حضرموت اور شمال میں بحرین۔ اس میں بکثرت میوے اور تخمستان ہیں۔ یہاں پر موتیان بھی پیدا ہوتے ہیں۔ اس شہر کو عمان اس مناسبت سے کہتے ہیں کہ سب کے پہلے عمان بن عثمان اپنے بھائی یعرب کی طرف سے حاکم ہو کر یہاں پر آکر مقیم ہوا تھا۔ بعد ایل عرم

کے اردو اسکے حاکم ہوئے۔ پہر جب دور اسلام آیا تو اس وقت بنو جندی
 اسکے مالک و حاکم تھے۔ یہاں پر خوارج بکثرت ہیں۔ بنو بویہ سے اور ان سے
 اکثر لڑائیاں ہوئیں۔ اس ملک کا دار السلطنت تروی میں تھا۔ بدعات
 ملک فارس نے براہ دریا اسپر فوج کشی کی اور فتحیاب ہو کر اس کی حکمرانی
 کرتے رہے۔ یہ اقلیم ثانی میں ہے۔ اسمین پانی کے چشمے، باغات،
 باغات، اور نخلستان بکثرت ہیں۔ عدا اسلام میں اسکے حکمران
 بنی شامد بن لوسی بن غالب ہوئے۔ مگر اکثر شہادت پریش انکے اس
 نسب سے انکار کرتے ہیں۔ بہر کیف سب کے پہلے محمد بن قاسم
 شامی نے حسب ہدایت خلیفہ معتمد اس ملک پر فوج کشی کی اور بزر
 تیغ فتح کر کے قابض و متصرف ہوا خوارج جلا وطن ہو کر تروی کے
 پہاڑوں کے چوٹی پر چلے گئے۔ اس وقت سے یہاں پر علم خلافت
 عباسیہ کا خطبہ پڑھا جانے لگا۔ بعد اسکے بوراشت اسکے بیٹوں نے
 اس ملک پر حکمرانی کی اور سنت کے شعائر ظاہر کئے بعد ازاں ۳۵۰ھ
 میں ان لوگوں میں مخالفت پیدا ہوئی۔ باہم لڑے۔ انہیں سے بعض قرامطہ
 سے جا ملے۔ باقی ماندگان اسی فتنہ و فساد میں پڑے رہے تا آنکہ بوٹا ہر
 قرامطی لن پر ۳۵۰ھ میں جب کہ یہ حجر اسود کو مکہ سے اکٹھا لایا تھا غالب
 ہو گیا اور عبید اللہ مہدی کے نام کا خطبہ پڑھا۔ اس زمانہ سے قرامطہ کے
 حکمران ۳۵۰ھ تک آتے جاتے رہے پر ان پر خوارج اہل تروی
 غالب آئے اور جس قدر یہاں پر روافض اور قرامطہ تھے سبہوں کو
 قتل کر ڈالا اس وقت سے یہاں کی ریاست انہیں کے قبضہ میں رہی اور
 بنی ارداس کی حکمرانی کرتے رہے بعد ازاں روسا عمان سے بنو مکرم دار الحکومت

بغداد گئے۔ اور بنی بویہ کی ملازمت اختیار کی اور پھر ان کی امداد و اعانتہ سے بنو مکرم نے عمان پر چڑھائی کر دی۔ بہت بڑی خونریزی ہوئی آخر کار خوارج جلاوطن ہو کر پہاڑوں پر چلے گئے اور بنی مکرم عمان پر قابض ہو گئے۔ خلافت عباسیہ کا خطبہ پڑھا جانے لگا۔ بعد اسکے جب بغداد میں بنو بویہ کی حکومت میں ضعف آگیا تو بنی مکرم نے عمان میں خود سری و خود مختاری کی حکومت قایم کر لی اور اسکی کرسی حکومت پر اسکی آئندہ نسلین متمکن ہوئیں انہیں میں سے موید الدولہ ابو القاسم علی بن ناصر الدولہ حسین بن مکرم تھا۔ یہ سخی، ممدوح اور بادشاہ تھا ایسا ہی بیعتی سے ظاہر ہے اور بیار و عینی وغیرہ نے اسکی مدح کی ہے۔ شمسہ میں ایک زمانہ دوران حکومت کرنے کے بعد اس نے وفات پائی۔ سیر ۴۲۲ھ میں بنی مکرم میں ضعف آگیا۔ عورتیں اور غلام امور سلطنت میں پیش پیش ہو گئے۔ خوارج نے اس امر کا احساس کر کے حملہ کر دیا۔ بنی مکرم تاب و مقاومت نہ لاسکے کمال اتری کے ساتھ لپٹا ہوئے خوارج کو کامیابی حاصل ہوئی۔ عمان پر قبضہ حاصل کر کے بقیۃ السیف کو بھی تہ تیغ کیا شاہی کا نام و نشان صفحہ ہستی سے مٹ گیا وہاں کے باشندے حجاز کے دیہاتوں میں جا بسے۔ یہ ملک بالکل بجز اور شور ہے یہ بھی عمان کا ایک حصہ ہے جو اقلیم ثانی سے بحر فارس پہنچا دیتا ہے اور جہاں کہ شہر و حجاز ملتے ہیں اسکے شمال میں بحرین تک منزلیوں کی مسافت ہے قدرتی طور سے وہ بڑے بڑے پہاڑوں کے درمیان واقع ہے اسی وجہ سے کسی شہر پناہ کے بنانے کی ضرورت محسوس نہیں ہوئی۔ اسپر خاندان شاہی سے زکریا بن عبد الملک ازوی نے

۲۴۸ء میں قبضہ کیا تھا خارج تروی شہر شہرۃ میں لوگوں کو مذہبی تعلیم دیتے تھے اور یہ خیال کرتے تھے کہ یہ لوگ جلد ہی ان کی اولاد سے ہیں۔

اخبار اسماعیلیہ والی قلعات

عراق، فارس، و شام

یہ مذہب قرامطہ کا مذہب ہے یہ حد سے گزرا ہوا رافضیوں کا ایک گروہ ہے۔ جیسا کہ تم اوپر پڑھ آئے ہو ان کے مذہب میں سخت اضطراب اور اختلاف ہے۔ اس مذہب والے ہمیشہ اطراف عراق، خراسان، فارس اور شام میں ایک مقام سے دوسرے مقام پر نقل و حرکت کرتے رہتے تھے۔ بعضوں میں بوجہ اختلاف زمانہ اور شہروں کے اختلاف بھی پیدا ہو گیا تھا۔ پہلے اس مذہب والے قرامطہ کے نام سے موسوم کئے جاتے تھے بعد ازاں عراق میں باطنیہ کے نام سے پکارے جانے لگے پھر اسماعیلیہ کہلائے چونکہ عہد خلافت مستفی علی بن ابی طالب کے بیٹے نزار نے بیعت نہ کرنے پر اسماعیلیہ کے ہوا خواہوں کو قتل و تہ تیغ کیا تھا اور حسن بن صباح نامی ایک شخص نے جو اسی فرقہ کا اسکے پاس رہتا تھا اسکے بعد کے اسمیہ کی امامت سے مصر میں انکار کیا تھا اسمیہ سے اسکے گروہ والوں کو لوگوں نے نزاریہ کے نام سے موسوم کیا۔

بعد قتل ذکر وہ اور افتراق جماعت اس مذہب والے تمام ممالک اسلامیہ میں پھیل گئے اور درپردہ و خفیہ طور سے اپنے مذہب کی تعلیم

و یقین کرنے لگے۔ اسی مناسبت سے یہ لوگ "فرقہ باطنیہ" کے نام سے موسوم کئے گئے۔ پیرانکی ایدیت و تکلیف دہی تمام ممالک اسلامیہ میں عام ہو گئی کیونکہ انکا اعتقاد یہ تھا کہ غیر مذہب کا خواہ مسلم ہی کیوں نہ ہو قتل کرنا مباح ہے۔ پس اس وجہ سے فرقہ باطنیہ والے نامی نامی آدمیوں کو قتل کرتے پرتے تھے اور اپنے اس مقصد کے حاصل کرنے کو ایک گروہ باطنیہ کا مجتمع ہوتا اور مکانات کے دبلیزوں میں چھپ رہتا اور جب موقع ملجاتا تو اپنے شرمناک مقصد کو حاصل کر لیتا۔ رفتہ رفتہ انکا یہ فتنہ و فساد زمانہ سلطان ملکشاہ میں جبکہ دیلم اور سجوقیہ ممالک اسلامیہ پر حکمرانی کر رہے تھے بہت زیادہ بڑھ گیا۔ خلفاء وقت انکی گوشمالی اور سزا کو بی سے مجبور ہو گئے اور انکے آتش و دھڑت کو سجانے کے تھوڑے ہی دنوں میں تمام ممالک اسلامیہ میں پھیل گئے۔ اسی زمانہ میں ایک گروہ باطنیہ کا ساوہ اطراف ہمدان میں مجتمع ہوا اور نماز عید پڑھی شیعہ ہمدان نے ان کو گرفتار کر کے جیل میں ڈال دیا مگر چند ہی دنوں بعد رہا کر دیا بعد اسکے اس فرقہ والے مضبوط مضبوط قلعے اور شہر وین پر مستولی و متصرف ہو گئے۔ سب کے پہلے جس قلعہ پر فرقہ باطنیہ مستولی و متصرف ہوا وہ فارس کے قریب ایک قلعہ تھا جسکا والی اسی مذہب کا پابند و مقلد تھا چنانچہ اس فرقہ والے کے پاس جا کے پناہ گزین ہو گئے اور رفتہ رفتہ وہیں سب کے سب مجتمع ہوئے۔ آنے جانے والے قافلہ کو لوٹنے لگے نہایت قلیل مدت میں انکا ضرر اس اطراف و جوانب میں عام طور سے پھیل گیا پھر فرقہ باطنیہ نے قلعہ اصفہان کو دیا لیا اس قلعہ کا نام شاہ در تھا سلطان ملکشاہ

نے اسکو تعمیر کرایا تھا اور اپنی طرف سے ایک شخص کو اسکا والی مقرر کیا تھا۔ احمد بن غطاش نامی ایک شخص فرقہ باطنیہ کا حاکم قلعہ کے خدمت میں جا کے رہنے لگا۔ احمد کا باپ فرقہ باطنیہ کا پیشوا تھا اسی سے حسن بن صباح وغیرہ کے تعلیم پائی تھی۔ فرقہ باطنیہ احمد کی اسکے باپ کے وجہ سے اور نیز اسکے ذمی علم ہونے کے سبب سے بہت عزت کرتا تھا حتیٰ کہ اس فرقہ والوں نے بہت سامان و زر جمع کر کے احمد کے پیش نظر کیا اور نہایت تپاک سے اپنا پیشوا بنایا احمد ان لوگوں سے رخصت ہو کر والی قلعہ کے پاس گیا اور اپنے نمایان خدمات کے وجہ سے والی قلعہ کے آنکھوں میں اس قدر عزیز و محترم ہو گیا کہ اسنے کل مور کے سیاہ و سفید کرنے کا احمد کو اختیار دے دیا پھر جب والی قلعہ مر گیا تو احمد بن غطاش قلعہ شاہ درکاہ والی ہو گیا۔ اسنے اپنے کل ہم نہیب کو جو اس قلعہ کے مضافات میں مقید تھے ربا کر دیا۔ ان لوگوں کے رہا ہوتے ہی ہر چار طرف سے امن و امان کا سایہ عافیت اٹھ گیا دن دہاڑے قافلے لٹنے لگے۔ بعد اسکے فرقہ باطنیہ اطراف قزوین میں قلعہ موت پر قابض ہو گیا۔ اس اطراف کو طائف بھی کہتے تھے۔ یہ ممالک جعفری کے زیر حکومت تھے جعفری نے ایک علوی کو اپنے نہایت کا اعزاز دے رکھا تھا اور اسے کا حاکم ابوسلم تھا جو نظام الملک طوسی کا سسرالی رشتہ دار تھا حسن بن صباح جوڑ توڑ لگا کے ابوسلم کے پاس آ کے رہنے لگا چونکہ علوم نجوم و سحر میں حسن کو یدِ طولیٰ تھا اور غطاش والی قلعہ اصفہان کے نامی شاگردوں میں تھا اس وجہ سے اس نے ابوسلم کے دلیین نہایت قلیل مدت میں

اپنی جگہ کر لی لیکن تھوڑے دنوں بعد ابو مسلم نے حسن پر یہ الزام لگایا کہ
یہ مصریوں کے ایلیچون سے جو اس وقت وہاں تھے سازش کئے
ہوئے ہے حسن یہ سنکر بہاگ نکلا۔ مختلف شہروں میں ہوتا ہوا
مصر پہنچا خلیفہ مستنصر علوی بڑی آویہگت سے پیش آیا اور اسکو
یہ ہدایت کی کہ لوگوں کو میری امامت کی تعلیم و حسن نے عرض کیا آپ
کے بعد میرا کون امام ہوگا، مستنصر نے جواب دیا میرا بیٹا نزار حسن مصر
سے واپس ہو کر شام، جزیرہ، دیار بکرا و ربلاد روم کی سیر کرتا ہوا قلعہ
موت واقع حراسان میں پہنچا اور علوی کے پاس مقیم ہوا جسکو جعفری
نے اپنا نائب بنایا تھا۔ علوی نے اسکی بیعت کی اور اسکے قیام کو
باعث نزول برکت و رحمت الہی تصور کیا۔ حسن ایک مدت تک قلعہ موت
میں ٹھیرا ہوا قلعہ مذکور پر قبضہ کر لینے کی درپردہ تدبیریں کرتا رہا پس
جب حسب مرضی تدبیریں ہو گئیں تو حسن نے علوی کو قلعہ موت سے
نکال کے قبضہ کر لیا۔ اس کی خبر نظام الملک تک پہنچی فوراً ایک سپاہ
حسن کے محاصرہ پر روانہ کی۔ محاصرہ نہایت سہ گرمی اور مستعدی
سے کیا گیا لڑائیاں شروع ہوئیں اتنا جنگ میں حسن نے فرقہ
باطنیہ کے ایک گروہ کو نظام الملک کے قتل کرنے پر مامور کر دیا
چنانچہ اس گروہ نے نظام الملک کی زندگی کا خاتمہ کر دیا جو فوجیں محاصرہ
پر تھیں نظام الملک کے شہادت کے وجہ سے واپس آئیں۔ پہر کیا تھا
فرقہ باطنیہ کی بن آئی۔ قلعہ طبرس اور نیز قوستان کے قلعات
ازدون و قاید پر جو اسکے جوار و قرب میں تھے قبضہ کر لیا۔

قوستان کا رئیس منور نامی ایک شخص تھا جو بنی سجدہ امرا حراسان

ملوک سامانیہ کی نسل سے تھا گورنر قوسہستان فیمنور کو اپنے
 یہاں بکلیا اور اسکی بہن کو حیدر آئے لینے کا قصد کیا منور نے اسماعیلیہ
 کو اپنی امداد پر بلا بھیجا چنانچہ فرقہ اسماعیلیہ باطنیہ نے پہونچکر قوسہستان
 کے قلعے پر بھی اپنی کامیابی کا جینڈا اگاڑ دیا۔ اسی زمانہ میں قلعہ خالنجان
 پر بھی فرقہ باطنیہ قابض ہو گیا تھا یہ قلعہ اصفہان سے نو کوس کے فاصلہ
 پر تھا۔ پہلے یہ موید الملک بن نظام الملک کے قبضہ میں تھا بعد ازاں
 جلالی سقاوہ کے قبضہ میں چلا گیا جو ترکوں کا ایک نامور امیر تھا
 اور اسکی جانب سے کوئی ترک کی امیر اس قلعہ کا حاکم ہوا۔ فرقہ
 باطنیہ میں دو ایک شخص حاکم قلعہ کی خدمت میں گئے اور مستعدی سے
 اسکی خدمت کرتے رہے رفتہ رفتہ اس متدرر سوخ بڑھایا کہ حاکم
 قلعہ کے ناک کے بال ہو گئے حاکم قلعہ نے قلعہ کی کنجیاں حوالہ کر دیں
 ان لوگوں نے احمد بن غفارش والی قلعہ شاہ در کو لکھ بھیجا۔ پس احمد مع اپنی
 قوج کے بحالت غفلت اس قلعہ پر آپہونچا۔ حاکم قلعہ گنہگار بہاگ
 لکڑا ہوا احمد بن غفارش نے قلعہ پر قبضہ کر لیا اور جس قدر قوج وہاں تھی سب
 کو تہ تیغ کیا۔ اس قلعہ پر قبضہ کر لینے سے فرقہ باطنیہ کی قوت بڑھ گئی اہل
 اصفہان ان سے دبے لگے تا آنکہ ان لوگوں نے اہل اصفہان پر
 خراج قائم کیا۔

اس فرقہ (باطنیہ) کے مقبوضہ قلعے سے اسویا، ندین، الرمل، اور
 قلعہ آمد تھا چنانچہ فرقہ باطنیہ نے بعد ملکشاہ سلجوقی کے براہ مکر و خداری
 قبضہ حاصل کیا تھا۔ قلعہ از دہر بھی انکے مقبوضات میں شمار کیا جاتا تھا
 اس قلعہ کو ابو الفتح ہشیرہ زادہ حسن بن صباح نے سر کیا تھا۔ منجملہ

انکے قلعے کے گرد کوہ، قلعہ ناظر واقع خوزستان اور قلعہ طنبور متصل
ارجان تھا اس قلعہ کو ابو حمزہ اسکاف نے اہل ارجان کے قبضہ سے
حاصل کیا تھا۔

ابو حمزہ اسکاف کسی ضرورت سے مصر گیا ہوا تھا۔ وہیں اس نے اس
مذہب کی تعلیم پائی اور اس فرقہ کا ایلچی ہو کر عوام الناس کی تلقین کو
والپس آیا۔

قلعہ ملاذوخان بھی انہیں کے قلعے سے تہا جو مابین فارس و خوزستان
کے واقع تھا۔ رہزنوں اور مفسدوں نے تقریباً دو سو سال سے اس
قلعہ کو اپنا کر رکھا تھا اور آنے جانے والوں پر شکن مارا کرتے
تھے تا آنکہ عضد الدولہ بن بویہ نے اس قلعہ کو سر کیا اور جس قدر ڈاکو
یہاں تھے ان سب کو تہ تیغ کیا پس جب ملکشاہ نے اس پر قبضہ حاصل
کیا تو میرانز کو بطور جاگیر یہ قلعہ مرحمت فرمایا اس پر انز
نے اپنی طرف سے ایک شخص کو اس قلعہ کا حاکم مقرر کیا۔ فرقہ باطنیہ نے
جو ارجان میں تھے حاکم قلعہ سے راہ و رسم پیدا کی۔ پہلے تو اس
قلعہ کے فروخت کر ڈالنے کی تحریک کی جب والی قلعہ نے اس سے
انکار کیا تو فرقہ باطنیہ نے مذہبی پیرایہ اختیار کیا کہلا بھیجا کہ ہم ایک شخص کو
تمہارے پاس مناظرہ کرنے کو بھیجتے ہیں تاکہ تمہارے مذہب کی
حقانیت ظاہر ہو۔ والی قلعہ نے یہ درخواست منظور کر لی۔ فرقہ باطنیہ
نے چند سپاہیوں کو جو اسی فرقہ کے ممبر تھے روانہ کیا ان لوگوں
نے پہونچتے ہی والی قلعہ کے خادم کو گرفتار کر لیا اس نے قلعہ کی کھجیان
ان کے حوالہ کر دیں ان لوگوں نے قلعہ میں گس کے والی قلعہ کو بھی پکڑا

لیا۔ اس سے انکی شوکت و قوت بڑھ گئی۔

فرقہ باطنیہ کے آئے دن ترقیات اور منادات سے لوگوں کے کان کھڑے ہوئے۔ ہر جہاں طرف سے انکے قتل پر آمادہ و طیار ہو گئے اور ان کے قتل کرنے کو ثواب اور ان سے جنگ کرنے کو جہاد سمجھ کر ہر سمت سے عامہ مسلمین ان پر ٹوٹ پڑے۔ اصفہان میں بھی عوام الناس نے ان کو خوب قتل کیا۔ یہ فرقہ والے اصفہان میں اُن دنوں ظاہر ہوئے تھے جبکہ سلطان برکیاروق نے اصفہان پر محاصرہ ڈالا تھا اور اصفہان میں اسکا بھائی محمد اور اسکی ماں خاتون جلالیہ موجود تھیں۔ رفتہ رفتہ اس فرقہ کی دعوت اصفہان میں پھیل گئی اور انکا مکر و فریب اور انکے متبعین کی فتنہ انگیزی نے چالیں عام ہو گئیں پس اصفہان کے عام باشندوں نے ان پر پوریش کی اور ان کو قتل کرنے لگے۔ بڑی بڑی خندق کھود کے اس میں آگ روشن کی۔ جہاں پر فرقہ باطنیہ میں سے کسی کو پاتے تھے پکڑ لاتے اور اسی خندق میں انکو ڈال دیتے تھے۔ جا دلی سقاوہ والی فارس نے ان پر جہاد کرنے کی غرض سے کمر مہمت باندھی فوجیں آراستہ کر کے ہمدان کا راستہ لیا اور ایک مدت تک فرقہ باطنیہ پر جہاد کرتا رہا بعد اسکے باطنیہ نے امرار سلجوقیہ کو براہ مکر و فریب قتل کرنے کی غرض سے ہمدان کی طرف کوچ کیا۔ چنانچہ اس فرقہ نے ہمدان پہونچکے یہ طریقہ اختیار کر لیا کہ ایک شخص اس گروہ کا امرار سلجوقیہ میں سے ایک امیر کے قتل کرنے کو تبدیل لباس جاتا اور موقع پا کر اسکو قتل کر کے اپنے آپ کو بھی قلمہ ننگ اہل بنادیتا۔ اصل یہ ہے کہ اس امر سلطان برکیاروق نے اس فرقہ کو آمادہ کیا تھا اور اپنے بھائی کے معاملہ میں اس

فرقہ سے اعانت طلب کی تھی۔ پیش فرقہ یہ چال چلنے لگا کہ ایک شخص ان میں سے ایک امیر کی خدمت میں جا کر ملازمت اختیار کرتا اور جب اسکو موقع ملجاتا تو یہ اس امیر پر وار کر دیتا اکثر یہ ہوتا تھا کہ وہ امیر مر جاتا اور اس جرم کے یاد اش میں وہ باطنی بھی مار ڈال جاتا تھا غرض اس طریقہ سے امرار سلجوقیہ کے ایک گروہ کو اس فرقہ سے زیر خاک پہنچا دیا۔

ہر گاہ سلطان برکیاروق کو اپنے بھائی محمد کے مقابلہ میں کامیابی حاصل ہوئی تو اس وقت یہ فرقہ اسکے تمام لشکر میں ملا جلا ہوا تھا اس گروہ نے آہستہ آہستہ گروہ بندی بھی کر لی تھی امرار لشکر کو ان سے خطرہ پیدا ہوا وقتاً فوقتاً خود بھی ان لوگوں نے امرار لشکر کو قتل کرنے کی دھمکیاں دیں امرار لشکر ہر وقت مسلح رہنے لگے اور اس امر کی شکایت سلطان برکیاروق سے کی اور نیز یہ جڑ دیا کہ اس فرقہ والوں سے اور آپ کے بھائی کی فوج سے مراسم اتحاد ہیں۔ سلطان برکیاروق یہ سنکے آگ بگولا ہو گیا۔ عام طور سے ان لوگوں کے قتل کی اجازت دے دی خود بھی مسلح ہو کے سوار ہوا اسکی فوج بھی مرتب ہو کر اسکے ہمراہ ہوئی فرقہ باطنیہ پر زمین باوجود وسعت و فراخی کے تنگ ہو گئی۔ جس طرف جاتے تھے قتل کئے جاتے تھے۔ امیر محمد جو علار الدولہ بن کا کو یہ کی نسل سے تھا اور اس مذہب و سلسلہ کا ایک ممبر تھا بخوف جان بہا گا لگا اس جان باختہ کو اجل نے پنچوڑا۔ بغداد میں ابو ابراہیم استر ابادی سلطان کی سفارت میں گیا ہوا تھا سلطان برکیاروق نے لکھ بھیجا وہیں گرفتار ہو کر مار ڈالا گیا۔ یہ وہ زمانہ تھا کہ فرقہ باطنیہ پر ہر چار طرف سے قتل

کی بوجھ پر پڑ رہی تھی جس طرف آنکھیں اوٹتی تھیں فرقہ باطنیہ ہی کے مقتول
نظر آتے تھے ہر شخص انکے قتل و خونریزی پر تلا ہوا تھا۔ یہ واقعات
سننے کے ہیں۔

پھر جب بعد سلطان برکیاروق کے سلطان محمد کا دور آیا اور اسکی حکومت
وسلنت کو پورے طور سے استحکام و استقلال حاصل ہو گیا تو سلطان
محمد نے قلعہ شاہ درپر چکا والی احمد بن غطاش تہافوج کشی کی یہ قلعہ اصفہان
کے قریب تھا اور فرقہ باطنیہ کا گویا یہی قلعہ دار السلطنت تھا ماہ حیل داخل
چٹھی صدی میں اس قلعہ کا محاصرہ کیا گیا۔ چہ کوس کا اس قلعہ اور پہاڑ کا دور
تھا سلطان محمد نے اپنے امراء شکر کو باری باری جنگ کرنے پر مامور
کیا اور نہایت حزم و احتیاط اور کمال استعداد سے اس قلعہ پر مدت دراز
تک حملہ کرتا رہا تا آنکہ فرقہ باطنیہ شدت جنگ اور طول محاصرہ سے
گہرا گیا۔ فقہار اہل سنت و جماعت سے اپنے معاملہ میں استفسار کیا
چکا مضمون یہ تھا کیا فرماتے ہیں سادات فقہار ائمہ دین اس گروہ کی
بارت ہو کہ اللہ تعالیٰ پر اور قیامت پر اور اسکی کتابوں اور بیوہوں
پر ایمان رکھتا ہے اور ماجارہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو حق
جانتا ہے اور اسکی تصدیق کرتا ہے لیکن معص امامت میں اختلاف
کرتا ہے کیا سلطان وقت کو اسکی موافقت اور رعایت جائز ہے اور
انکی اطاعت قبول کرنا روا ہے اور ہر اذیت سے انکو بچانا مناسب ہے
یا نہیں؟ اکثر فقہار نے اسکے جواب کا قوی دیا بعضوں نے
توقف اختیار کیا بحث و مناظرہ کرنے کو علماء و فقہار جمع ہوئے سمجھائی
جو شافعیہ کا نامی و سرب آور وہ عالم تھا اس گروہ کے قتل کے

وجوب کا قائل ہوا اور صاف صاف کہہ دیا کہ اس فرقہ کا محض اقرار باللسان
 اور تلفظ بالشہادتین کافی نہ ہو گا جب تک وہ احکام شرع کی مخالفت سے
 نہ باز آئیں اسوجہ سے اجماعاً ان کی خونریزی مباح ہے۔ بہت دیر تک
 مناظرہ ہوتا رہا مگر کوئی امر طے نہ ہوا تب علماء اہل سنت و جماعت نے
 مناظرہ کرنے کی غرض سے فرقہ باطنیہ کے علماء کو طلب کیا اور رسد
 اصفہان کو بھی اس جلسہ میں بلایا۔ مگر فرقہ باطنیہ نے حیلہ و حوالہ کر کے
 ٹال دیا اور سفارت بے نیل مرام واپس آئے سلطان محمد جبلا کے
 محاصرہ میں شدت کرنے لگا بالآخر فرقہ باطنیہ امن کا خواستگار
 ہوا یہ درخواست کی کہ بعض اس قلعہ کے ہکو قلعہ خالنجان مرحمت ہو۔
 جو اصفہان سے دس کوس کے فاصلہ پر ہے اور اس قلعہ سے نکل کر قلعہ
 خالنجان میں جانے کو ایک مہینہ کی محنت و سبائے۔ سلطان محمد نے
 اس درخواست کو منظور کر لیا فرقہ باطنیہ مال و اسباب فراہم کرنے میں مصروف ہوا سنو زدن تقریباً
 تمام نہ ہوئی تھی کہ فرقہ باطنیہ میں سے چند لوگوں نے سلطان محمد کے ایک امیر پر حملہ کر دیا۔ اتفاق یہ کہ
 یہ امیر ان کے حملہ سے بچ گیا سلطان محمد کو اسکی خبر لگی تو اس نے از سر نو پھر محاصرہ کر لیا۔
 فرقہ باطنیہ نے خود کو وہ پشیمان کر امان طلب کی اور قلعہ ناظر و طبس چلے جانے
 کی اجازت چاہی اسطور سے کہ سلطان محمد اپنے چند دستہ فوج کے
 ساتھ ہمارے ایک حصہ فوج کو قلعہ ناظر پہنچانے پر مامور
 فرمائے اور باقی ماندگان کو قلعہ کے ایک گوشہ میں نظر بند و محبوس رکھے
 جب یہ حصہ قلعہ ناظر میں پہنچ جائے تو دوسرے حصہ کو جو قلعہ میں محبوس
 ہے حسن بن صباح کے پاس قلعہ موت میں بھیج دے۔ سلطان محمد نے
 انکی یہ درخواست بھی منظور فرمائی چنانچہ پہلا حصہ فرقہ باطنیہ کا بھرا ہی سلطان

فوج قلعہ ناظر و طہس کو روانہ ہوا سلطان نے قلعہ کے ویران کرنے کا حکم دیا جسکی تعمیل نہایت مستعدی سے شاہی فوج کرنے لگی۔ احمد بن غطاش قلعہ کے ایک برج میں چپ رہا۔ سپاہیوں نے اس پر حملہ کیا اور بعض سپاہی دوڑ کر سلطان کے پاس آئے اور اس مکان محفوظ کا جہانگاہ احمد بن غطاش روپوش و متمکن ہو گیا تھا پتہ بتایا سلطان نے اشارہ کر دیا ایک امیر چند سپاہیوں کو لیکے اس برج پر چڑھ گیا اور جس قدر فرقہ باطنیہ وہاں پائے گئے۔ سبھوں کو قتل کر ڈالا۔ ان مقتولوں کی تعداد انہی بیان کیجاتی ہے۔ احمد بن غطاش زندہ گرفتار کر لیا گیا۔ کمال کنچکے ہوئے بہر گیا۔ اسکے ساتھ اسکا لڑکا بھی مارا گیا دونوں کے سر اوتار کے بغداد بھیجے گئے اسکی بیوی نے یہ عنوان دیکھ کے اپنے کو ایک بلند مقام سے نیچے گرا دیا۔ ہلاک ہو گئی۔

اسماعیلیہ شام [جس وقت ابو ابراہیم استر آبادی بغداد میں حسب تحریر سلطان بر کیا روق قتل کر دیا گیا جیسا کہ اوپر بیان کیا گیا تو اسکا برادر زاوہ بہرام دار الخلافہ بغداد سے شام کی طرف بھاگ گیا اور وہیں درپردہ اپنے مذہب کی تعلیم و تلقین کرتا رہا۔ فرقہ اہل شام کے ایک گروہ نے اس مذہب کو قبول کر لیا۔ زیادہ تر لوگوں کو اس مذہب کی طرف میلان اس وجہ سے ہوا کہ فرقہ باطنیہ اسماعیلیہ براہ مکر و مفہد قتل کرنے میں خوب مشہور ہو چکا تھا۔

ابوالغازی بن ارتق والی حلب اپنے دشمنوں کے مقابلہ میں کامیابی حاصل کرنے کی غرض سے بسا اوقات فرقہ باطنیہ سے رسم اتحا و رکعتا تھا۔ اسی نے علی بن طغٹکین اتابک والی دمشق کو بھی اس فرقہ سے مراسم اتحاد

قائم کرنے کی ہدایت و تحریک کی تھی چنانچہ علی نے اس راسے کو قبیل کبیرا
 اور بہرام اسکے پاس چلا گیا اسی زمانہ سے اسکی شہرت ہو چلی اور علانیہ
 اپنے مذہب کی دعوت دینا شروع کر دی اور ابو علی ظاہر بن سعد
 مزدغانی وزیر مصلحت وقت کی وجہ سے بہرام کی اعانت کرنے لگا۔ تھوڑے
 ہی دنوں میں بہرام کی حکومت میں استقلال نہایت تمام کی کیفیت پائی
 ہو گئی اور اسکے مقلدون اور تبعین کی جماعت بڑھ گئی مگر باہنہ بہرہ و مشق
 کے عوام الناس کی مخالفت سے بہرام کو خطرہ تھا۔ علی والی دمشق اور اسکے
 وزیر ابو علی سے درخواست کی کہ ہم لوگوں کے رہنے اور بوقت ضرورت
 وہاں پناہ گزین ہونے کے لئے ایک قلعہ عنایت کیا جائے علی نے
 ۵۲ھ میں قلعہ بانیاس دے دیا۔ پس بہرام نے دمشق میں اپنا ایک نائب
 مذہبی تعلیم اور تلمیذ کی غرض سے چھوڑ کر قلعہ بانیاس کا راستہ لیا۔
 قلعہ بانیاس میں بہرام کے متمکن ہونے سے اسکے مذہب نے بہت
 بڑی ترقی کی تمام اطراف و جوانب میں یہ مذہب پھیل گیا اور متعدد
 قلعے پر چڑھ کر اس طرف کپھاڑوں میں تھے قابض و متصرف ہو گیا
 از انجملہ قلعہ قدحوس وغیرہ تھے۔

دادی تیم صوبہ بعلبک میں بہت بڑا گروہ جو جس نصرانی اور درزیہ کا رہتا
 تھا ضحاک نامی ایک امیر ان سب کا سردار تھا ۵۲ھ میں بہرام نے
 ان پر فوج کشی کی اور قلعہ بانیاس پر اپنی طرف سے اسماعیل کو بطور
 نائب کے مقرر کیا ضحاک نے ایک ہزار کی جمیعت سے بہرام کا مقابلہ کیا
 گھسان لڑائی ہوئی ضحاک نے بہرام کو ہزیمت دیکے اسکے لشکر کا ذکر کو
 لوٹ لیا بہرام کے سیکڑوں ہمراہی کمیت رہے اور خود بھی اشارہ دار ہوئے

میں مارا گیا۔ بقیۃ السیف بحال پریشان قلعہ بایناس پہنچے اسماعیل نے ان
سبھوں کی اشک شوی کی اور ان پر حکومت کرنے لگا۔

اسماعیل نے اپنے مذہب والوں کے منتشر خیرازہ کو ایکجا کیا اور اپنے
ایچیزان کو اشاعت و تبلیغ مذہب کی غرض سے دور و دراز ملکوں میں بھیجا۔
ابو علی وزیر نے اس معاملہ میں اسکا ہاتھ بٹایا اور اس گروہ کی مالی و فوجی امداد
کی و مشق میں بہرام کا خلیفہ ابو الفوار تعلیم و تلقین کر رہا تھا۔ ان وجوہات و اسباب
سے ادھر فرقہ باطنیہ کی قوت و شوکت بڑھ گئی گئی ہوئی قوت پر عود کرائی متبعین
کی تعداد میں مقبول اضافہ ہو گیا اور ہر تاج الملوک بن طغٹکین والی و مشق کے
قوائے حکمرانی مصطلح ہو چلی۔ تب ابو علی وزیر نے عیسائیوں کو یہ پیام دیا کہ ہم
تمکو و مشق پر قبضہ اس شدہ سے دے دیں گے کہ تم ہکو مصر پر قابض کرو
عیسائیوں نے اس درخواست کو منظور کر لیا اور اس امر کے تکمیل کو ایک
خاص دن مقرر کیا بعد اسکے ابو علی وزیر نے اسماعیلیہ سے سازش کر لی
اور ان کو عیسائیوں کے مقابلہ پر آمادہ و طیار کر دیا۔ کسی ذریعہ سے اسماعیل کو
اسکی خبر لگ گئی اس خوف سے کہ مبادا عوام الناس ہماری مخالفت پر
گمراہ ہو جائیں قلعہ بایناس عیسائیوں کے سپرد کر کے انہیں کے
ہاں چلا گیا۔ اور وہیں ۲۷ھ میں مر گیا۔

اس اطراف میں فرقہ باطنیہ اسماعیلیہ کے بہت سے قلعے تھے جو
ایک دوسرے متصل تھے۔ سب سے بڑا قلعہ مصیات تھا جس وقت
سلطان صلاح الدین نے ۵۷۷ھ میں ملک شام پر قبضہ حاصل کیا اس وقت
اس قلعہ پر بھی محاصرہ ڈالا اور نہایت سختی سے جنگ شدہ و رخ کی۔ سنان
سوار فرقہ اسماعیلیہ نے صلاح الدین کے مامون شہاب الدین حامی کو

حماۃ دین لکھا کہ صلاح الدین سے مصالحت کرادو اور بصورت مصالحت ٹکرنے کے قتل کراؤاٹانے کی دہکلی وی۔ پس شہاب الدین حماۃ سے صلاح الدین کے پاس گیا اور انکی طرف سے صلاح الدین کے خیالات کی اصلاح کر دی صلاح الدین نے محاصرہ اٹھالیا۔

بقیہ حالات قلاع اسماعیلیہ کے یہ قلعے جو عراق میں تھے جن زمانہ سے عراق مقبوضہ اسماعیلیہ احمد بن غطاس اور حسن بن صباح نے انہر حکمت علی قبضہ حاصل کیا تھا برابر انہیں گمراہیوں کے معدن اور انہیں خباثت کے خزن بنے ہوئے تھے حسن بن صباح کے بہت سے مقالات مذہبی ہیں جو از سد پانچ حالات رافضیہ میں ڈوبے ہوئے، حد اعتدال سے بڑھے ہوئے اور حد کفر تک پہنچے ہوئے ہیں روافض ان مقالات جدیدہ سے موسوم کرتے ہیں اور سوائے ان روافض کے جو جاوہ اعتدال سے بڑھے ہوئے اور قصب میں ڈوبے ہوئے ہیں اور کوئی ان مقالات کو اپنا مذہب و دین نہیں قرار دیتا۔ ان مقالات کو شہرستانی نے کتاب الملل والنحل میں ذکر کیا ہے۔ اگر تم اس سے واقف ہوا چاہتا ہو تو کتاب مذکور کا مطالعہ کرو۔

چونکہ اس حشر قہ کی مضرت اور یحییٰ خوزنریان مشہور ہو گئی تھیں اس وجہ سے ملوک اسلام ہر چار طرف سے ان پر بنیت جہاد فوج کشی کرنے لگے اس انتشار میں ملوک سلجوقیہ کے نظام حکومت میں خلل پیدا ہو گیا اور آئینش نے رے اور ہمدان کو دہالیا۔ پس اسے ۵۳۰ھ میں فرقہ باطنیہ کے اُن قلاع پر جو تہذیب کے قرب و مجاورت میں تھے فوج کشی کی اور نہایت مستعدی اور ہوشیاری سے محاصرہ کیا۔ چنانچہ انہیں سے بائیس قلعے کو بزدور تیغ مفتوح کر کے قلعہ موت کا قصد کیا۔ مگر اتفاق کہہنا یا پیش آگیا اور چند موانع

یہ حائل ہو گئے کہ جنگی وجہ سے قلعہ مذکور آتش کشی کے دستبر سے بچ رہا۔
 بعد اسکے جلال الدین منکبرتی بن عمار الدین خوارزم شاہ نے جس وقت ہندوستان
 سے واپس آ رہا تھا اور بلخ اور بلخاؤن اور بلخاؤن اور بلخاؤن اور بلخاؤن اور بلخاؤن
 اسماعیلیہ باطنیہ پر فوج کشی کی اور جیسا کہ اس فرقہ والوں نے امرار اسلام کو
 قتل کیا تھا اسی طرح اسے ہی اس فرقہ کے سرداروں کو تہ تیغ اور ان کے
 آباد شدہ روہ اور قلعوں کو تخت و تاراج کیا قلعہ موت کے قرب
 و جوار اور نیرودہ قلاع جو خراسان میں تھے جلال الدین کے حملوں
 سے ویران اور خراب ہو گئے۔ اس فرقہ سے جس وقت سے تاتاریوں
 نے خروج کیا تھا بلاد اسلامیہ کی طرف پاؤں پڑ پائے تھے۔ پروہ
 غیب سے جلال الدین انکی سرکوبی کو اٹھ کھڑا ہوا اور ۶۲۲ھ میں
 اپنی فوج کشی کر دی جیسا کہ تم ابھی اوپر پڑھ آئے ہو۔ اس واقعہ سے فرقہ
 باطنیہ کی کما حقہ گوشمالی ہو گئی اور انکی بیماری کا معقول علاج کر دیا گیا
 بعد ازاں جب تاتاریوں کے قبضہ اقتدار میں عنان حکومت آگئی تو ہلاکو
 نے ۶۲۵ھ میں بغداد سے انکے قلاع پر چڑھائی کی بعد اس کے
 ظاہر نے ان قلعات پر حملہ کیا جو شام میں تھے۔ اکثر قلعات ان حملوں کے
 نذر ہو گئے باقی ماندگان نے اطاعت قبول کر لی۔ قلعہ صیانت وغیرہ
 علم حکومت کے مطیع ہو گئے اور انکا زمانہ حکومت اس طرح سے منقضی
 ہو گیا کہ گویا صفحہ ہستی پر نہ تھا۔ خلل خال جو باقی رہ گئے انکے ذریعہ سے
 ملوک باطنیہ اپنے دشمنوں کو دھوکا دینے کے لیے قتل کراتے
 تھے۔ یہ لوگ اپنے کو خداویہ کے لقب سے ملقب کرتے تھے
 یعنی اپنی نفس کو موت کے بدلہ میں دے کر اپنا مقصد حاصل کرتے تھے۔

تے واللہ وارث الارض ومن علیہا۔

اہلباحکومت بنی خضر حسنی حکمرانان کا نام

جسوقت موسے بن جون بن عبد اللہ بن حسن سبط کے دونوں بہائی محمد و
ابراہیم روپوش ہو گئے اسوقت خلیفہ ابو جعفر منصور نے ان دونوں کے حاضر لائے پر موسیٰ جون کو
مجبور کیا چنانچہ موسیٰ جون نے ان کے حاضر لائے کی ذمہ داری کر لی بعد ازاں خود بھی روپوش ہو گیا
مگر اتفاق سے خلیفہ منصور نے پتہ لگا کر موسیٰ جون کو گرفتار کر لیا اور
ایک ہزار درے پٹو اے پر حرب اسکا بہائی محمد المہدی مدینہ میں قتل کیا
گیا تو بخوف جان موسیٰ جون دوبارہ چپ رہے تا آنکہ جان بحق تسلیم کر دی
اسی کی نسل سے اسماعیل اور اسکا بہائی محمد اخضر سپہان یوسف بن ابراہیم
بن موسے تھا۔ ^{۱۲} مدینہ میں اس اسماعیل موسوم بہ سفاک نے سر زمین حجاز
میں خروج کیا بعد ازاں مکہ کی طرف بڑھا جعفر والی مکہ سب اسات بہاگ گیا اسماعیل
نے اس کے اور شاہی اہلکار کے مکانات کو لوٹ لیا اہل مکہ اور شاہی
 لشکر کے جماعت کثیر کو متبع کیا جس وقت در اٹھائے جانے کے قابل
تھا کعبہ اور اسکے خزانہ سے سونے چاندی کا لالٹھا لیکر خانہ کعبہ کا خلاف اوتار لیا
دولا مکہ دینار اہل مکہ کے کوٹ لیے مکانات میں آگ لگا دی۔ پچاس دنوں
تک ٹھہرا رہا بعد ازاں مدینہ منورہ کی جانب کوچ کیا۔ والی مدینہ ہیہ خبر پاک
روپوش ہو گیا اسماعیل نے نہونچتے ہی مدینہ منورہ پر محاصرہ ڈال دیا تا آنکہ
اہل مدینہ رسد و نعل کے بند ہو جانے سے بہو کون مر گئے مسجد نبوی
میں کئی روز تک نماز نہ پڑھی گئی۔ دار الخلافہ میں اسکی جنگ لگی تو شاہی
لشکر طیار ہو کر مدافعت کی غرض سے آہونچا۔ اسماعیل محاصرہ اٹھا کے

ملکہ معظمہ کوٹ آیا اور مکہ معظمہ کا دوبارہ محاصرہ کر لیا۔ دو مہینے تک محاصرہ کئے
 بعد ازاں جدہ کا رخ کیا۔ سوداگروں کے مال کوٹ لئے کشتیوں میں
 جب قدر تجارتی اسباب لدا تھا سب کا سب لوٹ کے مکہ معظمہ کے
 اجانب مراجعت کی مگر اسکے پہنچتے سے پہلے محمد بن عیسیٰ بن منصور
 اور عیسیٰ بن محمد مخزومی مکہ معظمہ پہونچ گئے تھے۔ خلافت ماب نے ان لوگوں کو
 دوبارہ خلافت سے اسماعیل سے جنگ کرنے کو روانہ کیا تھا۔ مقام عرفات
 میں معرکہ آرائی کی نوبت آئی۔ بہت بڑی خونریزی ہوئی تقریباً ایک ہزار حاجی
 شہید کئے گئے سیکڑوں کی کمالین کچوالی گئیں باقی ماندگان نے مکہ معظمہ
 میں جا کے پناہ لی۔ موقف میں سوائے اسماعیل اور اسکے ہمراہیوں
 کے اور کوئی متنافس نہ تھا چنانچہ اسماعیل نے اپنے نام کا خطبہ پڑھا۔ پھر لوٹ
 کر جدہ آیا اور دوبارہ اسکو تخت و تاج کیا بالآخر اپنے خروج کے
 ایک سال بعد بھاری چپک آخری ۲۵۲ھ میں زمانہ جنگ مستعین و
 معتز میں مر گیا۔ اسماعیل سرزمین حجاز میں عرصہ میں سال سے دوڑ
 دھوپ کر رہا تھا۔ بوقت وفات اس نے کوئی اولاد نہیں چھوڑی بجائے
 اسکے اسکا بہائی محمد اخضر متکون ہوا۔ یہ اُس سے بیس برس بڑا تھا۔ اسنے
 یامسکی طرف خروج کیا اور بزور تیغ اسپر قابض ہو گیا اور قلعہ خضر یہ کو
 لے لیا۔ اسکے چار لڑکے تھے محمد ابراہیم، عبداللہ اور یوسف۔ بعد
 وفات محمد اخضر اسکا بیٹا یوسف حکومت کرنے لگا اور اپنے بیٹے اسماعیل
 کو حکومت و ریاست میں شریک کر لیا۔ پھر جب یوسف مر گیا تو اسماعیل
 تنہا تمام حکومت کا مالک ہوا۔ اسکے تین بہائی اور تھے حسن، صالح اور
 محمد (پسران یوسف) اسکے بعد اسکا بہائی حسن بعدہ اسکا بیٹا احمد بن حسن کے

بعد دیگرے حکمران ہوئے اور اس وقت سے ہوا یہاں تک کہ حکومت یمنین کے خاندان میں رہی تا آنکہ ان پر قمر اسطہ غالب آگئے اور انکی حکومت و مصلطنت جاتی رہی والبقا و للہ وحده

ملک مغرب بلاد سودان کے شہر خانہ میں جہاں ہجر محیط ہے بنی صالح کی حکومت تھی مولف کتابہ چار نے جغرافیہ میں بنی صالح کا ذکر تحریر کیا ہے مگر یہ کہ صالح کی نسب سے ایسی واقفیت نہیں ہوئی جس پر کہ یہ کہو اعتماد ہو تا بعض مورخین نے لکھا ہے کہ یہ صالح عبداللہ بن موسیٰ بن عبداللہ ملقب بہ ابو الکرام بن موسیٰ بن جون کا بیٹا ہے اور اس نے خلافت مامون میں خراسان میں خروج کیا تھا مگر اراکین خلافت کی حسن تدبیر سے پہلے صالح بعد از ان اسکا بیٹا محمد گرفتار کر لیا گیا تھا۔ باقی ماندہ اسکی اولاد مغرب کی طرف چلی گئی اور شہر خانہ میں اپنی حکومت و ریاست کی بنیاد قائم کی ابن خرم نے صالح کو اس نسب سے موسیٰ جون کے اعتقاد میں یمنین ذکر کیا شاید یہ وہی صالح ہو جسکو ہم نے ابی یوسف بن محمد اخضر کی اولاد میں ذکر کیا ہے واللہ اعلم۔

اخبار دولت سلیمانین از

بنی حسن حکمرانان مکہ و یمن

کہ معظمہ اس سے کہیں زیادہ مشہور و معروف ہے کہ جن الفاظ سے ہم اسکی صفت لکھینگے یا اسکو ہم متعارف کریں گے بہر کیف دوسری صدی کے بعد اسکے اصلی باشندے قریش علویوں کے پے در پے قتل

وفناوات سے جو آئے دن سرزمین حجاز میں واقع ہوتے تھے زاویہ
عدم و گنہامی میں رہ پڑوش ہو گئے اور یہ سرزمین مبارک ان کے نام و
نشان سے خالی ہو گئی۔ سوائے معدودے چند متبعین بنی حسن کے کہ جبکہ
نامی احمد حبشہ اور دہلیم کے آزاد غلام تھے اور کوئی باقی نہ رہا

اس متبرک شہر کا حکم ہمیشہ دربار خلافت بغداد سے مقرر ہو کر آیا کرتا تھا
اور یہاں پر برابر خلافت عباسیہ کا خطبہ پڑھا جاتا تھا تا آنکہ عہد حکومت
مستعین اور مقتدرین اور نینر کے بعد بھی آتش فساد مشتعل ہوئی جس سے
ایک جدید ریاست اس شہر میں سلیمان بن داود بن حسن ثنی بن حسن سبط کی
اولاد کی قائم ہو گئی۔ دوسری صدی کے آخر میں اس خاندان کا بزرگ
اور قابل فخر نمبر محمد بن سلیمان نامی ایک شخص تھا۔ یہ سلیمان سلیمان ابن داود
بنین ہے کیونکہ اس کو ابن خرم نے لکھا ہے کہ یہ مدینہ منورہ میں زمانہ خلافت
مامون میں دعویٰ دار حکومت و ریاست ہوا تھا اور ان دونوں زمانوں میں
تقریباً ایک سو برس کا فرق ہے۔

غرض ۳۰۰ عہد خلافت مقتدر بن محمد بن سلیمان نے علم خلافت عباسیہ
کی اطاعت سے انحراف کیا اور موسم حج میں یہ خطبہ دیا۔

”الحمد لله الذي اعاد الحق الى نظامه و ابزهر الاميان من اكامه و“
”كل دعوة خير الرسل باسباطه لافني اعماه صلى الله عليه وعلى اله الطاه“

”و دكت عنا بركته اسباب المعتدين وجعلها كلمة باقية في عقبه الى يوم الدين“

ساتر جمہ جمع تائیس اہل کیلئے ہے جسے حق کو اس کے نظام پر لوٹایا اور شکوہ ایمان کو اس کی آستینوں سے خام کیا اور دعوتِ حجاز
کو اس کے اسباط سے کمال کیا اور اس کے نبی اعلم ہی میں رحمت اللہ کی اپنے ہوا اور اس کے آل پاک پر۔ اور اس کی رحمت سے دشمنوں کی عداوت
ہم سے روک دی گئی اور اس کو اس کے آئندہ نسلوں میں کلمہ باقیہ و رفیقاً بہت تک کے لئے بنایا۔

بعد خطبہ کے یہ اشعار پڑھے

يا طبلن بسيفي مآکان الحق دينا
اھم بزور تیغ راہ حق طلب کریں گے۔

واسطون بقوم بغوا وجار وعلینا
اور جس قوم نے ہم سے عداوت و مخالفت کی اسکو اپنی بدلتہ کہنا

یعدون کل بلاد من العرانی علینا
یہ لوگ عراق کے شہر و ملک ہمارے مخالفت پر اوسارہے تھے۔

یہ اپنے کو زبیدی کے لقب سے بہ سحاظ اپنے مذہب کے کہ وہ مذہب امامیہ کا ایک شعبہ طقب کرتا تھا۔

اس زمانہ میں عراق کے قافلے برابر مکہ معظمہ آیا کرتے تھے تاکہ ابوطاہر قمری

میں چھپ سکیں اور ابوالہجاء بن حمدان والد سعید الدولہ کو

معہ ایک گروہ کے قید کر لیا۔ حاجیوں کو تہ تیغ کر کے عورتوں اور بچوں

کو کھٹ دست میدان میں چھوڑ دیا جو بغیر مارے ہوئے مر گئے۔ قمری

کی اس حرکت سے حاجیوں کی آمد عراق سے منقطع ہو گئی بعد اسکے خلیفہ

مقتدر نے قمری میں اپنے خدام میں سے منصور و یحییٰ کو قرامطہ کی

سرکوبی پر مامور کیا۔ چنانچہ یوم الترویہ کو مکہ میں ابوطاہر قمری سے ٹکرا

ہوئی ابوطاہر نے حاجیوں کے مال و اسباب کو لوٹ لیا اور ان کو کعبہ

حرم میں بھی قتل کیا۔ چاہے نعرزم مقتولوں کی نفش سے پُر ہو گئی۔ غریب حجاج

چلا رہے تھے کیف بقتل جیون اللہ کر اللہ کے ہمسایہ کیون قتل کئے جاتے

ہیں) ابوطاہر قمری جواب دے رہا تھا ایسے بجا کہ مخالف ادا امر اللہ و

نواہیہ (جو شخص اللہ کے ادا امر اور ممنوعات کی مخالفت کرتا ہو وہ اللہ کا ہمسایہ

نہیں ہے) اور آیہ کریمہ اَلْمُتَجَرِّدُ الذِّمَنِ یَحَارِبُونَ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهُ وَیَسْعَوْنَ فِی الْاَرْضِ

یہی سزا ہے انکی جو بلائی کرتے ہیں اللہ سے اور اس کے رسول سے اور دھڑتے ہیں ملک میں فساد کرتے کہو کہ اللہ کی چیزیں مارو

اور زمین کا اپنے لئے ہاتھ پاؤں بھیلنا۔ تعالیٰ کا یہ دور کہنے اس ملک سے یہ انکی رسالتی ہتھیاروں سے ہاتھ پاؤں بھیلنا۔ تعالیٰ کا یہ دور کہنے اس ملک سے یہ انکی رسالتی ہتھیاروں سے ہاتھ پاؤں بھیلنا۔ تعالیٰ کا یہ دور کہنے اس ملک سے یہ انکی رسالتی ہتھیاروں سے ہاتھ پاؤں بھیلنا۔

فَسَادَ أَنْ يَفْتَلَمُوا وَيَصْلُبُوا وَيَقْتُلُوا وَيَمْلَأُوا صُلُوبَهُمْ وَأَسْرَجَهُمْ مِنْ خِلَافٍ وَأَوْيَنُوا مِنَ الْإِسْلاَمِ
ذَلِكَ لَهُمْ خِزْيٌ فِي الدُّنْيَا وَلَهُمْ فِي الْآخِرَةِ عَذَابٌ عَظِيمٌ إِلَّا الَّذِينَ تَابُوا مِنْ قَبْلِ
أَنْ تَقْدُرَ عَلَيْهِمْ فَأَعْلَمُوا أَنَّ اللَّهَ غَفُورٌ رَحِيمٌ ۝

ابو طاہر قمر مطی عبید اللہ المہدی والی افریقیہ کے نام کا خطبہ پڑھا کرتا تھا۔
اس قتل و خونریزی عام سے فارغ ہو کر ابو طاہر قمر مطی حجر اسود کو اکھاڑ کر احسار
اوٹھا لے گیا۔ خانہ کعبہ کا دروازہ کھود کر ہیک دیا۔ ایک شخص میزاب کے
اوٹھا لے گیا۔ خانہ کعبہ کی چیت پر چڑھا کر مار گیا۔ ابو طاہر نے کہا "جائے دو یہ
ابھی محفوظ رہنے کا تا آئندہ سکا مالک یعنی مہدی آئے" عبید اللہ مہدی کو ان
واقعات کی خبر لگی تو اس نے تہدید کا خط لکھا جس کا ترجمہ یہ ہے

مجھے تیرے خدا کے دیکھنے سے تعجب پیدا ہوا کہ تو نے ایسے حرکات ناشائستہ
کا ارتکاب کیوں کیا اور کیوں تجھے ایسے افعال شنیعہ کے کرنے پر جرات ہوئی
تو نے اس مکان کی بے توقیری کی جانکہ زمانہ جاہلیت میں خونریزی اور اسکے
اہل کی امانت حرام و ممنوع سمجھی جاتی تھی۔ تو نے بہت بڑی یہ زیادتی کی
کہ حجر اسود کو کھود لایا جو اللہ تعالیٰ کا یمن سمجھا جاتا تھا اور جس سے اللہ تعالیٰ کے
بندے مصافحہ کرتے۔ تے تجھ کو اس ناشائستہ اور قبیح حرکت پر یہ خیال پیدا ہوا
کہ میں تیرا شکر گزار ہوں گا۔ لعنت اللہ تعالیٰ کی تجھ پر اور تیرے اس فعل شنیع پر
سلام اسپر جسکے ہاتھ اور زبان سے مسلمان محفوظ رہیں اور جس نے آج کے دن۔
وہ کام کیا جس کا حساب کل اللہ تعالیٰ کو دے سکیگا۔

اس خط کے پہنچنے سے قرامطہ علم حکومت عبیدین سے منحرف ہو گئے
بعد اسکے ۳۲۰ھ میں خلیفہ مقتدر مومنین کی سازش سے قتل کیا گیا اور
سجائے اسکے بہائی قاہر نے سریر حکومت پر قدم رکھا اس سال

جدید خلیفہ کا امیر جج کرنے کو مکہ معظمہ آیا مگر آئندہ سال سے حجاج
کی آمد عراق سے بند اور متقطع ہو گئی تا آنکہ ابو علی محمد بن فاطمی نے ۳۲۲ھ میں عراق
سے ابوطاہر قمرطی کو اس بابت تحریر کیا کہ حاجیوں کو جج و زیارت سے مانع
منو زیادہ برین نیست ان لوگوں سے کچھ بطور ٹیکس لے لیا کرو۔ ابوطاہر چونکہ
ابو علی کی بوجہ دین داری کے عزت زیادہ کرتا تھا اسوجہ بموجب اس تحریک
کے حاجیوں پر ٹیکس لینے لگا اور جج کرنے کی اجازت عام دیدی یہ ایک
ایسا واقعہ گذرا ہے جسکی نظیر اسلام میں ڈھونڈنے سے نہ ملے گی۔ اس
سال مکہ معظمہ میں خلیفہ راضی بن مقتدر کے نام کا خطبہ پڑھا گیا۔ بعد ازاں
۳۲۹ھ میں اسکے بھائی مستقی کا نام خطبہ میں پڑھا گیا۔ ان سنین میں حاجیوں
کا قافلہ عراق سے نہیں آیا بعدہ ۳۳۳ھ میں قزو امیر الامرار کی عاملانہ تدابیر
نے مشکفی بن مکتفی دارالخلافہ بغداد میں سریر خلافت پر متمکن ہوا۔ پس
اس سال بوجہ مصاحبت حاجیوں کا قافلہ جج کرنے کو بعد ابوطاہر کے مکہ معظمہ
میں آیا۔ پھر ۳۳۴ھ میں جبکہ معز الدولہ دارالخلافہ بغداد میں مستولی اور
متصرف ہو گیا اور خلیفہ مشکفی کی آنکھیں نکلا کے جیل میں ڈال دیا تھا خلیفہ مطیع
بن مقتدر کے نام کا خطبہ مکہ معظمہ میں پڑھا گیا اس خطبہ میں خلیفہ مطیع کے نام
کے ساتھ معز الدولہ کا نام بھی خطبہ میں داخل و شامل تھا۔ بعد اسکے بوجہ
قراقرم کے حاجیوں کی آمد پر بند ہو گئی اور ۳۳۹ھ میں خلیفہ منصور علوی والی
افریقہ کے حکم و تحریک سے احمد بن ابوسعید سردار قراقرم نے حجاز و
مکہ معظمہ میں واپس کر دیا ۳۴۲ھ سے پھر جج کا سلسلہ شروع ہوا چنانچہ
عراق اور مصر سے اپنے اپنے امیرون کے ساتھ حجاج کا ایک
جم غفیر جج کرنے کو آیا۔ اتفاق سے دونوں گروہوں میں جل گئی نزاع یہ تھی کہ

عراق کے حجاج اور اسکے امیر کا مشایہ بہت خطبہ ابن بویہ کے نام کا پڑھا جائے اور امیر حجاج مصر پر چاہتا تھا کہ ابن خشید والی مصر کا نام خطبہ بن داہل کیا جائے۔ اس واقعہ میں مصر یونان کی ہزیمت ہوئی خطبہ بن بویہ کے نام کا پڑھا گیا۔ اس زمانہ سے حاجیوں کی آمد و رفت پر شروع ہوئی تا انکہ مصر میں بغداد اور مصر سے حاجیوں کا بہت بڑا قافلہ آیا۔ عراقی قافلہ کا امیر محمد بن عبید اللہ تھا۔ پس امیر قافلہ مصری نے اس وجہ است کو منظور کر لیا چنانچہ محمد بن عبید اللہ شہر کے پاس آیا اور ابن بویہ کے نام کا خطبہ پڑھنے جانے کا حکم دیا۔ مصر یونان کو یہ امر ناگوار گذرا اور اپنے امیر کے خلاف کوئی کارروائی نہ کر سکتے تھے مجبوراً خاموش رہے مگر نتیجہ یہ ہوا کہ ادھر مصری قافلہ کے امیر کو کافور خشیدی نے جو اس سردار تہا جزو تہج کی اور گرفتار کر لیا بیل میں ڈال دیا کہا جاتا ہے کہ کافور نے اس کو قتل کر ڈالا۔ ادھر ابن بویہ نے محمد بن عبید اللہ نے اس مصالحت پر موافقہ کیا۔ ۳۵۶ھ میں عراق کا قافلہ پہر حج کرنے کو آیا اس قافلہ کا سردار ابو احمد موسوی پدر شریف رضی تھا جو طالبیوں کا نقیب تھا۔ اس سال بنو سلیم نے مصری قافلہ کو لوٹ لیا اور اسکے امیر کو مار ڈالا۔ ۳۵۷ھ میں سردار ابو احمد کو امیر حجاج ہو کر مکہ معظمہ آیا اور مکہ معظمہ میں نختیار بن معز الدولہ کے نام کا خطبہ پڑھا ان دنوں سریر خلافت پر مطیع عباسی جلوہ افروز تھا۔ ۳۶۳ھ میں قرامطہ کے سردار کے نام کا خطبہ مکہ معظمہ میں پڑھا گیا پس جب احمد قرمطی مر گیا ابو الحسن قرمطی اور تاجدار دولت عبید یہ سے باہم جنگ اہو گیا۔ ابو الحسن علم حکومت عبید یہ کی مخالفت کا اعلان کر کے خلیفہ مطیع عباسی کا مطیع ہو گیا اصل کتاب میں یہ جگہ خالی ہے۔ مترجم

اور اسکے نام کا خطبہ پڑھنے لگا۔ خلیفہ مطیع نے یہ خبر پا کے سیاہ
 پھریرے روانہ کئے اور غور شنودی کا اظہار کیا بعد اسکے ابو الحسن نے
 فوجیں آراستہ کر کے دمشق پر چڑھائی کی جعفر بن فلاح سپہ سالار عربوں
 اور ابو الحسن سے معرکہ ہوئی آخر کار ابو الحسن نے جعفر کو قتل کر کے دمشق پر
 قبضہ کر لیا اور خلیفہ مطیع کے نام کا خطبہ پڑھنے لگا بعد ازاں یامین ابو الحسن اور
 جعفر بن الفلت پیدا ہوئے غوریزی اور قتل و غارت کے دروازے کھل گئے
 مصر عادی نے ایک شخص کو صلح کرانے کی غرض سے روانہ کیا اور مقتولوں
 کی میت (جوتہا) اپنے خزانہ سے ادا کئے جانے کا حکم دیا۔ بعد ان واقعات
 کے ابو الحسن نے مصر میں وفات پائی اسکا بہائی عیسیٰ سجائے اس کے
 متمکن ہوا بعدہ ابو الفتوح حسن بن جعفر ^{۳۸۴} ھ میں اسکا جانشین ہوا پھر جب
 عندالدولہ کی فوجیں آئیں تو حسن بن جعفر مدینہ منورہ بہاگ گیا اور جب عزیز کا رملہ
 میں انتقال ہوا اور نبوای طاہر اور نبو احمد بن ابی سعید میں مخالفت کی پھر گرم
 بازاری ہوئی تو خلیفہ طایع کی جانب سے ایک امیر علوی مکہ معظمہ میں آیا
 اور وہاں پراسکے نام کا خطبہ پڑھنے لگا۔ ^{۳۸۵} ھ میں عزیز نے مصر سے
 بادیس بن زیری صنہاجی براور بلکین والی الشقیہ کو امیر حجاج مقرر
 کر کے روانہ کیا اس نے حرین پر قبضہ کر لیا اور خطبہ دسکا اسکے نام کا جاری
 وقایم کیا۔ ان دنوں عندالدولہ عراق میں اپنے ابن عم نجار کے جہکڑوں
 میں مصروف تھا اس وجہ سے عراق کا قافلہ نہیں آیا۔ بعد اسکے سال آئندہ
 آیا اور ابو احمد موسیٰ نے عندالدولہ کے نام کا خطبہ پڑھا بعد ازاں علم خلافت
 عباسیہ کا خطبہ مکہ معظمہ سے منقطع ہو گیا اور خلفاء مصر عبیدیہ کا ایک زمانہ
 تک خطبہ قایم رہا ابو الفتوح کی شان و شوکت یونانیو مابڑ بھتی گئی اور اسکی امارت

و حکومت کو مکہ معظمہ میں استیقام ہوتا گیا۔ ۳۹۶ھ میں خلیفہ قادر نے عراق کے
 حاجیوں کو حج کرنے کی اجازت دینے کی تحریک کی ابو الفتوح نے اس
 تحریک کو بایں شرط منظور کیا کہ خطبہ حاکم والی مصر کے نام کا پڑھا جائے۔
 حاکم نے یہ سنے ابن جراح امیر طی کو حاجیوں سے چھوڑ چھاڑ کرنے
 کو کہہ بھیجا اس مرتبہ قافلہ حجاج کا امیر شریف رضی اور اسکا بھائی مرتضیٰ ہوتا
 پس ابن جراح ان لوگوں سے بلا اظہار پیش آیا کسی قسم کی چوڑی چھاڑ نہ کی
 اس شرط سے کہ پہر دو بارہ نہ آئیں۔ بعد اسکے ۳۹۹ھ میں حجاج عراق
 سے اصیغر ثعلبی نے جسوقت کہ جزیرہ پر قبضہ حاصل کیا تعرض کیا۔ اتفاق سے
 اس قافلہ میں دو قاری تھے انہوں نے اسکو سمجھایا بوجھایا۔ پہرا سترہ
 سال خواجه کے دیہاتیوں نے حجاج کے قافلہ پر سخت و تاراج کا ہاتھ بڑھایا
 اور ان غریبوں کو لوٹ لیا علی بن یزید امیر بنی اسد انکی تعاقب میں روانہ
 ہوا چنانچہ ۴۰۰ھ میں ان لوگوں سے مدد بھیجی گئی ہوئی پہر سال آئندہ ان لوگوں
 نے یہی حرکت کی۔ علی بن یزید نے دوبارہ انکا تعاقب کیا اور انکی اس جرات
 کی گوشامی دی جس سے علی بن یزید کی بہت بڑی شہرت ہوئی اور اسکی قوم پر
 اسکی سرداری کا یہی قوی سبب ہوا۔ ۴۰۱ھ میں حاکم نے اپنے عمال کو
 ابو بکر و عمر سے تبرا کر کے لکھا۔ ابو الفتوح امیر مکہ نے اس سے انکار
 کیا اور اسبوجہ سے حاکم سے باغی ہو گیا اسکے وزیر ابو القاسم مغربی
 نے خود مختاری حکومت کی ترغیب دی حاکم نے انکے باپ اور اعام (چچا) کو
 قتل کر ڈالا چنانچہ ابو الفتوح نے اپنے نام کا خطبہ دیا الراشد بالسرک القب
 اختیار کیا اور سامان سفر درست کر کے شہر مدینہ کی طرف بہ استدعا ابن جراح
 امیر طی بوجہ اس رنجش کے کہ بایں اسکے اور حاکم کے تہی کوچ کر دیا۔ حاکم

حاکم نے یہ خبر پا کے بنی حراح کو بہت سا مال دے کے مالامال کر دیا ان لوگوں نے ابو الفتوح کے ساتھ بدعہدی کی اور اسکو حاکم کے حوالہ کر دیا اسکا وزیر مغربی معہ ابن سبا کے دیار بکرہ زمین موصل بہاگ گیا اور تہامی رے چلا گیا حاکم نے حرمین شیرین کی رے بند کر دی۔ بعد چندے ابو الفتوح نے حاکم کی اطاعت قبول کر لی حاکم نے اسکی تقصیر معاف کر دی اور امارت مکہ پر بھیج دیا ان سنین میں عراق سے کوئی شخص حج کرنے نہیں آیا تھا۔ ۳۱۲ھ میں اہل عراق کے ساتھ ابو الحسن محمد بن حنفیہ فقیہ طابین حج کرنے کو آیا۔ قبیلہ طی سے بنو نہمان نے جنکا امیر حسان بن عدی تھا حاجیوں کے قافلے سے چمیر چھاڑ کی۔ اہل قافلہ نے سپہ ہو کر مقابلہ کیا اور کمال مردانگی سے بنو نہمان کو ہزیمت دے کے اسکے امیر حسان کو مار ڈالا۔ اس سال مکہ میں ظاہر بن حاکم کا خطبہ پڑھا گیا۔ ۳۱۳ھ کے موسم حج میں اہل مصر میں سے ایک شخص نے حجر اسود پر ایک پتھر کا ٹکڑا کیمنچ مارا جس سے حجر اسود میں گڑھا پڑ گیا شخص اس وقت کہتا چاتا تھا تو کب تک معبود بنا رہے گا اور کب تک تیرا بوسہ دیا جائیگا لوگ اسپر ٹوٹ پڑے اور مار ڈالا اس واقعہ سے اہل عراق کو جوش پیدا ہوا اہل مصر پر حملہ آور ہوئے اور انکے مال و اسباب کو لوٹ لیا اور انکی خوب مرمت کی۔ بعد ازاں ۳۱۳ھ میں عراقی قافلہ کے ساتھ نقیب بن حنفیہ امیر حج ہو کر آیا۔ لیکن عرب کی لوٹ مار سے ڈر کر دمشق شام واپس گیا پھر آئندہ سال حج کو آیا بعد ازاں عراق کے حاجیوں کا قافلہ حج کو نہ آیا تا آنکہ خلیفہ قاہم عباسی نے ۳۲۲ھ میں بیعت خلافت لی اور یہ قصد کیا کہ حاجیوں کا قافلہ روانہ کرنا چاہئے مگر بوجہ غلبہ عرب و انقراض حکومت بنی بویہ اسپر قادر نہوا۔ بعد اسکے مستنصر

بن ظاہر کا خطبہ مکہ معظمہ میں پڑھا گیا بعدہ امیر ابو الفتوح حسن بن جعفر بن محمد بن سلیمان سردار مکہ و بنی سلیمان ۳۳۳ھ میں اپنی حکومت چالیسویں برس انتقال کر گیا بعد اسکے امارت مکہ پر اسکا بیٹا شکر متکون ہوا۔ اس سے اور اہل مدینہ سے چند وقائع پیش آئے جنکے آثار میں اس نے مدینہ منورہ پر یہی قبضہ کر لیا اور حریم شریفین کی زمام حکومت اپنے قبضہ اقتدار میں لے لی اسکے عہد حکومت پر بنی سلیمان کی امارت ۳۳۳ھ میں مکہ معظمہ سے جاتی رہتی ہے اور ہوا ششم کا دور حکومت آجاتا ہے جیسا کہ آئندہ ذکر کیا جائیگا۔

اسی شکر کے نسبت بنو ہلال بن عامر کا یہ خیال ہے کہ اس نے جاریہ نبوت سر جان جو امرارینج سے تہا نکاح کیا تھا۔ یہ جنہ ان کو گول میں دور و در تک مشہور ہے اور چند حکایتیں بھی نقل کی جاتی ہیں جنکو وہ لوگ اپنے زمان کے اشعار سے مرصع کرتے ہیں یہ لوگ اسکو شریف ابن ہاشم کے نام سے موسوم کرتے ہیں۔

ابن حزم کہتا ہے کہ جعفر بن ابی ہاشم نے زمانہ اخشیہ میں مکہ پر قبضہ کیا تھا بعد اسکے بیٹے عیسے بن جعفر اور ابو الفتوح اسکے بیٹے شکر بن ابو الفتوح نے حکمرانی کی بعد اسکی حکومت کا سلسلہ منقطع ہو گیا کیونکہ شکر کی کوئی اولاد نہ تھی اسوجہ سے حکومت مکہ پر اسکا ایک غلام مستولی ہو گیا تھا۔ اتنے کلام ابن حزم۔ یہ ابو ہاشم جبکی طرف جعفر منسوب کیا گیا وہ ابو الہواشم نہیں ہے جکا ذکر آئندہ آنے والا ہے کیونکہ یہ زمانہ اخشیہ میں میں تھا اور وہ عہد خلافت مستنصری میں اور ان دونوں زمانوں میں تفسیراً ایک سو سال کا فرق ہے۔

اخبار دولت ہوا ششم نبی حسن امرار مکہ تا زمانہ الطرض

یہ ہوا ششم اولاد سے ابو ہاشم محمد بن حسن بن محمد بن موسیٰ بن عبد اللہ
ابی الکرام بن موسیٰ جون کے ہیں۔ ان کا نسب مشہور و معروف ہے جس کا ذکر اوپر
بیان کیا گیا۔ ان ہوا ششم اور سلیمان بن یحییٰ نزاعات اور قتل ہوئے جس
وقت شکر نے وفات پائی اس وقت نبی سلیمان کی حکومت کا سلسلہ منقطع
ہو گیا اس وجہ سے کہ اس نے کوئی یادگار سلسلہ نسل نہیں چھوڑا تھا کہ
مرنے پر طبر بن احمد پیش پیش ہو گیا حالانکہ یہ خاندان امارت سے نہ تھا
اسکی شجاعت و مردانگی کی وجہ سے لوگوں نے اسکو اپنا سردار بنالیا
ان دنوں ہوا ششم کا سردار محمد بن جعفر بن ابو ہاشم محمد تھا۔ اس نے
ہوا ششم پر نہایت نیک نامی کے ساتھ حکومت کی اسکی ذاتی خوبیوں کے
وجہ سے اسکا بہت بڑا شہرہ ہوا۔ ۲۵۴ھ میں بعد انتقال شکر ہوا ششم
اور نبی سلیمان میں لڑائی ہوئی ہوا ششم نے نبی سلیمان کو ہزیمت دیکے
سرزمین حجاز سے نکال باہر کیا پس یہ لوگ کہیں چلے گئے وہاں پر انکی
حکومت دریاست تھی جیسا کہ آیتہ ذکر کیا جائے گا۔ اس واقعہ کے
بعد محمد بن جعفر استقلال و استحکام کے ساتھ مکہ منظمہ کی نمارت کرنے
لگا اور تنصر علیہ کی کے نام کا خطبہ پڑھنا شروع کیا۔

بعد ان واقعات کے ۲۵۴ھ سے پہر حایون کی آمد عراق سے بوجہ
سلطان الپرسلان بن داؤد تاجدار سلجوقیہ شروع ہو گئی جس وقت کہ
سلطان الپرسلان بغداد اور خلافت پرستولی ہو گیا اور خلیفہ قاہم نے
سلطان الپرسلان سے اسکی درخواست کی پس اس نے نہایت سہولت

وزرا سے معاملہ میں صرف کیا اور عرب سے ضمانت لی چنانچہ ابو الغنائم نور الدین
 ہمدانی زینی نقیب الطالبین لوگوں کے ساتھ حج کرنے مکہ معظمہ آیا۔ اور اگلے
 سال بیت اللہ الحرام سے واپس ہو کر گیا۔

۵۵۹ھ میں امیر محمد بن جعفر نے عید یون کی اطاعت سے منحرف ہو کر علم
 خلافت عباسیہ کا خطبہ پڑھا شرع کیا اس وجہ سے مکہ معظمہ کی راسخو جمہور
 سے آیا کرتی تھی بند ہو گئی اسپر اہل مکہ نے امیر محمد کو ملامت و نصیحت
 کی تب امیر محمد پر خلفاء عیدین کے نام کا خطبہ پڑھنے لگا خلیفہ قایم نے
 اس تبدیلی پر غائب نمود خط تحریر کیا اور بہت سامان و زینب نظراتیہ قلوب
 بیجا چنانچہ امیر محمد نے ۶۲ھ کے موسم حج میں دوبارہ خلیفہ قایم
 کے نام کا خطبہ پڑھا اور خلیفہ مستنصر علوی کو مصر میں معذرت کا خط روانہ کیا
 بعد اسکے خلیفہ قایم نے ابو الغنائم زینی کو ۶۳ھ میں عراقی قافلہ کا امیر
 مقرر کر کے حج کو فکریجا۔ اس مرتبہ اسکے ساتھ بہت بڑا لشکر تھا اور نیز
 سلطان اسپر سلطان کی طرف امیر مکہ کے لئے دس ہزار دینار اور ایک قیمتی
 خلعت بھی تھی۔ ابو الغنائم اور امیر محمد بن جعفر والی مکہ موسم میں مجتمع
 ہوئے اور حسب تحریر دربار خلافت امیر محمد نے یہ خطبہ دیا اور یہ کہا۔

”الحمد لله الذي هدانا الى اهل بيته بالسراة المصيبة وعوض“

”بيته بليسة الشبا ب بعد لبسة المشيب و امال قلوبنا الے“ .

و اطاعته و متابعه امام الجماعة۔

خلیفہ مستنصر نے خبر ما کے ہوا شہم سے بگڑ گیا اور سلیمان بن کجانب
 مائل ہو گیا۔ علی بن محمد صبحی کو جو اسکی دعوت خلافت کا میں میں افسر اعلیٰ تھا لکھ
 بیجا کہ سلیمان بن کجانب طبع ہو پر حکومت دیجا گئے۔ اور اس کام کے انجام

دینے لگا اسکے ہمراہ مکہ روانہ ہو چنانچہ صبحی فوجین مرتب و طیار کر کے سلیمان یون کو
 حکومت مکہ دلانے کو روانہ ہوا سفر و قیام کرتا ہوا پہنچا۔ سعید بن حجاج احوال
 جو بنی صبیحی سے کسی زمانہ میں مغلوب ہو گیا تھا منہ سے اگیا اور عنقا میں داخل
 ہو کر لوٹ مار شروع کر دی۔ صبیحی نے یہ خبر پانے کے ستر آدمیوں
 سے لے لیا چھپا لیا اس وقت سعید کے ہمراہ پانچ ہزار سپاہی تھے سعید نے
 اس سے مطلع ہو کر صبحی پر حملہ کر دیا اور مار ڈالا۔ اس واقعہ کے بعد امیر
 محمد بن جعفر نے ترکی فوجوں کو فراہم کر کے مدینہ منورہ پر دبا دیا اور نبی بن
 کو دہان سے نکالے خود قبا لہن اور متصرف ہو گیا۔ مدینہ منورہ پر قبضہ کر لینے
 سے امیر محمد حرمین شریفین کا والی بن پڑھا۔ اس اثنا میں خلیفہ قایم
 عباسی نے انتقال کیا اسکے مرنے سے جو کچھ دربار خلافت بغداد سے
 مکہ معظمہ آتا تھا بند ہو گیا پس امیر محمد بن جعفر نے خلافت عباسیہ کا
 خطبہ پڑھنا بند کر دیا۔ اگلے سال ابوالفتح نجم زبیدی پر حج کرنے کو آیا اور جعفر
 مال و زر دربار خلافت کی جانب سے امیر محمد کو دیا جاتا تھا کمال کا کل ادا و بیاق
 کیا تب امیر محمد نے پر عباسیہ کا خطبہ پڑھنا شروع کیا۔ بعد ازاں
 ۲۴۷ھ میں خلیفہ مقتدی نے ایک ممبر بطرز جدید مکہ معظمہ روانہ کیا یہ ممبر لکڑی
 کا تھا نقش و نگاروں کا بنایا تھا اور سونے ہی سے اس پر خلیفہ مقتدی کا نام لکھا
 ہوا تھا۔ اس مرتبہ امیر قافلہ حجاج خلع ترکی تھا یہ پلا شخص ہے جو ترکوں سے
 امیر حج ہو کر مکہ معظمہ آیا تھا یہ کوفہ کا والی تھا۔ اس نے عرب کو جمعہ ستایا اور
 اپنی طرح طرح کے ظلم و ستم کئے۔ اتفاق سے مابین شیعہ اور اہل سنت
 و جماعت کے جھگڑا ہو گیا۔ ممبر توڑ کر چلا دیا گیا مگر جو بنیوں حج کے مناسک پور
 کئے گئے۔ پر ۲۴۸ھ میں مابین شیعہ اور اہل سنت و جماعت آتش فتنہ و

اور اسکے محاسن اور معدلت کی تعریف کرنے لگا۔ نظر خادم امیر حجاج قافلہ عراق کے ساتھ حج کو آیا خلعت اور مال و زرا میر مکہ کے دینے کو ہمراہ لایا بعد ازان ۵۲۵ھ میں ابو قلیبہ نے اپنی حکومت کے دس سال پورے کر کے وفات پائی اس وقت تک خلافت عباسیہ کا خطبہ مکہ معظمہ میں پڑھا جاتا تھا اور قافلہ حجاج کی امارت پر نظر خادم تھا۔

بعد چندے خلیفہ مسترشد اور سلطان محمود کے جنگ طے پیش آئے اور اسکا واقعہ قتل و قوع پذیر ہوا جس سے حاجیوں کے قافلہ کی آمد بند ہو گئی۔ اسکے اگلے سال نظر خادم بہر امیر حجاج ہو کر قافلہ کے ساتھ آیا اسمار صبیحہ والیہ میں نے قاسم بن ابو قلیبہ کے پاس سفارت بھیجی اور اس سے خلیفہ عافط کے خطبہ موقوف کرنے کا وعدہ کیا اتفاق یہ کہ اسکی موت آگئی جس سے امدد لغائے اسکے شر سے اسکو بچا لیا۔ چونکہ ان ستین میں فتنہ اور فسادات آئے دن وقوع میں آتے رہے اور گرانی بھی جید تھی اس وجہ سے حاجیوں کی عراق سے آمد بند ہو گئی۔ ۵۲۳ھ میں نظر خادم امیر حج ہو کر عراق سے مکہ معظمہ کو روانہ ہوا۔ شمار راہ میں راہی ملک عدم ہو گیا بجائے اسکے اسکا آزار ظلام قیاز امیر قافلہ ہوا۔ باونیشینا عرب نے یہ خبر یاد کے قافلہ کو بوٹ لیا مگر سال ۵۲۵ھ سے قیاز ہی امیر حج ہو کر قافلہ کے ساتھ آیا کیا اور مکہ معظمہ میں ۵۲۵ھ تک خلافت عباسیہ کا خطبہ پڑھا جاتا رہا بعد اسکے خلیفہ مستنجد کی خلافت کی بیعت کی گئی۔ اسکے نام کا بھی خطبہ مکہ معظمہ میں پڑھا گیا جیسا کہ اس کے باپ مقفی کا خطبہ پڑھا جاتا تھا ۵۲۵ھ میں قاسم بن ابو قلیبہ مارڈا لایا خلیفہ مستنجد نے قافلہ حجاج عراق کے ساتھ حاکمین ترکی کو امیر مقرر کر کے روانہ کیا۔ اس شمار میں دولت عبید میں دور

حکومت مصر میں منقضی ہو گیا اور سلطان صلاح الدین بن نجم الدین ایوب مصر کی حکومت پرستولی ہو گیا پس اس نے مکہ اور یمن کو بھی اپنے دائرہ حکومت میں داخل کر لیا اور حرمین میں خلافت عباسیہ کا خطبہ پڑھا جس نے نگار ۵۸۵ھ میں خلیفہ مستغنی نے وفات پائی اسکا بیٹا ناصر یہ خلافت پر متمکن ہوا اسکے نام کا بھی خطبہ حرمین میں پڑھا گیا اسکی مان ۵۸۵ھ میں حج کرنے کو آئی جب واپس ہو کر دار الخلافہ بغداد پہنچی تو خلیفہ ناصر سے وہ سب حالات بتلائے جو اسکو زمانہ حج میں عیسیٰ بن قاسم والی مکہ کے معلوم ہوئے تھے خلیفہ ناصر نے اسکو امارت مکہ سے معزول کر کے اسکے بھائی مکثر بن قاسم کو سند امارت عطا کی یہ جلیل القدر شخص تھا۔ اس نے ۵۸۹ھ میں وفات پائی جس سنہ میں کہ سلطان صلاح الدین کا انتقال ہوا تھا۔ اس کے بعد سے ہوا ششم کی حکومت میں ضعف پیدا ہو گیا۔ ابو عزیز بن قنادرہ عورتوں کی طرف سے اس سے نسبتاً منسوب ہوتا تھا ان کے بعد انکا جانشین ہوا اور اسکے ہاتھوں سے حکومت مکہ کو نکال لیا اور انکا دور حکومت منقضی ہو گیا والبقار للہ۔

اخبار حکومت بنی قنادرہ

بنو قنادرہ نے ہوا ششم کے بعد جب کا ذکر کیا ہے کہ معظمہ پر حکومت کی موسے جون کی اولاد سے جب کا ذکر بنی حن کے ضمن میں ہو چکا ہے عبد اللہ ابو الکرام نامی ایک شخص تھا جیسا کہ علماء نسب بیان کرتے ہیں اسکے تین بیٹے تھے سلیمان، زید اور احمد۔ انہیں سے اسکی اولاد کا سلسلہ چلا۔ زید کی اولاد آج کل صحرا میں نہر حسنہ پر ہیں اور احمد کی اولاد حنا میں۔ بانی رہا سلیمان اسکے نسل سے مطاعن بن عبد الکریم بن یوسف بن عیسیٰ بن سلیمان ہوا۔

مطاعن کے دو بیٹے ادریس اور ثعلب ثعالیہ جازمین تھے۔ ادریس سے
دو لڑکے پیدا ہوئے ایک قتادہ نابغہ دو سدا صرخہ صرخہ سے ایک گروہ کا سلسلہ
چلا جو شکرہ کے نام سے معروف و مشہور ہیں۔ قتادہ نابغہ کی کنیت
ابو عزیز تھی اسکے لڑکوں سے علی اکبر اور اسکا حقیقی بہائی حسن تھا۔ حسن کے
چار لڑکے تھے ادریس، احمد، محمد اور جان۔ امارت ینیع کی اسکے اعقاب میں
تھی۔ انہیں میں سے اس وقت دو امیر اسکے امارت کرتے ہیں جو ادریس
بن حسن بن ادریس کی اولاد سے ہیں۔ اور ابو عزیز قتادہ نابغہ کی اولاد ان دنوں
امرا مکہ معظمہ میں نبو حسن ان دنوں جبکہ مکہ میں ہوا ششم کی حکومت کا دور
تہا نہر علقمیہ وادی ینیع میں سکونت پذیر تھے اور یہ سب کے سب خانہ بدوش
بادیہ نشین تھے پس جب وقت قتادہ اپنے خاندان میں نشو و نما یا کر سن شعور
کو پہونچا تو اپنی قوم کو جو کہ مطاعن کی اولاد سے تھی جمع کیا اور ان مرتب و مسلخ
کر کے حملہ کر دیا۔ وادی ینیع میں اس وقت بنو خراب جو کہ عبداللہ بن حسن بن
حسن کی اولاد سے تھے اور بنو عیسیٰ بن سلیمان بن موسیٰ جو ان حکومت
کر رہے تھے پس ان سے اور بنو مطاعن مذکور سے معرکہ آرا ملی ہوئی اس
وقت بنو مطاعن کا امیر ابو عزیز قتادہ تھا چنانچہ ابو عزیز قتادہ نے امرا ینیع
کو ینیع سے نکال باہر کر کے ینیع اور صفراء پر قبضہ کر لیا۔ اور آہستہ آہستہ
اپنی فوج اور غلاموں کو ضرورت کے موافق بڑھالیا۔

ابو عزیز قتادہ عہد خلافت خلیفہ مستنصر عباسی چوٹی صدی ہجری کے
وسط میں تھا اس وقت مکہ معظمہ کی زمام حکومت جعفر بن ہاشم بن حسن بن
محمد بن موسیٰ بن ابی الکرام عبداللہ کی اولاد کے قبضہ میں تھی جو کہ ہوا ششم
سے تھا اور مکہ میں عیسیٰ بن قاسم انکا جانشین ہو گیا تھا جس نے مکہ

کوہ ابو قیس پر قلعہ تعمیر کرایا تھا اس نے ۸۵ھ میں وفات پائی۔ پس قتادہ نے فوجیں آراستہ کر کے مکہ معظمہ پر چڑھائی کی اور اس کو اُن کے قبضہ سے نکال لیا۔ قبضہ حاصل کرنے کے بعد خلیفہ ناصر عباسی کے نام کا خطبہ پڑھا اور تقریباً چالیس سال تک اس مقدس شہر پر حکومت کرتا رہا۔ اس کی حکومت کو حدوجہ کا استحکام و استقلال حاصل ہوا تمام اطراف میں اس کی حکومت پھیل گئی۔ ۹۳ھ میں وجہ التبعیہ ترکی (خلیفہ ناصر کا غلام) امیر قافلہ ہو کر حج کرنے کو آیا مگر خوف عرب اتنا رواہ سے بھاگ گیا قافلہ کو عرب نے لوٹ لیا۔ ۹۸ھ میں ایک شخص حاجیان عراق سے شریفین مکہ پر جو کہ قتادہ کے اعزہ سے تھا حملہ کر کے قتل کر ڈالا شہر فارمکہ نے امراء قافلہ پر اس کا الزام لگایا اور سچوٹن جمع ہو کر قافلہ پر حملہ کر دیا اور انہیں سے ایک گروہ کشمیر کو قتل کر ڈالا۔ بعد اسکے شہر فارمکہ کے تالیف قلوب کی نظر سے دار الخلافہ بغداد سے بہت سا مال و زر مکہ معظمہ روانہ کیا گیا قتادہ نے بھی اپنے لڑکوں میں سے ایک لڑکے کو خلافت ماب کے راضی کرنے کو بغداد بھیجا چنانچہ فریقین کے قلوب صاف ہو گئے۔

۱۱۵ھ میں بعد خلیفہ ناصر تاجدار دولت عباسیہ عادل بن ایوب اور بعد ان دونوں کے کامل بن عادل کے نام کا خطبہ مکہ معظمہ میں پڑا گیا تھا اور ۱۱۶ھ میں تاناریون نے خروج کیا۔

قتادہ عادل تھا اسکے زمانہ میں نہایت امن و امان رہا اس نے خلفاء اور ملوک میں سے کسی کے ساتھ زیادتی اور کشمیں نہیں کی۔ یہ کہا کرتا تھا کہ میں خلافت و امارت کا مستحق ہوں۔ دار الخلافہ بغداد سے مال و زر اور خلعت ہمیشہ اسکے لئے آیا کرتی تھی ایک بار خلیفہ ناصر نے اس کو بلا بھیجا

تھا۔ اس نے جو ابابیکہ خدا شاعر کہہ بھیجے۔

ولی کف ضرغام اول بسطها	واشری بها عز الوری رابع
تقل ملوک الارض تلثم ظہرہا	وفي بغضها اللحد بین رابع
اجعلها تحت الرحائم تنفی	خلاصا لها انی اذ الوضیع
وما انا الا المسک فی کل بقعہ	یضوع واما عندکم فیضیع

اس کا داررہ حکومت بہت وسیع ہوا کہ معظمہ مہم، اطراف سین۔ بلاد نجد اور بعض اعمال مدینہ منورہ پہ اس کی حکومت کا سپرہرہ کامیابی کی ہوا میں ہلکا رہا تھا۔ سائنہ میں اس نے وفات پائی کہا جاتا ہے کہ اس کے بیٹے حسن نے اس کو زہر دے دیا تھا۔ بھنے کہتے ہیں کہ حسن نے زہر نہیں دیا تھا بلکہ ایک لونڈی کو روپیہ دے کے ملا لیا تھا پس اسے حسن گورات کے وقت جبکہ قتادہ سو گیا تھا مجلس امین بلا لیا حسن نے پہونچکے اپنے باپ قتادہ کا گلا گھونٹ کر مار ڈالا اور سب سے اس کے خود کہ معظمہ پر حکمرانی کرنے لگا راج بن ابو غزیز قتادہ کو کسی ذریعہ سے اس کی جہد لگ گئی۔ امیر حج اقیاش ترکی سے اس واقعہ کی شکایت کی اقیاش ترکی نے انصاف اور تعیش واقعہ کا وعدہ کیا حسن نے اس سے مطلع ہو کے کہ معظمہ کے دروازے بند کر لئے اور اس کے چند امرا نے شہر سے نکل کے باب معلے کے قریب امیر اقیاش سے جنگ کی چیلر چیلر کی۔ ایک دوسرے سے گتہ گیا نتیجہ یہ ہوا کہ سہ ترجمہ۔ میر پنجہ شیر کا ہے کہ اسے گھوٹنے سے میں لوگوں کو ذلیل کرتا ہوں اور اسے عوض عزت دیا تو خیر کرتا اور چتا ہوں۔

سہ باوشا میں جہان اس کے درجہ کے پشت پر بوسہ دیتے ہیں اور اس کا نیچہ کا باطن قطار میں کیلئے بیچ ہے کہ کیا میں اس کو چمکی کے نیچے دباؤں پہ اس کی خلاصی کی کوشش کروں اگر ایسا کروں تو میں کیونہ ہوں۔

سہ میں ہر جگہ پر شک کی طرح خوشبو کرتا ہوں مگر تیرے نزدیک فیل ہوں۔

امیر اقیاش مارا گیا ان لوگوں نے اس کے نقش کو مابین صفار و مروہ لے جا کے آویزاں کر دیا۔ بعد اسکے ۶۲ھ میں مسعود بن کامل یمن سے لڑا اور حج کیا بعد فراغ حج حسن سے صفار و مروہ کے میدان میں معرکہ آرائی کی اس واقعہ میں حسن کو ہزیمت ہوئی مسعود نے مکہ پر قبضہ کر کے اپنی کامیابی کا جھنڈا کھڑا کیا۔ دربار خلافت تک یہ خبر پہنچی تو خلافت مآب نے مسعود سے اس احمد نیز ان حرکات پر جو اس نے مکہ معظمہ میں کئے تھے ناراضگی ظاہر فرمائی اور بیحد غصہ کیا۔ مسعود کے باپ نے بھی مسعود کو بیزاری اور نفیرین خط لکھ بھیجا جس کا مضمون یہ تھا۔

”وہ میں تجھ سے بری اللہ وہ ہوں اے سخت دل تو نے بڑا غصہ ڈھایا مجھے“

”قسم ہے کہ مجھے موقع مل گیا تو میں تیرا سیدھا ہاتھ کاٹوں گا تو نے بیشک“

”وہ دین اور دنیا دونوں کو پس پشت ڈال دیا الاحول ولا قوۃ الا باللہ العلیٰ اعظم“

اس سے مسعود کی گرمی و داغ و زرافندہ ہوئی شرفار مکہ کے خون بہا دیتا اور آگے۔ اس معرکہ میں اس کا ایک ہاتھ بیکار ہو گیا تھا۔

حسن بن قنادہ بغرض دادخواہی بغداد کی طرف روانہ ہوا تنہا شام جزیرہ اور عراق کی خاک چھانتا ہوا دارا خلافت بغداد میں داخل ہوا ترکوں نے اس کی آمد کی خبر پا کے بعض امیر اقیاش اس کے قتل کی فکر کی لیکن اہل بغداد ترکوں کو اس فعل سے روک دیا۔ تاہم ۶۲۳ھ میں اس نے بغداد ہی میں وفات پائی اور شہد کاظم میں مدفون ہوا بعد ازاں ۶۲۶ھ میں مسعود بن کامل مکہ معظمہ میں مر گیا اور معلیٰ میں دفن کیا گیا۔ مکہ کی تمام حکومت اس کے سپہ سالار فخر الدین بن شیخ کے قبضہ میں رہی اور یمن کی امارت پر امیر ابیوش عمر بن علی بن رسول رہا۔

۶۲۹ھ میں راجہ بن قتادہ نے عمر بن علی بن رسول کی فوجین لے کے
 مکہ معظمہ کا قصد کیا چنانچہ ۶۳۰ھ میں اس مقدس شہر کو فخر الدین بن شجاع قبضہ
 سے نکال لیا فخر الدین شمر بن جاکہ دم لیا۔ بعدہ ۶۳۲ھ میں مصری فوجین بصرہ کو
 امیر جبریل مکہ معظمہ کی طرف بڑھیں اور بزور تیغ اس پر قبضہ کر لیا۔ راجہ
 حسین بہاگ گیا پھر عمر بن علی معاویہ اپنی فوج کے راجہ کے ہمراہ اسکی کمک کو آیا۔
 مصری فوجین مکہ معظمہ خالی کر کے بہاگ گئیں راجہ نے مکہ معظمہ پر کامیابی کے
 ساتھ قبضہ حاصل کر لیا اور خطبہ میں بعد خلیفہ مستنصر عباسی کے عمر بن علی کا نام
 پڑا۔ اور جب تاتاریوں نے عراق کو ۶۳۴ھ میں دبا لیا اور ان لوگوں کی حکومت
 مستحکم ہو گئی اور یہ رفتہ رفتہ اربل تک پہنچ گئے تو خلیفہ مستنصر نے
 بوجہ جہاد کج بند کر دیا۔ اس بابت مستنصر نے علماء سے استفسار کیا تھا
 بعد اس کے ۶۳۵ھ میں خلیفہ مستنصر نے حلیوں کا قافلہ اپنی مان کے ہاتھ
 روانہ کیا اور کوفہ تک اسکی مشایعت کی۔ اس مرتبہ یہ واقعہ پیش آیا کہ ایک ترکی
 نے مشرعیہ مکہ کو مارا راجہ نے خلافت مآب کی خدمت میں اسکی شکایت
 کی۔ اس جرم کے پاداش میں اس ترکی کے ہاتھ کاٹ ڈالے گئے۔
 اسکے بعد پھر حاجیوں کی آمد بند گئی اور ایک زمانہ تک حج موقوف رہا۔ پھر
 موطنی امام زید یہ کی حکومت کا سکہ مین میں چلنے لگا اس نے خلافت عباسیہ
 کے خطبہ موقوف کر دینے کا ارادہ کیا یہ امر منظر بن عمر بن علی بن رسول کو ناگوار
 گزرا خلیفہ مستنصر اس سے مطلع کر کے حاجیوں کے قافلہ روانہ کرنے کی غرض
 سے وی لیکن کچھ کار براری نہوی اور موطنی امام زید یہ اپنے ارادہ میں کامیاب ہو گیا
 ۶۵۱ھ میں جہان بن حسین بن قتادہ دمشق میں ناصر بن عزیز بن ظاہر بن ایوب
 کی خدمت میں ابوسعید کے خلاف فوجی امداد حاصل کرنے کو اس بنا پر گیا

کہ والی عین کا ذکر مکہ معظمہ سے موقوف کر دیا جائے چنانچہ ناصر نے جہان کو فوجی ردوی اور جہان مکہ معظمہ آیا ابو سعید نے مقابلہ کیا بالآخر ابو سعید حرم میں مارا گیا ساتھ ہی اسکے جہان نے ناصر کے ساتھ یہ عمدہ شکنجی کی کہ بعد کامیابی والی عین ہی کے نام کا خطبہ پڑھا۔

ابن سعید روایت کرتا ہے کہ ۳۵۱ھ میں مجھے جس وقت کہ میں سرزمین مغرب میں تھا یہ جب پہونچی کلچ بن قتادہ مکہ آیا ہوا تھا یہ ایک عمر اور سن شخص تھا اطراف میں مقام سیدین میں رہتا تھا پس اس نے مکہ میں پہونچ کر جہان بن حسن بن قتادہ کو مکہ سے نکال دیا جہان بیع چلا گیا۔ پھر ابن سعید نے لکھا ہے کہ ۳۶۲ھ میں یہ خبر ملک مغرب میں پہونچی کہ حکومت مکہ کی مابین ابونہی بن ابو سعید جبکہ جہان نے امارت مکہ حاصل کرنے کی غرض سے مارڈالا تھا اور غالب بن راجح جس نے جہان کو بیع کی طرف نکال دیا تھا دائر و سائر ہے بعد ازاں ابونہی کے قدم حکومت مکہ پر جم گئے اور اس نے اپنے باپ ابو سعید کے قاتلون کو بیع کی جانب شہر بدر کر دیا جکے نام اور میں، جہان اور محمد تھا۔ انہیں سے اور میں نے تھوڑے دنوں تک مکہ کی امارت کی تھی ان لوگوں نے بیع میں پہونچکے پہراپی حکومت کی بنا مارڈالی چنانچہ اس وقت تک انکی چھٹی نسلیں بیع کی حکمران ہیں۔

ابونہی نے تقریباً سچاس برس تک مکہ معظمہ میں امارت کی آخری ساتویں صدی ہجری یا اسکے بھیس بعد مر گیا اور بوقت وفات تیس لڑکے چھوڑ گیا۔

امارت بیہمی

ابونہی کے مرنے پر مکہ معظمہ کی زمام حکومت اسکے بیٹوں ریشہ اور

حمیضہ کے قبضہ اقتدار میں گئی اور یہ دونوں بالاشتراك حکومت کرنے لگے۔ عقیفہ اور ابوالغیث نے ریشیہ اور حمیضہ سے دربارہ امارت مکہ معظمہ جبکہ اکیا ریشیہ اور حمیضہ نے ان دونوں عقیفہ اور ابوالغیث کو گرفتار کر کے جیل میں ڈال دیا اتفاق سے انھیں دونوں پیرس جاسٹس کے حوالہ ملک الناصر کے مالک محروسہ کامصر میں شروع زمانہ حکومت منظم و مدبر تھا کہ پہونچا اور اسے عقیفہ اور ابوالغیث کو قید سے رہا کر کے کرسی حکومت پر بٹھا دیا اور ریشیہ اور حمیضہ کو مصر بھیج دیا۔ سلطان نے ان دونوں کو ہمراہی اپنی فوج کے پہلے امارت مکہ پر واپس کیا۔ عقیفہ اور ابوالغیث تو مکہ ہی میں تھے بعد چدر کے اسپین پر لڑنے لگے۔ یہ لڑائیاں بغیر حصول امارت مکہ باہین ان لوگوں کے ہونا شروع ہوئی تھیں ایک مدت تک ہوتی رہیں اور یکے بعد دیگرے برابر ہوتی گئیں انہیں لڑائیوں کے آثار میں ابوالغیث میدان مرمین مرگیا۔

بعد اس کے حمیضہ اور ریشیہ میں دربارہ امارت منارعت و مخالفت پیدا ہوئی ریشیہ ۱۱۵ھ میں الملک الناصر کی خدمت میں اصرار شاہی اور عساکر سلطانی سے امداد طلب کرنے کو گیا حمیضہ یہ خبر پا کے کہ میری مخالفت پر شاہی اصرار اور سلطانی فوجیں آ رہی ہیں اہل مکہ کے مال و اسباب کو لوٹ کر ہباگ گیا مگر بعد واپسی عساکر سلطانی پہر مکہ آیا۔ دونوں ہبا یون نے باہم مصالحت کر لی اور بالاتفاق حکومت کرنے لگے۔ پھر عقیفہ نے ۱۱۹ھ میں ریشیہ اور حمیضہ کی مخالفت کی اور بغیر اس اعتماد سلطان کی خدمت میں حاضر ہوا چنانچہ شاہی امداد حاصل کر کے مکہ معظمہ پہونچا اور قبضہ کر لیا ریشیہ کو گرفتار کر کے جیل میں ڈال دیا مگر بعد چندے ۱۲۰ھ میں جس وقت کہ سلطان حج سے آرہا تھا رہا کر دیا۔ ریشیہ تو سلطان کے ساتھ مصر چلا آیا اور حمیضہ فرار کر گیا تا آنکہ سلطان سے امن کی درخواست

کی سلطان نے امن دے دی۔ سلطان کے ساتھ ایک گروہ حمیضہ کے
خدا کا تہادہ لوگ اسکے زمانہ بغاوت و مخالفت میں مصر سے اس کے پاس
بھاگ آئے تھے حمیضہ کے پاس پہنچے تو یہ معلوم ہوا کہ حمیضہ نے سلطان
کے علم حکومت کی اطاعت قبول کر لی ہے خوف غالب ہوا کہ اگر حمیضہ
کے ہمراہ سلطانی دربار میں ہم حاضر ہوئے تو سلطان ہم لوگوں کو سزا
موت دے دیگا۔ سبھوں نے متفق ہو کر حمیضہ کو مار ڈالا اور سر
اوتار کر سلطان کی خدمت میں لائے یہ خیال کر کے کہ سلطان ہم سے
خوش ہو جائے گا۔ ریشہ کو اس سے متنبہ ہوا۔ اپنے بہائیوں کے قاتلوں
کو قتل کیا اور باقی جو شریک تھے ان سے درگزر کیا۔ بعد ازاں سلطان
نے ریشہ کو آزادی عنایت فرما کے اسکے بہائی عقیفہ کے ساتھ
امارت و حکومت مکہ معظمہ میں شریک کر دیا۔ تھوڑے دنوں بعد میں عقیفہ مر گیا
اور ریشہ استقلال کے ساتھ مکہ معظمہ پر حکومت کرنے لگا تا آنکہ بڑا ہوا
بڑھا ہوا اور مر گیا

ریشہ کے حالات حیات میں اسکے دو بیٹوں ثقبہ اور عجلان نے بڑھاپے
اس کے امارت مکہ باہم تقسیم کر لی تھی مگر پھر ریشہ نے اس تقسیم کو الٹ پھیر
کرنا چاہا ان دونوں بہائیوں نے اس کو منظور نہ کیا اور اپنی اپنی حکومتوں
پر اسکے ساتھ قائم رہے۔ بعد چند ہیے دونوں بہائیوں میں جب گڑا شروع
ہوا ثقبہ مکہ چھوڑ کر نکل گیا اور عجلان بدستور مکہ میں حکومت کرتا رہا پھر ثقبہ نے
اپنی گزری ہوئی حالت درست کر کے عجلان کو مکہ معظمہ میں مغلوب کر دیا۔
عجلان باوجود مغلوب ہونے کے ثقبہ کی مقاومت اور مقابلہ کرتا رہا تا آنکہ
دونوں بہائی ۱۶۵۷ء میں لڑنے جب گڑا نے مصر پہنچے حکمران مصر نے ان

سے عجلان کو مکہ کی سند حکومت عطا کی۔ نقبہ ناراض ہو کر زمین حجاز چلا گیا اور وہیں قیام کر دیا۔ زمانہ قیام حجاز میں کئی بار مکہ پر حملہ آور ہوا۔ عجلان اسے دن لڑائیوں سے تنگ ہو کر ۶۲ھ میں بغرض استمداد مصر گیا اور وہاں سے شاہی فوج لے کر نقبہ کے مقابلہ پر آیا۔ دونوں بہائیوں میں کہان لڑائی ہوئی نتیجہ یہ ہوا کہ نقبہ مارا گیا اور اسکی فوج کا کچھ حصہ بھی اس معرکہ میں کام آگیا۔

عجلان اپنے زمانہ امارت میں عدل و انصاف کے راستہ پر نہایت سلامت روی سے چلا جا رہا تھا اس ظلم اور زیادتی سے منزلوں دور تھا جو اس کی قوم تجارت پیشہ اصحاب اور مجاورین بیت المقدس کے ساتھ کیا کرتی تھی اس نے اپنے زمانہ امارت میں غلاموں کا ٹکس جو حجاج پر تھا موقوف کر کے شاہی خزانہ سے انکی تنخواہیں اور وظائف مقرر کر کے جو ایام حج میں ان کو ادا کئے جاتے تھے یہ امر سلطان مصر کی زندہ یادگاروں اور حسنا سے تھا جبکی کوشش امیر عجلان نے کی تھی جزاء اللہ خیراً اسی عدل و داد اور قہر سلیمین پر عجلان قایم رہا یہاں تک کہ ۶۷ھ میں انتقال کیا۔

عجلان کی وفات پر اسکا بیٹا احمد بجائے اسکے متمکن ہوا۔ احمد اپنے باپ عجلان ہی کے حالت حیات سے امور سیاست کا انصرام و انتظام کر رہا تھا اور حکومت میں اسکا شریک تھا عجلان کے مرنے پر وہی مراسم عدل و انصاف احمد نے قایم و جاری رکھے جو اسکے باپ کے عہد حکومت میں تھے تمام عالم میں اسکے عدل و داد اور حق پسندی کا شہرہ ہو گیا حجاج اور مجاورین بیت المقدس اس کی تعریف و توصیف کرنے لگے اللہ اکبر الظاہر ابو سعید برقوق والی مصر نے اسکے محاسن کے تذکرہ شکر اپنی طرف

سے اس کو سند حکومت عطا کی جیسا کہ اسکے باپ کو دربار شاہی سے عطا ہوئی تھی اور حسب دستور قدیم خلعت بھی پہچی۔

امیر احمد کے قید خانہ میں اسکے اعزہ و اقارب کا ایک گروہ مقید رہا از انجلہ اسکا بھائی محمد اور محمد بن نقبہ اور عثمان بن مغاس (یہ احمد کا چچا تھا) وغیرہم تھے احمد کے انتقال ہو جانے پر یہ لوگ قید خانہ سے نکل بہا گئے محمد بن عثمان نے اس تغیر کا احساس کر کے اس وقت زمام حکومت اپنے ہاتھ میں لے لی اور حکمت عملی ان سبھوں کو واپس بلا لیا صرف عثمان بن مغاس سرگردان و حیران مصر پہنچا اور سلطان مصر سے بمقابلہ محمد کو بیت امداد طلب کی چنانچہ سلطان مصر نے اس کی کمک پر ایک فوج متعین کی اور امیر قافلہ حجاج کے ساتھ حالات اصلی اور واقعات حقیقی دریافت کرنے کو اس کو روانہ کیا اتفاق یہ کہ فرقہ باطنیہ کا ایک گروہ ان کے ساتھ ہو لیا تھا۔ پس جس وقت محل حب پر غلاف کعبہ تھا کہ معظمہ کے قریب پہنچا اور محمد اسکے لیے کو مکہ معظمہ سے باہر آیا اور حسب عادت قدیمہ اسکے بوسہ دینے کو محمد بڑا باطنیوں نے دفعہ وار کر دیا محمد زخمی ہو کر زمین پر آ رہا اور محل معہ قافلہ حجاج مکہ معظمہ میں داخل ہوا امیر حجاج نے عثمان بن مغاس کو امارت مکہ پر مامور کیا۔ کیش اور اسکے ہوا خواہ ہاک کچدہ پہنچے۔ پھر جب زمانہ حج منقضی ہو گیا اور قافلہ حاجیوں کا واپس ہو کر چلا تو ہمیشہ کے لشکر آراستہ کر کے معہ اپنے ہمراہیوں کے مکہ معظمہ پر حملہ کر دیا اور چاروں طرف سے اس پر محاصرہ ڈال دیا عثمان بن مغاس اور کیش میں متعدد لڑائیاں ہوئیں۔ انہیں لڑائیوں میں سے کسی لڑائی میں کیش مارا گیا علی بن عثمان اور اسکا بھائی حسن سند یاد کی صورت بنائے ہوئے الملک الظاہر

والی مصر کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ الملک الظاہر نے یہ خیال کر کے کہ ماہدہ
 قتنہ و فناد اس وقت تک منقطع نہوگا جب تک ان کو بھی حکومت مکہ میں حصہ نہ دیا
 جائے ۹۹ھ میں ان کو بھی سند حکومت عطا کی اور عنان بن مغاس کے
 ساتھ امارت میں شریک رہنے کا حکم دیا چنانچہ علی و حسن امیر قافلہ حج
 کے ساتھ مکہ معظمہ کو روانہ ہوئے۔ جب وقت مکہ معظمہ کے قریب
 قافلہ پہنچا عنان حسب دستور امیر حج کے استقبال کو آیا لیکن یہ خبر
 پانے کے کہ اسی قافلہ میں علی و حسن ہی ہیں افتاء راہ سے بہاگ گیا علی نے
 مکہ میں داخل ہو کر زمانہ حکومت مکہ اپنے قبضہ اقتدار میں لے لی اور استقلال
 و استحکام کے ساتھ حکومت کرنے لگا۔ پھر جب ایام حج منقضی ہو گئے اور حاجیان
 کا قافلہ لوٹ کھڑا ہوا تو عنان مع اپنے بنو عم مبارک اور ایک گروہ شرفار
 عرب کے مکہ پر حملہ آور ہوا اور پہونچتے ہی علی کا مکہ معظمہ میں محاصرہ کر لیا
 امارت و ریاست کی بابت جھگڑے ہونے لگے پھر خود بخود یہ جھگڑے
 موقوف ہو گئے بعد چندے پہر وہی لیل و نہار آگئے اور لڑائی کی ہر چہیڑ چار
 شروع ہو گئی۔ اسی حالت سے اس وقت تک یہ لوگ چلے آئے
 ۹۹ھ میں ان لوگوں کا ایک وفد (ڈیپوٹیشن) سلطان کی خدمت میں مصر
 پہونچا۔ سلطان نے علی کو بلا انفراد سند حکومت عطا کی خلعت اور جایز
 دئے۔ نوچین اور خدام عنایت فرماہے اور عنان بن مغاس کو اپنے
 دربار میں رکھ لیا۔ حسب رتبہ اسکی تنخواہ مقرر کی اور اپنے اراکین دولت
 میں شامل کر لیا اسکے چند دنوں بعد سلطان تک یہ خبر پہونچی کہ
 عنان بن مغاس کے دماغ میں پھر امارت مکہ کی ہوا سانسائی ہے اور امیر
 مکہ علی بن عجلان سے دوبارہ امارت لڑنے کی عرض سے حجاز کی طرف

عجلان (۱۹۷۱ء)

چھپکر چلے جانے کا ارادہ کرتا ہے سلطان نے اس کو گرفتار کر کے
 جیل میں ڈال دیا۔ علی بن عجلان کو اس واقعہ کی خبر لگی تو اس نے بھی اُن
 شہ فارمکہ کو جو عنان کے ہوا خواہ اور ہمدرد تھے گرفتار کر لیا پھر انکو
 براہ احسان رہا کر دیا۔ اُن احسان فراموشوں اور محسن کشوں نے امارت
 کی بابت پر جھگڑا شروع کر دیا اور علی بن عجلان کے ساتھ اسوقت
 تک لڑ جھگڑ رہے ہیں وَاللّٰہُ متولی الامر لا رب علیہم

اخبار حکومت بنی مہنی امرا مدینہ نبویہ بنی حسین

مدینہ منورہ میں انصار اوس و خزرج کا شہر ہے جیسا کہ مشہور و معروف
 بعد ازاں تمام عالم میں جس وقت کہ اسلامی فتوحات کی موجیں بڑے
 بڑے سلاطین کی مستحکم سلطنتوں کو ٹکرا رہی تھیں یہیل گئے اور مدینہ منورہ
 سے انکی حکومت و سرداری جاتی رہی کوئی شخص اٹھین کا باقی نہ رہا
 سوائے معدودے چند طالبیوں کے۔

ابن حصین نے اپنے ذیل میں جو اس نے ظہری پر لکھا ہے تحریر کیا ہے
 کہ میں چوتھی صدی میں مدینہ منورہ گیا تھا اس وقت مدینہ منورہ میں خلیفہ مقتدر
 عباسی کے نام کا خطبہ پڑھا جاتا تھا پھر لکھا ہے کہ اس شہر پر خلفاء
 عباسیہ کے گورنر برابر حکمرانی کرنے کو آتے جاتے رہے اور
 اور اصل میں زمام حکومت بنی حسین اور بنی جعفر کے قبضہ اقتدار میں
 تھی تا آنکہ بنی جعفر کو بنی حسین سے لکال دیا پس ان لوگوں نے مابین
 مکہ و مدینہ منورہ سکونت اختیار کی پھر ان کو بنو حرب نے مزید سے
 قری اور حصوں کی جانب بلار وطن کر کے صغید تک پہنچا دیا چنانچہ

اس وقت تک یہ وہاں پر موجود ہیں بنی حنین مدینہ ہی میں رہ گئے
 یہاں تک کہ ظاہر بن مسلم مصر سے مدینہ منورہ آیا اور اس نے ان کے
 قبضہ سے مدینہ منورہ کو نکال لیا۔

کتاب تواریخ میں ہے کہ ظاہر بن مسلم کے باپ کا نام محمد بن عبد اللہ
 بن ظاہر بن یحییٰ محدث بن حسن بن جعفر تھا۔ شیعہ کے نزدیک یہ حجتہ اللہ بن
 عبید اللہ بن حسین اصغر بن زین العابدین کے نام سے موسوم
 تھا اور یہ مسلم حکماء کو اور پوپ کا فورا کا دوست تھا جو اشد یہ مصر پر
 متغلب تھا اور اس کی سلطنت کا انتظام و انصرام کرتا تھا اس زمانہ
 میں اس سے زیادہ کسی کوئی شخص جس وقت عبید یونکا پرچم اقبال
 مصر پر لہرانے لگا اور معز لدین المدعلوی نے انگریزوں سے
 مصر میں آکر قاهرہ میں قیام کیا یہ واقعہ ۱۵۱۵ء کا ہے اور معز نے
 اس مسلم کے کسی بیٹے کی لڑکی سے عقد کرنے کی درخواست کی مسلم
 نے انکاری جواب دیا اس پر معز نے ناراض ہو کر مسلم کا مال و اسباب
 ضبط کر لیا اور گرفتار کر کے جیل میں ڈال دیا تاکہ مسلم بحالت قید مر گیا۔ بیان
 کیا جاتا ہے کہ مسلم قید خانہ سے بھاگ گیا تھا اور زمانہ فراری میں اس نے
 وفات پائی بعد اسکے اسکا بیٹا ظاہر مدینہ منورہ گیا۔ بنو حنین نے اسکو اپنا
 سردار بنا لیا چنانچہ دو برس تک استقلال و استحکام کے ساتھ حکومت
 کر کے ۳۸۰ھ میں مر گیا بجائے اسکے اسکا بیٹا حسن حکومت کی کرسی پر
 متمکن ہوا۔

یعنی مورخ دولت بنی سلجوق کی کتاب میں ہے کہ ظاہر کے بعد جو شخص
 مدینہ منورہ کا حکمران ہوا تھا وہ اسکا داماد اور اسکے چچا کا بیٹا و او دین قائم

بن عبید اللہ بن ظاہر تھا۔ اسکی کنیت ابو علی تھی۔ اس نے استقلال اور احکام کے ساتھ بعد ظاہر کے حکمرانی کی تھی نہ کہ ظاہر کے بیٹے حسن نے۔ تا آنکہ ابو علی نے وفات پائی تب سب سے اس کے بانی اسکا بیٹا پراسکا بیٹا مہنی کے بعد دیگر حکومت کرتے رہے حسن بن ظاہر سلطان محمود بن بکتلیکین کے پاس خراسان چلا گیا تھا اور وہیں ٹھہرا رہا۔

میرے نزدیک یہ روایت غلط ہے کیونکہ مسیحی مورخ دولت جمینین نے ظاہر بن مسلم کی وفات اور اسکے بیٹے حسن کی حکومت کو اسی سن میں تحریر کیا ہے جس سن میں کہ ابھی اہم سے بیان کیا مسیحی نے لکھا ہے کہ شہر میں مدینہ منورہ کا حکمران حسن بن ظاہر تھا جو مہنی کے لقب سے مشہور کیا جاتا تھا مسیحی ہیئت عسکری کے حالات مدینہ منورہ اور مصر سے زیادہ واقف تھا اس وقت امراء مدینہ منورہ اپنے کو داؤد کی طرف متوجہ کر رہے تھے کہ یہ کہیں کہ داؤد عراق سے آیا تھا نا لبا اسکی تعلیم ان کو اس شخص سے ہوئی ہوگی جسکو تاریخ سے اس نہوگا۔ مورخ عامہ جہان پران کے مورخوں نے منسوب کرتا ہے کہ ان کو ابو داؤد کی جانب متوجہ کرنا ہے اور ان کا نام

ابو سعید نے لکھا ہے کہ سن ۹۷ میں ابو الفتح حسن بن جعفر امیر مکرہ نے جو بنی سلیمان سے تھا حکم حاکم عبیدی مدینہ منورہ پر قبضہ حاصل کر لیا تھا اور امارت بنی مہنی کی جو کہ بنی حسین سے تھی مدینہ منورہ سے نکالی اور معدوم کر دی اس نے جسد نبوی کو مدینہ منورہ سے رات کی وقت مصر لے جانے کا قصد کیا تھا۔ اس رات کو اس قدر تیز ہوا چلی کہ جس سے فضا و آسمان تاریک ہو گیا تب تب تھا کہ بڑے بڑے مکانات اور تناور درخت جڑ سے اکٹڑ جاتے ابو الفتح گھبرا کر اس ارادہ سے باز آیا اور جبلت تمام مکہ معظمہ کی جانب

مراجعت کر دی۔ بنو مہنی۔ بھی مدینہ منورہ واپس آئے۔

مورخ حماد نے ان کے اہل امین سے منصور بن عمار کو ذکر کیا ہے مگر کیلی جانب نسبتاً منسوب نہیں کیا۔ لکھتا ہے کہ ۴۹ھ میں اس نے وفات پائی تھی بعد اس کے اسکا بیٹا حکمران ہوا اور یہ سب مہنی کی اولاد سے تھے۔ نیز انہیں مین سے قاسم بن مہنی بن حسین بن مہنی بن داود کا تذکرہ لکھا ہے اسکی کنیت ابو قلیتہ تھی کہ یہ سلطان صلاح الدین بن ایوب کے ہمراہ حماد انطاکیہ میں گیا تھا اور ۵۸ھ میں اسکو مفتوح کیا تھا۔

زنجباری مورخ حماد نے لکھا ہے جیسا کہ اس سے ابن سعید نے بوقت تذکرہ ملوک مدینہ جو اولاد سے حسین ابن علی کے تھے روایت کی ہے لکھتا ہے کہ بوجہ جلیل القدر عظیم الشان ہونے کے ان لوگوں میں سے قابل ذکر قاسم بن جہاز بن قاسم بن مہنی ہے اسکو خلیفہ مستغنی نے مدینہ منورہ کی سند حکومت عطا کی تھی پچیس برس تک حکمرانی کرتا رہا ۵۲ھ میں وفات پائی بجائے اسکے سالم ابن قاسم اسکا بیٹا حکمران ہوا یہ شاعر تھا اس سے ابو عریزہ قنّاؤہ والی مکہ سے رشتہ مقام بدر میں لڑائی ہوئی تھی۔ ابو عریزہ نے مکہ سے مدینہ منورہ پر فوج کشی کی تھی اور مدینہ منورہ کا محاصرہ کر لیا تھا ایک مدت تک نہایت سختی سے حصار کئے رہا پھر محاصرہ اٹھا کے چلا آیا اس اثنائے میں سالم کی لگ بھگ پربی لام جو کہ بطون ہمدان سے ہیں آگے پہنچا تھا سالم نے ابو عریزہ کا تعاقب کیا اور مقام بدر میں اس کے ابو عریزہ کو گیر لیا۔ فریقین میں گمسان لڑائی چوٹی جانیں کہ ہزار ہا آدمی کام آگے ابو عریزہ شکست کھا کے مکہ کی جانب بھاگا۔ پھر اسی رشتہ میں معظم عیسیٰ بن عادل آگیا اس نے پھر قلعہ بندی شروع کی لڑائی کے مورچہ قائم کئے

دمدے اور وہیں بند ہوا۔ سالم بن قاسم امیر مدینہ بھی اسکے ہمراہ تھا
 کسی وجہ سے ان لوگوں نے مراجمت کی اثنار راہ میں مدینہ منورہ پہنچنے سے
 پہلے سالم انتقال کر گیا۔ تب اسکا بیٹا شیخہ حکومت کی کرسی پر متمکن ہوا۔ سالم نے
 اپنے زمانہ حکمرانی میں ترکمانوں کی ایک فوج تیار کی تھی۔ جہاز بن شیخہ نے ہکو
 مرتب کر کے قتلہ پر چڑھائی کر دی اور بزور تیغ مکہ پر قبضہ کر لیا۔ ابو عزیز قتاوہ
 بیع بہاگ گیا اور وہاں پر جا کے قلعہ نشین ہو گیا۔ عشتمہ میں شیخہ والی مدینہ مارا
 گیا۔ بجائے اسکے اسکا بیٹا عسکے متمکن ہوا بعد ازاں اسکے بہائی جہاز نے
 اسکو عشتمہ میں گرفتار کر کے جیل میں ڈال دیا اور بجائے اسکے خود حکمرانی کرنے
 لگا۔ ابن سعید لکھتا ہے کہ عشتمہ میں ابو الحسن بن سنجہ بن سالم مدینہ منورہ
 کا حکمران تھا۔ علاوہ اسکے اور مورخین لکھتے ہیں کہ عشتمہ میں ابو مالک یف
 میں شیخہ مدینہ منورہ کی حکومت پر تھا۔ عشتمہ میں اس نے وفات پائی بجائے
 اسکے جہاز اسکا بہائی حکمران ہوا۔ اس نے بہت بڑی عمر پائی۔ عشتمہ میں
 اسکا انتقال ہوا۔ بعد اسکے منصور اسکا بیٹا حکمرانی کرنے لگا اسکا دوسرا
 بیٹا مقبل نامی شام چلا گیا اور بطور وفد مصر میں بیسر کی خدمت میں حاضر ہوا بیسر
 نے منصور کے نصف مقبوضہ بلاد کی حکومت مقبل کو عطا کی پس مقبل بحالت غفلت
 مدینہ منورہ میں داخل ہوا اس وقت مدینہ منورہ میں منصور کا بیٹا ابو کبیشہ تھا ابوکبیشہ
 اور منصور سے کچھ بن پڑی شہر چوڑ کر بہاگ کٹے ہوئے مقبل نے کامیابی
 کے ساتھ شہر پر قبضہ کر لیا۔ ابوکبیشہ بحال پریشان قبائل عرب میں چلا گیا اور
 ان لوگوں سے ایک فوج مرتب کر کے عشتمہ میں مدینہ منورہ کی جانب مراجمت
 کی مقبل سے اور ابوکبیشہ سے لڑائی ہوئی نتیجہ یہ ہوا کہ مقبل مارا گیا اور منصور مظفر
 و منصور اپنے دارالامارت میں داخل ہوا۔ مقبل کا ایک لڑکا ماجد نامی تھا اسکو بعض

مقبوضات جو اسکے باپ کے تھے مرحمت کئے گئے پس یہ عرب کے ساتھ وہاں جا کے قیام پذیر ہوا اور درپردہ اپنے چچا منصور کی مخالفت کرتا رہا۔ اتنے میں مابین منصور اور ابو عزیز قتادہ والی بیعت السلام میں اسی ماجد کی وجہ سے لڑائی ہوئی بعد ازاں ماجد بن مقبل شام میں اپنے چچا منصور کے جنگ کرنے کو مدینہ منورہ آیا منصور نے سلطان سے امداد طلب کی چنانچہ شاہی لشکر اسکی کمک پر آیا اس وقت ماجد بن مقبل مدینہ کا محاصرہ کئے ہوئے تھا بہت بڑی خونریز لڑائی ہوئی آخر کار ماجد شکست کھا کے بھاگ کھڑا ہوا اور منصور بدستور اپنی امارت پر قایم رہا تا آنکہ ۲۵ھ میں مر گیا اور اسکا بیٹا بکیش بن منصور امارت کرنے لگا۔ اسکا زمانہ حکومت بھی طول طویل ہوا۔

دوی بن حجاز سے اور اس سے دربارہ امارت جھگڑا ہوا دوی ایک مدت تک اسکا محاصرہ کئے رہا بعد ازاں طفیل حکمران ہوا۔ ۱۸۷ھ میں طاہر نے گرفتار کر لیا اور عطیہ کو حکومت عنایت کی ۱۸۸ھ میں عطیہ مر گیا تو طفیل کو سند حکومت مرحمت ہوئی بعد چندے قید کر لیا گیا اور حجاز بن ہشام بن حجاز بن منصور کو امارت دی گئی عرض سلاطین ترک جو مصر میں حکمرانی کر رہے تھے مدینہ منورہ کی حکومت کو انہیں دو خاندانوں میں سے کسی میں منتخب کر کے تھے بجز ان دو خاندانوں کے مدینہ منورہ کی امارت کے لئے کسی دوسرے خاندان سے کسی کو منتخب نہیں کرتے تھے۔ اندون مدینہ منورہ کی زمام حکومت حجاز بن ہشام بن حجاز کے ہاتھ میں تھی اور اسکا ابن عم

ابن محمد بن عطیہ امارت کی بابت جھگڑ رہا تھا کیونکہ ان دونوں میں ایک مدت دراز سے جھگڑا چلا آ رہا تھا یہ سب مذہب امامیہ رکھتے تھے جو ایک

شاخ رافضیوں کی ہے یہ لوگ ایمہ اثنا عشر کے قایل تھے اور ان کا اعتقاد ات کے معتقد تھے جو امامیہ کے بہن والدی خلق مایشار و مختار۔

یہ آخری حالات امراء مدینہ کے بہن اس سے زیادہ مجھے واقفیت کا موقع نہیں الا واللہ المقدر بحمیع الامور سبحانہ لا الہ الا کو

اخبار دولت بنی رسی ایمہ زید یہ حکمرانان صعدہ

محمد بن ابراہیم لقب بہ طباطبائی اسمعیل بن ابراہیم بن حسن داعی کے حالات اور زمانہ خلافت مامون میں اسکے ظہور کے واقعات اور ابوالسرایا کا اسکی معیت کرنی اور تبلیغ کی کیفیات تم اوپر پڑے آئے ہو۔ پس جب یہ اور نیز ابوالسرایا مر گیا تو انکا کارخانہ درہم برہم ہو گیا۔ خلیفہ مامون نے اسکے بھائی قاسم الرسی بن ابراہیم طباطبائی کو گرفتاری کا حکم صادر فرمایا قاسم بخوف جان سندہ کی طرف بھاگ گیا اور اسی حالت روپوشی میں ۲۴۵ھ میں مر گیا۔ اس کے مرنے پر اسکا بیٹا حسن بن واپس آیا۔ مقام صعدہ بلاد یمن کے ایمہ اسی کے نسل سے تھے اسی کی آئندہ نسلوں نے زید یہ کی ایک حکومت مقام مذکور میں قائم کی جو آخر زمانہ تک باقی رہی۔

صعدہ ایک پہاڑ ہے جو صنعاء کے شہر ق مین واقع ہے اس میں متعدد قلعے تھے جہن صعدہ قلعہ تلا اور جبل مطاہ زیادہ مشہور و معروف تھے یہ سب بنی رسی کے مقبوضات سے شمار کئے جاتے تھے۔

سب کے پہلے جس نے انہیں سے صعدہ میں خروج کیا تھا وہ یحییٰ بن حسین بن قاسم رسی تھا اس نے صعدہ میں اپنی خود مختاری حکومت کا اعلان کیا اور بادی کے لقب سے مخاطب ہوا ۲۶۱ھ زمانہ حیات اسکے باب حسین

میں اسکی حکومت و سلطنت کی بیعت لگیتی تھی۔ بعد بیعت لینے کے اس نے اپنے ہوا خواہوں کی فوجیں فراہم کیں اور امیر تیم بن یعفر سے معرکہ لڑا ہوا چنانچہ صنعار اور بحرین کو اسکے قبضہ سے نکال لیا اپنے نام کا سکہ مشکوک کر دیا پھر بعد چند نبو یفر نے صنعار وغیرہ کو یحییٰ سے چھین لیا یحییٰ شکست کھا کے صعدہ واپس آیا اور ۱۱۹ھ میں اپنی حکومت کے دس سال پورے کر کے رگہ رگہ ملک جاودانی ہوا۔ ایسا ہی ابن جابر نے لکھا ہے اور یہ بھی لکھا ہے کہ دربارہ حلال و حرام اس نے ایک کتاب تصنیف کی ہے اسکے سوا اور مثنویں لکھتے ہیں کہ یہ بہت بڑا مجتہد احکام شریعہ کا تھا۔ علم فقہ میں اسکی عجیب و غریب اہل ارتہین اسکی تصانیف شیعہ میں معروف ہے۔

صولی کتابت کہ بعد اسکے اسکا بیٹا مرتضیٰ حکمرانی کرنے لگا۔ اس کا زمانہ نہایت پر آشوب گزرا بایں مہمچیس برس حکومت کی۔ ۱۲۳ھ میں وفات پائی بجائے اسکے اسکا بھائی الناصر احمد حکومت کی کرسی پر متمکن ہوا۔ فقہ و بغاوت کا بازار سر ہو گیا۔ ملک میں امن و امان کی منادی پر گویا۔ اسکے بعد اسکے بیٹے حسین منتخب نے عباسی حکمرانی کو زیب تن کیا ۱۲۴ھ میں اسنے انتقال کیا تب بجائے اسکے قاسم مختار اسکا بھائی حکمران ہوا تا آنکہ ابو القاسم ضحاک سہبانی نے ۱۲۵ھ میں اسکی زندگانی کا اپنے تیغ آبدار سے خاتمہ کر دیا۔

صولی کتابت ہے کہ بنی ناصر سے رشید اور منتخب تھا اس نے ۱۲۵ھ میں وفات پائی ابن خرم جہان پیر ابو القاسم رسی کی اولاد کا تذکرہ لکھا ہے تحریر کرتا ہے کہ انہیں میں سے وہ نوگ ہیں جو صعدہ سرزمین میں حکمرانی کر رہے تھے۔ انکا پہلا حکمران یحییٰ ہادی گزرا ہے علم فقہ میں اسکو

بیزطو نے حاصل تھا میں نے دیکھا ہے کہ اہل سنت و جماعت سے یہ بہت دور نہیں گیا۔ اسکے بیٹے احمد ناصر کے چند بیٹے تھے۔ انہیں میں سے بعد اسکے جعفر رشید بعدہ اسکا بھائی قاسم مختار بہر حسن منتخب اور محمد مہدی حسب ترتیب مذکور حکمران ہوئے پھر لکھنا ہے کہ یامانی جس نے ۳۴۳ھ میں ماروہ کی حکومت کی بنار ڈالی تھی وہ عبدالمدین احمد ناصر برادر رشید و مختار و منتخب اور مہدی تھا۔ ابن حباب تحریر کرتا ہے کہ ان لوگوں کی امامت اور حکومت کا سلسلہ برابر سعیدہ میں ایک مدت تک جاری و قایم رہا تا آنکہ ان لوگوں میں باہم مخالفت پیدا ہوئی اور سیلابیون نے جبکہ ان کو ہواشم نے مکہ سے نکال باہر کیا سعیدہ میں پہنچ کر ان لوگوں کو مغلوب کیا اور ان کی حکومت و دولت کے سلسلہ کو چھٹی صدی ہجری میں ختم کر دیا۔

ابن سعید نے لکھا ہے کہ بنی سلیمان میں سے جس وقت کہ ہمیشہ کہ معطرہ سے بنی کعبہ کا سلسلہ چلے گئے تھے۔ حمزہ بن حمزہ بن سلیمان ایک سردار اور وہ شخص تھا اسکو ابی زبید نے جس زمانہ میں علی بن مہدی صبارچی انکا محاصرہ کئے ہوئے تھا اپنی امداد کو بلایا۔ ان دونوں زبیدہ میں فاتک بن محمد بنجانی حکمرانی کر رہا تھا احمد بن حمزہ نے کملہ پہنچا کہ میں تمہاری امداد کو موجود ہوں بشرطیکہ تم لوگ فاتک کو مار ڈالو۔ چنانچہ اہل زبیدہ نے غریب فاتک کو قتل کر دیا۔ میں مار کر اپنی حکومت کی زمام احمد بن حمزہ کے قبضہ میں دے دی نیکون احمد بن حمزہ کے کچھ بن نہ پڑی علی بن مہدی کا مقابلہ نہ کر سکا۔ زبیدہ سے بھاگ کھڑا ہوا۔ علی بن مہدی سے زبیدہ پر قبضہ کر لیا ابن سعید ہی کا بیان ہے کہ عیسیٰ بن حمزہ برادر احمد بن حمزہ معہ اپنے خاندان کے یمن میں تھا۔

اور انہیں مین سے غاتم بن یحییٰ تھا۔ بعد اسکے نبی سلیمان کی حکومت تھامہ،
 جبال اور یمن سے بنی ہمدی کی بدولت جاتی رہی بعدہ بنی ایوب نے ان ممالک
 پر قبضہ حاصل کر کے بنی ہمدی کو مغلوب کر دیا۔ مگر آخر کار اسکی حکومت پر منصور عبداللہ
 ابن احمد بن حمزہ متمکن ہوا۔ ابن عدیم نے لکھا ہے کہ اس نے صعده کی حکومت
 اپنے باپ سے حاصل کی تھی خلیفہ ناصر عباسی تاجدار خلافت بغداد کے ساتھ
 یہ اکثر بحث و مباحثہ کیا کرتا تھا اور اپنے اچھوٹے کو ولیم اور جیلان (گیلان)
 کی جانب بھیجتا تھا یہاں تک کہ ان بلاد کے رہنے والوں نے اسکی امامت و ریاست
 کو تسلیم کیا اور اس کے نام کا خطبہ پڑھنے لگے اور اس کے طرف سے ان بلاد
 پر عمل مقرر کئے جانے لگے۔ خلیفہ ناصر نے اہل عرب اور یمن کو بچہ روپے
 دیئے اور ان کے ملائے کی کوشش کی لیکن کامیاب نہوا۔ ابن اثیر لکھتا
 ہے کہ اس وقت مین منصور عبداللہ بن احمد بن حمزہ نے جن دنوں صعده مین زید
 کی حکومت کا سکھ چل رہا تھا ایک عظیم فوج مرتب کی اور یمن پر حملہ آور ہوا
 بن سیف الاسلام طغٹکین بن ایوب کو اس سے خطرہ پیدا ہوا مگر سوائے
 مقابلہ کے چارہ کار ہی کیا تھا فوجیں آراستہ کر کے منصور عبداللہ کے مقابل
 کرنے کو بڑھا۔ دونوں فریق مین گھسان لڑائی ہوئی۔ کبیرت معین کے ہاتھ
 رہا منصور عبداللہ شکست کھا کے بھاگا بعد ازاں دوبارہ سال ۳۲۷ھ مین ہمدان
 اور خولان کی فوجیں مجتمع کر کے یمن کی طرف بڑھا۔ تمام ملک یمن مین زلزلہ سا پڑ گیا
 مسعود بن کامل جو اس وقت والی یمن تھا بید خائف ہوا کروڑوں اور ترکوں کی
 فوج اس کے رکاب مین تھی امیر اچھوٹ عمر بن رسول نے اسے دی کہ قبل
 اسکے منصور عبداللہ کسی قلعہ پر قابض ہو جائے جنگ چھیڑ دینا چاہئے
 مسعود نے اسے اس کے مطابق لڑائی چھیڑ دی چونکہ لڑائی شروع

ہونے سے پیشتر منصور کے ہمراہیوں میں باہم نزاع شروع ہو گئی تھی
منصور کو ہزیمت ہوئی۔

منصور نے بہت بڑی عمر یا کے ۶۳ء میں وفات پائی۔ ایک بیٹا احمد
نامی یا دو گار چوڑا۔ زید یہ نے اس کو اپنا امیر بنایا مگر اسکی امامت کا خطبہ
مسن ہونے اور شرعیہ امامت پورے ہونے کے انتظار میں نہ پڑھا
۶۴ء میں زید یہ کے ایک گروہ نے احمد موطنی (جو یا دو گار اسلاف رسی تھا
کے ہاتھ پر بیعت کی۔ یہ احمد بیٹا تھا حسین کا۔ نسل سے تنہا ہادی کے جسوقت
نبو سلیمان نے نبو ہادی کو سعدہ کی کرسی امامت سے اوتار کر نکال باہر
کیا اس وقت یہ لوگ کوہ قضاہ میں جا کر پناہ گزین ہوئے جو سعدہ کے شرق
میں واقع ہے۔ اس زمانہ سے یہ برابر اسی پہاڑ میں مقیم رہے اور ہر زمانہ
میں انکا امام اعلان کرتا آتا تھا کہ اصل میں حکومت ہماری ہی ہے یہاں تک
کہ زید یہ نے احمد موطنی کے ہاتھ پر امامت و امارت کی بیعت کی۔ یہ فقہ
ادیب، اپنے مذہب کا عالم اور پابستصوم و صلوٰۃ تھا۔ ۶۴ء میں اسکی
امامت کی بیعت کی گئی۔ نور الدین عمر بن رسول کو اس سے خطرہ پیدا ہوا
فوجیں مرتب کر کے احمد موطنی پر چڑھائی کر دی اور تراسنہ میں اسپر محاصرہ
ڈال دیا۔ احمد موطنی نے قلعہ بندی کر لی عمر بن رسول نے محاصرہ اٹھالیا اور وبا
محاصرہ کرنے کی غرض سے محصور قلعہ کے گرد و نواح کے قلعوں سے فوجیں
طلب کیں لیکن ان فوجوں کے پہونچنے سے پہلے عمر بن رسول مار ڈالا گیا
اسکا بیٹا منظر قلعہ و ملوہ کے سد کرنے میں مصروف تھا اسکو وقت
اس قدر موقع نہ دیا کہ وہ احمد موطنی کے مقابلہ پر آتا احمد موطنی نے نہایت
اطمینان کے ساتھ قلعوں کو سد کرنا شروع کر دیا بیس قلعے بذور تیغ

مفتوح کر لئے سعدہ پر فوجبشی کی اور سلیمانوں کو شکست فاش دیکے
 سعدہ میں اپنی کامیابی کا جہاد کا ڈیا سلیمانوں نے اپنے امام منصور
 عبداللہ کے بیٹے احمد کی ریاست کی بیعت اسی زمانہ میں کر لی تھی اور متوکل
 کا خطاب دیا تھا جبکہ موطی کی امامت کی بیعت کی گئی تھی کیونکہ سلیمانی اسکی
 کبر سنی اور استکمال شہر اٹھا امامت کا انتظار کر رہے تھے پس جب احمد موطی
 کی بیعت کی جب مشہور ہوئی تو ان لوگوں بھی بیعت کر لی پھر حوٹ احمد
 موطی نے سعدہ کو مفتوح کر لیا تو سلیمانوں کے امام احمد متوکل نے اسنہ حال
 کر کے اپنے کو احمد موطی کے حوالہ کر دیا اور اسکی امامت و امامت کی
 بیعت کر لی یہ واقعہ ۶۲۹ھ کا ہے ۶۵۰ھ میں احمد موطی نے حج کا فرض
 ادا کیا۔ اس زمانہ سے زیدہ سعدہ کی حکومت اسی احمد موطی کے آئندہ
 نسلوں میں رہی۔

میں نے سعدہ میں سنا ہے کہ امام سعدہ قبل ۶۵۰ھ کے علی بن
 محمد تھا جو کہ احمد موطی کے اعتقاد سے تھا اور اس نے قبل ۶۵۰ھ
 کے وفات پائی۔ بعد ازاں اکا بیٹا صلاح حکمران ہوا زیدہ نے اس کی
 بیعت کی۔ بعض زیدہ کہتے ہیں کہ وہ بوجہ عدم شرائط امامت امام
 نہیں ہے بہر کیف صلاح نے آخری ۶۵۰ھ میں انتقال کیا بجائے اسکے اسکا
 بیٹا سجاح حکمران ہوا زیدہ نے اسکی بیعت سے انکار کیا سجاح نے
 کہا کچھ مضائقہ نہیں ہے میں اللہ تعالیٰ کا محتسب ہوں۔

یہ وہ واقعات ہیں جو بحسب کو زمانہ قیام مصر میں ان لوگوں کے معلوم
 ہوئے اللہ تعالیٰ زمین اور کل ان چیزوں کا جو اس پر ہیں وارث
 و مالک ہے۔

طالییون کے انساب اور ان کے مشاہیر کے تذکرے

اکثر ان طالییون کا سلسلہ نسب حسن و حسین پسران علی بن ابی طالب تک منتہی ہوتا ہے جو بطن سے فاطمہ رضی اللہ عنہا سے پیدا ہوئے تھے اور یہ دونوں نواسے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے۔ اور ان دونوں کے بہائی محمد بن حنفیہ تک بھی بعض طالییون کا سلسلہ نسب جاتا ہے اگرچہ علی رضی اللہ عنہ کی اور اولاد بھی سوا سے ان لوگوں کی تھی مگر جن لوگوں نے خلافت و امارت کو اپنا حق تصور کر کے طلب کیا اور شیعوں نے ان کی جہنہ داری کی اور اطراف بلاد میں انکی امارت و حکومت کی غرض سے دی و مہمی تین (حسن اور حسین اور محمد) تھے نہ کہ اور اولاد

حسن کی اولاد سے حسن ثنی اور زید بن انہین دونوں سے حسن سبط کی نسل مدعی امامت و حکومت ہوئی۔ حسن ثنی کے لڑکوں سے عبداللہ کامل، حسن مثلث، ابراہیم عمر، عباس اور داؤد بن عبداللہ کامل اور اسکا لڑکوں کے حالات اور انساب اوپر بیان کئے گئے جہاں پر کراہ سکے بنے محمد مدی کے تذکرہ اور حالات جو ابو جعفر منصور کے ساتھ پیش آئے تھے احاطہ تحریر میں لائے گئے۔ انہیں میں سے ملوک اور اسہ مغرب اقصیٰ بنو ادیس بن ادیس ابن عبداللہ کامل تھے اور ان کے اعقاب سے بنو حمود ملوک اندلس تھے جو بنو امیہ کے آخر میں مد حکومت میں بنو امیہ کے جانب سے حکمران تھے۔ انہیں میں سے بنو حمود بن احمد بن علی بن عبید اللہ بن عمر بن ادیس گزرے ہیں جنکا ذکر ہم آئندہ تحریر کریں گے۔ انہیں میں بنو سلیمان بن عبداللہ کامل تھے جنکی نسل

سے ملوک یا مہ بنو محمد آحضر بن یوسف بن ابراہیم بن موسیٰ بن
 گزرے ہیں۔ انہیں مین سے بنو صالح بن موسیٰ بن عبد اللہ ساقی ملقب
 بہ ابوالکرام بن موسیٰ بن تھے یہ وہی لوگ ہیں جنہوں نے بنی نہ
 مضافات سودان ملک مغرب اقصیٰ میں حکمرانی کی تھی اور ان کی پچھلی
 نسلیں اس وقت تک وہاں پر معروف و موجود ہیں۔ ایسی نسل سے ہوشم
 بنو ابی ہاشم محمد بن حسن بن محمد اکبر بن موسیٰ ثانی بن عبد اللہ ابوالکرام تھے
 جو عہد حکومت عبیدین مین امرا رکھتے تھے ان کے تذکرے ہم اوپر
 تحریر کر آئے ہیں اور انہیں کے اعقاب سے بنو قتاوہ بن ادریس
 ابن مطاع بن عبد الکرم بن موسیٰ بن عیسیٰ بن سلیمان بن موسیٰ
 جون بھی تھے جو بعد ہوا ششم کے حکمران کہ معظمہ ہوئے یہ لوگ اپنے
 باپ قتاوہ کی بدولت حکومت کی کرسی پر رونق افزا ہوئے تھے۔
 انہیں مین سے بنو محی بن سعد بن علی بن قتاوہ بن جو اس وقت امرا
 اکبر ہیں۔

داود بن حسن ثنی سے سلیمان بن کا سلسلہ نسب ملتا ہے جو حکمران
 کہ معظمہ تھے یہ لوگ سلیمان بن داود کی نسل سے تھے ان پر آخر زمانہ
 میں ہوا ششم غالب آگئے تھے اور یہ لوگ کہ معظمہ سے مین کی جانب
 چلے گئے تھے پس زید یہ نے انکی امامت و امارت تسلیم کی جیسا کہ انکے
 حالات کے ضمن میں بیان کیا گیا۔

حسن متکث بن حسن ثنی سے حسین بن علی بن حسن متکث تھے جس نے ہادی
 پر خروج کیا تھا اسکا ذکر بھی اوپر پڑھا ہے۔

ابراہیم عمر بن حسن ثنی کے اعقاب سے ابن طباطبائی اسکا نام ابراہیم

بن اسماعیل بن ابراہیم تھا انہیں مین سے محمد بن طباطبایہ ابو الایمہ سعدہ تھا
چنبر بن سلیمان بن داؤد بن حسن ثنی غالب آئے تھے جبکہ مکہ سے سعدہ
مین آئے تھے پھر ان پر بنو رسی مسلط ہوئے چنانچہ یہ لوگ اپنے
امام کے پاس سعدہ چلے گئے اور اس وقت تک وہاں پر موجود ہیں۔

انہیں مین سے بنو سلیمان بن داؤد بن حسن ثنی اور اسکا بیٹا محمد بن سلیمان
حکمران مدینہ عند حکومت مامون بن تھا۔ اس کے عقب سے محمد بن حسن بن محمد بن
ابراہیم بن حسن بن زید تھا جو زمانہ معتد میں مدینہ منورہ کا دالی اور حاکم گزرا ہے
اس نے منہیات شرعیہ اور خونریزی کو مباح کر رکھا تھا فتنہ اور فساد کی اس
درجہ گرم بازاری ہو گئی تھی کہ جماعت کے ساتھ نماز کا ہونا موقوف ہو گیا تھا
اور انہیں کی پچھلی نسل سے حسن بن زید بن محمد بن اسماعیل بن حسن بن زید اور اسکا
بھائی محمد تھا جنہوں نے یکے بعد دیگرے طبرستان میں حکومت و امارت
کی سب سے نام کی تھی۔ ان دونوں کے حالات اوپر بیان کئے گئے
انہیں مین سے اور طبرستان کا داعی صغیر یعنی حسین بن قاسم
بن علی بن عبد الرحمن بن قاسم بن محمد طحانی بن قاسم بن حسین بن زید تھا۔
اس داعی صغیر اور اطروش میں لڑائیاں بھی ہوئیں تھیں۔ چنانچہ
۳۱۹ھ میں یہ داعی صغیر مارا گیا۔ اسکی پچھلی نسل سے قاسم بن علی بن
بن اسماعیل تھا جو حسن بن زید کا ایک سپہ سالار تھا۔

ان لوگوں نے اس اطراف کے رہنے والوں کے ساتھ محبت اور
اخلاق کے برتاؤ کئے تھے جس سے اس اطراف کے رہنے والوں کے
دلوں میں انکی محبت جانشین اور متمکن ہو گئی اور یہی سبب تھا کہ وہ ظلم آئے
دن بلاد اسلام پر حملہ آور ہوتے تھے کیونکہ ان حسینوں کی فوج انہیں

دلیلیوں سے مرتب کی جاتی تھی۔ جوان لوگوں کے ساتھ خروج کیا کرتی تھی
 اطر و شس حنی کے ساتھ ماکان بن کالی بادشاہ دلیلم نے خروج کیا
 تھا۔ مرداد و سج اور نبو یویہ اسی کے ہوا خواہوں سے تھے۔ انہیں دلیلم
 کے اعزہ و اقارب انکی فوج کے سپہ سالار اور سپاہی ہوتے تھے
 جو بلحاظ اپنے قوم کی دلیلم کے نام سے موسوم کئے جاتے تھے وائد
 یخلق بایشار

حسین بن علی جو زمانہ حکومت یزید بن معاویہ میں (مقام کربلا میں) شہید
 کئے گئے۔ انکے بیٹے علی زین العابدین تھے علی زین العابدین سے
 محمد لقب بہ باقر عبد اللہ ارقط، عمر، اور حسین اخرج تھے۔

عبد اللہ ارقط کی نسل سے حسین کو یکی بن احمد بن محمد بن اسمعیل بن احمد
 بن عبد اللہ ارقط تھا حسین کو یکی بن اطر و شس بن علی قایم بن حسن بن علی
 بن عمر کے سپہ سالاروں سے ہوا اس نے سر زمین طالقان
 میں عہد خلافت مقصم میں حکومت و سلطنت کی سنار ڈوالی تھی پھر خوزیری
 کے خوف سے روپوش ہو گیا تا آنکہ اسی حالت روپوشی میں وفات
 پائی یہ معتزلی مذہب رکھتا تھا۔ اور انہیں میں سے اطر و شس تھا جس کے
 ہاتھ پر دلیلم اسلام لائے تھے اطر و شس کا نام حسن تھا علی بن حسن
 بن علی بن عمر کا بیٹا تھا۔ یہ ادیب اور فاضل تھا اس نے اپنے
 مذہب کو خوب سنوارا۔ طبرستان پر حکمرانی کی۔ سنہ ۱۰۰۰ میں رگہ راے
 ملک بقا ہوا اسکے بعد اسکا بھائی محمد حکمرانی کرنے لگا جب یہ بھی مر گیا
 تو حسین بن محمد بن علی جو اسکے بھائی کا بیٹا تھا کرسی حکومت پر جلوہ انداز
 ہوا اور سنہ ۱۰۰۰ میں نصر بن احمد بن اسماعیل بن احمد بن نوح بن احمد سامانی

والی خراسان کی فوج گئے ہاتھ مارا گیا۔

حسین اعرج کی اولاد سے حسین امرج بن زین العابدین بن عبد اللہ عقیقی بن حسین اعرج تھا اور عبد اللہ عقیقی کی نسل سے حسین بن محمد بن جعفر بن عبد اللہ عقیقی گذرا ہے جسکی زندگانی کا خاتمہ حسن بن زید والی طبرستان کے ہاتھوں ہوا۔ اسی خاندان سے جعفر بن عبید اللہ بن حسین اعرج تھا جسکو اسکے گروہ والے حجۃ اللہ سے موسوم کرتے تھے ایسی آئندہ نسل سے ملقب یہ مسلم ایک شخص تھا جو زمانہ حکومت کا فوزین مصر کے امور سیاسی کا ناظم و منصرم گذرا ہے۔ مسلم کا نام محمد بن عبید اللہ بن طاہر بن یحییٰ محدث بن حسین بن جعفر حجۃ اللہ تھا۔ مسلم کے بیٹے طاہر کی نسل سے اس زمانہ کے امراء مدینہ منورہ بنو حجاز بن ہبۃ اللہ بن حجاز بن منصور بن حجاز بن شیخہ بن ہاشم بن قاسم بن منیٰ اور منیٰ بن منیٰ بن داؤد بن قاسم برادر مسلم اور عمر و طاہر تھے۔

ابن سعید کا یہ خیال ہے کہ بنی حجاز بن شیخہ امراء مدینہ منورہ عیسے بن زید شہید کی اولاد سے ہیں اور اس میں اعتراض ہے۔

حسین اعرج کی اولاد سے زید بھی تھے جنہوں نے کوفہ میں ہشام بن عبد الملک کے خلاف ۱۲۱ھ میں خروج کیا تھا اور وہیں مارے گئے تھے بعد ازاں ۱۲۵ھ میں انکے بیٹے یحییٰ نے خراسان میں علم مخالفت بلند کیا اور انکی ہی زندگانی کا خاتمہ کر دیا گیا۔ بعض اوقات صاحب الزنج اپنے کونساں اسکی طرف منسوب کرتا ہے اور اوسکا بہائی عیسے بن زید جس نے اول زمانہ خلافت منصور میں منصور سے معاہدہ کرانی کی حسین ہی کی اولاد سے ہے جسکی پچھلی نسل سے یحییٰ بن عمر بن یحییٰ تھا جس نے بعد حکومت

مستعین مین کوفہ مین امارت کی بنا رقایم کی تھی اسکے خیالات صحابہ کے
بابت اچھے اور قابل تحسین تھے۔ اسکی طرف وہ عمری منسوب کئے جاتے
ہیں جو کہ بغداد مین سلطان کی جانب سے ولیم کے مستولی ہونے کے زمان
میں کوفہ پر متغلب و متصرف ہوئے تھے۔ اور علی بن زید بن حسین بن زید نے
کوفہ مین بنا ر حکومت قایم کی تھی پھر صاحب الزنج کے پاس بصرہ بھاگ گئے
پس اس نے اُسکو قتل کر کے اس لونڈی کو گھر مین ڈال لیا جسکو
اس نے بصرہ سے قید کیا تھا۔

محمد لقب بہ با تہ بن زین العابدین کی اولاد سے عبد اللہ اٹھ اوجہ
صادق تھے عبد اللہ اٹھ کے گروہوں نے عبد اللہ اٹھ کی امامت کا قائل ہے اسکی گروہ سے زید
بن اعین کو فی تھا۔ کوفہ سے نکل کر اس نے مدینہ منورہ مین جا کے قیام کیا تا
اہل مدینہ نے اس سے چند مسائل فقہیہ کا سوال کیا جسکا جواب اس سے
نہ بن بڑا مجبوراً عبد اللہ اٹھ کی امامت کے اعتقاد سے رجوع کر لیا اس
وجہ سے اٹھ کی امامت کا سلسلہ منقطع ہو گیا۔

ابن خرم کا خیال ہے کہ عبید مین ملوک مصر اسکی طرف نسبتاً منسوب کئے
جاتے ہیں حالانکہ یہ صحیح نہیں ہے۔

جعفر صادق کے لڑکوں سے اسماعیل امام
موسے کاظم اور محمد دیبا جہ تھا محمد دیبا جہ نے زمانہ خلافت
مامون مین مکہ معظمہ مین حرم درج کیا اہل حجاز نے اسکی خلافت و امارت
کی بیعت کی۔ پر جب وقت مقصم حج کو آیا تو اسکو گرفتار کر کے مامون کی خدمت
مین بغداد لایا ہوا۔ مامون نے اسکی خطا معاف کر دی تھی۔ اسنے ۲۰۰ مین
وفات پائی۔ باقی رہے اسماعیل و موسے کاظم۔ انہیں پر اور انہیں سے شیعہ

میں اختلاف پیدا ہوتا ہے۔ مومس کاظم کا حلیہ بدویوں سے زیادہ
 ملتا جاتا اور رنگ مائل بہ سیاہی تھا۔ رشید انکی بہت عزت کرتا تھا
 اور ان کے حالات میں لوگوں کے کہنے سننے پر کان نہ دیکتا تھا جیسا کہ
 تم اوپر پڑھ آئے ہو انہیں کی آئندہ نسل سے بقیہ ائمہ اثنا عشر ہیں
 جبکی امامت کے فرائض امامیہ زمانہ علی ابن ابی طالب وحی سے قائل
 ہے۔ ان کی زندگی کا زمانہ ۳۲ھ میں پورا ہوا۔ بعد ازاں ان کے بیٹے
 حسن امامت کی نرسج پر تکیہ ہوئے انکی وفات ۴۵ھ میں ہوئی پر
 ان کے بھائی حسین امام ہوئے انکی شہادت ۶۱ھ میں ہوئی بعد ازاں
 بیٹے علی بن ابی طالب امامت کے عہدہ سے سرفراز نہ کئے گئے انہوں نے
 (۶۵ھ) میں وفات پائی پھر ان کے بیٹے محمد نقیب بہا تھے امام ہوتے
 انہوں نے ۶۸ھ میں انتقال کیا بعد ازاں بیٹے جعفر صادق نے امامت
 کی۔ ۸۵ھ میں یہ واقعہ ہوا کہ مسلم ہوئے بعد ازاں ان کے بیٹے موسیٰ
 کاظم کو امامت دی گئی۔ انکی وفات ۱۲۸ھ میں ہوئی شیعوں کے نزدیک
 یہ ساتویں امام ہیں۔ بعد ازاں ان کے بیٹے علی رضا منصب امامت
 سے متنازع ہوئے اور ۱۴۵ھ میں وفات پائی پھر ان کے بیٹے محمد تقی
 بہ جواد امام ہوئے انہوں نے ۱۷۵ھ میں انتقال کیا پھر ان کے بیٹے
 علی محمد مرتضیٰ بہ ہادی نے امامت کی انکا انتقال ۱۹۵ھ میں ہوا اور ان کے
 بعد سورج ابن خلدیج جس کو پانچویں عشر کی ترتیب اور ان کے زمانہ وفات کو تحریر کیا ہے وہ اس
 کے زمانہ تک پہنچ کر ہی ختم ہو گیا ہے اس میں معلوم ہوتا کہ ان کے بعد کسی عمرانی۔ میں اس کی کو اور کتب تواریخ
 سے پورا کرتے ہیں وہ ہندوستان کی ولایت مدینہ منورہ میں نصف رمضان ۳۲ھ کو ہوئی
 تقریر کیا ہے جس کی عمرانی۔ حسین بھی مدینہ منورہ میں ہجرت کے باقی ٹوٹ منوہ ۱۹۵ھ میں دیکھو

ان کے بیٹے حسن عسکری کو امامت ملی انہوں نے ۲۶۷ھ میں وفات پائی۔ پھر ان کے بیٹے محمد طلق بہ ممدی عہدہ امامت سے سرفراز کئے گئے۔ یسعیون بارہویں امام ہیں۔ یہ اُنکے نزدیک زندہ ہیں اور یہ لوگ انکی آمد کا انتظار کر رہے ہیں۔ انکے حالات تم اوپر پڑھ آئے ہو۔

موسے کاظم کی اولاد سے سوائے ائمہ کے ابراہیم مرتضیٰ نامی ایک شخص گذرا ہے جسکو محمد بن طباطبائی اور ابو السرایا نے یمن کی سند حکومت دی تھی پس ابراہیم یمن گیا اور وہیں پیر زمان خلافت مامون میں ٹھہرا ہوا خونریزی کرتا رہتا آنگہ کثرت خونریزی سے لوگوں نے اسکو خزانہ کا لقب دیا

چوتھے سال شعبان کی پانچویں تاریخ کو پیدا ہوئے تقریباً ستاون برس عمر کے طے کئے۔ علی بن ابی طالب بھی مدینہ منورہ میں علی ابن ابی طالب کے زمانہ حیات میں شہادت کے دو برس پہلے ۳۳ھ میں پیدا ہوئے تقریباً ستاون برس کی عمر پائی۔ محمد باقر تین برس قبل شہادت میں ابن علی مدینہ منورہ میں ۳۵ھ میں پیدا ہوئے۔ تقریباً اٹھاون سال کی عمر پائی جسف صادق کی ولادت ۳۵ھ مدینہ منورہ میں ہوئی انکی ماں کا نام ام فروزہ بنت قاسم بن محمد بن ابی بکر صدیق تھا ۳۵ھ میں عمر کے طے کئے۔ موسیٰ کاظم مقام الباقیہ ۳۵ھ میں پیدا ہوئے انکی ماں کا نام حمیدہ بربرہ تھا۔ انہوں نے پچیس برس کی عمر پائی۔ انکے ستیس رز کے اور اڑکیان تھیں۔ علی رضا کی ۳۵ھ میں ولادت مقام مدینہ منورہ میں ہوئی پچیس برس کی عمر پائی طوس میں بچپن میں محمد طلق بہ جو مدینہ منورہ میں ماہ رمضان ۱۹۵ھ میں پیدا ہوئے پچیس برس زندہ رہے بغداد میں مدفون ہوئے۔ علی ناوی ۱۹۶ھ میں مدینہ منورہ میں پیدا ہوئے چالیس برس عمر کے طے کئے جس عسکری ۱۹۷ھ میں مدینہ منورہ میں پیدا ہوئے ساٹھ برس کی عمر پائی اور ستر برس کی عمر میں مدفون ہوئے۔ یارہویں امام محمد طلق بہ ممدی ہیں کہاجا تا ہے کہ انکی عمر بوقت وفات انکے باپ حسن عسکری کے پانچویں برس کی تھی ان کے ساتھ سوا ب میں داخل ہوئے اور ناب ہو گئے فاعند التوبہ انتہی لخصاً من تاریخ ابن القاری و سبباً القدر بہ و المعرفت بالین قہتہ ۱۷

اس نے اپنی امامت کا اظہار اور حکومت و سلطنت کا دعوے کیا تھا جب کہ خلیفہ مامون نے اسکے بہائی علی رضا کی ولیعہدی کا اعلان کیا تھا بعد ازاں خلیفہ مامون ان کے قتل سے متحکم کیا گیا جزائر نے علم مخالفت بلند کیا اور حکومت و سلطنت کا دعوے دار ہوا پس مامون نے جنگ فاطمیین پر یمن میں محمد بن زیاد بن ابی سفیان کو مامور کیا چونکہ ان لوگوں میں باہم عداوت و بغض تھا اسوجہ سے محمد بن زیاد نے نہایت مستعدی سے اس ہم کو سرکب فاطمیوں پر متعدد حملے کئے انکے ہواخواہوں اور گروہ والوں کو قتل کیا اور انکی جماعت کو تتر بتر کر دیا۔

ابراہیم مرتضیٰ کی اولاد سے موسیٰ بن ابراہیم شریف رضی اور مرتضیٰ کا دادا تھا اسمین سے ہر واحد کا نام علی بن حسین بن محمد بن موسیٰ بن ابراہیم تھا۔

نیز موسیٰ کاظم کی اولاد سے انکا بیٹا زید تھا اسکو ابو السرایانے ابوہز کی حکومت پر مامور کیا تھا پس یہ بصرہ گیا اور اسپر حکمرانی کرتا رہا۔ عباسیوں کے مکانات کو جو دیان تھے جلوا کے خاک و سیاہ کر دیے اسی مناسبت سے یہ زید النار کے نام سے موسوم ہوا۔ اسکی نسل سے زید الجنتہ بن محمد بن زید بن حسن بن زید النار تھا یہ اس خاندان کا نامور فاضل اور صالح تر شخص تھا یہ زمانہ حکومت متوکل میں بغداد بھیجا گیا متوکل نے اسکو ابن ابی داؤد کے سپرد کر دیا۔ ابن ابی داؤد نے اسکی آزمائش کی امتحان میں کامل نظر آیا تب ابن ابی داؤد کی شہادت پر متوکل نے اسکو رہا کر دیا۔ موسیٰ کاظم ہی کی اولاد سے اسکا بیٹا اسماعیل بھی ہوا اسکو بھی ابو السرایانے فارس کی حکومت دی تھی۔

جعفر صادق کی نسل سے علاوہ ایمہ کے محمد و علی پسران حسین بن جعفر تھے جنہوں نے ۲۴۱ھ میں حکومت و سلطنت کی بنا، مدینہ منورہ میں ڈالی بہت بڑی خونریزی کی لوگوں کے مال و اسباب لوٹ لئے جعفر بن بن ابی طالب کی اولاد کو جی کو لکرا یا مال کیا مینوں مدینہ منورہ میں نہ جمع ہوئے نہ جماعت کی نماز ہوئی۔

اسماعیل امام کی نسل سے عبید بن خلفا رقیہ و ان و مصر یعنی بنو عبید اللہ مہدی بن محمد بن جعفر بن محمد بن جعفر بن اسماعیل سے خبا ذکر اور پہو چکا اور جو لوگ ان کی نسب میں رد و قدح یا اختلاف کرتے ہیں وہ از سر تا پا قابل التفات نہیں ہے یہ نہایت صحیح ہے جو تم نے تحریر کیا ہے۔

ابن حزم نے لکھا ہے کہ یہ لوگ حسن بغض عم عبید اللہ مہدی کی اولاد سے ہیں ابن حزم کے نزدیک یہ ہے کہ یہ عبیدیوں کا دعوے ہے۔

محمد بن حنفیہ کے لڑکوں سے عبد اللہ بن عباس اور اسکا بھائی علی بن محمد اور اسکا بیٹا حسن بن علی بن محمد تھا۔ شیعہ نے انکی امامت کا یہی دعوئی کیا ہے۔ خلیفہ مامون کے عہد خلافت میں اولاد علی بن محمد کے سوا عبد الرحمن بن احمد بن عبد اللہ بن محمد بن علی بن ابی طالب نے بھی خروج کیا تھا۔

جعفر بن ابی طالب کی نسل سے عبد اللہ بن معاویہ بن عبد اللہ بن جعفر بن ابی طالب تھا جبکی فارس میں حکومت تھی اور کوفہ میں اسکی خلافت و امامت کی بیعت لیگئی بعض ہوا خواہان عباسیہ نے یہ چاہا تھا کہ نام حکومت و سلطنت اس کے قبضہ میں دے دی جائے لیکن ابو مسلم نے اس کے مخالفت کی۔ انکے گروہ والے انکے آنے کا انتظار کرتے ہیں

اور بذریعہ وصیت ابو ہاشم بن محمد بن خفیفہ اسکو خلافت و امارت کا مستحق سمجھتے ہیں۔ یہ فاسق تھا اور معاویہ اسکا بیٹا شہر دمشق میں اپنے باپ کا نظیر تھا طالبیوں کے انساب اور حالات تمام ہوئے اب ہم بنی امیہ کے حالات کی طرف متوجہ ہوتے ہیں جو اندلس میں علم خلافت عباسیہ سے منازعت کر رہے تھے بعد ازاں ہم ان دولوں عرب ترک عین جزیرہ شام عراق معتمد کے حالات کے لکھنے کی طرف اپنی توجہ مبذول کریں گے جو علم خلافت عباسیہ کی ماتحت اور نام لبو اتھین مگر اس سے علیحدہ اور جدا اٹھین والہ (استعان)۔

(مترجم) ایک زمانہ دراز سے تم ان اوراق کو نہایت مجاہد استقلال سے پڑھتے چلے آئے ہو اور بظاہر رد کئے ہوئے مضامین کے سوا چھپے پھڑکتے ہوئے جملے تم نے قلم سے اوردئے ہوئے تم نے انہیں اوراق میں اسلام اور اسلامیوں کی جیتی جاگتی چلتی پھرتی تصویریں دیکھی ہیں اور پھر انہیں صفحات میں تم نے انکی انحطاط کی صورتوں کو بھی منزلی کے گوشہ میں بتر گریبان بیٹھی ہوئی یا حیران و سرگردان ملاحظہ کیا ہوگا۔ اس سے تمہارے دماغ میں چنیاں پیدا ہو سکتا ہے کہ آخر یہ کیوں ہوا؟ مگر ذرا تم سوچو گے تو تمہارا ذہن تمہارا دل خود یہ جواب فوراً دے دیگا کہ اسلامیوں کی بربادی اسوجہ سے ہوئی کہ ان لوگوں نے احکام شہر آبی پر نظر نہ رکھا اور کہیں کی خاموشی باہمی نزاعات، بیجا خواہشات حکمرانی اور تکبر و جبر و انساب و بچو من دیگرے نیست مبتلا ہو گئے رہے۔

خلافت راشدہ اسلامیہ کے تیسرے دور کے آخرین امیر المومنین
 عثمان بن عفان کی شہادت کا واقعہ اگرچہ سوائے بلوایاق مصر کبار صحابہ سے
 کوئی اس میں شریک نہیں ہوا تھا تاہم اسلام اور اسلامیوں کے نقصان
 عظیم ہو سچا نے کے لئے کونہ تھا مگر اس زخم کا فوری علاج یوں ہو گیا
 کہ امیر المومنین علی ابن ابی طالب بمشورہ ارباب حل و عقد کبار صحابہ میر
 خلافت پر جلوہ ارا ہو گئے۔ نظام حکومت درست نہونے پایا تھا
 کہ اسی غیر متوقع واقعہ شہادت خلیفہ مظلوم نے اپنے کو جنگ جل کے
 سانچے میں ڈال لیا۔ طلحہ، زبیر اور ام المومنین عائشہ ایک فریق
 ہوئیں اور امیر المومنین علی ایک فریق ہوئے۔ لگانے بھانے
 والوں اور قاتلین عثمان نے دونوں فریق کو لڑا کے اپنے کو قصاص
 خون خلیفہ مقتول سے بچا لیا۔ نتیجہ یہ ہوا کہ فریق اول کی شکست
 ہوئی اور امیر المومنین علی نے ام المومنین عائشہ کو بغزت و احرام
 میدان جنگ سے واپس کیا اور خود کو فہمین ہو سچکے نظم و نسق میں
 مصروف ہوئے۔ خواہان قصاص خون عثمان کے دل واقعہ شہادت
 متذکرہ بالا ہے بہرائے ہوئے تو پہلے سے تھے امیر المومنین
 علی کے منزل و نصب نے ان کے حق میں سونے میں سہاگ
 کا کام دے دیا اور جنگ اصفین کی بنیا و پر لگ گئی۔ اس میں ایک فریق
 امیر معاویہ والی شام تھے اور دوسرے فریق وہی امیر المومنین
 علی رضہ یقین کی قوتیں اس لڑائی کی نذر ہو گئیں آخر کار قدرتی طور پر یہ
 طے پایا کہ عرب اور عراق کی زمام حکومت امیر المومنین علی کے
 قبضہ اقتدار میں رہی اور شام پر امیر معاویہ حکمران رہے۔

اس سے تم اندازہ کر سکتے ہو کہ آخری دور چارین خلافت میں متحدہ قوت اسلام کی دو قوتوں میں منقسم ہو جانے سے مسلمانوں کی قوت کو کس قدر نقصان پہنچا ہوگا اور وہ باتیں جو ان کو خلافت کے دور سابقہ میں حاصل تھیں کمان تک زائل ہوئی ہوں گی اسی جنگ کے اختتام ہوتے ہوئے جنگ نہروان کی بہت بڑھتی ہے اور امیر المومنین علی کو اس میں مصروف و مشغول ہونا پڑتا ہے اس سے خلافت کی رہی سہی قوت ٹوٹ جاتی ہے۔ یہی واقعات تھے جبکہ وجہ سے آخری دور خلافت چارین میں اسلامی قوتوں کے دائرہ وسیع کرنے کا موقع نہیں ملا اور ساری قوت اُسکے جنگزوں، باہمی نزاعات اور ارفع بغاوت میں صرف ہو گئی۔ نا اہل امیر المومنین علی کا زمانہ شہادت قریب آگیا اور بعد شہادت جناب موصوف لوگوں نے آپ کے بیٹے حسن کے ہاتھ پر خلافت و امارت کی بیعت کی یہ بھی ایک صورت اجتماع اور شورے کی تھی۔ حسن نے سیر خلافت پر ممکن ہوتے ہی اس امر کا احساس کر کے کہ حالک اسلامیہ میں دو حکومتیں قائم ہونے یا رہنے سے اسلام کو بچائے فائدہ کے نقصان اور بیوض ترقی کے تہ نہ لی ہوتی رہنے لگی نہایت نکستہ سنجی اور احباب میں سے حکومت و امارت امیر معاویہ والی شام کے سپرد کر دی اور آپ رہیںہ منورہ میں حبشہ کے عنایت گزین ہو گئے کسی ہوا پرست کاہیہ خیال کرنا کہ انہوں نے ہزدلی یا سستی و کابلہ سے امارت چوڑ دی تھا۔

جبکہ مسلمانوں میں تفرقہ پیدا ہو چلا تھا بوجہ عصیت اپنی قوم اور نیز کل عرب اور کل مسلمانوں کو اپنی طرف مائل کر لیا جیسا کہ ہر بادشاہ اپنی قوم کو بوجہ عصیت اپنی جانب مائل کر لیتا ہے

اس وقت تک جس قدر لڑائیاں ہوئیں وہ محدود اور شخصی تھیں اسکا اثر اسی وقت تک رہا جب تک کہ وہ قایم رہیں یزید کے زمانہ حکومت میں ایک ایسا واقعہ پیش آجاتا ہے کہ جس سے اسلام میں گروہ بندیان شروع ہو جاتی ہیں اگرچہ گروہ بندیوں کا سلسلہ آخری دور خلافت خلیفہ ثالث سے شروع ہو جاتا ہے لیکن وہ ایسا وقیع نہیں ہے کہ جسکی طرف توجہ کی جائے۔

یزید کے زمانہ حکومت میں کوفیوں کی تحریک و اصرار پر جو اپنے کو شیعیان علی سے تعبیر کرتے تھے حسین بن علی سے پہلے مسلم بن عقیل کو کوفہ روانہ کیا اور جب اہل کوفہ شیعیان علی نے ان کے ہاتھ پر حسین بن علی کی بیعت کر لی تو آپ نے بھی یہی خبر پا کے کوفہ کی طرف کوچ کیا یزید نے ملکی مصلحت کے خیال سے اپنے اہل شکر اور نیز گورنر کوفہ کو اس امر کے روک تھام پر مامور کیا۔ اس جدوجہد میں لشکر شام کو کامیابی حاصل ہوئی اور کوفہ والے جنہوں نے خطوط لکھے کہ بیعت کرنے کو بلوایا تھا اور مسلم کے ہاتھ پر آپ کی بیعت بھی کر لی تھی اپنے مطلوب امام کو لشکر شام کے حوالہ کر کے تماشلے جنگ دیکھتے رہ گئے اس موقع پر میں اس امر کو ظاہر کیا چاہتا ہوں کہ کل اہل کوفہ جنہوں نے خطوط لکھے تھے شیعیان علی سے تھے اور ان کے متبع تھے۔ شام والے شاہی ملازم اور انکا

مذہب میرے نزدیک شیعہ تہا نہ سنی بلکہ وہ حکومت کا مذہب رکھتے تھے۔ حکومت کا مذہب کیا تہا ہر مصالح ملکی انتظام سلطنت و اور حکمرانی۔ اس واقعہ کے ختم ہونے پر واقعہ حرہ پیش آیا۔ یہ بھی منجملہ اور واقعات جانخراش کے ایک واقعہ تہا بعد اس کے یزید مرگیا۔ اسکا بیٹا معاویہ بن یزید بن معاویہ تخت نشین ہوا چالیس روز یا کچھ کم و زیادہ حکومت کر کے امارت سے دستکش ہو گیا۔ اہل حجاز یمن، عراق اور حند اسان نے بلا جدوجہد عبداللہ بن زبیر کی امارت کی بیعت کر لی۔ ملک شام اور مصر والے تقرار امیرین پس پیش کر رہے تھے کہ مروان بن الحکم جو ایک مدت کے ایسے موقع کا منتظر اور حکومت و سلطنت کا خواہش مند تہا حکمت علی ان لوگوں کو اپنی طرف مائل اور حریفانہ کوشش امارت حاصل کرنے کی کرنے لگا اسکو اور اسکے آئندہ نسلوں کو اپنی کوششوں میں کامیابی ہوئی اور عبداللہ بن زبیر کی زندگانی کا ناکامی کے ساتھ خاتمہ ہو گیا۔ عبداللہ بن زبیر کی بیعت امارت اگر نفور دیکھا جائے تو باجملع و شور سے ہو سکتی نہ کہ مروان بن الحکم کی۔

بہر کیف اب وہ زمانہ آگیا تہا کہ مروانیوں کی جوش اقبالی کا پہرہ کامیابی کی ہوا میں لہرا رہا تہا۔ ادھر دعوے داران امارت و حکومت درپردہ ریشہ دو انیان کر رہے تھے ادھر گاہے خوارج خروج کرتے نظر آتے تھے اور گاہے شیعیان و قبیعان علی خون حسین کے

بعد وفات یزید و بیعت مروان بن الحکم سلیمان بن عمرو غنم بن ابی عبید وغیرہم نے مطلب خون حسین خروج کیا تہا دیکھو تاریخ ابن خلدون جلد ۴ صفحہ ۱

قصاص لینے کو اوٹھ کھڑے ہوئے تھے تاہم کچھ نہ کچھ جہاد کا
سلسلہ قائم و جاری رہا۔ سندھ، ماکاشغر، چین اور اندلسیہ عظمیٰ
وغیرہ ممالک مفتوح ہوئے۔

سلسلہ سے دعوے داران سلطنت اور خواہش مند ان
حکومت کا ایک جدید گروہ پیدا ہو جاتا ہے حسین عباسی اور علوی
حکومت و سرداری کا جھنڈا لے ہوئے نظر آتے ہیں اور ان
لوگوں کو جنہوں نے بیرون و علیہ یا بہ حکمتِ اعلیٰ حکومت حاصل کر لی
تھی حکومت کی کرسی سے اتارا جا رہے تھے۔ عباسیوں کو اس پریشہ
و دہائی میں رفتہ رفتہ ۱۳۲ھ میں کامیابی حاصل ہو جاتی ہے اور
علویہ جو قافلہ سالار تھے پیچھے رہ جاتے ہیں۔ مروان بن محمد
آخری تاجدار بنو امیہ مارا جاتا ہے اور ابوالعباس سفاح حکومت
و سلطنت کی عباہ پہنے ہوئے کرسی امارت پر متمکن نظر آتا ہے
کاش یہ دعوے داران سلطنت و خواہش مند ان حکومت
اپنی ذاتی منفعت یا حصول ثروت و دولت کی قوت کو ممالک
اجنبیہ پر قبضہ و تصرف حاصل کرنے میں صرف کرنے اور ان ممالک
میں لاشِ جنگ مشتعل کرنے سے محفوظ رکھتے جانا کلام
کے نام پر حکومت کر رہے تھے تو آج دنیا میں اسلام
ہی اسلام نظر آتا۔

اس وقت سے دوبارہ اسلام کی زمام حکومت
و مختلف خاندانوں کے قبضہ وقت دارین چلے جاتے ہیں
ایک عباسیہ جو بنو امیہ کو کرسی حکومت اتارنے کے خود متمکن ہو

جاتے ہیں دوسرے بنو امیہ کے وہ چھلی نسلیں جو عباسیہ کے
ظلم کے ہاتھوں سے بچکر اندلس بہاگ جاتی ہیں اور وہاں پہنچکر
اپنی حکومت و امارت کی جدید بناء قائم کرتی ہے۔

بنو امیہ کی حکومت ان ممالک سے مقرر ہونے پر ان کے
گورنران صوبیات نکرات و ملت سے اٹھاتے ہیں مگر حکومت و
سلطنت انکا سر کچل دیتی ہے۔ غرض اس طرح سے آہستہ
آہستہ بنو عباس کی حکومت کا سرکار ان ممالک میں چلنے لگتا ہے
اسکے تھوڑے دنوں میں اسے ال بدیت علیہ نے خلفاء عباسیہ
سے منازعت و مخالفت پیدا کی۔ اور یہ خیال حب اکر کہ ہم
مستحق خلافت و امارت ہیں اپنی امارت و حکومت کی بنیاد
قائم کرنے لگے۔ اگر کی بلا کو کون ٹاٹا سکتا ہے انہوں نے
بھی چند دنوں میں بیعی و کوشش ممالک بعیدہ اسلامیہ
پر قبضہ و تصرف حاصل کر لیا اور المغرب الاقصیٰ فیروان
مصر وغیرہ وغیرہ ملکوں میں اپنی اپنی حکومتیں قائم کر لی۔
یہ ممالک کس کے تھے؟ مسلمانوں کے تھے اس نے
قبضہ کیا؟ وہی اسلام کے دعوے داروں نے یہ کیوں؟
محض اس دعوے سے کہ ہم امارت و خلافت کے مستحق
ہیں ہم ہاشمی ہیں ہم علوی ہیں۔ ہمارے جدا مجد کے حق میں امانت
و امارت کی وصیت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرما گئے
تھے حالانکہ ارباب نقل و روایات اس سے انکار کرتے
ہیں۔

افسوس ہے کہ ان کو گون نے احکام و ارشادات قرآنی کو بالائے طاق رکھ دیا تھا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادات کو نیافنگیا کر رکھا تھا۔ مسلمانوں کی خونریزی کو بائین ہاتھ کا کھیل سمجھ لیا تھا۔ مذہب و ملت کو حکومت و سلطنت سے جدا کر دیا تھا۔ بیجا خواہشات حکمرانی اور تقاضا خد بالانساب سے اسلام اور اسلامیوں کی چٹکنی اور اپنے ہوا و ہوس کے پود ہون کے نشو و نما میں اپنی قوتوں کو صرف کر رہے تھے یہی اسباب تھے جن سے علم خلافت اسلامیہ آخر کار سرنگون ہو گیا اور اسکا نام و نشان صفحہ مہستی سے مٹ گیا۔

حکومت اسلامیہ کے تنزلی کے اسباب میں سے ایک بڑا اور قوی سبب کی یہی ہوا کہ تاجدار خلافت کی کستی و کاہلی یا عدم خبرت کی وجہ سے حکومت و سلطنت کے بہت سے ٹکڑے ہو گئے تھے اور چوٹی چوٹی متعدد سلطنتیں قائم ہو گئیں تین آئے دن دعوے داران حکومت و سلطنت علم حکومت کے خلاف اوٹھ کھڑے ہوتے تھے۔ بسا اوقات وزراء اور احرار اور کبھی کبھی مجلس ارس کے خواجہ سرا اور لونڈی غلام خلافت کا ب پستوی ہو جاتے تھے اور وہی امور سلطنت کے سیاہ و سفید کرنے کے الگ ہوتے تھے اجنبیوں اور عجیبوں کا دخل سدرجہ بڑھ گیا تھا کہ ہر صیغہ کے الگ یہی تھے تنزین عرب کے پرزے بالکل نکلے اور ناکارہ تسلیم کر لئے گئے تھے

ہمارے اس دعوے کی علاوہ اور سابق واقعات کے بین حلقی
وزیر اسطنت اور خلیفہ مستصم کا واقعہ کافی طور سے شہاد
دے رہا ہے۔ اگر مسلمانوں کا ہر فرد اپنے کو اسلام کا جان باز سپاہی
اور ہر جان باز سپاہی اپنے کو امیر و خلیفہ سمجھتا اور ان اصول
کے مسلمان پابند رہتے جن کو شارع اور ان کے بتبعین
خلفاء نے جاری و قایم کیا تھا یعنی مجلس شورے۔ انتخابی امارت
جیسا کہ دور خلافت راشدہ میں عمل درآمد تھا اور لوگوں کے خیالات
تھے تو اسلام کو اس روز بد کے دیکھنے کی نوبت نہ آتی۔ اور
نہ اسلامیوں کی حکومت زوال پذیر ہوتی یہی اصول تھے جنکے ترک
کرنے سے اسلام اور اسلامیوں کو ضعف اور کمزوری
طاری ہوئی اور غیر اقوام نے انکی پابندی سے کامیابی حاصل کی۔
اس قدر تحریر کرنے کے بعد ہم ان لوگوں کی اجمالی فہرست درج ذیل کرتے ہیں
جنہوں نے عہد خلافت عباسیہ میں بدعویداری امارت و ریاست علم مخالفت
پابند کیا تھا اور حکومت و سلطنت اسلامیہ کی بربادی کے باعث ہوئے۔

زمانہ خراج	مقام خراج	نام	کیفیت
۱۳۵ھ	جران	عبد اللہ بن علی عباسی	نوبت امارت نہیں آئی ۱۳۵ھ میں مارے گئے
منصور			
۱۳۵ھ	مدینہ منورہ	محمد بن عبد اللہ بن حسن بن حسین بن علی ابن ابی طالب	۱۳۵ھ میں مارے گئے
منصور عباسی		الطالع بن محمد بن نفیس زکیہ	
ایضاً	بصرہ	ابراہیم بن عبد اللہ بن حسن بن حسین بن علی ابن ابی طالب	بصرہ دار احوال میں چھوڑ دی گئی

۱۳۵ھ - ۱۳۶ھ (۳۱)

۱۶۹ء عہد خلافت ہادی	دریہ منورہ	حسین بن علی بن حسن مثلث بن حسن ثنی بن حسن سبط	قتل کئے گئے نوبت امارت نہیں آئی
۱۷۰ء عہد خلافت ولیم		یہ کچے بن عبدالمہد بن حسن بن حسین سبط	فضل یرکمی کی حاملہ تھیں بے مصالحت ہو گئی تھی
۱۷۱ء عہد خلافت مارون الرشید		علی بن عبد اللہ بن خالد بن یزید بن معاویہ	
۱۷۲ء عہد خلافت مامون		سفیان بن اموی	
۱۷۳ء عہد خلافت کوفہ		محمد بن ابراہیم بن اسماعیل بن ابراہیم بن حسن	اسکے مرنے پر اسکا غلام ابوالہریرہ شاہی لشکر سے لڑتا رہا متعدد درڑایا ان جوئین
۱۷۴ء عہد خلافت کوفہ		بن حسین علوی معروف بہ طباطبایہ	
۱۷۵ء عہد خلافت عکرم		محمد بن جعفر صادق بن محمد باقر بن علی بن العباس بن	
۱۷۶ء عہد خلافت طالقان		محمد بن قاسم بن علی بن عمر بن زین العابدین	گرفتار ہو کر بغداد بھیجے گئے پھر چلے نکل بہا گئے تھے نوبت خروج نہیں آئی صرف بیعت کی گئی تھی۔
۱۷۷ء عہد خلافت بغداد		عباس بن مامون	
۱۷۸ء عہد خلافت اطراف غلبین		ابو حرب یحییٰ بن لطف بن مہر بن اموی ہونیکا	
۱۷۹ء عہد خلافت دابق		مدعی تھا	
۱۸۰ء عہد خلافت کوفہ		یہ کچے بن عمر بن یحییٰ بن حسین بن یزید بن معاویہ	۲۵۰ء میں مارے گئے
۱۸۱ء عہد خلافت ستین		علوی	
۱۸۲ء عہد خلافت مصر		ابراہیم بن محمد بن یحییٰ بن عبد اللہ بن محمد	بلا و صعد کے چند قصابات پر قبضہ حاصل کر لیا تھا
۱۸۳ء عہد خلافت مصر		بن خفیفہ علوی معروف بہ ابن صوفی	کوفہ پر قبضہ کر لیا تھا
۱۸۴ء عہد خلافت کوفہ		علی بن یزید علوی	

ایضاً	رے	حسین بن نید علوی	ستہ مین ما اکیارے پر قابض ہو گیا تھا موسیٰ بن حنفیہ سے اور اس سے لڑائی ہوئی
ستہ مین ماس سے کچھ دنوں پشیر محمد خلافت مقتدر	طبرستان و ولیم معروف بہ اطروش	حسن بن علی بن حسین بن علی عمر بن زین العابدین صوبہ طبرستان و خیمہ قریش ہو گیا تھا۔	

یہ اجمالی فہرست ان لوگوں کی تھی جنہوں نے وقتاً فوقتاً امارت و حکومت
حاصل کرنے کی غرض سے خروج کیا تھا مگر بہت ہی جلد حکومت کی طرف سے
انکا استیصال ہو گیا تھا اگر ان نقاط و تختہ لب میں میری نظر نے غلطی
کی ہو اور کچھ لوگ اس فہرست میں شامل کرنے سے باقی رہ گئے
ہوں تو مجھے امید ہے کہ تم معاف کرو گے۔ باقی رہ گئے وہ لوگ
جنہوں نے خلافت عباسیہ سے علیحدہ اپنی اپنی حکومت قائم
کر لی تھی انکو میں نے فہرست میں داخل نہیں کیا۔ علامہ مورخ نے
ان لوگوں کے حالات کو جدا جدا تحریر کیا ہے اس لئے کلام مختصر جم

اخبار حکومت بنو امیہ حکمرانان اندلس

اسی طبقہ سے تھے اور علم حکومت عباسیہ کے معاصر اور اس سے مناصبت کرتے

انکی حکومت کی ابتداء اور اس کے بعد ملوک الطوائف کے حالات

بہ خط مجیدہ روم کے شمالی کنارہ پر مغرب کی جانب واقع ہے اسکو

عرب اندلسیہ عظمیٰ کے نام سے موسوم کرتا ہے۔ یہاں پر فرانسیسیں کا ایک گروہ رہتا تھا انہیں سے زیادہ تر سخت اور کثیر القہر اور جلا فقہ تھے لیکن قوط (گاتھ) نے اسلام سے دوسو برس پہلے لاطینیوں کے متعدد لڑائیوں میں قوط (گاتھ) نے رومیوں کا حصہ ڈال دیا تھا اہل روم نے صلح کا پیام دیا اور آخبرہ کا اس امر پر مصالحت ہو گئی کہ گاتھ اندلس کو واپس چلے جائیں چنانچہ ان لوگوں نے اس ملک کی طرف رخ کیا اور قابض ہو گئے پر جب رومیوں اور لاطینیوں نے بلبل نصرانیہ کو لے لیا تو دوسری طرف سے مغرب میں فرانسیسی ہمار بھی گھس پڑے اس وقت گاتھ کے قبضہ اقتدار میں یہاں کی تمام حکومتیں تھیں گاتھ نے ان تعلقات سے عیسائی مذہب اختیار کر لیا۔

شاہان گاتھ کا دار السلطنت طلیطلہ (ٹولیڈ) میں تھا اور اکثر شاہان مابین اسکے قرطبہ، ماروہ اور اشبیلیہ کے تھا۔ اسی حالت سے گاتھ نے تقریباً چار سو برس حکمرانی کی تا آنکہ آفتاب اسلام کی روشنی سے تمام عالم منور ہو گیا اور اسکی فتح کی فوجیں سحر طلعات اور سواحل اندلیقیہ میں لہرائی نظر آنے لگیں۔ اس وقت یہاں کا بادشاہ ہرزن (راڈرک) تھا یہ لقب یہاں کے بادشاہوں کا تھا جیسا کہ جرجیر ملوک صقلیہ کا خطاب تھا۔ گاتھ کا نسب اور انکی حکومت کے واقعات ہم اوپر بیان کر آئے ہیں بحیرہ روم کے جنوبی ساحل کے اس پار پر بھی گاتھ ہی کا قبضہ تھا جبکہ حدود ادریٹین سے ادریٹین سے ادریٹین سے ادریٹین سے تھے۔

بربروں کا بادشاہ جو اس صوبہ پر ان دنوں حکمرانی کر رہا تھا جب کہ عرب جیال غمازہ سے تعبیر کرتا ہے بلان نامی ایک شخص تھا۔ یہ شخص انہیں کے

مذہب سے متذہب اور انہیں کا ماتحت تھا اور موسے بن نصیر سردار
 عرب خلیفہ ولید بن عبد الملک اموی کی جانب سے افسر یقیہ کی گورنری
 پر تھا اور اسکا دارالحکومت قیروان میں تھا۔ عساکر اسلامیہ نے
 اس نامور گورنر کی ماتحتی میں المغرب الاقصیٰ کے اکثر بلاد کو مفتوح
 کر لیا تھا انکے فتوحات کا سیلاب بڑھتے بڑھتے جبال طنجہ سے
 گزر کر بحیرہ زقاق تک پہنچ گیا تھا صرف ایک قطعہ جبال عمارہ کا جسر بلیان
 حکمرانی کر رہا تھا۔ مسلمانوں کے مقابلہ پر اڑا ہوا لڑ رہا تھا۔ گورنر افریقیہ
 موسے بن نصیر بلیان سے علم حکومت اسلامیہ کی اطاعت قبول کر لینے
 کا نامہ پیام کر رہا تھا اور اپنے آزاد غلام طارق بن زیاد ویشی کو طنجہ کی حکومت
 پر مامور کر دیا تھا۔ اتفاق سے انہیں ایام میں بلیان اور لرزیق بادشاہ
 گاتھدین چشمک سی پیدا ہو گئی تھی۔ سبب یہ ہوا تھا کہ لرزیق نے بلیان
 کی بیٹی (فلورنڈا) کی عصمت پر اپنے محسوسین حملہ کر کے اسکی پاکدامنی کو اپنے
 ہوا و ہوس اور شہوت پرست و عیش پسند طبیعت کا شکار کر ڈالا
 تھا اس وقت اسپین کی چوٹی چوٹی ریاستوں کا یہ دستور
 تھا کہ اپنے بچوں کو دربار شاہی میں ادب بزم و تہذیب سیکھنے کی
 غرض سے بھیجا کرتے تھے چنانچہ بلیان نے اسی دستور
 کے مطابق اپنی بیٹی (فلورنڈا) کو طلیطلہ (ٹولیدو) بھیجا تھا۔ بلیان
 کو اس شرمناک خبر کے سننے سے سخت برا ہی پیدا ہوئی فوراً
 سامان سفر درست کر کے دربار شاہی کی روانہ ہوا اور وہاں پہنچ کر
 لرزیق سے ملاقات کی اور صفحہ اپنی مظلومہ بیٹی کے اپنے دارالحکومت
 واپس آیا واپس ہوتے ہی طارق سے ملاقات کی جسکے ساتھ بارہ

تیغ و سپر ہو چکا تھا۔ اور اس کو گاتہ کے سر سبز و شاداب ملک
 کے راہوں سے واقف کر کے اس قدر شوق دلایا کہ عربی جرنیل
 کے منہ میں بانی بہر آیا۔ طارق نے نصرت اور موقع پا کر ^{۹۲}۹۱ھ
 میں اپنے امیر موسیٰ بن نصیر سے اجازت حاصل کی اور تین سو
 عربی سپاہ کی جمعیت سے دریا کو عبور کر کے سواحل اندلس پر حملہ آورد
 ۹۱ھ۔ طارق کے ہمراہ علاوہ تین سو عربی فوج کے تقریباً دس ہزار
 بربری بھی تھے طارق نے ان کو بھی فوجی لباس پہنا کر ایک خاصہ لشکر
 بنالیا تھا اور فحشدی کا جھنڈا لے ہوئے جبل القنق (الانیر زک یا قلعة الاسد)
 موسوم بجبل الطارق (جب الطرا) تک پہنچ گیا۔ دوسری طرف سے
 طریف بن مالک نخعی مالک اندلس میں گسکر تخت و تاج اور لوٹ مار کرتا
 ہوا اس مقام تک پہنچا جس کو اسکے نام کی مناسبت سے شہر طاریفا
 کہتے ہیں ان مقامات کے مفتوح ہونے کے بعد اندلس کے اندرونی
 حصوں کی طرف عساکر اسلامیہ نے رخ کیا۔ لڑائی کو اس کی خبر
 لگی تو اس نے عجم کے مختلف گروہوں اور عیسائیوں کو جمع کر کے چالیس
 ہزار کی جمعیت سے عساکر اسلامیہ سے لڑنے کو خروج کیا دو تون
 فوجوں کا ایک وادی میں جس کو عربی مورخ وادی بیکا کہتے ہیں مقابلہ ہوا مسلمان
 کو اس معرکہ میں کامیابی ہوئی بہت بڑی غنیمت ہاتھ آئی بیشمار لوٹ لٹی
 غلام کے مالک ہوئے۔ طارق نے نامہ بشارت فتح مع مال غنیمت
 اپنے گورنر موسیٰ بن نصیر کخیست میں روانہ کیا موسیٰ بن نصیر کو طارق
 کی اس غیر متوقع فتح کی بانی اور ناموری سے رشک پیدا ہوا ایک باضابطہ فرمان لکھ بھیجا کہ
 وادی بیکا وادی رست کے متصل رہتا ہے اور پچھلا مال اس طریقہ سے پاس ہو کر ٹریٹ کو جاتا ہے تاہم یہاں تک کہ

چونکہ تم بغیر میری اجازت کے ملک عینہ میں گسے جاتے ہو
 لہذا جہان تک تم پہونچتے ہو جاک جاؤ اور جب تک میں نہ پہونچ لوں آگے
 نہ بڑھو اور بجائے اپنے قیصر وان میں اپنے بیٹے عبداللہ کو مامور
 کر کے ^{۹۳ھ} ^{۱۱۱} میں ایک عظیم لشکر کے ساتھ ممالک ہسپانیہ کے سر
 کرنے کو کوچ کیا اس مہم میں حسین بن ابی عبداللہ المہدی فہرانی مغرب
 کے نامی نامی دلاور آزاد غلام اور بربر کے مشہور مشہور نژاد زائشریک
 تھے۔ چنانچہ موسے بن نصیر نے خلیج زقاق کو باہین طنجہ اور جب زیرہ
 خضر اور غبور کر کے اندلس کی عظمیٰ میں قدم رکھا۔ طارق نے اپنے
 گورنر سے ملاقات کی اور مطیع و متقاد ہو کر اس کی ماتحتی میں ممالک
 ہسپانیہ کو سر کر تارہا تا آنکہ موسے بن نصیر نے فتح کی تکمیل کی اور اندلس
 کو شرفا بر شہنشاہ کے وسطا آ رہا تو نہ تک غریبا صغیر قاضی تک فتح کر لیا تمام
 ممالک ہسپانیہ کو زیر و زبر کر کے بہت سا مال غنیمت جمع کیا اور
 مشرق کی طرف سے قسطنطنیہ کو سر کر تا ہوا ملک شام میں داخل
 ہونے اور ان ممالک کے درمیان میں جب قدر عجیون اور نصرانیوں کے
 ممالک تھے ان کو تخت و تاراج اور فتح کر کے دار الخلافہ میں حاضری
 کا ارادہ کیا تھا۔ رفتہ رفتہ دربار خلافت تک یہ خبر پہونچی خلیفہ ولید کو
 مسلمانوں کا دارالاسلام سے اس قدر دور و دورا نکل جانا اور
 دار الخلافہ میں جا کر اس درجہ تو غل و انہماک کرنا شاق گزرا موسے
 بن نصیر کو تہدید آمود ندمان لکھا اور واپس آنے کی سخت
 تاکید کی اس سے موسے بن نصیر نے غنیمت فسخ کر دی
 اور ملک ہسپانیہ کا نظم و منق اور سرحدی مقامات کی حفاظت پر

فوجین مامور کر کے لوٹ کھڑا ہوا۔ روانگی کے وقت اپنے بیٹے عبدالغزیر کو بلادِ ہسپانیہ میں دشمنانِ اسلام سے جہاد کرنے اور اسکی حکومت و انتظام پر مامور و متعین کیا اور قرطبہ میں قیام کرنے کا حکم دیا پس عبدالغزیر نے قرطبہ کو اپنا دارالامارت قرار دیا اور ۹۵ھ میں موسیٰ بن نصیر قیروان میں داخل ہوا بعد ازاں ۹۶ھ میں مع مالِ غنیمت اور خزانہ میں وغیرہ کے دار الخلافت دمشق کی جانب روانہ ہوا۔ بیان کیا جاتا ہے کہ منجملہ مالِ غنیمت کے جو ملک اندلس سے ہاتھ آیا تھا تیس ہزار سوار غلامی کے حلقہ میں تھے۔ انہیں یقیہ میں اسے بجاتے اپنے اپنے بیٹے عبداللہ کو متعین کیا تھا۔

جس وقت موسیٰ بن نصیر دربارِ خلافت میں حاضر ہوا خلیفہ سلیمان نے اسکی جرات اور مسلمانوں کو خطرہ میں ڈالنے پر ڈانٹ ڈپٹ کی اور اسکی اس کارگزاری کا براہِ برابر پاس نہ کیا۔

اس واقعہ کے دو برس بعد عساکرِ اسلامیہ اندلس نے سلیمان کی پشت گرمی سے عبدالعزیز بن موسیٰ بن نصیر کو قتل کر ڈالا ایوب بن حبیب تلمیسی مشیرِ زادہ موسیٰ بن نصیر حکومت اندلس پر مامور کیا گیا۔ عبدالعزیز نیک من۔ اچا فاضل اور جو آخر دستِ اسکے زمانہ حکومت میں بہت سے بلاؤں متوج ہوئے۔ ایوب نے چند حکومت کی بعد ازاں گورنرانِ عرب اندلس میں حکمرانی کرنے کو آئے تھے یہ گماستے دربارِ خلافت کی جانب سے اور گماستے گورنران کی جانب سے ان اسلامی گورنروں نے اوقاتِ مختلفہ میں ملک اندلس کو اس سرے سے اُس سرے تک فتح کر لیا اور تمام جزیرہ نما اندلس کو حسانِ طلال

شرق میں برشلونہ اور قلعات بشالہ پر بھی قابض ہو گئے تھے اور وسط میں
 بسایط کو دبا لیا تھا۔ غرض رفتہ رفتہ قوم کاتھہ اور جلالہ کا گردہ معدوم ہو گیا ان کی
 حکومت صفحہ دنیا سے مٹ گئی۔ کچھ لوگ جو اسلامی دلاوردن کے تلواروں
 سے بچ گئے تھے وہ جہاں فشالہ، اریونہ اور سرحدی پہاڑوں کے درون
 میں جا کے پناہ گزین ہو گئے تھے ہزبران لشکر اسلام برشلونہ کی
 پرلی جانب بھی جزیرہ نمائندس کے سرحد سے نکل کر فرانس کے
 مقبوضات میں داخل ہو رہے تھے اور اپنی فتیابی کی موجوں سے گنار
 کی دیواروں کو ہلاکے ڈالتے تھے انہیں واقعات کے انتشار میں کبھی کبھی
 عربی سپاہ مقیم اندلس میں اختلاف و جھگڑا بھی پیدا ہو جاتا تھا اس سے
 دشمنان اسلام کو موقع مل جاتا تھا۔ پس اہل اندلس اُن مالک کو مسلمانوں
 کے قبضہ سے نکال دیتے تھے جبکہ لشکر اسلام بزور تیغ ان سے چھین لیتا تھا
 سلیمان بن عبدالملک کے گورنر اندلس یقیہ محمد بن یزید کو جب عبدالعزیز بن مروان
 بن نصیر کے مارے جانے کی خبر ہوئی تو اس نے حرب بن عبدالرحمن
 بن عثمان کو سند حکومت اندلس عنایت کر کے روانہ کیا۔ چنانچہ
 حرب اندلس میں پہنچے ایوب بن حرب کو حکومت سے معزول کر کے خود
 حکمرانی کرنے لگا دو برس آٹھ ماہ اس نے حکمرانی کی بعد ازاں خلیفہ عمر
 بن عبدالعزیز نے اندلس کی حکومت پر یحییٰ بن مالک خولانی کو سترہ صدی ہجری میں
 مامور کیا اور مالک اندلس سے پانچواں حصہ لینے کا حکم دیا چنانچہ یحییٰ اسکی
 تعمیل کی اور سترہ طبقہ کمال تقسیم کر دیا بعد ازاں سترہ حصہ میں مالک فرانس
 پر جہاد کی غرض سے فوجیں مرتب کیں اور نہایت سرداروں سے محمداور
 ہوا اتفاق یہ کہ یحییٰ اس معہ کہ میں شہید ہو گیا پس اہل اندلس نے یحییٰ کو

۱۹۰۶

اسکے عبدالرحمن بن عبداللہ غافقی کو اپنا امیر بنالیا تا آنکہ بنسب بن شمیم کلبی یزید بن سلم
 گورنرانہ یقیہ کی جانب سے امیر اندلس ہو کر آیا پس بعد قتل عبیدہ بن ابی اہل
 کی درخواست پر یحییٰ بن سلمہ کلبی کو حظلم بن صفوان کلبی والی افسانہ یقیہ نے
 روانہ کیا۔ سنانہ بن یحییٰ بن سلمہ اندلس میں داخل ہوا ڈھائی برس حکمرانی
 کی۔ اس نے اپنے زمانہ حکومت میں کوئی جہاد نہیں کیا بعد ازاں عثمان بن
 ابی عبیدہ بن عبدالرحمن سلمی گورنرانہ یقیہ کی طرف سے
 والی اندلس ہو کر آیا۔ پہرہ پنج مہینے بعد اس کو حذیفہ بن اخص عبثی کو بھیج کر معزول
 کیا۔ اہل نے مسئلہ کو پورا کیا بعد ازاں توڑنے ہی دونوں بعد کما
 چکا ہے کہ حکومت کے دو برس بعد اس کو بھی معزول کر دیا۔ مورخین اسی
 میں اختلاف کرتے ہیں کہ آیا عثمان سے پہلے حذیفہ بن اخص یا حذیفہ بن شمیم عثمان آیا تھا۔ بہر کیف
 بعد اسکے یشیم بن عبیدہ کلابی محرم ۱۱۱ھ میں عبیدہ بن عبدالرحمن گورنرانہ یقیہ
 کی طرف سے والی اندلس ہو کر آیا اس نے سترہ مہینے مقررہ پر جہاد کیا اور
 بزور تیغ اس کو فتح کر کے دس مہینہ تک وہیں ٹھہرا رہا۔ اپنی حکومت کے دو برس
 بعد ۱۱۳ھ میں وفات پائی بعدہ عبید اللہ بن حجاب گورنرانہ یقیہ کی طرف سے
حذیفہ بن اخص اندلس میں داخل ہوا ۱۱۳ھ میں فرانس پر جہاد کیا برس بڑے
 تاہم کام کے دو برس حکومت کی۔ ذادہ ہی نے لکھا ہے کہ چار برس
 حکومت اندلس پر رہا۔ یہ ظالم سخت گیر اور رعب و داب والا شخص تھا
 ۱۱۵ھ میں سترہ مہینے تک فرانس پر جہاد کیا اور کمال مردانگی سے ان پر حملہ
 آور ہوا اس ٹرائی میں بہت سا مال غنیمت ہاتھ آیا۔ پھر ۱۱۶ھ میں یہ معزول
 کر دیا گیا بجائے اسکے عبید اللہ بن حجاب گورنرانہ یقیہ کی جانب سے
 عبیدہ بن حجاب سلوکی حکومت اندلس میں مامور ہوا۔ پس ۱۱۶ھ میں یہ اندلس

پہونچا پانچ برس تک نہایت نیک سیرتی، فحش اور کافروں پر چہرہ
 کرنے کے ساتھ حکمرانی کرتا رہا۔ اسلامی فتوحات کا سیلاب
 اسکے زمانہ حکمرانی میں ارمونہ تک پہونچ گیا تھا اور اسلامیوں کی بود و باش
 نہرود و نہنگ پہلی ہوئی تھی بعد ازاں عبدالملک بن قطن فری نے سلمہ بن
 امارت اندلس کا دعوے کیا اور عقبہ کو کرسی امارت سے اوجھار کر مار ڈالا۔
 بیان کیا جاتا ہے کہ عبدالملک نے عقبہ کو اندلس سے لٹل کر کے حنان حکومت
 اپنے ماتھے میں لیلی تھی تا آنکہ سلمہ بن بلع بن بشر مدہ لشکر شام سرزمین
 اندلس میں داخل ہوا جیسا کہ اوپر بیان کیا گیا اور اس نے عبدالملک کی حکومت
 کا استیصال کر کے تقریباً ایک برس حکمرانی کی۔ رازی کہتا ہے کہ لڑائی اندلس
 نے ماہ صفر ۱۳۳ھ میں خلافت ہشام بن عبدالملک میں اپنے امیر عقبہ
 بن حجاج سے بغاوت دسہ کشی کی تھی اور بجائے اسکے عبدالملک بن
 قطن کو اپنا امیر بنایا تھا اس حساب سے عقبہ کی حکومت کا دور چہرہ برس
 چار مہینے رہا۔ بہر کیف مقام سر قوصہ ماہ صفر ۱۳۳ھ میں اس نے وفات
 پائی۔ اسکے مرنے سے عبدالملک کے قدم استقلال و استحکام کے
 ساتھ حکومت اندلس پر جم گئے بعد ازاں بلع بن بشر مدہ اہل شام کے
 بعد واقعہ کلثوم بن عیاض و بربر اندلس پہونچا اور عبدالملک پر دفعۃً حملہ کر کے
 مار ڈالا۔ اس سے ہندو یوں کا جتہ دب دبا کر ایک طرف ہو گیا مگر
 درپردہ اپنی قوتوں کو فدا ہم اور اپنی گزری ہوئی حالتوں کو درست کرنے
 رہے تا آنکہ سب کے سب مجتمع ہو کر بلع بن بشر سے لڑے گو اوٹھ کھڑے
 ہوئے اور عبدالملک بن قطن کے خون کا بدلہ لینے کو میدان جنگ
 میں آ گئے اس وقت فریون پر عبدالملک بن قطن کے دونوں بیٹے قطن اور

یہ حکمرانی کر رہے تھے۔ اس معرکہ میں اتھاق سے فہریون کو ہزیمت
 ہوئی مگر فتح بن سبہ بھی انہیں لڑائیوں کے نذر ہو گیا یہ واقعہ ۱۲۲ھ کا ہے
 جبکہ پنج کی حکومت کو تقریباً ایک برس گزر چکے تھے۔ بعد بلخ کے حکومت اندس
 بن ثعلبہ بن سلامہ جدائی متولی وغالب ہو گیا۔ فہریون نے اس سے
 بھی کنارہ کشی کی اور اسکے علم حکومت سے منحرف ہوئے۔ دو برس
 اس نے نہایت عدل و انصاف کے ساتھ امارت کی آخر کار یہانی
 قبائل و ایون نے اسکی مخالفت شروع کی جس سے اسکی
 حکومت کی مشین کے پرزے ٹپیلے پڑ گئے۔ فتنہ و فساد کی گرم بازاری
 ہو گئی۔ اسی اثناء میں خطلہ میں صفوان گورنر اسد لقیہ کی طرف ابو الخطاب حسام
 بن ضار کلبی والی اندلس ہو کر براہ دریا تونس سے ۱۲۵ھ میں اندلس
 آیا۔ اہل اندلس نے اسکی اطاعت قبول کر لی ثعلبہ، ابن سعد اور پسران
 عبد الملک اس سے ملنے کو ابو الخطاب ان لوگوں سے بغزت و احترام
 پیش آیا۔ استقلال کے ساتھ حکمرانی کرنے لگا۔ یہ نہایت شجاع، کریم
 صاحب الرائی اور عالی حوصلہ تھا اسکے عہد حکمرانی میں اہل شام اس کثرت
 سے آئے کہ قریط چھیا و سبج شہران کو کافی ہوا پس ابو الخطاب نے ان لوگوں
 کو مختلف شہروں میں آباد ہونے کو پیسجیدیا اہل دمشق کو بوجہ مشابہت
 کے بیرہ دگرے ناڈایا، میں ٹھہرایا اور دمشق کے نام سے اسکو
 موسوم کیا، اہل حمص کو اشیلہ میں آباد کیا اور آب دہوا کی مناسبت سے
 اسکا نام حمص رکھا اہل قفسرین کو حسان میں قیام کرنے کا حکم دیا اور قفسرین
 کے نام سے اسکو موسوم کیا، اہل ارون کو یہ یفنے مالتھین ٹھہرایا
 اور ارون کے نام سے پکارتے جانے کا حکم دیا، اہل فلسطین کو شدونہ

دشمنید و مجایا شدیش) میں منہ و کوش کرایا اور اسکو فطین کا خطاب دیا اور اہل مصر کے مکانات تدمیر (دمر شیا) میں بنوائے بلحاظ سرسری و شاہانی مصر کے نام سے موسوم کیا۔ بعد اسکے ثعلبہ مشرق چلا آیا اور مروان بن محمد کینجہ میں حاضر ہو کر اسکے ساتھ لڑائیوں میں شریک ہوا۔

ابو الخطاب عرب کے ایک ذہیات کارہنے والا تھا مزاج میں قومی عصیت اور جذبہ داری زیادہ تھی اس نے اپنے زمانہ حکمرانی میں اپنی قوم یمانیہ کی خوب خوب طرف داری کی مصریہ کو ہر کام میں دہا گیا۔ قبیلہ قیس کو بھی سہم کیا۔ ایک روز فضیل بن حاکم بن شمر بن ذی الجوش سردار قبیلہ کو جو کہ بلخ کے ہوا خواہوں سے بہت لکھی کام خاص پر مامور کیا چنانچہ فضیل منہ پر رومال ڈالے ہوئے اٹھا ایک حاجب نے جو قصر امارت کے باہر کھڑا ہوا ہوتا بول اٹھا "اے ابوالجوش اپنے عامہ کو درست کر لو فضیل یہ جواب دیتا ہو گا اگر میری قوم چاہیگی تھا سکو درست کر لگی۔ چلا گیا بعد چند اسکی قوم نے آیکا کر کے اسکے کہنے کے مطابق ایک نہنگامہ سا پر پا کر دیا اور خالغین یمانیہ سے یمانیہ کے مقابلہ پر امداد طلب کر کے لڑنے لگے۔ پس ابو الخطاب نے اپنے آپ کو ۱۲۵ھ میں اپنی حکومت کے چار برس نو ماہ بعد حکومت اندلس سے علیحدہ کر لیا۔ تب بجائے اسکے ثعلبہ بن سلامہ جذامی والی اندلس ہو کر آیا۔ اسکے زمانہ حکمرانی میں مشہور جنگ کی آگ مشتعل ہوئی اہل اندلس نے اس معاملہ میں عبدالرحمن بن حسیب والی اندلس لقیہ سے خط و کتابت کی

عبدالرحمن نے آخری ماہ رجب ۱۲۹ھ میں ثعلبہ کو سند حکومت اندلس
 مرحمت فرما کے روانہ کیا ثعلبہ نے اندلس پہنچتے ہی غنائ حکومت
 اپنے ہاتھ میں لی اور صمیم اسکی امارت و حکومت کے کام کو انجام
 دینے لگا۔ اس نے حکمت عملی دونوں فریق میں مصالحت کرا دی
 دویس حکومت کر کے مرگیا بعد اس کے اہل اندلس یقینہ میں
 مخالفت پیدا ہو گئی اور مشرق میں بنی امیہ کی حکومت مضطرب
 اور کمزور ہو چلی تاہذا ان خلافت امویہ آئے دن کے جنگوں
 اور بانیاں و دولت عباسیہ کی ریشہ دوانیوں کے وجہ سے اٹھنا
 مغرب کے انتظام سے غافل ہو گئے۔ چنانچہ اہل اندلس ایک
 خود مختاری و خود سری کی حالت سے اپنا آپ انتظام کرنے لگے
 اور مصالح ملکی و مذہبی کے انجام دینے کو عبدالرحمن بن کشیر کو
 امارت کی کرسی بیٹھایا بعد اس کے عساکر اسلامیہ مقیم اندلس نے
 یہ رائے قائم کی کہ امارت اندلس مضریہ اور یحییٰ بن نصف
 نصف تقسیم کر دی جائے اور ایک ایک برس دونوں لشکروں
 کو حکمرانی کرنے کا موقع دیا جائے۔ مضریہ نے اپنی امارت کے
 لئے یوسف بن عبدالرحمن فہری کو ۱۲۹ھ میں منتخب کیا۔ ایک برس
 تک یہ دارالامارت قرطبہ میں حسب شرار و دشمنانہ ط
 حکومت کرتا رہا بعد ازان یحییٰ انقضاے میعاد پر حکمرانی کی عیا
 بہنکر دارالامارت میں داخل ہوئے یوسف نے یحییٰ پر موضع شقندہ
 مضافات قرطبہ پر جاکر محبیہ اتاری ہوئے تھے بخون مارا۔

بے اصل کتاب میں یہ جگہ خالی ہے (ترجم)

صنیل بن حاکم قیسہ اور مضریہ باہم گتہ گئے بہت بڑی خونریزی ہوئی یوسف کی حکومت سرزمین اندلس سے جاتی رہی اور بحینہ نے حکومت و امارت پر قبضہ کر لیا۔ مگر ایک مدت تک فریقین اسی طریقہ سے رہے کہ کہیں یہ مغلوب ہو جاتے تھے اور گاہے غالب تا آنکہ عبدالرحمان الملقب بہ داخل سرزمین اندلس میں آیا کئی دو مین یوسف بن عبدالرحمان صنیل بن حاکم کو سہ قسطہ کی حکومت پر مامور کیا ہوا۔ پس جب مشرق میں سیاہ پھریرے والے (مہاسیہ) ظاہر ہوئے تب حباب بن رواحہ زہری نے اندلس کی جانب کوچ کیا اور انکی حکومت و امارت کی دعوت دینے لگا۔ صنیل کا سہ قسطہ میں محاصرہ کیا صنیل نے یوسف سے مدد طلب کی یوسف نے نوحہ عداوت سابقہ ملک نہ بھیجی قیسہ نے امدادی فوجیں بھیجیں لیکن وقت گزر گیا ہوا مجبورانہ صنیل نے سہ قسطہ کو خالی کر دیا پس حباب نے سہ قسطہ پر قبضہ کر لیا اور صنیل ظلیطلہ میں پہنچکر حکومت کرنے لگا تا آنکہ عبدالرحمن داخل دارو اندلس ہوا جیسا کہ ہم آئندہ تحریر کریں گے۔

(مترجم) فتح اندلس کی کیفیت علامہ مورخ نے جس پیرایہ از ضرر سے تحریر کیا ہے اسکو تم پڑھا ہے اور یہ کہ نزویک و غصیب کے لئے کافی ہے۔ علامہ مورخ نے فتح اندلس کے کسی اہم واقعہ کو نظر انداز نہیں کیا جسکے لکھنے کی زحمت مسترجع کا قلم گوارا کرتا ہے چونکہ آج کل لوگوں میں نارول یعنی کاندھاقی حد سے زیادہ پیدا ہو گیا ہے اس وجہ سے جب تک کسی واقعہ کو گشتا بردہ یا کرنا لکھو ان کے لطف نہیں آتا۔ یہ نہیں سمجھتے کہ تاریخ کو چلیے جلون اور پڑکتے ہوئے

فقدون سے کوئی تعلق نہیں ہے نظر برین میں تمہاری دلچسپی کے خیال سے انہیں واقعات کو جب کو تم ابھی پڑھ چکے ہو ذرا تفصیل سے باضافہ و الحاق لکھا چاہتا ہوں سنو! یہ خبر میرہ مناجلی سرسبز و شادابی بخٹیلیتی ایک مدت سے رومن امپائر کے قبضہ اقتدار میں تھا لیکن اسلام سے تقریباً دو سو برس پیشتر قوم گاتہ نے روما کی منزل گزشت کو اس صوبہ سے بیدخل کر دیا تھا اور انکی حکومت و سلطنت کے نام و نشان کو مٹا کر اپنی کامیابی کا جھنڈا گاڑ رکھا تھا گاتہ ایک وحشی ایشیائی قوم تھی اسکی بہت سی شاخیں ہیں از انجملہ ایک وزی گاتہ ہے جس نے پانچویں صدی مسیحی دینے اسلام سے تقریباً دو سو برس پیشتر) میں سلطنت روما کی تہذیب اور شائستگی اپنے وحشیانہ جلون سے تہ خاک کر کے صوبہ آئی بیری (اسپین یا اندلس) پر قبضہ حاصل کر لیا تھا یاد رکھو کہ جس قوم میں تہذیب اور شائستگی حد سے زیادہ آجاتی ہے اسکی دلاوری بہادری، مردانگی اور شجاعت میں فوراً فرق آجاتا ہے رومن میں جس وقت شائستگی اور تہذیب کا نام نہ تھا انہیں دنوں یہ اپنے تیغ بید رنج سے خلاق کو سخر اور مطیع کر رہے تھے جون ہی ان لوگوں میں تہذیب اور شائستگی آئی بہادری نے رخصتی کا سلام کیا۔ اسلام میں ہی اسکی نظیر موجود ہے جب تک اہل اسلام سپید ہی سادی زندگی بسر کرتے تھے اور نہ تو خوشیرون کے سلوک و ساری چیزوں سے نہیں کہلتے تھے اس وقت تک

ان میں مذہبی جوش بھی تھا یہ بہادر بھی تھے فاتح بھی تھے جب
سے علوم و فنون کی آمد شروع ہوئی تہذیب اور شائستگی سے مانوس
ہوئے دلجمعی کے ساتھ عیش و عشرت میں مصروف اور زمانہ
کی حالت سے غافل ہو گئے۔ نتیجہ یہ ہوا کہ ملک گیا، دولت گئی
مذہبی جوش کا خاتمہ ہو گیا۔ صرف شیخی ہی شیخی باقی رہ گئی۔

جس زمانہ میں اندلس پر اسلامی لشکر نے قبضہ حاصل کیا تھا ان
دنوں اسپین میں راڈرک (ذرین) نامی ایک بادشاہ حکمرانی کر رہا تھا
جس نے شاہ و ژنرا کو تخت حکومت سے اتار کر ہر وجہ سے حکومت
حاصل کی تھی۔ اسکا دارالسلطنت طلیطلہ (ٹولیدہ) میں تھا۔ اسلامی
فتوحات کی وجہ سے ان دنوں شمالی افریقہ میں ممالک پر برکی و یارو
سے ملکر اہل تہذیب اور اس سے قریب قریب اسکے کل شہروں
کو مفتوح کر لیا تھا صرف ایک قلعہ سبطہ (سیوٹا) اسکے مقابلہ پر اڑا
ہوا اڑ رہا تھا۔ یہ قلعہ درحقیقت شاہ یونان والی قسطنطنیہ کے زیر
حکومت تھا اگرچہ دور و دراز ہونے کے باوجود مذہب و ہمدردی
ملت اسکی حفاظت اور امداد کا ذمہ دار شاہ اسپین تھا۔ قلعہ سبطہ کے
والی کا نام جولین تھا جسکو عربی مورخ بابایان سے موسوم کرتے ہیں
اس سے اور شاہ اسپین راڈرک سے کچھ ان بن ہو گئی تھی چٹمک
کا یہ سبب ہوا کہ جولین گورنر سبطہ نے حسب دستور ملک اسپین اپنی
بیٹی فلورنڈا کو آداب شاہی تہذیب اور تربیت حاصل کرنے کی عرض
سے شاہ اسپین کے دربار میں بھیجا تا شاہ اسپین (راڈرک) نے
بجائے اسکے کہ فلورنڈا کی عصمت کو اپنی بیٹیوں کی طرح محفوظ رکھتا

اسکی پاکدامنی کو اپنے ہوا و ہوس، عیش پرستی اور شہوت رانی کے
نذر کر دیا۔ یہ ایک بہت بڑا شرمناک واقعہ تھا۔ جولین کو اس خبر کے
استماع سے یہ بھی پیدا ہوئی اول تو اسکا دل اس وجہ سے پہلے
ہی سے صاف نہ تھا کہ راڈرک نے شاہ ڈونر کو معزول کر کے خود بخود
حکومت اپنے قبضہ اقتدار میں لی تھی اور شاہ ڈونر کی بیٹی جولین کی
بیوی تھی دوسرے اس واقعہ شرمناک نے بارود خانہ میں جگاری کا
کام دے دیا۔ سامان سفر درست کر کے غلطی سے راڈرک سے ملاقات
کی لیکن اپنے جوش انتقام اور غیض و غضب کو اس طرح چپا کر
کہ راڈرک راڈرک کو اسکی بدولی کا حس تک نہوا راڈرک کی نصیحت ہو کر
معا اپنے بیٹی کے سبطہ واپس آیا۔ اور یہی ٹھکانہ لی کہ اب میں
مسلماؤں سے قبیح و سپر ہرگز نہوں گا۔ چنانچہ واپس آتے
ہی موسیٰ بن نصیر گورنر شامی افریقیہ سے ملاقات کی۔ یہ ولید
بن عبدالملک تاجدار خلافت امویہ کی جانب سے اس صوبہ کا والی
تھا۔ فیروان میں اسکا دارالامارت تھا۔ جولین نے موسیٰ بن نصیر
سے اسپین کی سرحدی ہزر خیزی اور شادابی کی حکایتیں بیان کر کے یہ
ظاہر کیا کہ تمہارے جانے کی دیر ہے۔ تمہارا لشکر پہنچا نہیں کہ یہ
ملک فتح ہو انہیں پہلے تو موسیٰ کو اس معاملہ میں پس و پیش ہوا مگر
گورنر نے خزانوں اور شاداب زمینوں کے حالات سننے
سے منہ میں پانی بہر آیا۔ انگریزی مورخین کہتے ہیں کہ خلیفہ دمشق
سے اجازت حاصل کر کے یا اسکا استخراج کے پانچ سو
آدیوں کی قیمت سے شام کو سترہ سو تین جولین کے چار ہزار دن

پیو کر کے سولہ لاکھ اندس پر لوٹ مار کرنے کو روانہ کیا مگر عربی مورخین کی
 تحریر سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ موسے بن نصیر نے بلا استمراج خلیفہ دمشق
 اپنی فوج کو بسرداری طارق بلاد ہسپانیہ کی طرف روانہ کیا تھا۔ اگر
 انگریزی مورخین کا بیان صحیح ہوتا تو خلیفہ ولید بن عبد الملک کو
 ملک اندس کی فتحیابی کا حال سننے سے بجائے خوشی کے غمگینی اور
 مسلمانوں پر افسوس نہوتا اور موسے کو دانت کا فرغانہ بھیجتا اور نہ
 اسکو گورنری شمالی افریقہ سے معزول کر کے دمشق میں طلب کرتا
 بہر کیف عربوں کو یہ پہلا موقع بحر روم میں چٹان رانی کا مظاہرہ
 نے الحیر اس کو تخت و تاج کر کے اور گاتہ کی سلطنت کے
 حالات کو برائے العین نمونہ کر کے ٹھوڑے دنوں بعد راحت
 کی طائف پہلے جس مقام پر آؤں تھا وہ اب تک اس کے نام سے لیا
 مشہور ہے۔ موسے بن نصیر کے خیالات مغرب کے بیان سے
 بہت زیادہ فتح اندس کے بابت مستحکم ہو گئے اور جولین کے قول
 کی اس سے تصدیق بھی ہو گئی ہے۔ جولین موسے اس نے دو فوجیں
 طیار کیں ایک کو بسرداری طارق گاتہ کی سلطنت کے سر کرنے
 کو روانہ کیا اور دوسرے کو بسرداری طریف۔ ان دونوں جرنیلوں
 نے ممالک ہسپانیہ میں قدم رکھتے ہی آتش جنگ مشتعل کر دی
 طارق کے رکاب میں تین سو عرب اور تقریباً دس ہزار بربری تھے
 اور طریف بن الملک نخعی کے ساتھ دو سو عرب اور تقریباً سات ہزار
 باشندگان ہر جرنیل کے مقابلہ پر چالیس ہزار فوج لے کر
 لڑنے لگا تھا۔ طارق اول لاکھ تیرا لاکھ قتلہ اس پر اترا جو

اس وقت تک اس فاتح کے نام سے جبل الطارق (جبرالٹر) مشہور ہے
 اس مقام سے قرطبہ کو فتح کر کے مالک ہسپانیہ کے اندرونی حصوں
 کی طرف قدم بڑھائے۔ زیادہ مسافت طے نہ کرنے پایا ہوتا کہ
 راڈرک شاہ اسپین چالیس ہزار کی جمیعت سے آپہنچا دونوں
 فوجوں کا ایک چھوٹے سے دریا کے کنارے مقام وادی
 بیگامین مقابلہ ہوا۔

اس موقع پر مغربی اور مشرقی مورخین عجیب و غریب افسانے
 تحریر کرتے ہیں ازاجملہ طلسمی گنبد ہے جسکو بادشاہ ہرقل نے سمندر
 کے کنارہ پر بنوایا تھا اور اس میں ایک طلسم رکھا تھا اور اس کے
 قبل از وقت افشار راز کو شہر کے مسجد مانعیت کی تھی چنانچہ ہر بادشاہ جو
 سریر آراے مملکت ہسپانیہ ہوتا تھا اپنے نام کا علیحدہ قفل دروازے
 پر لگا دیتا تھا پس جب راڈرک نے عنان حکومت اندلس اپنے ہاتھ
 میں لی تو دو بوڑھے دربار شاہی میں حاضر ہوئے اور بعد اداے مراسم
 شاہانہ دروازہ گنبد پر قفل لگانے کی استدعا کی راڈرک کو مخفیات
 کے دریافت کرنے کا شوق پیدا ہوا ایک روز باوجود دشمنوں اور
 لشکروں کی مانعیت کے بہت سے سوار اور پیادوں کو
 ہمراہ لیکے گنبد کی جانب گیا۔ قفلوں کو توڑ کے اندر داخل ہوا
 ایک وسیع کمرہ سے گذرتا ہوا دوسرے کمرہ میں گیا اس کمرہ
 کے دروازے کے سامنے پتیل کی ایک مہیب تصویر مرد کی
 کھڑی تھی۔ ہاتھ میں ایک بہاری گرز تھا۔ مہمدم یہ تصویر گرز کو زمین پر
 مارتی تھی۔ اس تصویر کے سینہ پر لکھا ہوا تھا میں اپنا منصبی فرض ادا

ادا کر رہا ہوں اس حیرت انگیز تصویر کو دیکھ کر راڈرک کا حوصلہ اور بڑھاپا کسی
 نہ کسی طرح کمرہ کے اندر داخل ہوا وسط کمرہ میں ایک میز بچھی تھی
 جس پر صندوقچہ رکھا ہوا تھا اور صندوقچہ پر یہ عبارت لکھی ہوئی تھی گنبد
 گے کل راز اس کبس میں ہیں بجز ایک بادشاہ کے اسکے کھولنے کی اور
 کسی کو جرات نہوگی لیکن اسکو ذرا باخبر رہنا چاہئے کیونکہ مرنے سے
 پہلے بہت سے عجیب و غریب واقعات دیکھائی دینگے راڈرک نے
 صندوقچہ کو کھولا تو اس میں ایک چرمی وصلی پائی جوتا ہے کی دھنکیوں کے
 بیچ میں محفوظ تھی وصلی پر گھوڑے سواروں کی تصویریں بنی تھیں۔ صفحہ
 کے پیشانی پر یہ عبارت لکھی تھی دیکھ اسے بد اندیش اُن لوگوں کو جو تجھے
 سیر سلطنت سے اوتار کر خاک مذلت پر بیٹھائینگے اور تیرے ملک
 پر قبضہ کرینگے، وصلی پر نظر پڑتے ہی اُن تصویروں میں یک بیک حرکت
 پیدا ہوئی اور میدان جنگ کا حقیقی فوٹو پیش نظر ہو گیا جہاں مسیحی اور اسلامی
 دلا در لڑتے ہوئے نظر آئے اسلامی عساکر نے مسیحیوں کو پسپا
 کر کے اپنی کامیابی کا جھنڈا گاڑ دیا۔ ہزیمت خوردہ گردہ جو ادھر ادھر
 بھاگتا نظر آتا تھا اس میں ایک جو انہر دسپا ہی نظر آیا جو سہ پرتاج
 شاہی رکھے ہوئے سفید گھوڑے پر سوار تھا۔ عین دابرو گیر کے
 وقت گھوڑے سے یہ شخص نیچے گرا اور پہر کمین اسکا پتہ نہ چلا یہ شخص اسلحہ
 اور لباس سے ہو ہو شاہ راڈرک معلوم ہوتا تھا راڈرک اور اس کے
 ہمراہی اس حیرت انگیز مین کو دیکھ کر گھبرا گئے۔ ہراسیمہ حواس باختہ کمرہ
 سے باہر آئے تو نہ وہ تصویر تھی اور نہ اسکے محافظ زندہ تھے علاوہ
 اسکے اور بہت سے ہتھیار عجائبات نظر آئے جس سے سلطنت

اسپین کی تباہی کی خبر ملتی تھی۔ عربی کے بعض مؤرخین نے بھی اس عجیب و غریب واقعہ کو تحریر کیا ہے اسپین کے نشو و نما کے مؤرخین کی تصنیفات میں اس قسم کے تعجب خیز حالات نہایت خوشی سے قلمبند کئے گئے ہیں۔

قرطبی جو داؤدی بن یحیٰ میں ایک دوسرے کے مقابلہ جنگ پر نقل رہے تھے نہایت مردانگی سے میدان میں آئے اور اپنے حریت مقابل سے ہم نبرد ہوئے۔ شاہ راڈوک کے رکاب میں ٹھٹی دل فوج تھی جبکہ مقابلہ میں اسلامی عساکر کو وہی نسبت تھی جو ایک کوہ سے ہوتی ہے تاہم اسلامی نیر و آواز پانچ آٹھ میل لڑائی لڑ کر اپنے جوش دل اور جانا زمین کو ثابت کر دیا اور شاہ راڈوک کی مشو و فرکوششوں کو جزیہ سے دے دی۔

اس تاجید الہی اور نبی کامیابی سے طارق کے حوصلہ بڑھ گئے نہایت اہل العری اور ثابت قدمی سے تمام ملک اسپین کے سر کرنے کو مستعد ہو گیا اور ضرورت کے مطابق سامان جنگ فراہم کر کے آگے بڑھا۔ موسیٰ بن نصیر گورنر ان لقیہ کو جبکہ طارق ماتحت تھا اس غیر متوقع کامیابی پر رشک پیدا ہوا باضابطہ فرمان بھیجا طارق کو آگے بڑھنے کی سخت مخالفت کی گر عالی حوصلہ طارق کو اسکی مخالفت کی ذرا بھی پروا نہ ہوئی اپنے رکاب کے فوج کو تین حصوں پر تقسیم کر کے تمام جزیرہ نما اسپین کو اس سرے سے اس سرے تک چھان ڈالا اور یکے بعد دیگرے کل صوبوں اور قلعہ جات کو مفتوح کر لیا۔

قرطبہ کے محاصرہ اور فتح کرنے کو بغیر طارق کا سکریٹری (

سات سو آدمیوں کی جمعیت سے گیا ہوا تھا۔ قریب قرطبہ پہنچ کر شام تک
 ادھر اُدھر اپنی چھوٹی سی فوج لئے ہوئے چھپا رہا۔ جون ہی رات ہوئی
 شہر کی طرف بڑھا۔ اتفاق وقت سے اس وقت بارش اور اولون کا طوفان
 شروع ہو گیا اس نے اسلامی دلاورین کے گھوڑوں کے
 سمون کی آواز دوزخ تک نہ پہنچنے دیا جس سے اہل قرطبہ کو انکی آمد کی
 اطلاع تک نہ ہوئی۔ شہریناہ کے قریب پہنچکے دباؤ کرنے کا موقع
 تلاش کرنے لگے۔ فیصل کے ایک مقام میں تنگات نظر آیا مسلمانوں
 کا ارادہ ہوا کہ اسی مقام سے حملہ کرنا چاہئے۔ فیصل سے ملا ہوا انجیر کا
 درخت تھا ایک مسلمان سپاہی دوڑ کر چڑھ گیا اور اس پر سے اچل کر صلیب
 کو دگیا جھٹ پڑ اپنا عامہ اتار کر نیچے لٹکا دیا۔ کئی مسلمان سپاہی اس
 عجیب و غریب کند کے ذریعہ سے اوپر چڑھ گئے بعد ازاں ان لوگوں
 نے نہایت ہوشیاری سے دربانوں کی مشکین باندہ لین اور شہریناہ
 کا دروازہ کھول دیا۔ پھر کیا تھا اسلامی رسالہ شہر میں گھس پڑا اور بات
 کی بات میں شہر کو مفتوح کر لیا۔ گورنر اور کل باشندگان شہر نے ایک
 گرجا میں جا کے پناہ لی۔ تین ماہ تک سواران اسلام انکا محاصرہ کئے
 ہوئے لڑتے رہے بالآخر ان محصوروں نے بھی گرجا میں اطاعت
 جہکا دی۔

فتح قرطبہ نے عیسائیوں کی کمرہمت اور توردی طارق فتحندی کا جھنڈا
 لئے ہوئے جسطرح رخ کرتا تھا کامیابی اور نصرت و وڑ کر رکاب چوم
 لیتی تھی۔ آری کی دونا بلاجد و جہد مفتوح ہو گیا کل باشندے بہاگ کر
 پہاڑوں میں چلے گئے۔ بالاکا اور الویر کو چھوڑ کر کے عیسائیوں نے چین

لیا۔ اب صرف مرشیا کے پہاڑی درے باقی رہ گئے تھے جو تدبیر
 کی واقف کاری اور ہوشیاری کے وجہ سے حملہ آور کے حملوں سے
 محفوظ تھے۔ آخر کا عساکر اسلامیہ اور تدبیر سے کھلے میدان ہم
 نبرد ہونے کی نوبت آئی۔ کیمت مسلمانوں کے ہاتھ رہا تدبیر معہ اپنے
 ایک نو عمر غلام کے بھاگ کر شہر اور یہود لائین جا کے پناہ گزین ہوا
 اسلامی لشکر بھی تعاقب کرتا ہوا اس شہر تک پہنچ گیا اس وقت
 مرشیا میں بجز عورتوں اور بوڑھوں یا بچوں کے کوئی جوان باقی نہ رہا
 تھا تدبیر کو اس موقع پر غضب کی پوچھی اس نے کل عورتوں کو مردانہ
 لباس پہنایا۔ سر پر خود رکھا۔ نیزہ کے بجائے ڈنڈا اور
 دیگر ضروری ہتھیار مسلح جنگ سے کراسہ کیا۔ سر کے بالوں کو بیچ
 دے کر زخمیاں کے نیچے اس طرح لٹکایا کہ دور سے دیکھنے والوں
 کو ڈر ہی معلوم ہوتی تھی۔ اس مصنوعی فوج کو تدبیر نے فیصل شہر کے
 حفاظت پر مامور کیا۔ اسلامی لشکر کو اس کا شعور نہوا کہ یہ کس قسم
 کی فوج ہے حملہ کی تدبیریں سوچنے لگا۔ تدبیر نے یہ احساس کر کے کہ
 میری تدبیر کارگر ہو گئی فوراً اپنے نو عمر غلام کو ایلچیوں کا لباس پہنایا
 اور خود صلح کا جھنڈا لئے ہوئے مصالحت کرنے کو شہر سے باہر آیا
 رفتہ رفتہ لشکر اسلام تک پہنچا عربی سپہ سالار نے اسکو ایلچی سمجھ کر
 نہایت تپاک اور احترام سے اسکا استقبال کیا ملاطفت اور نرمی
 سے باہم گفتگو ہونے لگی۔ تدبیر بولائین اپنے حکمران کی طرف سے
 آپ سے شہر اٹھا صلح طے کرنے کو آیا ہوں جکا قبول و منظور کرنا
 قہر کی عالی جو صلگی اور مردانگی سے بعید نہیں ہے ہمارے رحم دل

صلح پسند حاکم کو خونی زنی منظور نہیں ہے اگر آپ وعدہ فرمائیں کہ اہل شہر کو معافان کے مال اسباب کے نکل جانے دین تو کل صبح شہر آپ کے حوالہ کر دیا جائے ورنہ فیصل شہر کی حفاظت اور تاکہ بندیان کو آپ خود ملاحظہ فرما رہے ہیں اس شہر میں آپ کا اس وقت تک قبضہ ہوگا جب تک ہم میں کا ایک بھی زندہ رہے گا۔ مغیث کو یہ شرط بہت پسند آئے صلح پر راضی ہو گیا۔ عہد نامہ لکھے جانے کے بعد پہلے مغیث نے دستخط کیا بعد ازاں تدمیر نے عہد نامہ پر دستخط کر کے مغیث کے حوالہ کر کے کہا لیجئے حضرت یہ عہد نامہ میں ہی اس شہر کا حاکم ہوں۔ بعد اسکے تدمیر مع اپنے غلام کے شہر واپس گیا اگلے دن صبح ہوتے ہی شہر بیاہ کا دروازہ کھلا۔ سب سے پہلے تدمیر مع اپنے چند غلاموں کے نکلا انکے پیچھے بڈھون اور عورتوں اور بچوں کا جھنڈا برآمد ہوا۔ مغیث کو سچا استعجاب ہوا متحیر ہو کر تدمیر کے دریافت کیا آپ کے وہ سپاہی کہاں ہیں جو فیصل کی حفاظت پر تھے تدمیر نے جواب دیا میرے پاس سپاہی کہاں باقی رہ گئے تھے۔ البتہ جگہ ذریعہ سے میں نے شہر کی حفاظت کی تھی وہ یہی عورتیں اور بوڑھے مرد ہیں۔ مغیث کو تدمیر کی اس ہوشیاری اور دلیرانہ کارروائی سے بچہ تعجب ہوا اور اس درجہ اسکو مسرت ہوئی کہ اس نے اپنے مغلوب دشمن کو مرثیا کا گورنر مقرر کر دیا چنانچہ آج تک یہ صوبہ اسکے نام کی مناسبت سے تھوڈی میر لینڈ کہا جاتا ہے۔

اس وقت طارق سرزمین اندلس کو تخت و تاراج کرنا ہوا سرداران گاتھ کی تعاقب و جستجو میں ٹوئیڈ و دظلیظم تک پہنچ گیا تھا

مگر ٹولید میں صرف وہی لوگ باقی رہ گئے تھے جنکو مسلمانوں سے
تعلق اور ارتباط پیدا ہو گیا تھا مثلاً کونست جو بین (بالیان) گورنر سبطہ
اور شاہ ڈنرا سابق حکمران ہسپانیہ کے رشتہ دار۔ طارق نے ان
لوگوں کو عہد ہائے جلیلہ عنایت کے سرور داران کا تہہ خلی جتجو
میں طارق خاک چھان رہا تھا وہ لوگ اسٹریا کے پہاڑوں میں
جا کے پناہ گزین ہو گئے تھے اس وجہ سے ہاتھ نہ آئے۔
طارق نے مالک ہسپانیہ کے تقریباً کل بلاد کو سر کر لیا تھا اور
تجو اور ہراودہر دو چار صوبے باقی رہ گئے تھے وہ بھی فتح ہونے
کے لئے تیار ہو رہے تھے کہ اس اثنا میں موسیٰ بن نصیر
گورنر افسر یقیہ نے جبکو طارق کی غیر متوقع کامیابیاں ہند
نہ آئی تھیں اس ناموری اور فتحیابی میں حصہ لینے کی غرض سے
اٹھارہ ہزار عربی سپاہ کی جمعیت سے اسٹریٹ کو مشاء کے
موسم گرما میں عبور کیا اور کارمونا، سیواٹل اور میسڈیڈ کے
میدانوں کو بذریعہ جنگ کر کے سر کر لیا جس سے اسپین کا سارا
ملک اس سرے سے اس سر تک مسلمانوں کے قبضہ میں آگیا
اور اس خلیفہ اسلام کی وسیع اور بیحد سلطنت کا یہ ایک صوبہ
بن گیا جس کا مرکز حکومت دمشق میں تھا۔

موسیٰ بن نصیر گورنر افسر یقیہ کے دل میں فتح اسپین کے
بعد فتح یورپ کی آرزو پیدا ہوئی مگر افسوس ہے کہ خلیفہ دمشق کی
طلبی پر وہ اپنی اس آرزو کو پوری نہ کر سکا۔ تاہم اسکے چلے جانے پر
عساکر اسلامیہ نے یورپ کی طرف قدم بڑھائے۔ چنانچہ ۱۹ء کے

اوایل میں گال کے جنوبی حصے پر جو سچی مونیہ کے نام سے مشہور
 تھا قبضہ کر کے کرکالون اور تیرلون کو بھی اپنے دائرہ حکومت میں
 داخل کر لیا بعد ازاں برگنڈی اور ایکوئیٹینا پر حملہ کیا ابو دیرڈیوک آف
 ایکوئیٹینا مقابلہ پر آیا اتفاق سے اس معرکہ میں مسلمانوں کو شکست ہوئی
 مگر اس ہزیمت سے انکی جو انخروی میں ذرہ برابر فرق نہ آیا۔ سامان
 جنگ درست اور سپاہ کو مرتب کر کے مسلمانوں نے نہر ملک مغرب
 پر چڑھائی کی بیون کو لوٹ لیا قوم سن پر خراج قائم کیا جس سے میں
 ایوگنن پر قابض ہوئے ناریون کے جدید حکمران عبدالرحمن نے
 فوجیں فراہم کر کے پیر ایکوئیٹینا پر چڑھائی کی دریائے گارزون پر
 اس سے اور ایوڈیز سے مقابلہ ہوا۔ عساکر اسلامیہ نے ایوڈیز
 کو شکست فاش دے کے ٹوفر کی جانب قدم بڑھایا چارلس یکم
 شاہ فرانس بادشاہ لوہائر کی حمایت پر کمر بستہ ہو کر میدان میں آیا
 دونوں فریق کا پواکٹرز اور ٹوفر کے درمیان مقابلہ ہوا۔ یہ بہت
 بڑی لڑائی تھی اس سے بڑے بڑے نتائج پیدا ہونے والے تھے
 اگر عساکر اسلامیہ کو اس معرکہ میں کامیابی ہو گئی ہوتی تو تمام یورپ
 میں بجائے آواز جرس کے آذان کی آواز کو سنتی ہوتی۔ چارلس
 اور اسکی فرانسیسی فوج نے مسلمانوں کی ترقی کو اسی معرکہ سے
 روک دیا چھ دن تک معمولی اور چھوٹی چھوٹی لڑائیاں ہوتی رہیں تاہیں
 دن چارلس خود حملہ آور ہوا مسلمانوں کے پاؤں میدان جنگ سے ٹوک
 گئے اور اسلامی فوج کا حصہ کثیر کام آگیا اس واقعہ سے پہلے
 مسلمانوں کو ممالک فرانس کی طرف قدم بڑھانے کا شوق

پیدا ہوا اللہ یفعل ما یشاء۔ اس کے کلام التبرجھ ملخصاً من الطبوع
وتأسیخ ابوالفداء والکامل لابن الذیروکتا بفتح الطیب غیرها من کتب
تواریخ الاکملیہ

عبدالرحمن ملقب بہ داخل کاندلس جانا اور حکومت کی بناؤ الننا

جس وقت خاندان خلافت امویہ پر مشرق میں وہ مصائب جوان پر نازل
ہونے والے تھے نازل ہوئے اور دھوے داران خلافت یعنی بنو عباس
نے حکمت علی ان کو مغلوب کر کے کرسی خلافت سے اتار دیا اور اس خاندان
کے آخری خلیفہ مروان بن محمد بن مروان بن حکم کو ۳۲ھ میں قتل کر کے سریر
حکومت پر خود جلوہ افروز ہوئے۔ ڈھونڈ ڈھونڈ کر اس خاندان کے
ممبروں کو قتل کرنے لگے خاندان امیہ کے باقی ماندہ دو چار ممبر جو اس
عام خونریزی سے بچ گئے تھے وہ بخوف جان ادھر ادھر اور دور دوراں ملکوں
کی طرف بھاگ کھڑے ہوئے منجملہ ان لوگوں کے جو اس طوفان بے استیاری
سے جانبر ہو کر نکل بھاگے تھے عبدالرحمن بن معاویہ بن ہشام بن عبدالملک نامی
ایک شخص اس سے معزول شدہ خاندان امارت کا ایک ممبر تھا قبل اس واقعہ
کے اس کی قوم ملک مغرب میں اس کی بادشاہت منتظر تھی اور اس میں حکومت کرنے
کی ایسی علامات محسوس کرتی تھی جنکو مسلمہ بن عبدالملک نے بیان کیا تھا خود عبدالرحمن
نے بھی بالمشافہ مسلمہ بن عبدالملک سے یہ سن رکھا تھا اس سے اس کے دل میں
حکومت مغرب کا ولولہ و شوق پیدا ہو رہا تھا یہی امور تھے جس سے کہ عبدالرحمن

بن معاویہ نے ملک شام سے بیدخل ہو کر ملک مغرب کا راستہ لیا اور اپنے
 باخون نفرہ برابرہ طرابلس کے یہاں پہونچے مقیم ہو کسی ذریعہ سے عبدالرحمن
 بن حبيب کو اسکی خبر ہو گئی۔ عبدالرحمن بن حبيب اس سے پشتر ولید بن
 عبدالملک کے دولٹ کون کو جبکہ وہ افسر بقیہ میں شام سے بہاگ کر پہونچے
 تھے قتل کر چکا تھا۔ عبدالرحمن بن معاویہ بخوف جان نفرہ برابرہ سے نکل کر مغیلہ
 میں جا کے پناہ گزین ہوا بعضون نے کہا ہے کہ مکنا سہ میں اور بعضون نے لکھا
 ہے کہ قوم زمانہ میں جا کر دم لیا تھا ان لوگون نے نہایت احترام سے اسکی
 آؤ بگت کی اور یہ ان میں چندے بہ اطمینان مقیم رہا بعد ازاں ملیلہ میں جا
 ٹھیرا اور اپنے غلام بدر کو اندلس میں ان لوگون کے پاس روانہ کرا
 جو مردانیون کے خدام اور گروہ والے تھے۔ چنانچہ بدر نے اندلس
 میں پہونچے ان سجون کو مجتمع کیا اور عبدالرحمن بن معاویہ کی بادشاہت
 و حکومت کی دعوت دی۔ ان سب لوگون نے نہایت تپاک اور خوشی
 سے اسکو قبول کیا اور باہم اس تذکرہ کو خوب پہلایا۔ اتفاق سے اسی
 زمانہ میں جیسا کہ ہم اوپر لکھ آئے ہیں مابین یمینیہ اور مصریہ کے حج خیل گئی
 تھی اس وجہ سے یہی نے عبدالرحمن بن معاویہ کی حکومت و بادشاہت پر اتفاق
 و اجماع کر لیا۔ بدر نے اندلس سے واپس ہو کر اپنے آقا عبدالرحمن کو
 اس سے مطلع کیا۔ عبدالرحمن نے ۱۳۸ھ عہد خلافت ابو جعفر المنصور عباسی
 میں دریا کو عبور کیا اور ساحل سند پر جا اتر۔ اہل انبیلیہ کے ایک گروہ
 نے حاضر ہو کر امارت و حکومت کی عبدالرحمن کے ہاتھ پر بیعت کی بعد اسکے
 عبدالرحمن نے کور را حب کا رخ کیا۔ اسکے عامل عیسیٰ بن مسور نے بھی
 بیعت کر لی تب عبدالرحمن سفد و نہ کی جانب واپس آیا۔ غتاب بن علقمہ نحی والی

شد و نہ گروں اطاعت جکا دی اور امارت و حکومت کی اسکے ہاتھ پر بیعت کر لی۔ بعدہ مورور پہونچا اور ابن صباح اسکے والی سے بیعت کر لی پھر قرطبہ کی جانب روانہ ہوا۔ یہیں نے حاضر ہو کر اسکی امارت کو تسلیم کیا رفتہ رفتہ اسکی خبر والی اندلس یوسف بن عبدالرحمن فہری تک پہونچی یہ اس وقت جلیقہ پر جہاد کر رہا تھا۔ اس خبر کے مشہور ہونے سے اسکے لشکر میں پھوٹ پڑ گئی مجبورانہ اسکو قرطبہ کی طرف واپس ہونا پڑا اسکے وزیر ضمیل بن حاتم نے رائے دی تھی کہ بنظر مصلحت وقت عبدالرحمن کے ساتھ نرمی و ملاحظت کا برتاؤ کرنا اور مکر و حکمت علی سے کام لینا لیکن اسکی مراد حاصل نہ ہوئی۔ اس اعتبار میں عبدالرحمن منکب سے مائعہ میں چلا آیا اور لشکر مائعہ سے سیاسی تدابیر سے بیعت لے لی بعد ازاں برزہ پہونچا اور لشکر برزہ سے بھی اپنی امارت کی بیعت لی۔ پھر سریش پہونچا۔ لشکر سریش نے بھی بیعت کر لی بعد اسکے ایشیلیہ میں جا کے قیام کیا۔ ہر چہا ر طرف سے ہوا خواہوں اور امدادی فوجوں کی آمد شروع ہو گئی آہستہ آہستہ مضربہ بھی اسکے پاس آ کر مجتمع ہو گئے تھے کہ یوسف بن عبدالرحمن والی اندلس کے رکاب میں سوائے فہریہ اور قیسہ کے کوئی عربی نژاد شخص باقی نہ گیا۔ پس اسوقت عبدالرحمن نے یوسف بن فہریہ کی۔ قرطبہ کے باہر ایک میدان میں بنگامہ کارزار گرم ہوا۔ یوسف کو اس معرکہ میں ہزیمت ہوئی شکست کھا کے غرناطہ واپس آیا اور قلعہ نشین ہو گیا امیر عبدالرحمن نے اسکا تعاقب کیا اور غرناطہ میں پہونچکے محاصرہ ڈال دیا بالآخر یوسف صلح کرنے پر مائل ہوا عید الرحمن نے اس شرط پر مصالحت کی کہ یوسف اسکے ساتھ غرناطہ سے نکلے قرطبہ میں جا کے قیام کرے۔

بعد اس مصالحت کے یوسف نے بد عہدی کی سلسلہ میں بقصد خروج قرطبہ سے نکل کر طلیطلہ چلا گیا۔ تقریباً بیس ہزار بربر اسکے پاس مجتمع ہو گئے۔ امیر عبد الرحمن اسکے مقابلہ پر عبد الملک بن عمر مروانی کو مامور کیا۔ عبد الملک بن عمر عبد الرحمن کے پاس مشرق سے آیا تھا اسکا باپ عمر بن مروان بن حکم اپنے بہائی عبد العزیز کی کفالت میں مصر میں رہتا تھا جب ۱۱۵ھ میں اسکا انتقال ہو گیا تو عبد الملک بدستور مصر میں رہا تا آنکہ سیاہ پھریرے والے (عباسیہ) سرزمین مصر میں داخل ہوئے تو عبد الملک نے مصر کو خیر آباد کہہ کے اپنے خاندان کے دس نامی نامی دلاور وں اور جنگ آوروں کے ساتھ اندلس کا راستہ لیا اور کوچ و قیام کرتا ہوا ۱۱۵ھ میں امیر عبد الرحمن کی خدمت میں حاضر ہوا عبد الرحمن نے اسکو استبیلیہ کی سند حکومت عطا کی اور اسکے بیٹے عمر بن عبد الملک کو مورور کی۔ یوسف معزول والی اندلس نے ان دونوں کی طرف بقصد جنگ کوچ کیا اور یہ دونوں بھی فوجیں آراستہ کر کے یوسف کی طرف بڑھے۔ دونوں فریق کا ایک میدان میں مقابلہ ہوا۔ بہت بڑی اور گھمسان لڑائی ہوئی۔ ہزار ہا آدمی کام آگئے آخر کار یوسف کی شکست ہوئی۔ کمال بے سروسامانی سے ہباگ کھڑا ہوا۔ اطراف طلیطلہ میں خود اسکے کسی ہمراہی نے اسکو مکر و فریب سے قتل کر ڈالا اور سراسر اوتار کر امیر عبد الرحمن کی خدمت میں لا کے پیش کر دیا۔

یوسف کے مارے جانے پر امیر عبد الرحمن کی حکومت کو استحکام اور استقلال حاصل ہو گیا۔ تمام ملک اندلس نے اسکی اطاعت قبول کر لی کوئی مخالف نام کو بھی باقی نہ رہا چنانچہ امیر عبد الرحمن نے قرطبہ کو اپنی حکومت کا

مرکز بنایا۔ مجلس اور جامع مسجد بنوائی اور صرف اسکی تعمیر میں اسی ہزار دینار صرف کئے۔ منہور تعمیر پوری ہونے پائی تھی کہ مرگیا۔ علاوہ اسکے اور مسجد میں بھی بنوائیں۔ ایک گروہ اسکے خاندان کا مشرق سے اسکے پاس چلا آیا پہلے یہ خلیفہ ابو جعفر المنصور کے نام کا خطبہ پڑھتا تھا پھر جب اسکی حکومت کا سکھ ملک ہسپانیہ میں چلنے لگا اور پورے طور سے تمام حکومت اندلس اسکے قبضہ اقتدار میں آگئی اور بنی مروان کی سلطنت کی بنیاد استیقام کے ساتھ پڑ گئی اور جس قدر اسکے عالم و ماثر خلافت کو مشرق میں نقصان پہونچاتا اسکو از سر نو حاصل کر لیا اور اطراف ممالک اندلس کے باغیوں اور سرکشوں کو زیر و زبر کر چکا تب اس نے خلافت عباسیہ کے تاجدار کا نام خطبہ سے موقوف کیا اور یک قلم اس سے قطع تعلق کر لیا۔

اس نے ۱۹۲ھ میں وفات پائی یہ عبدالرحمن داخل کے لقب سے معروف تھا کیونکہ ملوک مروانیہ میں سے سب کے پہلے یہی اندلس میں داخل ہوا تھا۔ چونکہ اس نے اندلس میں پہونچکے بغیر کسی معاون و مددگار کے بڑے بڑے نمایان کام کئے۔ مشرق سے کیسی بے سر و سامانی سے بہا گاتو اس میں قوت تھی اور نہ کوئی شخص اسکا معین و مددگار تھا مگر سر زمین اندلس پہونچکے اندلس جیسے وسیع ملک پر بے غل و غش قبضہ کر لیا اور اسکے والی کو معزول کر دیا۔ اسکی غریمیت اور مردانگی اور استقلال کی قوی دلیل ہے اس وجہ سے خلیفہ ابو جعفر المنصور عباسی اسکو صفر بنی امیہ کے نام سے موسوم کرتا تھا۔ بعد اسکے اسکی آئندہ نسلیں بوراشت اسکے اس وسیع ملک کی حکمرانی کرتی رہیں۔

عبدالرحمن اپنے گوامیر کے لقب سے لقب کرتا تھا۔ اسی طریقہ پر اسکے

لو کون نے بھی اپنا رویہ رکھا انہیں سے کسی شخص نے اپنے کو امیر المومنین کے
معتز خطاب سے مخاطب نہیں رکھا کیونکہ بیعت خلافت مرکز اسلام اور
مہدار عرب میں لی جاتی تھی تا آنکہ عبدالرحمن ناصرا کا دور حکومت آیا یہ عبدالرحمن
داخل کے خاندان کا آٹھواں ممبر تھا جیسا کہ ہم آئندہ تحریر کریں گے پس اس نے
اپنے کو امیر المومنین کے لقب سے لقب کیا بعد اس کے اس کی آئندہ نسلوں
نے یکے بعد دیگرے اس خطاب کو اختیار کیا۔

عبدالرحمن داخل کی اس نسل اندلس میں بہت بڑی وسیع حکومت اور

طاقتور تھا عبدالرحمن داخل کے زمانہ وقت تمام اعراف و انبار تقریباً ایک سو برس تک حکومت
کریں گے کسی حکومت سے اتنا وسیع نہیں گئے۔ وہ عرصہ ایران زلفت یعنی سبا سیون کے ہاتھوں
تہ تیغ کئے گئے اس وقت عبدالرحمن بھی اسپین چند جانہ رول کے ساتھ اپنی جان بچا کر ہالکا
اس کے ساتھ بدر نامی اسکا ایک نلام اور اس کے چھوٹا بیٹا تمام تیار و لیسے فرات تک پہنچا
و وقت بیا عبا سیون کے ہاتھ سے صحیح و سالم بچ کر ہو گیا اور ایک کانون میں یہاں
خیال کر کے کہ یہاں پر میرے رہنے کا ہر بیوقوف کو گمان تک نہ ہوگا بود و باش اختیار کی
ایک روز یہ اپنے خیمہ میں بیٹھا ہوا قدرت کی نیرنگیوں پر غور کر رہا تھا اور اس کے ہاتھ
کے باہر کسل کو دین میں مصروف تھا کہ ایک یہ نوجوان چچتا چلاتا حیران و پریشان چہرے میں
آیا۔ عبدالرحمن نے اس کو تسلی دی اور خوف کا سبب دریافت کرنے کو باہر بلا دیا۔ لیکن
کہ کانون پر سیاہ پیر میرے واسطے یعنی عبا سید محاصرہ کیا جاتے ہیں۔ پہلے تو
سخت پریشان ہوا لیکن پھر اپنے خیالات کو جمع کیا اور کچھ سوچ سمجھا اپنے بچہ کو گود میں
لیکر دریا میں کود ڈالا۔ بہا گئے وقت بدر کو ہدایت کر گیا کہ اس جنگامہ کے فرو ہو جانے پر
میرے خیمہ اہل و عیال کو میرے پاس لے آیا۔ عبا سیون نے پھر اپنے ہی خیمہ کی
ملاش لی۔ یہی امیر خاندان کا ایک تنفس نظر آیا۔ دریا کی طرف نظر اگئی تو دو شخص تیرتے

بہارِ خیز مملکت تھی جو اسکے بعد کئی صدی تک قائم رہی جیسا کہ آئندہ ہم تحریر کریں گے۔ مسلمانانِ اندلس عبدالرحمن کی خوش سیرتی اور عاملانہ تدابیر کے گرویدہ ہو کر اسکی حکومت کے دائرہ کے وسیع کرنے میں مصروف و مشغول ہو گئے اس سے اسکو بہت بڑی مدد ملی۔ اسکی حکومت کو استحکام ہو گیا اسکا کہ حکومت تمام مملکت ہسپانیہ میں چلنے لگا۔ عبدالرحمن ایسی وسیع مملکت کے حامل ہو جانے پر اطمینان کے ساتھ شاہی شان و شوکت بڑھانے کی طرف متوجہ ہوا۔

بقیہ نوٹ صفحہ ۲۴۱۔ نظر آئے۔ چلا چلا کر شفی دینے لگے اور ارباب دینے کی قسمیں کھانے لگے۔ امرا میں سے ایک شخص نے جسکے تین نو عمر بچے تھا ایک نہ سنی۔ مگر اسکا دوسرا ساتھی جو اسکے پیچھے پیچھے تیرتا ہوا اور کس قدر تنگ کیا تھا امان دینے کی آواز سن کے لوٹ آیا کاندہ پر پہنچا۔ تاکہ سب تن سے جدا کر دیا گیا پہلا شخص جو تیر کر دریا عبور کر گیا وہ عبدالرحمن تھا اور سچا شخص جس نے اپنے کومعوض خلیفہ ڈالا اور مارا گیا عبدالرحمن کا بہائی اور انیس سفر تھا۔ دریاے فرات عبور کر کے شہباز روز سفر کرتا اور طرح طرح کی مصیبتیں جھیلتا ہوا اندر لقیہ پہنچا جہاں اسکے پہنچنے کے چند روز بعد اسکے باقائدہ اہل و عیال اور خاندان والے معہ بدر کے آئے۔

عبدالرحمن کی عمر اس وقت ۶۰ برس کی تھی۔ جبری، دلاور، معاملہ فہم اور ذہین تھا۔ قدرت سے صورت و سیرت کا حصہ کافی اسکو مرحمت کیا تھا۔ اس وقت شمالی افریقہ میں عبدالرحمن بن حسیب نامی گورنری کر رہا تھا۔ اسکو خاندان امیہ سے دلی عداوت تھا اس نے ولید بن عبدالملک کے دو لڑکوں کو اس سے پیشتر قتل کر ڈالا تھا عبدالرحمن نے یہ خیال کر کے کہ اسکا استیصال کا یہ دار و کامضمون ہے علاوہ برین ایسے مقام پر قیام کرنا خالی از خطرہ نہیں ہے جہاں پر کہ اپنے خاندان کا دشمن موجود ہو۔

اسی اثنا رہین فرولیہ بن افونش نے سرحدی بلاد اسلامیہ پر فوج کشی کر دی اور مسلمانوں کو وہاں سے نکال دیا چنانچہ انکے قبضہ سے بریقال، سمورہ، ہلنقہ، فشاہ، اور سقونیہ کو نکال لیا اور یہ ممالک جلالقہ کے قبضہ میں چلے گئے۔ اور ایک مدت تک انہیں کے قبضہ میں رہے یہاں تک کہ منصور بن ابی عامر سلطان دولت امویہ نے ان شہروں کو پر فتح کیا جیسا کہ اسکے حالات کے تذکرہ میں بیان کیا جاے گا۔ بعد ازاں پھر ان لوگوں نے بلاد اندلس کو ان سے واپس لے لیا اور تمام مملکت پر قابض و متصرف ہو گئے۔

عبدالرحمن نے اندلس پر قبضہ حاصل کرنے کے زمانہ میں خلیفہ سفاح کے نام کا خطبہ پڑھا تھا بعد ازاں اس کا نام خطبہ سے نکال کر خود سر حکمران بن بیٹھا جیسا کہ ہم اوپر بیان کر آئے ہیں۔

اسی بنا پر ۱۴۶ھ میں علاربین مغیثی بھٹی نے افریقیہ سے فوجیں فراہم کر کے بلاد اندلس کا رخ کیا اور باجدین پہونچے لڑائی کا نیزہ کاڑ دیا۔ یہ شخص خلیفہ ابو جعفر المنصور عباسی کے ہوا خواہوں سے تھا ایک گروہ کثیر اسکے پاس

بقیہ نوٹ صفحہ ۲۴۲۔ کاراستہ لیا۔ پانچ برس تک سواصل بربر پر بحال پریشان خستہ و خراب مانا مارا نہرا آخر کار اپنے غلام بدر کو ہوا خواہان خاندان امیہ کے پاس اندلس روانہ کیا۔ تمام سرداران لشکر جنگو خاندان امیہ سے کچھ ہی تعلق تھا عبدالرحمن کی امداد پر کمر بستہ ہو گئے اور یمنی قبائل کو بھی کس قدر رجوت و مباحثہ کے بعد ہر طرح کی امداد و رعایت پر رضی ہوئے کہ لیا الغرض بدر کل مراحل طے کر کے عبدالرحمن کے پاس واپس آیا عبدالرحمن اس وقت نماز پڑھ رہا تھا۔ سلام پیرا تو اندلس کے سب سے پہلے ایچی کو کامیابی کی خوشخبری لے ہوئے اپنے پاس موجود پایا فطرسرت سے ابو غالب کا خطاب عنایت کیا اور مع اپنے معبود چند نقاد اور اہل خاندان کے بلا توقف ہمار سوار ہو کر اندلس کی طرف روانہ ہو گیا تاریخ کامل جلد ۶ صفحہ ۲۴۳ مطبوعہ مصر۔

آگے مجتمع ہو گیا۔ امیر عبدالرحمن کو اسکی خبر لگی تو اس نے بھی سامان جنگ درست کر کے عیار کو ہوش میں لانے کی عرض سے کوچ کیا اطراف اشبیلیہ میں دونوں حرلیت کا مقابلہ ہوا چند دنوں تک لڑائیاں ہوئیں آخر کار عیار کو ہزیمت ہوئی سات ہزار آدمی مارے گئے۔ خود عیار بھی اسی معرکہ میں کام آگیا امیر عبدالرحمن نے مقتولوں کے سر و تن کو جمع کر کے کچھ خیرہ و ان روانہ کئے اور کچھ مکہ معظمہ بھیج دیئے جو خفیہ طور سے انکے بازاروں میں پہنچا دیئے گئے۔ ان سروں کے ساتھ سیاہ پیر میرے بھی تھے اور وہ خطوط بھی تھے جو خلیفہ منصور نے عیار کے پاس اتنا جنگ میں بھیجے تھے

ہشام بن عبدالبرہ قری طلیطلہ میں ایک با اثر شخص تھا اور ان واقعات کے پہلے سے اس کے ولین عبدالرحمن کی عداوت اور مخالفت پیدا ہو چکی تھی اور وہ اسی حالت سے باقی چلی آتی تھی تا آنکہ ۱۳۱ھ میں امیر عبدالرحمن اموی نے اپنے خادم دریم بدر اور نعام بن علقمہ کو طلیطلہ کے سر کرنے کو روانہ کیا پس ان دونوں نے طلیطلہ پر پہونچ کر محاصرہ ڈالا اور ایک خونریز جنگ کے بعد اس کے فتح کر کے ہشام کو مع حیوۃ بن ولید بھسی اور عثمان بن حمزہ بن عبید اللہ بن عمر بن خطاب کے گرفتار کر لیا اور پابز حمیر قرطبہ لائے امیر عبدالرحمن نے انکو سزا دے صلیب دی۔

پھر اسی ۱۳۱ھ میں سعید بھسی معروف بہ مطری نے ان لوگوں کے خون کا بدلہ لینے کو خروج کیا جو قبائل یمن کے عیار کے ہمراہ مارے گئے تھے پہلے اس نے شہر بلد میں فوجیں منہ اہم کیں بعد ازاں جب ایک عظیم گروہ مجتمع ہو گیا تو اشبیلیہ پر پہونچ کر قبضہ کر لیا۔ امیر عبدالرحمن یہ خبر پاس کے آٹھ کھڑا ہوا فوجیں منہ اہم کیں سامان جنگ درست کیا اور سعید سے جنگ کر کے کو کوچ کر دیا سعید اسکی آمد سے مطلع ہو کے اشبیلیہ کے ایک قلعہ میں جا کے پناہ گزین ہو گیا

امیر عبدالرحمن نے پہونچتے ہی محاصرہ کر لیا۔ اسد و غلہ کی آمد و رفت بند کر دی۔ عتاب بن علقمہ نعمی اس وقت شہر شد و نہ مین تہا مطری کے محصور ہونے کی خبر ملنے کے امدادی فوجیں مجتمع کر کے مطری کی جانب روانہ کیں۔ عبدالرحمن نے اپنے غلام بد کو بسرافسری ایک دستہ فوج اس ملک کے روک تھام پر مامور کیا چنانچہ بدر نے نہایت دانائی سے اس امداد کو مطری تک یوں نہ پہونچنے دیا کہ مابین مطری اور امدادی فوج کے خود حائل ہو گیا۔ ایک مدت تک محاصرہ و جنگ کا سلسلہ قائم و جاری رہا۔ آخر الامر سعید انہین رطایو یونین مارا گیا۔ تب اہل قلعہ نے ہجائے اس کے خلیفہ بن مروان کو اپنا امیر بنایا اور امن کی درخواست کی امیر عبدالرحمن نے انکی درخواست منظور کر لی اہل قلعہ نے قلعہ کے دروازے کھول دیے عبدالرحمن نے قلعہ کو ویران کر دیا اور خلیفہ نو محمد ان لوگوں کے جو اسکے ہماراد تھے مار ڈالا۔

اس ہم سے فارغ ہو کر عتاب کی سرکوبی کو روانہ ہوا اور شد و نہ پہونچ کر حصار کر لیا۔ اہل شد و نہ نے منجوبہ ہو کر امن کی درخواست پیش کی عبدالرحمن نے ان کو امن دی اور کامیابی کے ساتھ قرطبہ واپس آیا۔

بعد واپسی عبداللہ بن خراسم اسدی نے کورہ جہان مین علم مخالفت بلند کیا اور گردہ نشیر کو مجتمع کر کے قرطبہ پر حملہ کرنے کی طیاری کی عبدالرحمن نے ایک فوج اس مجموعہ کے منتشر کرنے کو روانہ کیا۔ عوام الناس نے یہ جنہہ خلیفہ کے مار ڈالنے کی یہ وجہ ترقی کر کے خلیفہ کے حوالہ کر دینے کی شرط پر امان طلب کی تھی پس جب عبدالرحمن نے انکی درخواست منظور کر لی اور اہل قلعہ نے قلعہ اور خلیفہ کو عبدالرحمن کے حوالہ کیا تو عبدالرحمن نے خلیفہ کو مار ڈالا اور اہل قلعہ سے ہوئی تھی کہ خلیفہ سے دیکھتا تاریخ کامل ابن اثیر جلد ۵ مطبوعہ مصر صفحہ ۲۶۸۔

پاس کے کہ عبدالرحمن کا لشکر آ رہا ہے عبداللہ کا ساتھ چوڑا جمعیت منتشر ہو گئی
عبداللہ نے عفو تقصیر کرائی اور امن طلب کی چنانچہ عبدالرحمن نے امن دیدی۔
 سترہ احمد بن عیاض بن میر اسدی نے سر اوٹھایا اور عبدالرحمن کی مخالفت
 پر کمر بستہ ہو کر خروج کیا گورنر زباجہ نے جو عبدالرحمن کی طرف سے مامور تھا فوجیں
 فراہم کیں اور سینہ سپر ہو کر لڑا آخر کار عیاض کی شکست ہوئی اثنار دار و گیر مین
 مارا گیا بعد فوجیابی کے گورنر زباجہ نے نامہ بشارت فتح کے ساتھ عیاض باغی کا سر
 بھی عبدالرحمن کے پاس قرطبہ روانہ کیا۔

اسی ستمین عبدالرحمن نے قرطبہ کے شہر نہا بنانے کی بنا ڈالی۔
 ان واقعات کے بعد مشرقی اندلس میں ایک شخص نے بربر کناسہ سے سر
 اوٹھایا۔ یہ شخص شقنا بن عبدالواحد کے نام سے موسوم تھا۔ معلمی کا پیشہ کرتا تھا۔ اس نے
 یہ دعوے کیا کہ میں حسین بن علی شہید کربلا کی اولاد سے ہوں اور میرا نام عبداللہ بن
محمد ہے بربریوں کا ابنوہ کثیرہ جمع ہو گیا۔ اس سے اسکی شان و شوکت بڑھ گئی۔
 جو صلے بلند ہو گئے شہرت بر یہ مین جا کے مقیم ہوا عبدالرحمن اسکی سرکوبی پر طیار
 ہو گیا۔ شقنا عبدالرحمن کی آمد کی خبر پاس کے بلا جلال و قبال پہاڑوں پر پہاگ گیا اور
 وہیں جا کے پناہ گزین ہو گیا عبدالرحمن نے بے نیل مرام راجعت کی اور طلطلہ چرب
بن عبدالملک کو مامور کیا جیب نے اپنی طرف سے شہرت بر یہ پر سلیمان بن عثمان
بن مروان بن عثمان بن ابان بن عثمان ابن عفان کو متعین کیا اور شقنا کی گرفتاری
 کی سخت تاکید کی۔ سلیمان نے سامان جنگ طیار و مہیا کر کے شقنا کا تعاقب کیا
 اتفاق یہ کہ شقنا نے سلیمان کو گرفتار کر کے قتل کر ڈالا اور اطراف قور یہ پر
 قابض و متصرف ہو گیا پس عبدالرحمن نے سترہ احمد بن عیاض کو خود شقنا کی سرکوبی
 پر کمر باندھی شقنا چرب پاس کے پہر پہاگ گیا ہاتھ نہ آیا۔ عبدالرحمن کو سخت پریشانی

وامنگیر ہوئی شقنا کے روزانہ خروج اور فرار سے عبدالرحمن تنگ آگیا جب یہ لشکر پہنچتا تھا تو اس کو بکرو فریب ہزیمیت دے دیتا تھا اور برابر ایک شہر سے دوسرے شہر میں چا پو پختا اور وہاں کے لشکر کو ہزیمیت دیتا رہتا تھا۔ مگر اسکا اصل قیام گاہ جبال بلنسیہ کے قلعہ شیطرنین تھا ۵۵۱ھ میں عبدالرحمن نے قلعہ پر اپنے بیٹے سلیمان کو بطور اپنے نائب کے متعین کر کے شیطران کا قصد کیا جون ہی شیطران کے قریب پہونچا اہل اشبیلیہ ویمینیہ قبیلہ کی بغاوت اور عبدالغفار وحوہ بن فلاش کی مخالفت کی خبر لگی۔ ناچار شقنا کو بحالہ چوڑکے اشبیلیہ کی جانب مراجعت کی۔ اور عبدالملک بن عمر کو اہل اشبیلیہ سے جنگ کرنے کی عرض سے بڑھنے کا حکم دیا۔ عبدالملک اپنے رکاب کی فوج لئے ہوئے اشبیلیہ کی جانب

۵۵۲ھ میں بدرخاوم روانہ کیا گیا شقنا قلعہ شیطران خالی چوڑ کر ہاگ گیا پر ۵۵۳ھ میں خود عبدالرحمن شقنا کی جنگ پر گیا شقنا پر ہاگ گیا۔ عبدالرحمن مجبوری واپس آیا۔ بعد ازاں ۵۵۴ھ میں ابو عثمان عبید اللہ بن عثمان کو بصرہ افسری عظیم فوج کے روانہ کیا شقنا نے حکمت عملی اسکی فوج کو بگاڑ دیا جس سے ابو عثمان کو ہزیمیت ہوئی شقنا نے اسے لشکر گاہ کو لوٹ لیا اور بنی امیہ کی ایک جماعت کو قتل کر ڈالا۔ بعد اس کے شقنا نے اسی سنہ میں قلعہ ہوا میں معروف بیلین پر چڑھائی کی یہاں پر عبدالرحمن کا گورنر رہتا تھا شقنا نے براؤ فریب دم پٹی دیکے بلایا جب وہ باہر آیا تو شقنا نے اسکو قتل کر کے اسکے گھوڑے، ہتھیار اور کل اسباب کو لے لیا۔ مجبور ہو کر یہ عبدالرحمن بدستہ اس محاصرہ پر روانہ ہوا یہ واقعہ ۵۵۶ھ کا ہے جیسا کہ ترجمہ تاریخ میں پڑ ہو گے۔ اس سے لخصاً من کال لابن اثیر جلد ۲۸ مطبوعہ مصر۔

۵۵۷ھ عبدالملک نے اشبیلیہ کے قریب پہونچکے اپنے بیٹے امیہ کو اہل اشبیلیہ پر بھجوں مارنے کو روانہ کیا امیہ نے اہل اشبیلیہ کو ہوشیار پا کے حملہ کیا اور اپنے باپ کے پاس واپس آیا عبدالملک نے حملہ کرنے کی وجہ دریافت کی امیہ نے جواب دیا اہل اشبیلیہ ہوشیار تھے حملہ کرنے کا موقع نہ تھا عبدالملک لار تو نے متو

بڑا اور مرنے پر کمر بستہ ہو کر اہل انبیلیہ سے لڑا اہل انبیلیہ بہاگ کھڑے ہوئے
عبد الملک نے نہایت سختی سے انکا تعاقب کیا اور جی کھول کر انکو پامال کر کے
منظور منصور عبد الرحمن کی خدمت میں واپس آیا عبد الرحمن نے بیحد شکر ادا
کیا معقول صلہ دیا اپنے بیٹے کا جو ولیعہد تھا عقد عبد الملک کی لڑکی سے کر کے
اپنا سہمی بنالیا اور عہدہ وزارت سے سرفراز فرمایا۔

عبد الغفار اور جودہ بن فلکش اس واقعہ سے جانبر ہو کر انبیلیہ بہاگ گئے تھے
۱۵۷ھ میں عبد الرحمن نے ان پر حملہ کیا اور انکو معہ ایک گروہ کثیر کے جو ان کے
ہو اخواہ تھے قتل کر ڈالا۔ یہی اسباب تھے جنگی وجہ سے عبد الرحمن کو عرب
کی اہانت سے مشکوک اور مشتبہ ہونا پڑا اور اسے اسی تاریخ سے باستقامت عرب
عجمی قبائل اور غلاموں کو اپنی فوج میں مہرئی اور حکومتوں پر مامور کرنا شروع کیا۔
بعثت کے ۱۵۷ھ میں شقنا کے امرا ہونیئین سے دو شخصوں نے شقنا کو دھوکھا دیکے

یقینہ بن مسعود ۲۔ سے ڈر کر حملہ نہیں کیا نہ جویہ کا بزدل ہے میں ایسے بزدل شخص کو دوست نہیں رکھتا یہ
عبد الملک نے امید کی گروہ ماروی اور اپنے امرا لشکر کو جمع کر کے کہا جسما یوا تم جانتے ہو کہ ہم لوگ مشرق
سے اس قدر دور دراز ملک کی طرف لکڑے گئے اور اب یہ کھڑا اتفاق سے ہاتھ آگیا ہے جو قوت لایہوت کے
کے کمین ہے تو اسکو بھی ہم بزدلی سے فتنایا کیا جاتے ہیں بہتر وہ ہے کہ انہی زندگی پر ہم موت کو فوقیت
دیں۔ سبھوں نے ایک زبان ہو کر مرنے یا قیام ہو کر واپس ہونے کی تسوین کما میں اور مجموعی قوت
سے حملہ آور ہوئے۔ یحناہ اور اہل انبیلیہ کو ایسی ہریمت ہوئی کہ ہر اسکے بعد یحناہ نہ اُہر سکے۔ عبد الملک
کے کئی زخم اس جنگ میں آئے تھے ہاتھ سے قبضہ نشین نہیں چھوڑتا تھا۔ اسی حالت سے یحید الرحمن
کی خدمت میں آیا کہ تلوار سے خون چمک رہا تھا اور زخموں سے خون کے فوارے جاری تھے تاریخ ابن اثیر
جلد ۹ صفحہ ۴۴ بطور مصر۔

۱۵۷ھ میں عبد الرحمن نے پہر ایک لشکر شقنا کی جنگ پر بھیجا تھا ایک ماہ تک قلعہ شیطران میں محاصرہ کئے

مارڈ والا اور سراسر اوتا کر امیر عبد الرحمن کے پاس لائے۔

ان واقعات کے ختم ہونے پر دولت عباسیہ کے اراکین کو عبد الرحمن کے مطیع کرنے کا خیال پیدا ہوا چنانچہ ۱۶۱ھ میں عبد الرحمن بن حبیب فہمی معروف بہ ثعلبی افریقیہ سے فوجیں آراستہ کر کے اندلس کی طرف خلافت عباسیہ کا سیاہ جھنڈا لئے ہوئے اہل اندلس کے زیر اور مطیع کرنے کی غرض سے روانہ ہوا اور مدیر کے میدان میں پہونچے پڑاؤ کیا۔ بربریوں کا ایک گروہ اسکے پاس آکر مجتمع ہو گیا عبد الرحمن بن حبیب نے سلیمان بن یقظان والی برشلونہ کو لکھ بھیجا کہ تم خلافت عباسیہ کی اطاعت قبول کر لو ورنہ مجھے تم اپنے سر پر پہونچا ہو ایقین کر سلیمان نے اس کو منظور نہ کیا تب عبد الرحمن بن حبیب نے بربریوں کی فوج آراستہ کر کے سلیمان پر چڑھائی کی سلیمان بھی سینہ سپر ہو کر میدان میں آگیا اور کمال مردانگی سے اس کو شکست دے دی عبد الرحمن بن حبیب ناکامی کے ساتھ مدیر واپس آیا۔ اس واقعہ کی عبد الرحمن کو خبر ملی تو اس نے قرطبہ سے مدیر کا رخ کیا عبد الرحمن بن حبیب اس کی آمد کی خبر پا کے کوہنسیہ میں جا کر پناہ گزین ہو گیا۔ عبد الرحمن نے اشتہار دے دیا کہ جو شخص عبد الرحمن بن حبیب کا سراسر اوتا کر میرے سامنے لائیگا اس کو میں اس قدر مال و زر و ننگا چنانچہ عبد الرحمن بن حبیب ہی کے بربری ہمراہیوں میں سے ایک شخص نے دھوکھا دیکر عبد الرحمن کو مارڈالا اور سراسر اوتا کر عبد الرحمن کے پاس لے آیا۔ یہ واقعہ ۱۶۲ھ کا ہے۔ عبد الرحمن بن حبیب کے مارے جانے کے بعد عبد الرحمن اپنے دارالحکومت قرطبہ میں واپس آیا

بقیہ نوٹ صفحہ ۲۳۸۔ رہا آخر کار مجبور ہو کر بنے نیل مرام واپس آیا بعد واپسی لشکر قشتالہ سے جنگ شدت بریہ کے ایک گالون میں آیا ابو عیین اور ابو حزیم نے جو اسکے ہمراہیوں سے تھے اس کو قتل کر ڈالا اور عبد الرحمن کے پاس چلے آئے۔ تاریخ کامل جلد ۹ صفحہ ۱۱ مطبوعہ مصر۔

اسی سند میں وجیہ غسانی نے قلعہات بیرہ میں سے ایک قلعہ میں جاگزین ہو کر نکلنے کی
عبدالرحمن نے شہید بن علیؑ کو اسکی سرکوبی پر مامور کیا۔ شہید نے نہایت مردانگی
سے لڑ کر وجیہ کو شکست دی اور مار ڈالا۔ بعد اسکے بربریوں نے مسرا وٹھایا
ابراہیم بن شجرہ انکاسد دار تھا عبدالرحمن نے بدر کو اس منہگامہ کے فرو کرنے
کا اشارہ کیا۔ بدر نے بھی بربری باغیوں کے سد دار ابراہیم کو قتل کر ڈالا اور
انکی جماعت کو تتر بتر کر دیا۔ انہیں دنوں سلمیٰ نامی ایک سپہ سالار باغی ہو کر قرطبہ
سے طلیطلہ پہاگ گیا اور مخالفت شروع کر دی عبدالرحمن نے حبیب بن
عبد الملک کو سلمیٰ کے زیر کرنے پر متعین کیا۔ ایک مدت تک حبیب اسکا محاصرہ کئے
رہا تا آنکہ زمانہ محاصرہ میں سلمیٰ کا انتقال ہو گیا باغیوں کی جماعت منتشر ہو گئی۔

۶۴ھ میں عبدالرحمن کو قسطنطین کی بغاوت فرو کرنے کی ضرورت پیش
آئی ان دنوں سرقسطہ میں سیمان بن یقطان اور حسین بن عاصی حکمرانی کر رہے تھے
ان دونوں نے انڈیشون نے مل جل کر عبدالرحمن کے خلاف علم بغاوت
بلند کر دیا عبدالرحمن نے پہلے اپنے سپہ سالاروں میں سے ثعلبہ بن عبیدہ کو
اسی محم پر روانہ کیا ثعلبہ نے پہونچتے ہی ان دونوں کا سد قسطنطین محاصرہ کر لیا
ایک مدت تک سلسلہ جنگ اور محاصرہ قائم و جاری رہا ہنوز کوئی نتیجہ نہیں ظاہر ہونے
پایا تھا کہ ایک روز سیمان نے براہ فریب و مکر ثعلبہ کو گرفتار کر لیا۔ اور شاہ فرانس
کو بلا پھرایس جبوقت شاہ فرانس سرقسطہ میں آیا اسوقت شاہی لشکر نے ثعلبہ کی گرفتاری

سلسلہ کی بغاوت کی یہ وجہ بیان کجاتی ہے کہ سلمیٰ نے ایک روز شب کی وقت شراب پی اور حالت نشہ میں دروازہ قظرہ کی
طرف گیا اور کہوئے کا قہقہہ کیا محافلین مجلس نے نہانفت کی لوٹ آیا صبح کو جب نشہ اوترا تو اس خوف سے کہ
سبا و عبدالرحمن کی قسم کا مجھ سے مواخذہ نہ کرے قرطبہ سے طلیطلہ چلا آیا۔ اسکے آتے ہی جن جن
لوگوں نے دنوں میں عبدالرحمن کے جانب سے غبار تنہا طلیطلہ چلا آیا اور بغاوت کر دی۔ تاریخ کامل
ابن اثیر جلد ۲ صفحہ ۲۴ مطبوعہ مصر

کیوجہ سے محاصرہ اٹھالیا تھا۔ سلیمان نے ثعلبہ کو شاہ فرانس کے حوالہ کر دیا شاہ فرانس اس امید میں کہ میں عبدالرحمن والی اندلس سے اسکے معاوضہ میں زر کثیر لوٹاگا واپس گیا بعد اسکے حسین نے سلیمان کو قتل کر کے بالانشرا و حکمرانی شروع کر دی عبدالرحمن نے ان واقعات سے مطلع ہو کر فوجیں مرتب کیں اور بذاتہ حسین کے جنگ کرنے کو سر قسط پہونچکے محاصرہ ڈال دیا تاکہ حسین نے طول محاصرہ سے تنگ آ کر مصالحت کر لی۔

اس مہم سے فارغ ہو کر امیر عبدالرحمن بلا دفرانس و شکنس پر تہاد کرنے میں مصروف ہوا انکے علاوہ اور ملوک پر بھی جو انکے قرب و جوار میں تھے حملہ کر کے اپنے وطن قرطبہ میں واپس آیا بعد اسکے ۱۶۵ھ میں حسین نے مقام سر قسط میں پیر سر خوافض بن عبد الرحمن کا ایک گورنر غالب بن تمامہ بن علقمہ نامی اس جنگامہ کے فرو کرنے کو روانہ ہوا۔ متعدد اور چھوٹی چھوٹی لڑائیوں کے بعد حسین کے ہمراہیوں میں سے ایک گروہ کو گرفتار کر لیا اور حصار کئے ہوئے لڑتا رہا تاکہ ۱۶۶ھ میں عبدالرحمن بنفس نفیس فوجیں آراستہ کر کے اس مہم کے سر کرنے کو روانہ ہوا اور بزور تیغ اسکو مفتوح کر کے حسین کو قتل کر ڈالا اور نیز ازل سر قسط میں سے بھی کچھ لوگوں کو تیغ سے لے اس جاوین عبدالرحمن لڑتے لڑتے قلعہ رنگ پہونچ گیا تھا۔ شہر قلعہ کو فتح کیا اور ان قلعات کو جو اس اطراف میں تھے ان کو ویران و منہدم کر دیا بعد ازاں بلا و شکنس کی طرف روانہ ہوا قلعہ شہین الاقرع کو فتح کر کے بلا و ثون بن اطلال کی جانب بڑھا اور اسکے قلعہ کو بزور تیغ فتح کر کے منہدم کر دیا۔ تاریخ کمال ابن اثیر جلد ۹ صفحہ ۲۸۰ مطبوعہ مصر۔

۱۔ سر قسط کی مہم سر کرنے میں عبدالرحمن نے اس مرتبہ بہت بڑا اہتمام کیا۔ چہتیس مہینے قلعہ

کرا میں جو رات دن چلا کرتی تھیں۔ دیکھو تاریخ کمال ابن اثیر جلد ۹ صفحہ ۲۸۰ مطبوعہ مصر

کیا۔ ۱۶۵ سالہ ابوالاسود محمد بن یوسف بن عبد الرحمن قمری نے بغاوت کی وادی احمد
مقام قسطنطنیہ میں عبد الرحمن اس سے معرکہ آرا ہوا اور اس کے شکست دے کے
اس کے ہمراہیوں اور فوج کو بھی کھوکھلا کر پامال کیا بعد ازاں دربارہ ۱۶۹ سالہ بھی سپر ابوالاسود
کے تابع میں ہوا۔ بغاوت سانی اور عبد الرحمن سے لڑنے کو نکلا عبد الرحمن نے
اس واقعہ میں اس کو ہزیمت دے دی۔ اس واقعہ کے دو سالہ برس ۱۷۱ سالہ
میں ابوالاسود صوبہ طرابلس میں مرنے لگا۔ اس کے اسکا بھائی قاسم جانشین ہوا
اور ایک بہت بڑی فوج مرتب کر لی عبد الرحمن نے یہ خبر یاد کر قاسم پر چڑ پائی کی

۱۷۱ ابوالاسود اس زمانہ سے جیل قسطنطنیہ میں محتاج سے کھانا پانی یوسف بھائی کیا نہا اور اسکا بھائی عبد الرحمن
میں یوسف مارا گیا تھا۔ اس برس وہیں قید رہنے کے بعد اس سے بچنے کو نامیاتی مہر کرنا شروع کیا مگر وہ بھی
کسی طرف آنکھیں نہیں اٹھاتا تھا ایک زمانہ دراز تک اسی حالت سے رہا۔ امیر عبد الرحمن کو بھی اس کے نابینا
ہونے کا یقین ہو گیا۔ اتنا سے جیل کے مکان میں رہتا تھا جس کے دروازے نہر اعظم کی طرف تھے۔ قیدی
اسی جانب جو اسے ضروری رفع کرنے کے لئے جاتے تھے محافظین جیل ابوالاسود کو نابینا تصور کر کے جوڑ
دیتے تھے اور مطلق نگرانی و محافظت نہ کرتے تھے جو وقت نہر سے اپنی ضرورت رفع کر کے ابوالاسود
واپس ہوتا تھا تو آواز بلند سے کہتا تھا کہ ان شخص اندھے کو اسکی جگہ پر لیجا دیکھا تو ٹھٹھکا۔ دنوں بعد ابوالاسود
کا ایک خادم کتار سے نہر کے کنارے لگا اور اس سے سرگوشیاں کرنے لگا۔ محافظین جیل ابوالاسود کے نابینا ہونے
کی وجہ سے کچھ تعرض نہ کرتے تھے ایک روز ابوالاسود نے اپنے اسی خادم سے سواری منگوائی
اور دریا تیر کر گھوڑے پر سوار ہو کر کھل سا گاھا فظیل کو خبر تک نہوئی۔ طرابلس پہنچے آہستہ آہستہ
لوگوں کو فراہم کرنا شروع کیا جب بہت بڑی جماعت مجتمع ہو گئی تو ان کو فوج کی صورت میں مرتب
کر کے عبد الرحمن اموی سے لڑنے کو نکل کھڑا ہوا۔ پہلا معرکہ وادی احمد مقام قسطنطنیہ میں ہوا اسمین
اس کے چار ہزار آدمی علاوہ ان لوگوں کے جو نہر میں بوقت دار و گیر ڈوب کر مر گئے کام آئے تھے
تاریخ کمال بن ابی شیبہ ۶ صفحہ ۳۲ و ۳۳ مطبوعہ مصر۔

ایک مدت کے محاصرہ و جنگ کے بعد قاسم بغیر امان کے گرفتار ہو آیا بعد الرحمن نے اسکو موت کے سزا تجویز کی جو نہایت تیزی سے تعمیل کی گئی۔

انہیں واقعات کے ختم ہونے پر ۱۱۸ھ اور بعد اسکے ۱۱۹ھ کا دور شروع ہوا ہے اور امیر عبدالرحمن ملک اندلس میں تینتیس سال حکومت کر کے سفر آخرت اختیار کرتا ہے۔

۱۔ امیر عبدالرحمن بن معاویہ بن ہشام بن عبدالملک والی اندلس نے ہار بیع الآخر ۱۱۸ھ عہد خلافت حلیفہ رشید میں وفات پائی تینتیس سال چار مہینے اندلس پر حکمرانی کی۔ سرزمین دمشق مقام دیر حنا ۱۱۳ھ میں پیدا ہوا تھا ام ولد راج نامی بربرہ کے لطن سے تھا اسکا باپ معاویہ اسکے دادا ہشام کے زمانہ میں مر گیا تھا۔ شروع عہد شباب میں اسپر داد اسکے خاندان پر بہت بڑی مصیبت طاری ہوئی ۱۱۳ھ میں شام سے جس کیفیت سے بھاگا ہے تم اوپر پڑا۔ آگے ہوا اللہ تعالیٰ اسنے اسی کے دماغ اور اسی کے قواسم عقلیہ میں یہ قوت ودیعت رکھی تھی کہ اندلس جیسے ملک پر پہونچنے ہی قبضہ کر لیا اور بعد قبضہ حاصل کر نیکے آئے دن خانہ جنگیوں سے برابر مقابلہ کرتا رہا۔ حکمرانان اسلام اور حکومت اسلامیہ کی بربادی کے قوی اسباب سے یہ ایک امر یہ بھی ہے غور کرو کہ عبدالرحمن نے جو قوت اندلس کی سرزمین پر قائم رکھا تھا اس وقت اندلس و جرے قبایل ہمنہ اور مصریہ کی مخالفت کا دنگل بنا ہوا تھا علاوہ ان دونوں قبایل کی باہمی مخالفت کے بہت سے چھوٹے چھوٹے امیر خود سبکاں بنے ہوئے تھے ایسی حالت میں عبدالرحمن ہی جیسے شخص کی ضرورت تھی اس نے تم سے بیدخل ہو کر اندلس پر پہونچکے قبضہ بنایا۔ قابض ہونے کی کیفیت سے تم مطلع ہو چکے ہو کہ اس وقت اسکو چندان مخالفت اور بغاوت کا سامنا نہیں کرنا پڑا بعد قبضہ حاصل کرنے کے ایک دن ہی نچلا بیٹھنے نہ پایا۔ ایک نہ ایک کی سہ گولی پر مگر باندھنا پڑی تھی۔ یہ خود سریان اور بغاوت کیوں ہوئی تینیں؟ اسکی بنا مختصر اسی پر تھی کہ کسی تو ہوا خواہان دولت عباسیہ کو اس کے مطمح کرنے کی خواہش پیدا ہوئی تھی جیسا کہ علاء کا واقعہ اسپر کافی طور سے روشنی ڈالتی

ہشام کی حکومت

جس وقت عبدالرحمن نے سفر آخرت اختیار کیا اس وقت

اسکا بڑا بیٹا سلیمان طلیطلہ مین حکمرانی کر رہا تھا اور اسکا دوسرا بیٹا ہشام ماروہ کی کرسی حکومت پر تھا اور عبدالرحمن نے اسی کو اپنا ولیعہد بنایا تھا۔ اسکا تیسرا بیٹا عبداللہ مسکین بوقت وفات قرطبہ مین موجود تھا اپنے مامور باپ کے مرنے پر اپنے بہائی ہشام کی حکومت کی بیعت لی اور اس حادثہ چانکاہ کی خبر پہونچائی۔ چنانچہ ہشام ماروہ سے قرطبہ مین آیا اور حکمرانی کی عبا پہنکے کرسی حکومت پر بیٹھ کر حکمرانی کرنے لگا۔

بقیہ نرط صفحہ ۲۵۳۔ اور گاہے خواہشمند ان حکومت اوٹھ کر ٹپے ہوتے تھے۔ افسوس کہ ان لوگوں نے نفقہ عہد و بیعت اور فتنہ و فساد کو بائین ہاتھ کا کیل مقرر کر لیا تھا حالانکہ اسلام اسکی سخت مخالفت کرتا ہے مگر عبدالرحمن کی ہمت و مردانگی کو صد آفرین کہ وہ کبھی ہمت نہ ہارا جب اسکو یہ خبر پئی کہ فلان شخص فلان مقام پر باغی ہو گیا ہے فوراً اوٹھ کھڑا ہوتا اور جب تک اسکا قلع و قمع نہ کیا آرام نہ کرتا تھا اسکی سوانح مین کوئی ایسا واقعہ نہیں ملتا کہ جس سے یہ تھک گیا ہو۔ بہت بڑا عالی حوصلہ سخی، شجاع، عظیم، عالم اور صاحب عزیمت تھا۔ کبھی کبھی کچھ شعوبہ کی کہلیتا تھا نہایت درجہ کا فصیح اور بلیغ تھا ابن حیان لکھتا ہے کہ عبدالرحمن خود دربار عام مین بیٹھا تھا اور رعایا کی فریادیں اور شہنشاہ سنا تھا۔ ضعیف سا ضعیف شخص بے روک ٹوک و بلاجد و جہد پہونچ کر اپنا حال عرض کر سکتا تھا۔ اسکی عادات سے یہ تھکا اسکے دسترخوان پر علاوہ اسکے مصاحبوں اور ہمراہیوں کے جو شخص کھانے کے وقت معذور ہوتا تھا شریک کر لیا جاتا تھا۔ حاجت مند اپنے حاجات کو اس وقت بھی کہہ سکتے تھے۔ قرطبہ مین اس نے یہ تقلید اپنے دادا ہشام کے رصافہ تعمیر کر لیا تھا بوقت وفات گیارہ لاکھ کے اور نو لاکھ چھوڑ گیا تھا۔ سفید کپڑے اکثر پہناتا تھا۔ ابن زیدون نے لکھا ہے کہ اسکے رخسارے ہلکے تھے۔ قد بڑا تھا اور نحیف الجسم تھا۔ چہرہ پر بڑا سا تل تھا مترجمہ شخص از تاریخ کامل ابن اثیر جلد ششم صفحہ ۴۴ مطبوعہ مصر و کتاب نفح الطیب من غصن الایمن الرطب جلد ۲ صفحہ ۲۱۲ مطبوعہ لیدن۔

چونکہ سلیمان اس سے سن میں بڑا تھا اسوجہ سے اسکو شیدگی پیدا ہوئی اور رفتہ رفتہ اس کشیدگی نے مخالفت کی صورت اختیار کر لی۔ طیلطہ بن عامر مخالفت بلند کر دیا۔ اسکا بھائی عبداللہ بھی اس سے آملا۔ ہشام نے اسکے واپس لانے کی غرض سے چند لوگوں کو روانہ کیا مگر یہ اسکو نہ پاسکے بعد اسکے ہشام نے فوجیں آراستہ کر کے طیلطہ کی جانب کوچ کیا اور پہنچتے ہی ان دونوں کا طیلطہ میں محاصرہ کر لیا سلیمان نے اپنے بھائی عبداللہ اور اپنے بیٹے کو مخالفت شہر پر چھوڑ کر قطیفہ کا راستہ لیا مگر کچھ حاصل نہوا۔ ہشام نے اسکے تعاقب پر اپنے بیٹے عمید الملک متعین کیا اور خود طیلطہ کے محاصرہ پر رہا سلیمان نے یہ خبر پاکے مارہ کلخ کیا والی مارہ نے مقابلہ کیا و دونوں حریف جی توڑ کر لڑے آخر کار اللہ تعالیٰ نے سلیمان کو ہزیمت دی۔ ہشام اس وقت طیلطہ ہی کے محاصرہ پر اڑا ہوا تھا وہاں سے زائد کچھ روز گزر چکے تھے کہ ایک روز اسکا بھائی عبداللہ بغیر امن و اصل کے ہوئے ہشام کی خدمت میں اگر حاضر ہو گیا اور گردن اطاعت جبکا دی۔ ہشام نے اسکی تقصیر معاف کر دی اور عزت افزائی سے صلے عنایت کئے۔

پھر اسلئے کہ ہشام نے اپنے بیٹے معاویہ کو سلیمان سے جنگ کرنے کو تدبیر روانہ کیا چنانچہ معاویہ نے اپنے پیروں و رجلوں سے اطراف تدبیر کو ویران اور پامال کر دیا۔ سلیمان روزانہ جنگ سے تنگ آکے جبال بنسیمہ کی طرف بھاگ گیا اور وہیں جا کے پناہ گزین ہو گیا۔ اور معاویہ اپنے باپ کے پاس قطیفہ واپس آیا۔ بعد اسکے سلیمان نے نعمہ اپنے اہل و عیال کے بلاد اندلس چھوڑ کر ملک بربر چلے جانے کی درخواست کی ہشام نے اسکو منظور کر لیا اور اپنے باپ کے مرقہ سے دست کش ہونے پر اسکو ساٹھ ہزار دینار مرحمت کئے سلیمان کے ساتھ اسکا بھائی عبداللہ بھی اندلس سے چلا آیا تھا اور ہشام سرزمین

اندلس میں ٹھہرا ہوا حکم لانی کرتا رہا۔

انہیں واقعات کے آثار میں شرقی اندلس مقام طرسوسہ میں سعید بن حسین بن یحییٰ انصاری نے ہشام کی مخالفت پر کمر باندھی سعید اس زمانہ سے طرسوسہ میں ٹھہرا ہوا ریشہ دوانی کر رہا تھا جس زمانہ میں اسکا باپ حسین مارا گیا تھا۔ پس جب اسکے پاس یامانیہ کا گروہ کثیر مجتمع ہو گیا تو اس نے طرسوسہ پر قبضہ کر کے اسکے گورنر یوسف بن عیسیٰ کو نکال دیا۔ موسے ابن فرقوق کو یہ امر ناگوار گزرنا مضر یہ کو ایکجا کر کے سعید سے متعرض ہوا۔ اسی اثنا میں مطروح بن سلیمان بن قیطان نے شہر بڑشونہ میں بغاوت کر دی اور شہر سر قسطہ اشقہ پر قبضہ کر لیا۔ جون ہی ہشام نے اپنے بہائیوں کے ہم سے فراغت حاصل کی فوراً عبداللہ عثمان بن عبد اللہ بن عثمان کو بسطام فری فوج مطروح کی سرکوبی پر تعین کیا۔ ابو عثمان نے یہو سختے ہی مطروح کا سر قسطہ میں محاصرہ کر لیا ایک زمانہ تک حصار کئے ہوئے لوٹتا رہا بعد ازاں محاصرہ اٹھا کر طرسوسہ کے قریب آ کے پڑاؤ کیا اور اہل قسطہ پر آئے دن شکنجوں مارنے لگا۔ انہیں دفون مطروح کے بعض ہمراہوں نے دھوکہ دیا کہ مطروح کو مار ڈالا اور سراوتا۔ کرا ابو عثمان کے پاس لائے ابو عثمان نے ہشام کی خدمت میں بھیجا اور سر قسطہ میں داخل ہو کے قابض و متصرف ہو گیا۔

ابو عثمان اس مہم کے سر کرنے کے بعد ملک فرانس پر جہاد کرنے کو روانہ ہو شہر البتہ ادرا سکے گرد و لواح کے قلعے پر حملہ کیا فرانسسی دلاؤں نے بھی میدان جنگ کا راستہ لیا فریقین میں گھسان لڑائی ہوئی آخر کار عساکر اسلامیہ کو فتح نصیب ہوئی فرانسسیوں کی فوج کی بہت بڑی جماعت کمیت رہی اور ابو عثمان نے اس مقامات کو مفتوح کر لیا یہ واقعہ ۵۸۵ھ کا ہے۔

اسی سنہ میں ہشام نے اسلامی افواج کو بسرگردی یوسف بن سحرہ حلیقہ کے
سہ کرنے کو بھیجا اس وقت اسکا بادشاہ برمند کہیر تھا۔ یہ بھی خم ٹھونک کر میدان میں
آیا سخت اور خونریز لڑائی ہوئی۔ نقصان کثیر اٹھا کے برمند کو پسپا ہونا پڑا اور یوسف
نے کامیابی کے ساتھ اسکے لشکر گاہ پر قبضہ کر لیا۔ بہت سا مال غنیمت ہاتھ آیا۔
اسی سنہ میں بعد روانگی برادران ہشام اہل طلیطلہ نے اپنے امیر ہشام کے
علم حکومت کی اطاعت قبول کرنے کی درخواست پیش کی ہشام نے منطوقہ کر کے
کل اہل طلیطلہ کو امن دی اور اپنے بیٹے حکم کو طلیطلہ کا والی مقرر کر کے روانہ کیا۔
پس حکم نے وہاں پہونچکے زمام حکومت طلیطلہ اپنے ہاتھ میں لی اور انتظام و انصرام
میں مصروف ہوا۔

پھر شام میں ہشام نے اپنے وزیر السلطنت عبد الملک بن عبد الواحد بن غنیمت
کو دشمنان اسلام پر جہاد کرنے کو روانہ کیا۔ عبد الملک نے نہایت تیزی سے حدود
بلاد اسلامیہ سے لشکر غارتگری اور لڑائی شروع کر دی چنانچہ لڑنا بھڑنا اور ذرا نیسین
کے بلاد کو تخت و تاراج کرتا ہوا البتہ اور قلاع تک پہونچ گیا اور اسکے گرد و نواح
کو اپنی فوج کا جو لا لنگاہ بنایا بعد ازاں ایک عظیم الشان فوج کے ساتھ عربونہ اور جرندہ
کی جانب پہونچ گیا۔ پہلے عبد الملک نے جرندہ پر حملہ کیا جرندہ میں فرانس کی نامی فوج
سہادی بلاد کی حفاظت کو رہتی تھی عبد الملک نے اسکو خاک و خون میں ملا کے جرندہ
کے برجون اور شہر پناہ کی فیصلوں کو منہدم کر دیا بعدہ سرزمین سرطانیہ کو پامال کرتا
ہوا فرانس کے ملک میں گھس پڑا۔ شہر گانون اور قصبے ویران کرتا ہوا عربونہ پہونچا
عربونہ کے ساتھ بھی یہی واقعات گزرے۔ اہل فرانس مسلمانوں کے نام سے
بید کی طرح تھرانے لگے۔ کوئی شخص مقابلہ پر نہ آتا تھا کئی قلعے ویران و سار کردائے
اور کئی قلعوں کو جلا کر خاک و سیاہ کر دیا۔ اس جہاد میں اس قدر مال غنیمت ہاتھ آیا

۱۰۹۱ھ (۱۱)

کہ جکا شمار نہیں ہو سکتا۔ عبد الملک کی مراجعت پر کافرون نے بکشتش اور اپنے ہمسایہ
ملوک سے مسلمانوں کے خلاف امداد طلب کی اور حب امدادی فوجیں آئیں تو عبد الملک
سے چیر چھاڑ شروع کی عبد الملک نے اس معرکہ میں ہی ان اجل رسیدوں کو شکست
دی اور ان کے حصہ کثیر کو قتل کر کے خاک و خون میں ملا دیا۔

بعد ۱۹۰ھ میں ہشام نے اسلامی فوجیں بسر کر دی عبد الکیریم بن عبد الواحد
بن مغیث بلا وجہ پر جہاد کرنے کو روانہ کیں۔ عسا کر اسلامیہ نے دشمنان دین کے
ملک کو خوب خوب تخت و تاراج کیا اور بہت سا مال غنیمت لیکے واپس آیا

سویسند میں تاکہ تاراج کیا کرتا ایں بغاوت پہوٹ نکلی۔ یہ مقام بلا ذندہ ملک
اندلس سے شمار کیا جاتا تھا یہاں جس قدر بربری تھے انہوں نے امیر ہشام کی
اطاعت سے انحراف کر کے خود سری کا دعوے کیا تھا۔ ہشام ان کی سرکوبی
کے لئے عبد القادر بن ابان بن عبد اللہ خادم امیر معاویہ بن ابوسفیان کو روانہ کیا
عبد القادر نے پہونچتے ہی منگامہ کارزار گرم کر دیا۔ ہزار ہا باغی مارے گئے
جو باقی رو گئے وہ جلا وطن ہو کر نکل بہا گئے سات برس تک تاکتا دیران پڑا
رہا۔ ایک قنص نظر نہ آتا تھا۔

۱۹۱ھ میں ہشام پھر جہاد کی طیاری کی اور عبد الملک بن عبد الواحد بن مغیث
کو امیر لشکر مقرر کر کے حلیقہ پر حملہ کرنے کو روانہ کیا رفتہ رفتہ عبد الملک سترقہ
تک پہونچا۔ شاہ جلالہ (دوفوش) نے اپنی فوجیں فراہم کیں اور اپنے اطراف
وجوہ کے بادشاہوں سے امدادی فوجیں منگوائیں۔ بہت بڑی طیاری سے
مقابلہ پر آیا لیکن عبد الملک کی ہیبت کچھ ایسی غالب ہوئی کہ بلا جدال و قتال لوٹ
کھڑا ہوا عبد الملک نے تعاقب کیا دوفوش بے سرو سامانی سے آگے
آگے بہا گا جاتا تھا اور عبد الملک اسکے پیچھے پیچھے سراغ لگاتا، جب کو

پوتا او کو قتل کرتا اور شہرون، گاگانون، قصبات کو لوٹتا ہوا چلا جا رہا تھا تا آنکہ اونوش اپنے پایہ تخت کے قریب پہونچ گیا اس وقت عبدالملک نے مراجعت کی۔

اسی زمانہ میں ہشام نے ایک دوسری فوج دوسرے سمت سے بلاد فرانس کی طرف روانہ کی تھی۔ یہ فوج بھی عبدالملک کی فوج سے جا ملی تھی اور متفق ہو کر شہر اسلام کے بلاد کوچی کو لے کر تخت و تاراج کیا تھا۔ واپسی کے وقت فرانس کی فوج نے چھیڑ چھاڑی اور کئی قہر کا میاب ہوئی مگر بایں ہمہ عساکر اسلام منظم و منضو رہے واپس آئے۔

حکمر کی حکومت ۱۱۱ھ میں ہشام بن عبدالرحمن نے اپنی حکومت و امارت

۱۱۱ھ میں ہشام بن عبدالرحمن بن معاویہ بن عبدالملک بن مروان والی اندلس کا انتقال ماہ عشر ۱۱۱ھ میں ہوا تقریباً چالیس مرتلے عمر کے طے کئے ام ولد کے بطن سے ماہ شوال ۱۱۱ھ میں پیدا ہوا تھا علاوہ جامع مسجد قرطبہ کی تکمیل تعمیر کے اور بہت سی مسجدیں بنوائیں۔ اس کے عہد حکومت میں اسلامی شان و شوکت کو بڑھتی تھی کفر اور کفار ذلیل و خوار ہوئے اہل اندلس اس کو نہایت نیکی سے یاد کرتے تھے اور کہتے تھے کہ یہ سیرۃ خلیفہ عمر بن عبدالعزیز سے مشابہ تھا۔ اندر و بیخا و تین اور خانہ جنگیوں سے اس کو نہایت کم سامنا کرنا پڑا مرنے والے عہد حکومت میں اس کے دونوں بھائیوں عبداللہ و سلیمان نے مخالفت کا سدا و ٹھا یا تھا بعد ازاں پہر کسی نے دم نہیں مارا اس نے اپنا سارا زمانہ کفار کے ساتھ جہاد کو کرنے میں صرف کیا۔ کبھی جلالقہ سے ہجر ہو کر نظر آتا تھا اور گاہے شاہ فرانس پر حملہ آور ہوتا تھا۔ اس سے عیسائیوں کا دم ناک میں آگیا تھا۔ اربوہ اس کے زمانہ میں مفتوح ہوا تھا۔ جلالقہ سے اس نے خراج وصول کیا فرانس کو مارتے مارتے اس کی پایہ تخت تک پہونچایا۔ اس کے زمانہ امارت میں اسلام کو اس درجہ عزت و غلبہ حاصل ہوا تھا کہ اس کے زمانہ میں ایک شخص نے یقت و فاقات صیت کی تھی کہ میرے متروکہ سے ایک مسلمان قیدی فدیہ دیکر رہا کرایا جائے۔ اس شخص کے مرنے

کے سات سال پورے کر کے وفات پائی بعضوں نے کہا ہے کہ اس نے آٹھ سال حکومت کی۔

مشام نہایت نیک مزاج، صلاحیت پسند، سخی، دلیر، شجاع۔ صاحبِ صاحبِ لہر اور کثرت سے غزا و جہاد کرنے والا شخص تھا اسی نے جامع مسجد قرطبہ کی تعمیر مکمل کی کو پینچائی جسکی بنیاد اسکے باپ عبدالرحمن نے ڈالی تھی۔ اسنے صدقات اور زکوٰۃ کو مطابق کتاب و سنت کے وصول کیا تھا۔

اسکے انتقال کرنے پر اسکا بیٹا حکم حکمران ہوا۔ اسکے عہد حکومت میں خادون کی کثرت ہوئی بہت سے گورنر اسطبل شاہی میں باندھے گئے اور اسکی حکومت کو معقول طور سے استحکام و استقلال حاصل ہوا۔ یہ بذاتہ ہر کام کی نگرانی کرتا اور طریقوں پر جانتا تھا۔

حکم کے اوائل زمانہ حکومت میں عبداللہ بنسی ابن عبدالرحمن داخل ضمغری اندلس کے سرحد سے خروج کر کے بنسیہ پر قبضہ حاصل کر لیا بعد اسکے طنجه سے اسکے ہمائی سلیمان نے بھی سدا دہنایا۔ حکم کو ایک برس تک ان دونوں کی لڑائی میں مصروف رہنا پڑا آخر الام حکم کو فتح نصیب ہوئی اور ۸۳۱ھ میں سلیمان مارڈالا گیا باقی ربا عبداللہ وہ لمبے عرصے میں مقیم رہا اور بخوف جان کسی قسم کی شورش اور فساد نہیں اٹھایا۔ حکم نے یحییٰ بن یحییٰ ثقیفہ کو پیام صلح لیکے روانہ کیا چنانچہ ۸۳۶ھ میں باہم ہتھیار اور چچا میں مصالحت ہو گئی۔

تفسیر صفحہ ۲۵۵۔ پیر تمام دار الکفار چہان ڈالا گیا۔ مسلمان قیدی ایک ہی نہ ملا اس سے زیادہ قوی دلیل دشمنان اسلام کی ضیعت اور اسلام کی قوت کی کیا ہو سکتی ہے قرطبہ کے پل کو جو خوبی و مضبوطی بخیر ہوزمانہ تھا از سر نو بنوایا۔ اس پل کو سمجھ خولائی گورنر اندلس نے بحکم خلیفہ عمر بن عبدالعزیز بنہایا تھا۔ شخص ازما سچ کمال ابن اثیر طبرہ مطبوعہ مصر صفحہ ۶۰ و کتاب فہج الطیب مطبوعہ لیدن جلد اول صفحہ ۲۱۹ و ۲۱۸

انہیں خانہ جنگیوں کے انتشار میں فرانس نے موقع مناسب تصور کر کے فوجیں فراہم کیں اور حکم کو اپنے چچاؤن کے ساتھ مصروف جدال و قتال دیکھ کر برشلونہ کا قصد کیا۔ اسلامی فوجیں برشلونہ کی حایت کو نہ یہو بیخ سکین۔ فرانس نے نبے تنگ و دو برشلونہ پر قبضہ کر لیا۔ حکم نے اپنے چچاؤن کی مم سے فراغت حاصل کر کے فرانس کی سرکوبی کی جانب توجہ کی۔ اپنے حاجب عبدالکریم بن عبدالواحد بن مغیث کو امیر لشکر مقرر کر کے برشلونہ اور بلاد جلالۃ کی جانب روانہ کیا عبدالکریم نے دشمنان اسلام سے سختی کے ساتھ لڑائی چھیڑ دی حریف نے ایک تنگ و دشوار راستہ کو اختیار کیا۔ عبدالکریم نے میدان جنگ سے مراجعت کر کے راستہ کی دوسرے کی ناکہ بندی کر لی اور اس سرے پر یہی اپنی فوج کے چند دستہ کو مامور کر دیا۔ حریف اس وقت نہ پائے رفتن نہ جائے ماندن میں گرفتار ہو گیا۔ سب کے سب کھیت رہے ایک بھی جانبر نہوا اور عبدالکریم نے فتحیابی کے ساتھ بلاد اسلامیہ کی طرف مراجعت کی۔

۱۱۱۱ھ میں اندرونی بغاوتوں اور جنگوں کا زور و شور ہوا اندلس کے سرحدی بلاد میں آتش فساد مشتعل ہو رہی تھی۔ بہلول بن مرزوق معروف بہ الوالحاج نے۔ علم مخالفت بلند کر کے سر قسطہ کو دیا لیا۔ عبداللہ بلنسی عم امیر حکم نے نبی اسی سنہ میں سر اوٹھایا تھا جیسا کہ تم اوپر پڑھ آئے ہو۔ اسی سنہ میں عبیدہ بن عمیرہ نے ظلیطلہ میں مخالفت شروع کی حکم نے اپنے گورنر دوسپہ سالار عمرو بن یوسف کو جو کہ ظلیطلہ میں رہتا تھا اس منہاکمہ کے منہرہ کرنے کو کہہ بھیجا۔ عمرو بن ظلیطلہ پر پہونچے محاصرہ ڈال دیا اور لڑائی شروع کر دی ایک مدت تک محاصرہ کئے ہوئے لڑتا رہا انتشار جنگ میں عمرو بن ظلیطلہ نے اہل ظلیطلہ میں سے نبی سختی کو خط و کتابت کر کے ملا لیا نبی سختی نے موقع پا کے عبیدہ کو قتل کر کے سر اوٹھایا اور عمرو بن کے پاس پہونچا

عمر و س نے عبیدہ کے سر کو حکم کی خدمت میں روانہ کیا اور طلیطلہ میں داخل ہو کے قبضہ کر لیا بنی نضشی کو اس خدمت کے صلہ میں انعامات دیئے جاگیریں دیں اور اعلیٰ اعلیٰ درجہ کے مناصب عطا کئے بعد اسکے بربر یون نے جو غلبہ میں ستے عبیدہ کے معاونہ میں بنی نضشی کی خونریزی پر کمر باندھ ہی عمر و س نے ان غورہ پشتون کو بھی گرفتار کر کے قتل کیا اور انکے سروں کو بھی اور باغیوں کے سروں کو ساتھ حکم کی خدمت میں پہنچا دیا۔ سارا فتنہ و فساد فرو ہو گیا۔ امن و امان کی اس اطراف میں منادی پہنچی۔ عمر و س اس فتحیابی کے بعد اپنے بیٹے یوسف کو طلیطلہ پر مامور کر کے سر قسطہ کو جانب واپس آیا اور اس کو بھی سرکش باغیوں کے پنجہ سے نکال کے قاتلین و متصرف ہو گیا۔

۱۶۹ء میں مسلمانان اندلس کے سروں پر سپہ شامت سوار ہوئی کہ اس میں سے بعض سرداروں اور لشکریوں کے خاندان امیر حکم سے کفیدہ خاطر ہو کر شاہ فرانس سے جا ملے اور اس کو طلیطلہ کے قبضہ پر ابھارنا شروع کیا عیسائیوں کو بھی اپنے قدیم حریف سے بدلہ لینے اور ملک پر قبضہ کرنے کی طمع دامگیر ہوئی فوجیں آراستہ اور سامان جنگ فراہم کر کے طلیطلہ کی طرف فرامیسی عیسائیوں نے قدم بڑھائے یوسف والی طلیطلہ مقابلہ پر آیا مدتوں لڑائی اور محاصرہ کا سلسلہ جاری و قایم رہا چونکہ اس محم من دشمنان اسلام کے ساتھ اسلام کے نام پر ابھی شریک تھے اور وہ طلیطلہ کے حالات سے بخوبی واقف تھے اسوجہ سے اہل طلیطلہ کو ہزیمت ہوئی عیسائیوں نے طلیطلہ پر قبضہ کر لیا اور یوسف والی طلیطلہ کو گرفتار کر کے محضرہ قیس میں لیجا کے قید کر دیا۔ عمر و س اس وقت سر قسطہ کی حفاظت میں مصروف تھا جب اس واقعہ کی اس کو خبر لگی تو اس نے عساکر اسلامیہ کو اپنے چچا زاد بھائی کے ساتھ طلیطلہ سے فرانسیسیوں کو نکال باہر کرنے کی غرض سے روانہ کیا چچا بڑا طلیطلہ

کے باہر عساکر اسلامیہ نے اپنا مورچہ قائم کیا باہم فریقین لڑنے لگے بہت بڑی اور سخت لڑائی کے بعد فرانسیسیوں کو ہزیمت ہوئی۔ نہایت بے سروسامانی سے طایفلہ چوڑ کر بھاگے۔ مسلمانوں نے طایفلہ پر پھر قبضہ کر لیا۔ عمروس نے اپنے ایک نائب کو صفحہ قیس کی طرف روانہ کیا اس نے پہنچتے ہی یوسف بن عمروس کو قید کی تکلیف سے نجات دے دی۔ اس واقعہ سے عمروس کے رعب و داب اور دماغی کاسک فرانیسی دلاوروں کے دلونپر بڑھ گیا۔

جنگ ربحن حکم اپنے شروع عہد امارت میں لذات دنیاوی اور عیش و عشرت میں منہمک متفرق ہو رہا تھا۔ قرطبہ کے اہل علم و ورع کو حکم کا یہ فعل ناگوار گردیا کرتے بن بھیجتے اور فقیہ طاہرات جیسے فقہاء اور علمائے ایک جلسہ میں جمع ہو کے حکم کے معزولی کا مشورہ کیا اہل قرطبہ ان علماء کے اشارہ سے حکم پر ٹوٹ پڑے حکم کے دستہ فوج جان نثاران نے ان کو اس فعل سے روکا۔ پس ان لوگوں نے حکم کی معزولی کا اعلان کر کے غریب قرطبہ کے شہریناہ کے ایک محلہ میں جو قصر شاہی سے متصل تھا۔ محمد بن قاسم قرظی مروانی عم مشام کی امارت کی بیعت کر لی اور شاہدین ان لوگوں نے خلیفہ حکم کا اسکے جلسہ میں محاصرہ کر لیا۔ حکم نے نہایت مردانگی سے ان لوگوں کا مقابلہ کیا اور بزور تیغ ان کو مغلوب کر کے ان میں سے بہتوں کو ہمیشہ کے لئے موت کی نیند سولادیا۔ باقی ماندگان راہروادہر منتشر و متفرق ہو گئے ان لوگوں کے مکانات اور مسجدیں ویران اور منہدم ہو گئیں بقیۃ السیف لہ بقیۃ السیف جو جلا وطن ہو کر فاس چلے آئے تھے انکی تعداد آٹھ ہزار تھی اور اسکن ریحہ میں جو گردہ جلا وطنوں کا آباستادہ علاوہ بچوں اور عورتوں کے پندرہ ہزار تھے۔ عربی مورخوں نے انکی کوئی تعداد نہیں بیان کی یہ بیان انگریزی مورخوں کا ہے واللہ اعلم۔ مترجم۔

نے بہاگ کرفاس سمرزمین افریقیہ میں جا کے دم لیا اور کچھ لوگوں نے اسکندریہ میں
 پناہ لی۔ یہاں پر یہی ان خانہ بدوشوں کو چین سے بیٹھنا نصیب نہوا جب ان لوگوں کا
 ایک خاصہ جہا اسکندریہ میں مجتمع ہو گیا تو ان لوگوں نے بغاوت کر دی عبد اللہ بن
 طاہر والی مصر انکی سرکوبی کو آیا اور کمال مردانگی سے ان لوگوں کو زیر کر کے
 اسکندریہ کو انکے خاصانہ قبضہ سے نکال لیا اور ان لوگوں کو جہازوں پر سوار
 کر کے جزیرہ افریطش (کریٹ) کی طرف روانہ کر دیا جیسا کہ اوپر بیان کیا گیا۔ ان لوگوں
 کا سردار ابو حفص عمر بلوطی نامی ایک شخص تھا یہی انکی سرداری کرتا رہا جب
 یہ مر گیا تو بوراشت اسکے اسکی اولاد ان پر حکمرانی کرتی رہی تا آنکہ عیسائیوں نے
 جزیرہ مذکور کو انکے قبضہ سے نکال لیا۔

یوم الخندق اہل طلیطلہ میں فساد اور مخالفت کا مادہ کوٹ کوٹ کر پھرا ہوا تھا
 ان کے قلوب اور دماغوں میں اپنے ملک کی حفاظت آپ خود کرنے کی ہوا
 سمائی ہوئی تھی اور آئے دن امراء کی معزولی و تقرری سے یہ شہر ہورہے تھے
 امیر حکم انکی روزانہ بغاوت اور خود سری سے تنگ آگیا تھا۔ مجبور ہو کر
 سرحدی بلاد سے اپنے نامور سپہ سالار عمرو بن یوسف کو اس آئے
 دن بغاوتوں کے بندہ کرنے کی عرض سے بلا بھیجا۔

عمرو بن یوسف عربی النسل نہ تھا بلکہ شہر و شفقہ کا رہنے والا اور مولدین سے
 تھا۔ حکم کچاںب سے سرحدی بلاد کا گورنر تھا تمام قریب و جوار کے سرکش و متمرّد
 امراء اسکے نام سے کا پتے تھے۔

حکم نے عمرو بن یوسف سے اہل طلیطلہ کے مطیع کرنے کے معاملہ میں اعانت طلب
 کی اور اس کو شریک مشورہ کر کے طلیطلہ کی سند حکومت عنایت فرمائی
 چونکہ عمرو بن یوسف اہل طلیطلہ کے جنس سے تھا اسوجہ سے اہل طلیطلہ اس سے مانوس

و مطیع ہو گئے تھوڑے دنوں بعد عمروں براہ فریب اہل طلیطلہ کو اس مشورہ میں کہ نبی
 امیر کو کرسی امارت سے اوتار دینا چاہئے شریک کرنا شروع کیا اور اس عرض کے
 لئے کوہ معشاہی اراکین کے اسمین گوشہ نشین ہو جائے گا ایک جداگانہ مکان تعمیر
 کرنے کی رائے دی اہل طلیطلہ اس دم پٹی میں آ گئے۔ عمروں نے ان لوگوں کی
 موافقت اور اعانت سے حسب مرضی ایک مکان تعمیر کرایا۔ بعد اسکے سرحدی افسر طے
 نے دارالحکومت سے امداد طلب کی امیر حکم نے ایک بہت بڑا لشکر برفاسری
 اپنے بیٹے عبدالرحمن کے روانہ کیا جمین و زیروں کی بھی ایک جماعت تھی کوچ
 و قیام کرتا ہوا یہ لشکر طلیطلہ ہو کر گذرا مگر طلیطلہ میں نہ توجانے کا ارادہ کیا اور نہ اہل
 طلیطلہ سے متعرض ہوا۔ اتفاق کچھ ایسا پیش آیا کہ دشمنان اسلام لوٹ گئے اور
 اللہ تعالیٰ نے انکے شر سے بلاد اسلامیہ کو بچا لیا۔ عبدالرحمن نے قرطبہ
 کی جانب مراجعت کرنے کا قصد کیا عمروں نے اہل طلیطلہ کو عبدالرحمن کے پاس
 جانے اور اس سے ملنے کی رائے دی۔ چنانچہ سرداران طلیطلہ اس سے ملنے
 کو آئے عبدالرحمن ان لوگوں کی تعظیم و تکریم کی عزت سے اپنے قریب بیٹھنے کا حکم
 دیا۔ حکم کے خادم نے اہل طلیطلہ کی آنکھیں بچا کے عمروں کو حکم کا فرمان دیا جس میں
 لکھا تھا کہ جس طرح ممکن ہو بکر و فریب مفسدہ پر دازان طلیطلہ کو زیر کرنا چاہئے۔ عمروں
 نے اہل طلیطلہ سے کہا اس وقت اتفاق سے عبدالرحمن تمہارے شہر میں آگیا ہے اسکو
 اپنے شہر میں لے چلو تاکہ تمہارے قوت و شوکت و یکمد دل میں متاثر ہو اور آئندہ تمہارے
 مطیع کرنے کا خیال نہ کرے۔ اہل طلیطلہ اس فقرہ میں آ گئے اور عبدالرحمن کو کہہ سکے
 اپنے شہر میں لے گئے اور اسی قصر میں ٹھہرایا جو ۴۰ ہین لوگوں کی مفاد سے
 وسط شہر میں حسب مرضی عمروں تعمیر کیا گیا تھا۔ ایک روز دعوت کے بہانہ سے
 عمروں نے کل سرداران مفسدہ پر دازان کو قصر امارت میں مدعو کیا اور

ظاہر کیا کہ کثرت مجمع واثر و حام کے خیال سے امیر نے حکم دیا ہے کہ لوگ ایک دروازے
مکان میں داخل ہوں اور جاتے وقت دوسرے دروازہ سے جائیں اہل طلیطلہ
اس رائے و انتظام کے مطابق کردہ کے گردہ قہر امارت میں داخل ہونے لگے
جون ہی یہ لوگ قصر میں داخل ہوتے سرداران لشکر ان کو کشان کشان اس گڑھے
پرے جاتے چو پہلے سے ان لوگوں کے قتل کے لئے کمد و یا گیاہت اور
بھون کی گردنیں مار دیتے۔ رفتہ رفتہ اسی تدبیر و حکمت عملی سے کل سرغنائون کو
قتل کر ڈالا۔ باقی ماندگان معمولی حیثیت والے اس امر کو تاڑ گئے اور بھون جان
بھاگ کڑے ہوئے۔ اس خوفناک نمونہ قیامت واقعہ نے کل اہل طلیطلہ کے مزاج ٹھنڈا
کر دیئے۔ معاً و طاعت بطیب خاطر ایام فتنہ تک مطیع و متقاد رہے جیسا کہ
آئندہ ہم تحریر کریں گے۔

پھر ۱۹ صبح بن عبداللہ نے ماروہ میں علم بغاوت بلند کیا اور حکم کے
گورنر کو مار کر نکال دیا۔ حکم کو اسکی اطلاع ہوئی تو اس نے فوجیں مرتب کر کے ماروہ
کو جا کے گیر لیا اتنا محاصرہ میں چنبد لگی کہ اہل قرطبہ میں بغاوت پھوٹ نکلی ہے
محاصرہ اٹھا کے قرطبہ کی جانب لوٹ آیا اور نہایت تیزی سے آتش فساد
کر کے کل مفسدین اور سرغنائون کو مار ڈالا بعد اسکے اصبح نے بھی علم حکومت کی
اطاعت قبول کر لی حکم نے اسکو قرطبہ میں بلا کر ٹھہرایا۔

یہ حکم کوٹانے پر اہل ماروہ کبھی مطیع ہو جاتے۔ تھے کبھی بہر باغی ہو جاتے۔ حکم ان کی سرکوبی
کو ہمیشہ لشکر بھیجتا تھا تا انکا اصبح کی قوت سلب ہو گئی۔ اسی عرصہ میں حکم نے اہل ماروہ کے سرداروں
کو لایا بھون نے اسکی رفاقت ترک کر دی تھے اصبح کا بھائی بھی شاہی لشکر میں چلا آیا مجبور
ہو کر اصبح نے امان طلب کی اور مصالحت کر لی۔ کامل ابن اثیر جلد ۱ مطبوعہ مصر صفحہ ۸۰۔

اُن آئے دن خانہ جنگیوں اور اندرونی بغاوتوں کا شاہِ فرانس نے احساس کر کے فوجیں منہاں کیں اور سامانِ جنگ و حصار مہیا کر کے طرسوس کے محاصرہ کی غرض سے کوچ کر دیا۔ حکم اسکی اطلاع ہوئی اس نے اپنے بیٹے عبدالرحمن کو فوجِ عظیم کے ساتھ شاہِ فرانس کی جلو گیری پر مامور کیا مہنوز شاہِ فرانس اپنے حدود و مملکت سے متجاوز ہونے پر پایا تھا کہ عبدالرحمن نے پہونچنے لڑائی کا تیرہ گیارہ دونوں حریف جی توڑ کر لڑنے لگے۔ نہایت سخت اور خونریز جنگ کے بعد شاہِ فرانس کو ہزیمت ہوئی کہیت عساکر اسلامیہ کے ہاتھ رہا اور عبدالرحمن

معہ اپنی فوج ظفر موج کے مظفر و منصور مالِ غنیمت لئے ہوئے واپس ہوا۔ ۱۹۴۷ء میں جب اہل ماروہ نے گریشتہ قتل و خونریزی کو بھولا دیا تو پسر باغی ہو گئے حکم انکی سرکوبی پر مستعد و آمادہ ہو کر ماروہ پہونچا تین سال مسلسل ان کی لڑائیوں میں مصروف رہا فرانسسی عیسائیوں کو موقع مل گیا سرحدی بلاد پر لوٹ مار شروع کر دی پس حکم نے ۱۹۶۶ء میں ان کو ہوش میں لانے کی غرض سے مملکتِ فرانس کی جانب کوچ کیا متعدد قلعے مفتوح کئے اکثر شہروں کو ویران و خراب کر ڈالا۔ قتل و خونریزی اور قیدیوں کی کوئی انتہا نہ تھی۔ فرانسسی مقابلہ سے جی چرانے لگے اُس وقت حکم نے قرطبہ کی جانب معاونت کی۔

گزشتہ پیشقدمیوں کی وجہ سے ۱۹۷۷ء میں حکم نے اپنی فوج کو مملکتِ فرانس

بلایہ واقعہ ۱۹۷۷ء کا ہے۔ اسی سنہ میں حرمین وہب نے اطرافِ باجہ میں بغاوت کی تھی علاوہ اہل بلجے اور لوگوں نے اسکا ساتھ دیا۔ حرم نے مشہورہ کارخ کیا اتنے میں حکم کو اسکی خبر مل گئی اپنے بیٹے ہشام کو فوج کثیر کے ساتھ حرم کے عزم کے توڑنے کو روانہ کیا ہشام نے پہونچتے ہی حرم کو ایسی بُری طور سے شکست دی کہ حرم خود کو وہ پریشان ہو کر امان کا خواستگار ہوا اور مطیع ہو گیا۔ تاریخ کامل ابن اثیر جلد ۱ مطبوعہ مصر۔

پر جہاد کی طیاری کا حکم دیا۔ سپاہیوں نے کمال شوق و ذوق سے طیاریاں کین حکم
 نے ان لوگوں کو بسرا فرمایا اپنے حاجب عبدالکریم بن عبدالواحد بن مغیس کے شاہ
 فرانس کے ملک پر جہاد کرنے کو روانہ کیا۔ عبدالکریم نے حدود مملکت اسلامیہ سے
 نکلنے ملک فرانس پر حملے شروع کر دیے۔ شہر کے شہر، گاؤں کے گاؤں قبضہ
 کے قبضہ ویران ہو گئے متعدد قلعے منہدم کر ڈالے۔ شاہ جلالہ عظیم فوج
 کے مقابلہ پر آیا۔ کنارہ نہر پر دونوں حریف کا مقابلہ ہوا۔ مدتوں چوٹی چوٹی
 لڑائیاں ہوتی رہیں۔ عساکر اسلامیہ کو فرانسیسی عیسائیوں سے ان لڑائیوں میں
 بہت بڑا فائدہ پہونچا بعد ازاں مسلسل تیرہ شبانہ روز لڑائی ہوتی رہی۔ استے
 میں بکثرت بیٹھ برسے۔ نہر میں طغیانی پیدا ہوئی۔ عساکر اسلامیہ نے مظفر و
 منصور ال غنیمت لئے ہوئے معاودت کی۔

عبدالرحمن اوسط	آخری متحرع میں امیر حکم بن ہشام نے اپنی حکومت کے
کی جانشینی	ستائیس سال پورے کر کے وفات پائی۔ یہ پہلا شخص ہے

امام حکم بن ہشام ایک جلیل القدر عظیم الشان اندلس کا فرمانروا تھا۔ اپنے خیالات اور ارادوں
 پر استقلال کے ساتھ عمل کرتا تھا۔ سخت سی سخت منیبت میں گہرا تانہ تھا۔ اسکے شروع زمانہ
 حکومت میں اسکے چچاؤن نے اسپر خروج کیا تھا۔ مجبوری اسکو انکے سر کرنے میں مصروف
 ہونا پڑا۔ اس اتنا زمین فرانسیسی عیسائی اس موقع کو غنیمت سے شمار کر کے بلاد اسلامیہ
 پر دوڑ پڑے حکم نے جیون تیون اپنے چچاؤن کی بغاوت سے فراغت حاصل کر کے شاہ
 فرانس کو خوب خوب زیر کیا اگرچہ اپنے اوائل زمانہ حکومت میں کس قدر لہو و لعب میں مصروف ہو گیا
 تھا اور یہی موقع علماء قرطبہ کو اس سے مخالفت کا حاصل ہوا تھا مگر میرا گمان ہے کہ بعد کو اس نے
 ان افعال و حرکات سے جو باعث ناراضی علماء و فقہاء قرطبہ ہوئے تھے توبہ کر لی تھی اسکی ویندگی
 اور تقویٰ اور کی ادب نے نظیر یہ ہے کہ ایک روز اپنے کسی خادم پر حکم نے ناراض ہو کر اس کے

جس نے اندلس میں فوج نظام رکھی، انکی تختہ پھین مقرر کیں، ملاحظہ طرح کے آلات
حرب کافی مقدار پر مہیا کئے، حشم اور حواری بڑھائے، دروازہ پر سواران دستہ
فوج جان نثاران کا پہرہ مقرر ہوا، اور علو کون خادمون کو خدمات کے لئے رکھا۔

بقیہ نوٹ صفحہ ۲۶۸۔ قطع یہ حکم دیا اتفاق سے اس وقت فقیہ زراوین عبدالرحمن آپہنچا۔ امیر حکم کو
مخاطب کر کے بولا اللہ تعالیٰ امیر کو توفیق خیر عطا فرمائے مالک ابن انس نے مرفوعاً روایت کی
ہے کہ جو شخص اپنے غیظ و غضب کو ضبط کرے جسکے نفاذ پر قادر ہو تو اللہ تعالیٰ اسکے دل کو روز قیامت
امن و ایمان سے پُر کر دے گا۔ اس فقرہ کے ختم ہونے ہی حکم کا غضب و غیظ فرو ہو گیا اور خادم
کی قصیدہ معاف کر دی۔ اسکے خاتمہ پر بانی شیعہ احکام، نقش تھا۔ پیش لڑکے اور اسبقدر لڑکیاں
چوڑ کر حرا اسکی بان ام الولد تھی حضرت نام تھارے ساتھ میں پیدا ہوا تھا۔ اسکے حالات سے جس سے
انکی جوہری و اسلام کا بھوتہ ہوا ایک یہ حال ہے کہ عباس شاعر سرحدی بلاد کی طرف جا رہا تھا اتفاق سے
اسکے گنہ روا دی حجارہ میں ہوا اسکا کہ ایک عورت چلا پلا کر کہہ رہی تھی و ا غوثا و بک یا حکم و غوثا و بک
یا حکم۔ عباس نے قریب جا کے دریافت کیا عورت نے کہا امیر حکم ہمارے حال سے اس قدر
بے خبر ہے کہ عیسائی کنوں نے ہلو جوہ کر دیا ہے اور ہمارے بچوں کو یتیم بنا دیا ہم لوگ
معا اپنے چند فقار کے اس بادوہ سے آرہے تھے کہ سواران دشمن اسلام نے اگر اہلکو
گمیر کر پا کمال کر ڈالا۔ عباس نے فی البدیہ ایک قصیدہ کہا جسکی اول کی یہ بیتیں تھیں۔ تلمات فی
وادى الحجاره مسهره اراعى نوجوالایرون تغیرا الیک ابوالعاصی نصیت مطیتی ۛ تیسرہ ہم سدا
و مبرآ تدارک نثار العالمین بنصرہ ۛ فابک اخری ان لغیت و نصر ۛ جس وقت عباس نے
حکم کے دربار میں حاضر ہو کر یہ قصیدہ پڑھا اور سرحدی بلاد کے خطرناک حالات کا فوٹو کھینچ کر
دکھلایا اور اس عورت کا نام و نشان بتلایا جسکے خاندان کو دشمنان اسلام نے پامال کیا ہے
حکم نے اس وقت جہاد کی طیاری اور لشکر کی راستگی کا حکم دیا۔ چنانچہ اس واقعہ کے تیسرے
دن معہ عباس شاعر کے وادی الحجارہ کی طرف کوچ کیا۔ وادی حجارہ میں پہونچنے کے دریافت کیا

اور ان لوگوں کی عجمیت کی وجہ سے "حسرس" کے نام سے موسوم کیا۔ ان لوگوں کی تعداد پانچ ہزار تک پہنچ گئی تھی۔ یہ مذاہب ہر کام کی نگرانی کرتا اور ہر جنگ پر اکثر بنفسہ جاتا تھا اسکے بہت سے مخبر اور جاسوس تھے جو روزانہ اسکو رعایا کے حالات اور تمام ملک کے واقعات سے مطلع کیا کرتے تھے۔ اسکی صحبت علماء، فقہاء اور صلحین سے گرم رہا کرتی تھی اسی نے ملک اندلس کے خاوخس کو صاف کیا اور اپنے آئندہ جانشینوں کے لئے چھوڑ گیا اسکے مرنے پر اسکا بیٹا عبدالرحمن سمری حکومت پر متمکن ہوا۔

عبدالرحمن کے شروع زمانہ حکومت میں عبداللہ بلنسی (حکم کا چچا) پھر باغی ہو گیا اور فوجین آراستہ کر کے بقصد قرطبہ تدمیر کجانب روانہ ہوا عبدالرحمن نے اسکی شورش و بغاوت فرو کرنے کی عرض سے لشکر مرتب کر کے کوچ کیا۔ عبداللہ پر کچھ ایسا خوف غالب ہو گیا جدال و قتال ٹوٹ کھڑا ہوا اور بلنسیہ میں پہونچنے

بقیہ نوٹ صفحہ ۲۶۹ کس جانب سے دشمنوں نے حملہ کیا تھا بتلایا گیا اس سمت سے (اشارہ کر کے) پس حکم نے اسی سمت پردہا دیا۔ کسی قلعے فتح کئے۔ متعدد شہروں کو ویران و خراب کر دیا۔ ہزاروں عیسائیوں کو مار ڈالا اور ہیشمار قیدی اور مال غنیمت لیکے پہونچی الجھارہ واپس آیا حکم دیا کہ اس مظلومہ عورت کو پیش کر و جب وہ عورت آئی تو اسکے روبرو جس قدر عیسائی قیدی اس جنگ میں گرفتار ہوئے تھے سبھوں کو قتل کر دیا بعد ازاں عباس سے مخاطب ہو کر کہا "اے عورت سے دریافت کرو کہ ابو حکم نے تمہاری فریادرسی کی؟ عورت بولی "واللہ اب میرا دل ٹھنڈا ہوا دشمنان اسلام نے اپنے کئے کی سزا پائی، مظلوم کو واد علی اللہ تعالیٰ امیر کی فریادرسی کرنے اور نصرت و فتح عطا فرمائے۔ حکم کے چہرہ ہنس فقرہ کے سننے سے خوشی کے آثار پیدا ہوئے عباس کو مخاطب کر کے یہ دو شعر پڑھے "الم تر یا عباس انی لبیتنا علی البعد اقفاو انحنیس الظفر اذ قاورک او طار او بدوت غلبہ و نفست کربا غنیت معسر۔" عباس نے

تھوڑے ہی دنوں بعد مر گیا عبد الرحمن اسکے اہل و عیال کو قرطبہ لے آیا۔

بعد اسکے عبد الرحمن نے بلاد جلیقہ پر جہاد کیا اور دو تہ تک تخت و تاراج کرتا ہوا نکل گیا ایک مدت دراز تک قرطبہ سے غائب رہا۔ عیسائیوں کے مختلف گروہوں کو بہ تیغ اور پامال کر کے واپس آیا۔

اسی قسطنطین علی بن تافع معروف بہ زاب منفی خلیفہ ہمدی کا خادم ابراہیم موصلی کاشاگرد عراق سے اندلس میں آیا عبد الرحمن سوار ہو کر اسکے استقبال کو گیا بعد عزت و احترام سے پیش آیا چنانچہ علی نے کمال عزت سے اسکے پاس قیام کیا اور اندلس میں علم موسیقی کو بطور اپنی وراثت کے چھوڑا اسکے کئی لڑکے تھے عبد الرحمن سب سے بڑا تھا علم موسیقی میں سی اسکا جانشین تصور کیا گیا۔

۲۷۲ میں بلاد اسلامیہ کے سرحد سے عظیم نشان طوفان اٹھا عبد الرحمن کو اسکے فرو کرنے میں نہ آتہ مشغول ہوتا ہوا۔ مدت ہوئی کہ مرحوم امیر حکم نے گورنر سرحد کو اسکے ظلم و بیجا تعدی کی وجہ سے گرفتار کر کے زندہ صلیب پر چڑھا دیا تھا اتفاق سے اسکے بعد ہی خود حکم بھی راہ گرائے ملک جاودانی ہوا اور امیر عبدالکریم سر یہ حکومت پر جلوہ افروز ہوا۔ گورنر نے جن لوگوں پر ظلم کیا تھا اور ان کے مال و اسباب کو ضبط کر لیا تھا وہ سب کے سب مجتمع ہو کر قرطبہ میں آئے اور اپنے مال و اسباب کی واپسی کے خواہاں ہوئے۔ اس واقعہ میں لشکر بہرہ پیش پیش زیادہ تھا۔ ان غوغایوں نے قصر امارت کے دروازہ کو جا کے گھیر لیا اور لشور و غل مچانے لگے بعد الرحمن نے چند لوگوں کو ان کے شور و غل فردا اور اس مجمع

تقیہ نوٹ صفحہ ۲۷۰ جزاک اللہ عن السلیین خیر اکہد کر بکر امیر کے ہاتھ کو بوسہ دیا۔ دیکھو تاریخ المقاری جلد اول از صفحہ ۲۷۱ تا صفحہ ۲۷۲ مطبوعہ لندن و تاریخ کامل ابن اثیر جلد ۱ مطبوعہ مصر از صفحہ ۶۰

کو منتشر کرنے کو بھیجا۔ ان غوغایوں اور شوریدہ سروں نے کچھ نہ سنی عبدالرحمن نے
جہلاک فوج کو حملہ کرنے کا حکم دیا۔ حکم کرنے کی دیر تھی قرطبہ کا سارا لشکر اوپر ٹوٹ پڑا
معدودے چند جانبر ہو کر یہ کی طرہ واپس ہوئے۔ عبدالرحمن نے تعاقب کا اشارہ
کیا۔ شاہی فوج قتل و غارت کرتی ہوئی آگے بڑھی۔ باقی ماندگان میں سے بھی گروہ
کثیر کام آگیا۔

اسی سنہ میں مایین قبائل مضربہ اور یمانیہ شہر تدمیر میں جھگڑا ہو گیا۔ بہت بڑی
خونریزی ہوئی۔ دونوں فریق کے تقریباً تین ہزار آدمی کام آگئے عبدالرحمن نے
عظیم فوج کے ساتھ یحییٰ بن عبداللہ بن خالد کو لشکر و فساد کے فرو کرنے پر متعین کیا
یحییٰ کے پہونچتے ہی ہردو فریق ایک دوسرے سے علیحدہ ہو گیا جون ہی یحییٰ نے
معاودت کی سچہ گتہ گتے اسی طرح سے پورے سات برس تک مضربہ اور یمانیہ میں
لڑائی کا سلسلہ جاری رہا۔

سنہ ۲۰۹ھ میں عبدالرحمن نے اپنے حاجب عبدالکریم بن عبدالواحد بن میث کو بصرہ
افری عساکر اسلامیہ البتہ اور خلاص کی جانب جہاد کرنے کو روانہ کیا۔ عبدالکریم
نے دشمنان اسلام کے اکثر شہروں کو دیوان اور تخت و تاراج کیا بعض قلعے
پر اپنی فتحیابی کا جھنڈا گاڑا اور بعضوں سے جزیہ لیکر مصالحت کر لی۔ اور مسلمان قیدیوں
کو بھی اسی ضمن میں قید کی تکلیف سے نجات دلوائی۔ (یہ وہ واقعات ماہ جمادی الآخرہ
سنہ ۲۰۹ھ کے ہیں)

سنہ ۲۱۳ھ میں اہل ماروہ نے علم بغاوت بلند کیا اور بھونٹے متفق ہو کر گورنر کو نکال دیا
عبدالرحمن نے اس ہنگامہ کے فرو کرنے کی غرض سے فوجیں روانہ کیں۔ اہل ماروہ
مقابلہ پر آئے لڑائیاں ہوئیں آخر کار اہل ماروہ نے علم حکومت کے آگے گردن
دکھو تاریخ کامل ابن اثیر جلد ۵ صفحہ ۱۰۸ مطبوعہ مصر۔

جہکادی اور مطیع ہو گئے۔ سپہ سالار شاہی افواج نے ماروہ کی شہر پناہ منہم کرا دی اور ان لوگوں کے چند آدمیوں کو بطور ضمانت کے لے کر دارالحکومت قرطبہ کی جانب معاودت کی۔ بعد اسکے عبدالرحمن نے شہر پناہ کے پتھروں کو نہر میں پھینکنے کا حکم صادر فرمایا اس اہل ماروہ کو ماراضلی پیدا ہوئی اور پھر مخالفت بن بیٹھے گورنر ماروہ کو گرفتار کر لیا اور ماروہ کی شہر پناہ زمرہ درست کر لی۔ اتنے میں ۱۲۴ھ کا دور آگیا عبدالرحمن نے بنفس نفیس ان لوگوں کی سرکوبی پر کمر باندھی۔ اہل شہر نے شہر پناہ کے دروازہ بند کر لئے اما وہ بھنگ ہو کر لڑنے لگے۔ عبدالرحمن یہ چند جوہ زیادہ دنوں تک ٹھہرے گا واپس آیا۔ پھر ۱۲۴ھ میں فوجیں اہل ماروہ کے محاصرہ پر روانہ کیں مگر کامیابی نہ ہوئی بعد ازاں ۱۲۵ھ میں ماروہ کا پھر محاصرہ کیا گیا۔ اس مرتبہ شاہی فوج کو کامیابی ہوئی ماروہ پر شاہی پھریرا اڑنے لگا۔ کچھ لوگ محمود بن عبدالجبار کے ساتھ بھاگ کر منت شلوٹ پہونچے اور ۱۲۵ھ میں وہاں پہونچ کر پناہ گزین ہو گئے عبدالرحمن نے ان پناہ گزینوں کے سر کرنے کو شاہی لشکر روانہ کیا محمود یہ خبر پا کر دشمنان اسلام کے ملک میں بھاگ گیا اور وہاں پہونچ کر ان کے قلعے میں سے ایک قلعہ کو دبا بیٹھا۔ پانچ برس تک اس قلعہ پر قابض رہا تا آنکہ ادونش بادشاہ جلالہ (گال) نے اس قلعہ کا محاصرہ کیا اور لڑکر بزور تیغ مفتوح کر لیا محمود مع اپنے کل چھراہیوں کے مارا گیا۔ یہ واقعہ ۱۲۵ھ کا ہے۔

۱۲۵ھ میں اہل طلیطلہ میں بغاوت پہوٹ نکلی۔ ہاشم ضرب نامی ایک شخص اس بغاوت کا محرک تھا یہ شخص جنگ راض میں موجود تھا اس نے آہستہ آہستہ اپنی شان و شوکت بڑھائی۔ ابنہ کثیر خلاق کا اسکے پاس آگے مجتمع ہو گیا۔ ہاشم ان سب کو فوجی اور جنگی لباس پہنانا کے اہل شنت بریہ پر آجڑا عبدالرحمن نے شاہی فوجیں ہاشم سے جنگ کر نیکوروانہ کیں مطلق کامیابی نہ ہوئی۔ دوبارہ دوسرا لشکر روانہ

کیا اطراف و ورقہ میں شاہی لشکر اور ہاشم نے صفت آرائی کی شاہی لشکر نے اس معرکہ
 میں باغیوں کو ہزیمت دے دی اتنا ردارو گیسہ میں ہاشم کو معہ اسکے بہت
 سے ہمراہیوں کے مارڈالا مگر اہل طلیطلہ مخالفت و بقاوت پر برابر اڑے رہے
 تب عبدالرحمن نے اپنے بیٹے امیہ کو اہل طلیطلہ کے محاصرہ اور جنگ پر مامور کیا
 امیہ ایک زمانہ دراز تک اہل طلیطلہ کا محاصرہ کئے رہا۔ بعد ازاں محاصرہ اٹھا کے
 قلعہ ریاح میں آترا اور ایک دستہ فوج کو اہل طلیطلہ پر تہجون مارنے کی
 غرض سے روانہ کیا اس سے پہلے جبوقت امیہ محاصرہ اٹھا کے قلعہ ریاح کو
 واپس آ رہا تھا تعاقب کے خیال سے اہل طلیطلہ بھی نکل پڑے تھے شاہی
 فوج اس امر کا احساس کر کے کینگاہ میں چپ رہی۔ جون ہی اہل طلیطلہ کینگاہ سے
 آگے بڑھے شاہی فوج نے حملہ کر دیا طلیطلہ کے بہت سے آدمی کام آگے معدود
 چند جان بچا کے طلیطلہ واپس آئے امیہ کو اس خونریزی کا یچہ عدم ہوا تھوڑے
 دنوں بعد اسی عدمہ ورنج سے مر گیا۔ عبدالرحمن نے پھر اہل طلیطلہ کے محاصرہ
 پر شاہی لشکر روانہ کیا لیکن کچھ کامیابی نہوئی۔ البتہ قلعہ ریاح کا لشکر برابر اہل طلیطلہ
 پر حملہ کرنے کو جاتا تھا اور چندے محاصرہ کر کے واپس آ جاتا تھا۔ تا آنکہ ۲۲۳ھ میں
 عبدالرحمن نے اپنے بھائی ولید کو اہل طلیطلہ کے سر کرنے کو مامور کیا۔ ولید نے
 نہایت خرم و احتیاط سے طلیطلہ کا محاصرہ کیا ہر چار طرف سے آمد و رفت بند کر دی
 اہل طلیطلہ قریب بحرگ پہونچکے محاصرین کی تکلفت بھی نہ کر سکے ولید نے بزور
 تیغ طلیطلہ کو فتح کر لیا اہل طلیطلہ کا سارا جوش فرو ہو گیا۔ ولید اس کامیابی کے بعد
 ۲۲۳ھ تک ٹھہرا رہا۔ بعد ازاں قرطبہ واپس آیا۔

اندرونی بغاوتوں کے فرو کرنے سے فارغ ہو کر ۲۲۴ھ میں عبدالرحمن
 نے اپنے ایک عزیز عبید اللہ بن عیسیٰ کو ہسپانیہ کا گورنر مقرر کیا اور

قلعہ کی جانب روانہ کیا دشمنان اسلام مجتمع ہو کر مقابلہ پر آئے بہت بڑی لڑائی ہوئی عبید اللہ نے نہایت مردانگی سے دشمنان اسلام کو ہزیمت دی حریف کے ہزار ہا آدمی قتل اور قید کئے گئے۔ بعد ازاں اسی سنہ میں لرزین شاہ فرانس نے بلاد اسلامیہ کی طرف خروج کیا اور سرحدی شہر سالم پر حملہ آور ہوا فرنون بن موسیٰ نے اس سے مطلع ہو کر سالم کے بچانے کو کوچ کیا۔ ایک دوسرے سے گتہ گیا۔ نہایت سخت اور خونریز جنگ کے بعد شاہ فرانس کو ہزیمت ہوئی۔ بہت سے عیسائی قتل کئے گئے اور ہزار ہا قید کر لئے گئے۔ فرنون اس محم سے فارغ ہو کر اس قلعہ کی طرف متوجہ ہوا جبکہ دشمنان اسلام اہل البتہ نے بمقابلہ اسلامی سرحد کے اہل اسلام کو پریشان اور زیر کرنے کی غرض سے تعمیر کیا تھا۔ اہل قلعہ نے فرنون کے حملہ سے قلعہ کو ہر چند بچا یا مگر کامیاب نہ ہوئے فرنون نے اس قلعہ کو فتح کر کے منہدم کرادیا۔

۲۲۵ھ میں عبدالرحمن نے فوجیں مرتب کر کے بنفس نفیس بلاد بلیقہ پر چڑھائی کی متعدد قلعے مفتوح کئے۔ ایک مدت تک ٹھہرا ہوا سرزمین فرانس کو پامال کرتا رہا بعد ازاں بہت سا مال غنیمت اور قیدی لے کے واپس آیا۔ پھر ۲۲۶ھ میں افواج اسلامیہ ملک فرانس کو تخت و تاراج کرتی ہوئیں سرزمین سرطانیہ تک پہنچیں۔ عساکر اسلامیہ کے مقدمہ الجیش پر موسیٰ بن موسیٰ کو رنز تھیلہ تھا۔ دشمنان اسلام سے بڑھیر ہوئی۔ مسلمانوں نے نہایت استقلال سے کفار کا مقابلہ کیا تا آنکہ عیسائی پسپا ہو کے بہا گئے۔ موسیٰ نے اس معرکہ میں دلیری مردانگی اور نیکی نامی کا بہت بڑا حصہ لیا

بعدہ اتفاق سے اس سے اور عبدالرحمن کے ایک سپہ سالار سے باتوں بات چل گئی سپہ سالار نے سخت کلامی کی۔ موسیٰ کو سپہ سالار کی یہ حرکت ناگوار

گزری۔ چونکہ عبدالرحمن نے اس معاملہ میں دخل نہیں دیا تھا۔ موسےؑ یہ سمجھ کے کہ اس سپہ سالار نے امیر عبدالرحمن ہی کے اشارہ سے مجھ سے سخت کلامی کی ہے باغی ہو گیا۔ عبدالرحمن نے چند دستہ فوج بسرافسری حرت بن بنیع کو موئے کی گوشمالی پر متعین کیا۔ موسےؑ ابھی مقابلہ نہ کیا تھا کہ اس کی شکست کھا کر بہاگا اسکا چچا زاد بھائی مارا گیا حرت کامیابی کے ساتھ میدان جنگ سے سر قسطہ واپس آیا بعد ازاں تظیلہ پر چڑھائی کی اس وقت موسےؑ وہیں تھا اور اسکا محاصرہ کر لیا۔ مدتوں محاصرہ اور جنگ کا سلسلہ جاری و قایم رہا تا آنکہ موسےؑ نے تنگ آ کے یہ مصاحت تظیلہ چھوڑ کر رابطہ چلا گیا اور حرت تظیلہ میں ٹھہرا ہوا انتظام کرتا رہا۔ موسےؑ کے دماغ میں پہریناوت و سرکشی کی ہوا اسمائی۔ حرت نے موسےؑ کے حصار کی غرض رابطہ کی جانب کوچ کیا موسےؑ نے گہرا کر غریبہ بادشاہ کفار سے امداد طلب کی پس غریبہ اپنی فوجیں لیکے موسےؑ کی کمک پر آیا حرت نے استقلال کو ہاتھ سے ندیا فوجن کو آراستہ کر کے حریف کے لشکر پر حملہ کیا نہر بلہہ پر دونوں حریف کا مقابلہ ہوا۔ حریف نے پہلے سے چند دستہ فوج کو کمینگاہ میں بیٹھا دیا تھا۔ جس وقت حرت کا لشکر نہر بلہہ سے متجاوز ہوا۔ حریف کے فوج نے کمینگاہ سے نکل کر حملہ کر دیا یہ چارہ حرت اس غیر متوقع حملہ کا جواب بندے سکا دشمنوں کے ہاتھ گرفتار ہو گیا۔ آنکھیں اسی معرکہ کے نذر ہو گئیں۔ عبدالرحمن کو اس ناگہانی واقعہ سے سخت صدمہ ہوا ۲۲۹ھ میں اس نے اپنے بیٹے منذر کو بسرافسری عساکر اسلامیہ موسےؑ کے محاصرہ کو تظیلہ روانہ کیا موسےؑ نے ڈر کر مصاحت کر لی۔ تب منذر نے بنبلونہ کی طرف قدم بڑھایا اور دشمنان اسلام پر حرجی توڑ توڑ کر حملے شروع کر دیئے۔ یہاں پر مشرکین سے متعدد لڑائیاں ہوئیں غریبہ والی بنبلونہ مارا گیا جو حرت کے مقابلہ پر موسےؑ کی کمک پر آیا تھا۔ بعد اسکے موسےؑ

نے پھر سرکشی و مخالفت پر کمر باندھی۔ شاہی لشکر نے اسکو ہوس میں لاسنے کی غرض سے حملہ کیا موسیٰ نے دوبارہ پھر مصالحت کر لی اور اپنے بیٹے کو ہزار غنائم کے عبد الرحمن والی اندلس کی خدمت میں بھیجا۔ عبد الرحمن نے اسکی درخواست کو قبول فرما کے قلیلہ کی سند حکومت عطا کی چنانچہ موسیٰ نے قلیلہ بن واسیل ہوس کے اطراف و حواصط قلیلہ کے انتظام و سیاست پر اپنے عمال مقرر کئے اور آرام کے ساتھ قلیلہ میں حکومت کرنے لگا۔

اسی ۱۲۶ھ میں مجوسین نے اطراف بلاد اندلس پر خروج کیا اور ساحل اشبونیہ میں اپنی کشتیوں اور جہازوں سے خشکی پر پڑے اہل اشبونیہ سے اور ان دشمنوں سے تیرہ دن تک مسلسل لڑائی ہوتی رہی بعد ازاں قاوس کی طرف بڑھنے پر قاوس سے اشدونہ جا پہنچے اشدونہ میں ان سے اور مسلمانوں سے لڑائی ہوئی تب ان لوگوں نے اشبیلیہ کا قصد کیا اور قریب اشبیلیہ پہنچے اور پڑے اہل

بلاد مجوسین کی سرکوبی اور گوشمالی کو امیر عبد الرحمن نے قرطبہ سے برفرسری اپنے ایک نامور سپہ سالار کے عساکر اسلامیہ کو روانہ کیا تھا مجوسین سے اور اس لشکر سے خشکی پر اترنے کے بعد بہت بڑی لڑائی ہوئی مسلمانوں نے سخت اور بے مصائب اور ٹھاکے مجوسین کو ہریمیت دی بعد اسکے قرطبہ سے ایک تازہ دم فوج دوڑی اس اسلامی لشکر کی کمک پر آگئی مجوسین اور مسلمانوں سے پھر لڑائی چھڑ گئی اس معرکہ میں بھی مسلمانوں نے مجوسین کو شکست دی اور انکی دو ایک کشتیاں چھین لین مال و اسباب جو کچھ اسمین تھا لیکے جلا دیا تب موسیٰ قاوس ہوتے ہوئے اشدونہ پہنچے۔ اہل اشدونہ سے دو دن تک لڑائی ہوتی رہی۔ یہاں کی لڑائی میں کچھ مجوسین کو کامیابی ہوئی کچھ مال و اسباب بھی ہاتھ لگ گیا اتنے میں عبد الرحمن کا جنگی کشتیوں کا بیڑہ ساحل اشبیلیہ پر آگیا۔ افواج اسلامی نے خشکی پر اتر کر مجوسین کو لیلہ کی طرف بھاگ دیا جو سی لوٹ مار کرتے ہوئے باجہ کی طرف بڑھے اور جب باجہ میں بھی دم نہ لینے پائے تو اشبونیہ کی جانب لوٹے۔ اشبونیہ سے نکلنے کے بعد پھر انکا حال معلوم

اشیاء نصف محرم ۲۲ھ میں ان دشمنان اسلام سے لڑنے کو نکلے۔ بہت بڑی لڑائی ہوئی نتیجہ یہ ہوا کہ کثرت مسلمانوں کے ہاتھ رہا بہت سال واسباب لوٹ لیا مجوسیوں نے میدان جنگ سے بھاگ کر باجہ کاراستہ لیا پہر باجہ سے اشیاء کی جانب لوٹے مسلمانوں نے ان کو اس مقام پر بھی دم نہ لینے دیا اکھاڑ پھار کر نکال دیا۔ اس واقعہ کے بعد ان کے حالات کا سلسلہ منقطع ہو گیا اور مالک محروسہ اسلامیہ کے ان اطراف میں امن وامان کی منادی پھر گئی یہ واقعات ۲۳ھ کے ہیں مجوسیوں کے چلے جانے کے بعد عبدالرحمن اوسط نے ان شہروں کی اصلاح اور آبادی کیچانپ عثمان توجہ منقطع کی جنگ مجوسی خراب اور ویران کر گئے تھے اور افواج اسلامیہ کی کافی تعداد کو انکی حفاظت و نگرانی پر مامور کیا۔

بعض مورخین نے مجوسیوں کی لڑائیوں کو ۲۲ھ میں تحریر کیا ہے شاید وہ دوسری لڑائی ہوئی واللہ اعلم۔

۲۳ھ میں عبدالرحمن نے عساکر اسلامیہ کو مالک جلیقہ کی طرف روانہ کیا۔ افواج اسلامی دریا کی موجوں کی طرح بڑھتے بڑھتے عیسائیوں کے مشہور شہر لیون تک پہنچ گئیں۔ قلعہ شکن جنہیں نصب کر کے لڑائی شروع کر دی اہل لیون تاب نہ آئے نہ لائے لیون کو اپنے حریف کے حوالہ کر کے بہاگ گھرے ہوئے مسلمانوں نے شہر لیون میں گیسے جو کچھ پایا لوٹ لیا۔ مکانات کو جلا کر خاک و سیاہ کر دیا۔ شہر پناہ کے منہدم کرنے کی کوشش کی مگر کامیاب نہ ہوئے اس وجہ سے کمپوڑ شہر پناہ کی چوڑائی پچیس ہاتھ کی تھی۔ ناجار ہو کر یوڈا شہر پناہ میں بہت بڑا سوراخ کرے مراجعت کر دی۔ بعد اسکے پھر عبدالرحمن نے اپنی حاجب

بقیہ نوٹ صفحہ ۲۶۷۔ نموا۔ یہ تفصیل اس واقعہ کی جسکو مورخ ابن خلدون نے بیان کیا ہے ملخص از

کتاب فتح الطیب مطبوعہ لیدن جلد ۱ صفحہ ۲۲۲ و ۲۲۳۔

عبدالکریم بن عبدالواحد بن معیت کو بسرا فیری افواج اسلامیہ بلا ویرت لہونہ کی جانب جہاد کرنے کو روانہ کیا۔ عبدالکریم طرک برشلونہ سے تیار ارج کرتا ہوا فرانس کی اس سرحد تک پہنچ گیا جو سرب (یا برت) کے نام سے موسوم تھا۔ عیسائیوں اور عساکر اسلامیہ سے اس مقام پر سخت اور خونریز جنگ ہوئی۔ مسلمانوں نے عیسائیوں کو ہزیمت دے کے ان کے گروہ کثیر کو قید اور قتل کیا۔ عیسائیوں نے ہباک کو جرنل مین دم لیا۔ جرنل ملک فرانس کا بہت بڑا اور نامی شہر تھا۔ عساکر اسلامیہ نے منہرہ گروہ کا تعاقب کیا۔ چونکہ عیسائیوں نے جرنل مین پہلے سے پہونچکے پورے طور سے قلعہ بندی کر لی تھی اسوجہ سے مسلمانوں کو کمال کامیابی نہ ہوئی تاہم لوگوں نے اس کے گرد و نواح کو ویران اور اپنے قتل و غارتگری سے پامال کر کے مراجعت کی۔

انہیں ۱۰۰۰ بادشاہ قسطنطنیہ نوفلس بن نوفیل نے ۲۲۷ھ کے دور میں امیر عبدالرحمن کبیر مت مین ہلایا اور تحالین نیہے مراسم اتحاد اور دوستی کے قایم کرنے کی درخواست کی۔ امیر عبدالرحمن نے بھی اس کے معاوضہ میں یحییٰ غزال کی معرفت بہت سے تحفے اور ہدائے روانہ کئے۔ یحییٰ غزال امیر عبدالرحمن کی دولت و حکومت کا دواں بازو تھا۔ شاعری اور فن حکمت میں لگاتار تھا۔ یحییٰ نے شاہ قسطنطنیہ کے دربار میں پہونچکے دونوں سلاطین نے مابین رشتہ اتحاد و مواعلت کو مستحکم کیا اور کوٹ آیا۔ رفتہ رفتہ اسکا براس دولت کے رقیب خلفا بنی عباس کی بغداد تک پہونچی۔

۲۳۶ھ میں نصر نے وفات پائی جبکہ عبدالرحمن کے عہد حکومت میں بڑا دور و دورہ تھا اپنے آقا کو جس کام میں چاہتا دیا لیتا تھا عبدالرحمن نے اپنے بیٹے محمد کو اپنا ولیعہد بنایا مگر نصر بسرا فیری مادر عبداللہ علی بن ولید کی تحریک

کر رہا تھا۔ جب نصر کو اس ارادے میں کامیابی کی صورت نظر نہ آئی تو طبیب شاہی پر
 محمد ولیہند کو زہر دینے کا دباؤ ڈالا طبیب نے بذریعہ قہرمانہ مجلس کے عبدالرحمن
 کو اس واقعہ سے مطلع کر دیا اور یہ بھی گزارش کر دی کہ نصر نے مجھے زہر دینے
 پر مجبور کیا ہے۔ کل صبح کو چوپالہ دوا کا آئیگنا سمین نہر ہو گا۔ اگلے دن صبح کو نصر
 جب قصر شاہی میں حاضر ہوا تو محمد ولیہند کو امیر عبدالرحمن کے روپر بٹھا ہوا پایا
 دوا کا پیالہ سامنے رکھا ہوا تھا امیر عبدالرحمن نے نصر کو مخاطب کر کے ارشاد
 کیا نصر مجھے یہ دوا بد مزہ اور کیسی معلوم ہوتی ہے تم اسکو پی لو، نصر تو جانتا ہی تھا کہ
 اسمین زہر ملا ہوا ہے جواب کچھ نہ دیکھا ہونچک ہو گیا امیر عبدالرحمن نے قسمیں دلائی
 اور دوا کے پلینے پر مجبور کیا نصر انکار نہ کر سکا پیالہ اٹھا کے غٹ غٹ پی گیا اور
 بہ کمال عجلت اجازت حاصل کر کے گہوڑے پر سوار ہوا گھر پہنچتے ہی مر گیا۔
 غرض امیر عبدالرحمن نے اس آسان طریقہ سے اپنے بیٹے عبداللہ کے مرض کا
 علاج کر دیا اور اسکے بعد ہی خود ہی مر گیا

پیش محمد کی تخت نشینی واقعہ متذکرہ بالا کے بعد امیر عبدالرحمن اوسط بن حکم بن
 یابی اکرم بن عبدالرحمن معروف بہ داخل نے بھی ماہ ربیع الآخر ۳۸۶ھ میں وفات
 پائی امیر عبدالرحمن بن سال حکومت کی۔

عبدالرحمن اوسط کے لقب سے ممتاز کیا جاتا تھا کیونکہ عبدالرحمن اول داخل کے خطاب
 نا اور تیسرے عبدالرحمن اناصر کے لقب سے مشہور تھا۔ اس عبدالرحمن اوسط کی
 پیدائش شعبان ۱۶۹ھ مقام طلیطلہ میں ہوئی۔ علوم شریعہ اور فلسفہ سے ماہر تھا۔ اسکا زمانہ
 بھی بغاوت و سرکشی سے خالی نہیں رہا جو ترقی دولت کے موافق و عواقب کڑی سبب ہے
 ہے تاہم وقتاً فوقتاً اس پر بھی حملے کرتا اور کامیابی حاصل کرتا رہتا تھا۔ اسکے
 زمانہ حکومت میں مال بہت کی پیداوار پیش ہوئی۔ سید علی بن احمد حاتم تعمیر کرائے۔

امیر عبدالرحمن اوسطا علوم شریعہ اور فلسفہ کا عالم تھا اسکا زمانہ حکومت نہایت امن اور آسائش کا تھا دولت کی بچہ زیادتی ہوئی متعدد مجلس برائین اور حمات تعمیر کرائے پھاڑے پتریمہ تل کے پانی لے آیا جس سے سارا شہر سیراب ہوا۔ جامع مسجد قرطبہ میں دو سائبان بڑھوائے مگر انکے تمام و کمال تعمیر ہونے سے پیشتر ہی ملک عدم ہو گیا۔ جبکواسکے بیٹے محمد نے تکمیل کو پہنچایا۔ اندلس میں اور بہت سی مسجدیں اور جامع مساجد تعمیر کرائی۔ ادب شاہی اور وفات مقرر کئے۔ عوام الناس سے میل جول اور ارتباط ترک کیا۔ پس جب اسنے وفات پائی تو اسکا بیٹا محمد بجائے اسکے سریر حکومت پر متمکن ہوا۔

امیر محمد نے سریر حکومت پر متمکن ہوتے ہی قلعہ رباح کی فیلیوں کی دستی کی غرض سے عساکر اسلامیہ کو ہمسافر قسری اپنے بھائی حکم کے روانہ کیا۔ اس قلعہ کی فیلیوں کو اہل طلیطلہ نے خراب اور زمین دوش کر دیا تھا چنانچہ حکم نے پہلے قلعہ رباح کو درست کرایا بعد ازاں طلیطلہ کی طرف گیا اور اسکے قرب و جوار کے دیہاتوں اور گاؤں پر لوٹ مار شروع کر دی۔

بعد اسکے افواج شاہی کو ہمسفر گروہی موسیٰ بن موسیٰ والی تطیلہ اطراف البتہ موت لراع کی جانب ہما د کرنے کو روانہ کیا۔ موسیٰ نے اسکے بعض قلعات کو بزور تیغ مفتوح کیا اور بہت سامان غنیمت لیکے واپس آیا۔ پھر دوبارہ اسلامی فوجیں اطراف برشلونہ کی طرف

ادیب اور شاعر تھا۔ طروب نامی ایک کینز پر فریفتہ تھا۔ ایک مرتبہ امیر عبدالرحمن اوسطے اسکو ایک زیور عنایت کیا جسکی قیمت ایک لاکھ دینار تھی وزیر اسنے گذارش کی کہ شاہی خزانہ سے ایسی قیمتی چیز تو کو علیحدہ کرتا۔ اتنا یہاں ہے، امیر عبدالرحمن نے جواب دیا: اسکا پہننے والا تو اس زیور کے پہننے کے لائق ہے اور اس سے کہیں زیادہ قدر و منزلت ہے، اسکا رنگ گندمی، آنکھیں گہرے، دراز زیش بخم و شحم مختص تھا ڈاڑھی میں مناکا خضاک تھا پیتا لیس لڑکے وقت وفات اسکے موجود تھے۔ تاریخ کامل جلد ۲ صفحہ ۲۸۷ مطبوعہ مصر لفظ الطلیطلہ اول صفحہ ۲۸۲ تا ۲۸۵ جلد ۲

روانہ کین عساکر اسلامیہ نے اس اطراف میں بھی لوٹ مار شروع کر دی اور قلعوات
برشلونہ کو سر کر کے واپس آئیں۔

پھر ۲۳۴ھ میں امیر محمد نے عساکر اسلام کو مرتب کیا اور آلات حرب سے اسکو
آراستہ کر کے طلیطلہ کی سرکوبی کو روانہ ہوا اہل طلیطلہ نے بادشاہ جلیقہ (گالو)
اور شاہ انگلنس سے امداد کی درخواست کی چنانچہ شاہان جلیقہ و انگلنس اہل طلیطلہ کی
کمک پر آئے اور انکے ساتھ ہو کر امیر محمد سے میدان میں لڑنے کو نکلے۔ مقام وادی
سعیطامین دونوں حرلیت کا مقابلہ ہوا۔ امیر محمد نے معرکہ کارزار گرم ہونے سے پیشتر
چند دستہ فوج کو کھیک گاہ میں بٹھا دیا جس سے حرلیت کے پادوں اُٹھ گئے۔ کامیابی کا
سہرا امیر محمد کے سر ہا اہل طلیطلہ اور مشرکین کے میں بٹھا آدمی کھیت رہے۔ بعد ۲۳۵ھ
میں امیر محمد نے اہل طلیطلہ پر دوبارہ فوج کشی کی نہایت سختی سے انکو پامال کیا۔
اور انکے مال و اسباب کو نقصان پہنچایا اہل طلیطلہ نے دیکر مصاحت کر لی مگر امیر محمد
کے واپس ہوتے ہی پھر باغی اور شاہی حکومت سے منحرف ہو گئے۔

۲۳۵ھ میں مجوسیوں کا پڑہ جہازات بلاد اندلس میں داخل ہوا مجوسی جہازوں پر
سے ایتھلیہ اور جزیرہ میں اتر پڑے اور اسکی مسجد کو جلا کے تدمیر کی جانب لوٹ پڑے
پھر تدمیر سے فصراریونہ چلے گئے اور فصراریونہ سے سواحل فرانس کی طرف روانہ
ہوئے اور ان ساحلی مقامات کو تخت و تاراج کرتے ہوئے واپس ہوئے اتنے میں
امیر محمد کی جنگی کشتیوں سے مقابلہ ہو گیا۔ فریقین میں بحری لڑائی ہوئی انجام یہ ہوا
کہ مسلمانوں نے مجوسیوں کی دو کشتیاں کھلا لیں جو سی باقی کشتیوں کو لیکے بنبلونہ
کی طرف چلتے پھرتے نظر آئے۔ مسلمانوں کو ایک جماعت اس معرکہ میں شہید ہو گئی
مجوسیوں نے بنبلونہ میں پہنچکے دُند مجائی اور اسکے گورنر غریسیہ فرنگی کو گرفتار کیا غریسیہ
نے ستر ہزار دینار زرہذیہ دیکے اپنے کو تنگ پہنچے غضب سے رہا کر لیا۔

۲۲۳ھ میں امیر محمد نے باغیان طلیطلہ کی سرکونی کیجانب پر توجہ کی شاہی فوجوں کو ہراستہ کر کے طلیطلہ کی طرف روانہ کیا ایک ماہ کا محاصرہ رہا۔

پھر ۲۲۴ھ میں امیر محمد نے اپنے بیٹے مندر کو سیر کردی افواج اسلامی اطراف البتہ و قلاع پر جہاد کرنے کو روانہ کیا۔ عساکر اسلامی نے بلاد مشرقین میں داخل ہو کر لوٹ مار شروع کر دی شاہ لوزریق فوجین آراستہ کر کے مقابلہ پر آیا گھمسان لڑائی ہوئی کھیت مسلمانوں کے ہاتھ رہا لوزریق شکست کھا کے بھاگا عساکر اسلامی نے تعاقب کیا تلوارین نیام سے کھینچ لگین ہزار ہا مشرک قتل و قید کئے گئے۔ اس معرکہ میں مسلمانوں کو بہت بڑی فتح حاصل ہوئی جسکی کوئی نظیر نہیں۔

اسی سال میں امیر محمد نے برائے بلاد جلالہ پر جہاد کیا۔ نہایت سختی سے ان کے شہروں کو پامال کیا۔ بہت سے گاؤں اور قصبات ویران کر ڈالے۔

اسی اثناء میں عبدالرحمن بن مروان جلیقی مع اُن نو مسلموں کے جو اسکے ہمراہ تھے باغی ہو گیا اور عہد حکومت سے منحرف ہو کر قصائے بلاد میں چلا گیا اور شاہ اغ فونش سے مراسم اتحاد پیدا کر لئے۔ وزیر السلطنت ہاشم بن عبدالرحمن ہمرافری افواج اندلس عبدالرحمن کی بغاوت فرو کرنے کو ۲۲۳ھ میں روانہ ہوا۔ عبدالرحمن نے پہلے ہی حملہ میں ہاشم کو ہزیمت دیکر گرفتار کر لیا۔ بعد چندے مابین امیر محمد اور عبدالرحمن مصاحبت کی خط و کتابت ہونے لگی شرط مصاحبت یہ قرار پائی کہ عبدالرحمن مفتام یطلیوس میں جا کے قیام کرے اور وزیر السلطنت ہاشم کو ہرا کرے ۲۲۴ھ میں صلحنامہ کی تکمیل ہوئی۔ عبدالرحمن نے بموجب شرائط صلح یطلیوس میں جا کے قیام کیا اور اسکی درستی و تعمیر کیجانب خاص توجہ کی اسوقت تک یہ ویران پڑا ہوا تھا۔ وزیر السلطنت ۲۲۵ھ بارہویں جب ۲۲۵ھ کو یہ اٹلانی مقام فتح مرکون میں ہوئی تھی حریف کے مقتولین کی تعداد دو ہزار

چار سو بائیس تھی۔ زعمیوں کا کوئی شمار نہیں۔ تاریخ کامل ابن اثیر جلد ۱۳ صفحہ ۱۳۰ مطبوعہ مصر

ہاشم بھی رہا کیا گیا۔ یہ رہائی عبدالرحمن کی خود سری کے ڈھائی برس بعد ہوئی۔
 بعد مصالحت اوفونش نے عبدالرحمن سے بد عہدی کی عبدالرحمن اسکی ترک رقت
 کر کے دارالحرب سے چلا آیا روانگی کے وقت دونوں میں لڑائیاں بھی ہوئیں
 عبدالرحمن نے اطراف مار دہ شہر انطاہیہ میں پہنچکے قیام اختیار کیا۔ ان دنوں بیشتر
 ویران اور کس مپرسی کی حالت میں پڑا ہوا تھا عبدالرحمن نے اسکی شہر سپاہ کی
 فضیلین درست کرائیں۔ قلعہ بنوایا بعد ازاں اسکے گروہ نواح میں حسب قدر بلاد جلالہ
 کے تھے اُن پر قبضہ کر کے اپنے مقبوضات میں شامل کر لیا غرض رفتہ رفتہ
 انطاہیہ سے بظلیو تک اسکے مقبوضات کا دائرہ وسیع ہو گیا۔

موسیٰ بن ذی النون ہواری گورنر شنت بریہ نے اسی زمانہ میں علم بغاوت
 بلند کیا اور نقض عہد کر کے اہل طلیطلہ پر حملہ کر دیا۔ اہل طلیطلہ میں ہزار فوج کی جمعیت
 سے مقابلہ پر آئے سخت اور خونریز لڑائی ہوئی آخر کار اہل طلیطلہ شکست کھا کے
 بھاگے ان لوگوں کے ساتھ مطرف بن عبدالرحمن بھی تھا یہ بھی نہزمیٹ اٹھا کے
 بھاگا باوجودیکہ شجاعت میں فردن میں اعلیٰ درجہ کا شخص تھا۔

اس واقعہ سے موسیٰ کے حوصلے بڑھ گئے فوجیں آراستہ کر کے شخبہ والی
 پہلوئے پر چڑھائی کر دی شخبہ نے موسیٰ کو نہزمیت دیکر گرفتار کر لیا۔ ایک
 مدت کے بعد حکمت عملی جیل سے نکل کے شنت بریہ بھاگ آیا اور اس زمانہ سے
 برابر علم حکومت کا مطیع رہا تا آنکہ آخری عہد حکومت امیر محمد میں گر گیا۔

۲۹۱ء میں اسد بن حرت بن بدیع نے تاکرتا (زندہ) میں بغاوت کا جھنڈا
 بلند کیا امیر محمد نے اسکی سرکوبی کو فوجیں روانہ کیں۔ محاصرہ و جنگ کے بعد اسد نے
 علم حکومت کے آگے گردن اطاعت جھکا دی۔ ۲۹۲ء میں امیر محمد نے اپنے
 بیٹے منذر کو جہاد کی غرض سے دارالحرب کی جانب روانہ کیا منذر نے مار دہ کا راستہ اختیار کیا

اطراف مارہ میں اسوقت عبدالرحمن بن مروان حلیقی موجود تھا۔ شاہی لشکر کا ایک گروہ اسی سمت سے ہو کر گنڈا عبدالرحمن مع ان کفار کے جبکہ اس نے اپنی کمک پر بلارکھا تھا شاہی لشکر کے اس گروہ پر آپڑا اور ان سبھوں کو مار ڈالا۔ پھر ۲۶۴ھ میں جہاد کی غرض سے قیبلہ کی جانب روانہ کیا گیا۔ اس مرتبہ منہر نے براہ سرقطہ کوچ کیا اہل سرقطہ نے مزاحمت کی باہم لڑائی ہوئی تب اس نے سرقطہ سے اعرض کر کے قلیلہ کی جانب قدم بڑھائے اور اسکے کل اطراف کو تخت و تاراج کر کے بلاد مقبوضہ موسیٰ بن ذی النون کا رخ کیا اور اس سرزمین کو بھی اپنے گھوڑوں سے رونداتا ہوا مینلون پر جا پہنچا۔ اکثر قلعات کو اسکے ویران اور غریب کر کے بہت سا مال غنیمت لیکے قرطبہ کی طرف مراجعت کی۔

۲۶۴ھ میں امیر محمد نے دریائے قرطبہ میں جنگی کشتیوں کی تیاری کا حکم دیا غرض یہ تھی کہ فوج اسلامی براہ بحر محیط حلیقہ کے ملک میں دوسری جانب سے اونار دیکھائیں۔ پس جب جنگی کشتیوں کا سیرہ تیار ہوا اور دریائے قرطبہ سے بحر محیط میں داخل ہوا اتفاق سے ہوا سے مخالف ایسی تیز اور تند چلی کہ کل کشتیاں باہم ٹکرائیں اگر لوٹ گئیں ان میں سے دو ہی چار سالم بچیں ورنہ سب کی سب طوفان کے نذر ہو گئیں۔

۲۶۶ھ میں عمر بن حفصون نے قلعہ بشارت جبال مالقہ میں بغاوت کا مادہ پھیلایا اس نے قلعہ مذکور کو اپنا مرکز حکومت بنا کر ارد گرد کے قصبات اور شہروں پر قبضہ کر لیا۔ افواج اسلامیہ نے جو اس صوبہ میں تھیں بدفعات اسپر یغار کی عمر بن حفصون نے ان کو ہر بار شکست دی جس سے اسکے قوائے حکمرانی میں مضبوطی پیدا ہو گئی اتنے میں خاص دارالحکومت قرطبہ سے

نوٹ ۱۔ عمر بن حفصون عیانی امیر تھا۔ تاریخ اسپین صفحہ ۸۱۔

شاہی لشکر عمر بن حفصون کی سرکردگی کو آیا عمر بن حفصون نے براہ چالاکی اس سے مصالحت کر لی امن وامان قائم ہو گیا۔

۲۶۹ھ میں امیر محمد نے طوایف لفظ کی اور باغیان دولت امویہ کے امتیصال پر اپنے بیٹے منذر کو مامور کیا۔ منذر نے سب کے پہلے سر قلعہ کا پینچے محاصرہ کر لیا اور اسکے اطراف و جوانب اور گرد و پیش کے مقامات پر لوٹ مہم شروع کر دی۔ تھوڑے دنوں بعد قلعہ رلیطہ کو مفتوح کیا بعد ازاں دیر بروجہ کی جانب بڑھا محمد بن لب بن موسیٰ یہیں موجود تھا اس سے بھی دودھات چل گئی بعد اسکے منذر نے شہر لارودہ و قرطاجہ کا رخ کیا اور اس کے مہم سے فارغ ہو کر بلاد کفر میں گھس کے کوچ گھسوٹ شروع کر دی اطراف البتہ و متلاع کو غارتگری اور قتل سے تہہ بالا کر دیا چند قلعہات کو کامیابی کے ساتھ مفتوح کر کے مراجعت کی۔

۲۷۰ھ میں ہاشم بن عبدالعزیز شاہی لشکر کو لیکے عمر بن حفصون کے محاصرہ اور جنگ پر قلعہ بستر کی طرف روانہ ہوا چنانچہ ابن حفصون باغی و سرکش کو سمجھا چوچا کے قرطبہ لے آیا اس نے وہیں قیام اختیار کیا۔

اسی سہ ماہ میں اسماعیل بن موسیٰ نے شہر لارودہ کی تعمیر شروع کی والی بٹکونہ غزحم ہوا اور فوجیں آراستہ کر کے اسماعیل کے زیر کرنے کو آپہنچا اسماعیل نے کمال مردانگی سے ہزیمت دی اور اس کے بہت سے پیادوں کو مار ڈالا۔

۲۷۱ھ میں ہاشم بن عبدالعزیز بصرہ فرسی افواج شاہی سر قلعہ کے محاصرہ اور مفتوح کرنے کو دوبارہ گیا ایک مدت کے محاصرہ و جنگ کے بعد سر قلعہ مفتوح ہوا اہل سر قلعہ نے ہاشم کے فیصلہ و حکم سے شہر نپاہ کے دروازے کو کھولا

اس مہم میں عمر بن حفصون بھی گیا ہوا تھا اور شریک جنگ ہوا تھا۔ لیکن بوقت مساودت چھپ کر اسلامی لشکر گاہ سے بھاگ کر بشتیین جا کے دم لیا اور قلعہ نشین ہو گیا۔ بعد اسکے ہاشم نے عبدالرحمن بن مروان جلیقی کا قلعہ منت مولن میں محاصرہ کیا مگر کچھ سوچ سمجھ کے بغیر کامیابی کے واپس آیا۔ عبدالرحمن نے اسکی مراجعت کے بعد اشبیلیہ اور لقبہ پر چھاپا مارا بعدہ منت شلوط میں جبکہ قیام پذیر ہو کر قلعہ بند می کر لی اسیر محمد نے مصلحتاً اسی قلعہ پر اس سے مصالحت کر لی عبدالرحمن بھی علم حکومت کا مطیع ہو گیا اور برابر مطیع رہا تا آنکہ امیر محمد نے وفات پائی۔ اندون رومہ اور فرانس کا بادشاہ فرلییب بن لوزنق تھا۔

منذر کی امارت ان واقعات کے تمام ہوتے ہوئے امیر محمد بن عبدالرحمن اوسط بن حکم بن ہشام بن عبدالرحمن معروف بہ داخل ماہ صفر ۳۳۵ھ میں پینتیس سال حکومت کر کے گوشہ تیرین جا چھا بعد اسکے اسکے بیٹے منذر نے سریر حکومت پر قدم رکھا۔

منذر نے اپنے شروع زمانہ حکومت میں ہاشم بن عبدالعزیز وزیر السلطنت کو

۱۵ امیر محمد کی ولادت ۳۳۵ھ میں ہوئی تقریباً چھ سال کی عمر پائی سفید رنگ مائل بہ زرخیز واری کو خا کو کم سے رنگتا تھا۔ ذکی ہوشیار اور سچی تھا۔ اسکا زمانہ حکومت بھی طولین الملوک میں تمام ہوا اندرونی بغاوتیں اور بیرونی سازشوں سے کبھی اسکو فرصت نہیں ملی رسالے ملک پر بد علی کا سیاہ بادل چھایا ہوا تھا۔ میسائیوں کی ریشہ نمایان نو مسلموں کی شورشیں اسپر طہ یہ کہ عربی سرداروں کی خود سریوں نے ایک دن بھی اسکو چین سے بیٹھنے دیا تا آنکہ اسی حالت سے دولت امویہ کو چھوڑ کر دنیا سے رخصت ہو گیا۔ ترجمہ مختص از تاریخ کامل بلد ۷ صفحہ ۷۷ مطبوعہ مصر و کتاب نفع الطیب جلد اول صفحہ ۲۲۵ و ۲۲۶ مطبوعہ لیدن۔

سزائے قتل دی اور فوجیں آراستہ کر کے عمر بن حفصون باغی و سرکش کی سرکوبی کو روانہ ہوا۔

۲۷۴ھ میں اسکا قلعہ بشتین محاصرہ کیا گیا رخنوزین اور سخت جنگ کے بعد عمر بن حفصون کے کل قلعے اور شہروں کو فتح کر لیا از انجملہ قلعہ ریحہ یعنی مائعہ تھا منذر نے اسکے والی عیثون کو گرفتار کر کے قتل کڑا لایا بعدہ عمر بن حفصون نے شدت محاصرہ سے تنگ آ کے مصالحت کی درخواست کی منذر نے عمر بن حفصون کی درخواست پر مصالحت کر لی اور محاصرہ اٹھا کے مزہمت کی عمر بن حفصون نے منذر کے مراجعت کرتے ہی خلاف مصالحت عہد توڑ ڈالا منذر نے یہ خبر پا کر لوٹ کے محاصرہ کر لیا عمر بن حفصون نے پھر صلح کر لی مگر جون ہی منذر واپس ہوا عمر بن حفصون نے پھر عہد شکنی کی غرض عمر بن حفصون عہد شکنی پر عہد شکنی برابر کرتا جاتا تھا منذر نے جھلا کے اس مرتبہ نہایت سختی سے محاصرہ کیا اس محاصرہ کے تھوڑے ہی دنوں بعد منذر نے جان بحق تسلیم کر دی اور عمر بن حفصون کو ہمیشہ کیلئے اسکے محاصرہ سے نجات مل گئی۔

۲۷۵ھ میں بکالت محاصرہ عمر بن حفصون قلعہ بشتین کی امارت میں منذر کا پیام موت آپہنچا دو برس اسے حکمرانی کی بجائے اسکے اسکا بھائی امیر عبد اللہ بن امیر محمد سریر حکومت پر متمکن ہوا اور رام حکومت

۲۷۵ھ میں منذر بوقت وفات چھیا لیں برس کا تھا۔ چہرہ پر چچک کے داغ تھے ڈارھی گھٹی اور بیڑی تھی۔ شعرو شاعری کا شائق اور شاعروں کا قدردان تھا۔ اسکا زمانہ حکمرانی نہایت کوتاہ ہوا تاہم اسکو بھی بغاوتوں اور خوروں نے ایک دم کو مہلت نہ دی۔ ترجمہ تاریخ کامل جلد ۷ صفحہ ۴۷۱ مطبوعہ مصر۔

اپنے قبضہ اقدار میں لی۔ تمام بلاد اندلس میں آتش بغاوت و فساد شعل ہوس رہی تھی محاصرہ اٹھا کے قرطبہ چلا آیا آئے دن کی بغاوتوں اور امرار مملکت کی مخالفتوں کیوجہ سے اندلس کی مالیتیں سجد کی آگئی۔ اس سے پیشتر اس ملک کا خرارج تین لاکھ دینار تھا۔ اس میں سے ایک لاکھ دینار ترتیب لشکر اور مصارف فوج میں صرف کئے جاتے تھے اور ایک لاکھ دینار مختلف ضرورتوں میں خرچ ہوتے تھے باقی ایک لاکھ خزانہ شاہی میں بطور توفیر داخل کئے جاتے تھے ان سب میں توفیر سقد رختی وہ صرف ہوگئی طرہ اسپرہ ہو کر خرارج میں بھی آگئی۔

عام بغاوتیں ابن مروان کی بطلیوس میں بغاوت ہم اور پر بیان کر آئے ہیں کہ عبدالرحمن بن مروان نے امیر محمد بن عبدالرحمن والی اندلس کے مقابلہ میں بوقت ہما

جلالہ (گالز) ۲۵۵ھ میں علم مخالفت بلند کیا تھا۔ چنانچہ تو مسلموں اور مولدون کا جم غفیر اسکے پاس مجتمع ہو گیا اور اسکے اقتضائے بلاؤ کی جانب قدم بڑھائے رفتہ رفتہ اد فوش بادشاہ جلالہ تک اسکی رسائی ہو گئی۔ اسی مناسبت سے یہ طبعی کے نام سے موسوم و معروف ہوا۔ اوپر ہم یہ بھی بیان کر آئے ہیں کہ ہاشم بن عبدالرحمن زیر سلطنت ۲۶۳ھ میں بسراقرمی فوج اندلس ابن مروان کی سرکوبی کو گیا تھا اور ابن مروان نے اسکو ہریمت دیکے گرفتار کر لیا تھا۔ بعد ازاں ۲۶۵ھ میں ہاشم کی رہائی اور ابن مروان کے بطلیوس سے چلے جانے پر باہم مصاحبت ہو گئی اس مصاحبت کی بنا پر ابن مروان بطلیوس چلا آیا اور اسکو از سر نو آباد کر کے اپنی حکومت اور دولت کی بنیاد قائم کی۔ بعد چندے اد فوش بدعہدی اور مخالفت کرنے لگا نوبت جدال و قتال کی پہنچ گئی ابن مروان دار الحرب چھوڑ کر شہر انطاکیہ (متعلقات مارہ) چلا آیا اور اسکی قلعہ بندی کر کے وہیں قیام پذیر ہو گیا۔ یہ شہر اسوقت ویران پڑا ہوا تھا۔ ابن مروان نے قیام انطاکیہ کے بعد بلاد الیون کے شہروں پر آہستہ آہستہ قبضہ کر لیا اور اپنے

مقبوضات کو بطلیوس تک بڑھا کر اسکو بھی شامل کر لیا بلا والیون حبلا لقمہ کے مقبوضات سے تھے۔

ابن مروان کے ساتھ دارالحرب بین سعدون سرساقی نامی مشہور نبرد آزمایں تھا فنون جنگ سے اسکو کما حقہ آگاہی تھی یہ بھی ابن مروان کے ساتھ امیر عبداللہ سے باغی ہو گیا تھا پس جب ابن مروان نے بطلیوس میں اقامت اختیار کی تو سعدون نے اسے علیحدگی اختیار کر کے مابین قلینہ اور باجہ کے ایک قلعہ میں قیام کیا بعد چند سے قلینہ پر قابض و مقصرت ہو کر دونوں دولتوں یعنی دولت اسلامیہ و دولت مسیحیہ کے ذریعہ میں جاہل ہو گیا تا آنکہ کسی لڑائی میں اذ فائش کے ہاتھ مارا گیا۔

ابن تائیت محمد بن تائیت مصمودہ سے تھا اسنے زمانہ حکومت امیر محمد بن مرحدی کی بغاوت بلادین علم بغاوت بلند کیا تھا اور سب کے پہلے ماروہ پر فوج کشی کی تھی اسوقت ماروہ میں عسب اور کتاہ کی فوجیں مقیم تھیں محمد بن تائیت نے بحکمت علی شاہی افواج کو ماروہ سے نکال کے ماروہ میں مع اپنی قوم مصمودہ کے قیام کر دیا۔

بقیہ حوال جبوقت محمد بن تائیت نے ماروہ پر قبضہ کر لیا شاہی فوجیں قریب سے **ابن مروان** اسکو ہوش میں لانے کو ماروہ کی طرف بڑھیں عبدالرحمن بن مروان یہ خبر پا کے بطلیوس سے اسکی کمک کو آیا مدتوں محاصرہ اور جنگ کا سلسلہ جاری رہا بالاخر محاصرہ میں کامیابی ہوئی عزید بن ابیہ ہوا کہ محمد بن تائیت نے بحکمت علی دم پچی دیکے ان لوگوں کو ماروہ سے نکال دیا جو اسوقت ماروہ میں عرب المصمودہ اور کتاہ کے لوگ رہتے اور موجود تھے۔ ان لوگوں کے نکال دینے کے بعد محمد بن تائیت مع اپنی قوم کے نہایت اعلیٰان کے ساتھ ماروہ میں رہنے لگا۔ بعد اسکے مابین محمد اور ابن مروان کے نزاع اور مخالفت پیدا ہو گئی ایک دوسرے

سے گتہ گیا ابن مروان نے بکرات و مرآت محمد کو شکست دی۔ منجملہ ان ہزیمتوں کے ایک ہزیمت مقام اقصیٰ میں دیکھی تھی اس واقعہ میں محمد کے لشکر کے ایک بازو میں مصمودہ کی فوج تھی۔ جو عین مقابلہ کے وقت بھاگ کھڑی ہوئی جس سے محمد کو ناکامی کے ساتھ میدان جنگ سے ہٹا ہوتا پڑا۔ شکست کھانے کے بعد محمد نے سعد بن مسراقی والی قلیئرہ کی فوج طلب کر کے معرکہ ارائی کی مگر اس تدبیر نے بھی بھی اسکے زخم دل پر کسی قسم کا مرہم تسکین نہ کھا اور ابن مروان کی قوت و شوکت بڑھتی گئی اور اسکی حکومت کو استحکام ہوتا ہی گیا۔ اسی اثنا میں ابن حفصون سے اور اسے ان بن ہونہی چونکہ ابن مروان کا واماغان کامیابیوں سے بڑھا پڑھا ہوا تھا ابن حفصون کو آگے بڑھنے سے روک دیا مگر اسکے بعد ہی عبد حکو مست امیر عبد اللہ میں مرگیا بجائے اسکے اسکا بیٹا عبد الرحمن بن عبد الرحمن بن مروان حکمرانی کرنے لگا بیزین کو جو اسکے قرب و جوار میں تھے بیحد تنگ اور مجبور کیا۔ دو ہی مہینے حکومت کرنے پایا تھا کہ پیام موت آگیا۔ پس امیر عبد اللہ نے بظلیوس پر اپنی جانب سے عرب کے دوسرے داروں کو مامور کیا۔

عبد الرحمن کے پس ماندگان خاندان جہین عبد الرحمن کے دولہ کے مروان اور عبد اللہ اور ان دونوں کا چچا مروان تھا قلعہ شونہ پہلے گئے بعد چندے عبد الرحمن کے دونوں لڑکے شونہ سے ٹکڑا اپنے دادا عبد الرحمن کے ہمراہیوں اور صاحبوں کے پاس جہاں کے مقیم ہوئے۔

پھر ان دوسرے داران عرب میں جو امیر عبد اللہ کی جانب سے بظلیوس کی امارت پر مامور ہوئے تھے منازعت پیدا ہو گئی ایک نے دوسرے کو قتل کر کے بظلیوس پر بالافراد قبضہ کیا امیر عبد اللہ کو اسکی خبر لگی تو اسے قلعہ میں امیر بظلیوس کو گرفتار کر کے قتل کر ڈالا اور بظلیوس پر قبضہ کر لیا۔ قبضہ بظلیوس کے بعد امیر عبد اللہ نے برابرہ کے قلعہ کی طرف

قدم بڑھایا تا آنکہ ان لوگوں نے گردن اطاعت جھکا دی۔ اسی سلسلہ میں محمد بن تاکیٹ والی ماروہ سے معرکہ آرا ہوا۔ محمد بن تاکیٹ نے تنگ آ کے مصالحت کر لی مگر بعد چند سے پھر باغی ہو گیا۔ امیر عبداللہ سے اور اس سے دوبارہ لڑائی شروع ہو گئی جو امیر عبداللہ کی آخری عہد حکومت تک جاری اور قائم رہی۔

لب بن محمد ۲۵۵ عہد حکومت امیر محمد بن لب بن محمد بن لب بن موسیٰ نے سرطہ کی بغاوت میں بغاوت کی۔ امیر محمد نے متواتر حملے کئے نتیجہ یہ ہوا کہ لب بن محمد نے گردن اطاعت جھکا دی۔ آتش بغاوت فرو ہو گئی۔ امیر محمد نے اپنی جانب سے لب بن محمد کو سرقطہ، تطیلہ اور طرسونہ کی سند حکومت عطا کی۔ لب بن محمد نے نہایت دانائی اور دیانت داری سے ان مقامات کی حفاظت و حمایت کی تھوڑے ہی دنوں میں اسکی حکومت و امارت کو استحکام حاصل ہو گیا۔ انہیں دنوں اد فونش بادشاہ جلال اللہ نے طرسونہ پر فوج کشی کی لب بن محمد نے نہایت مردانگی سے اسکو ہزیمت دیکے اُسٹے پاؤں لوٹا دیا تقریباً تین ہزار جلال اللہ اس معرکہ میں کھیت رہے بعد اسکے لب بن محمد نے امیر عبداللہ کے خلاف پھر علم مخالفت بلند کیا چنانچہ امیر عبداللہ نے تطیلہ میں اسکا محاصرہ کیا۔

مطرف بن موسیٰ مطرف بن موسیٰ شجاعت، عالیٰ نبی اور عصبیت قومی میں مشہور کی بغاوت روزگار ہو رہا تھا۔ اسنے مقام شنت بریہ میں علم مخالفت و بغاوت بلند کیا۔ اس سے اور والی بیلوٹہ بادشاہ بشکلس سجو کہ جلال اللہ کے گردہ سے تھنا لڑائیاں ہوئیں جس میں قرین مخالفت نے مطرف کو اتفاق سے گرفتار کر لیا مطرف موقع پا کے بھاگ آیا اور شنت بریہ میں پھر واپس آیا اور تا آخری زمانہ حکومت امیر محمد کے علم حکومت کا مطیع و منقاد رہا۔

ابن حفصون کی بغاوت ابن حفصون کا نام عمر بن حفصون بن عمر بن جعفر بن دہیل

فرغلوٹش بن ادقوش القس تھا۔ ابن جہان نے اس کا نسب یوں ہی بیان کیا ہے سب کے پہلے اندلس میں اسی نے بغاوت شروع کی اسی نے مخالفت اور نزاع کے دروازے کھولے اور سلسلہ عہد حکومت محمد بن عبدالرحمن والی اندلس میں تقریباً اندازاً کی اور عساکر مسلمین سے علیحدہ ہو کر کوہ بشتراط ریبہ والقدین میں خروج کیا۔ عساکر اسلامیہ اندلس کے بہت سے لوگ بگنے قلوب نافرمانی اور بغاوت کے مرض میں گرفتار و مبتلا تھے ابن حفصون سے آئے۔ ابن حفصون نے اس مقام پر اپنا مشہور قلعہ تعمیر کیا اور غزلی اندلس پر زندہ تک سواصل پر سب سے بیرہ تک قابض و متصرف ہو گیا۔ ہاشم بن عبدالعزیز وزیر السلطنت نے اسکی سرکوبی پر کمر بستہ باندھی اور اسکے سر پر پہنچے اسکا محاصرہ کر لیا بالآخر سلسلہ میں اسکو سمجھا بوجھا کے قرطبہ لے آیا بعد چندے ابن حفصون قرطبہ سے بھاگ کر قلعہ بشتراط پہنچا اتنے میں امیر محمد اس رافانی سے رحلت کر گیا ابن حفصون کو اپنے مقبوضات کے وسیع کرنیکا موقع مل گیا قلعہ تھا ریبہ، زندہ، اور سب پر قبضہ کر لیا امیر منذر نے سلسلہ میں ابن حفصون پر فوج کشی کی اور اسکے کل قلعات کو بزور تیغ مفتوح کر لیا اور اسکے گورنر ریبہ کو قتل کر ڈالا ابن حفصون نے مجبور ہو کر مصالحت کی درخواست پیش کی امیر منذر نے مصالحت کر لی مگر تھوڑے ہی دنوں بعد ابن حفصون نے پھر عہد شکنی کی اور علم مخالفت و بغاوت بلند کر دیا۔ منذر نے اسکا دوبارہ محاصرہ کیا اتفاق یہ کہ اسی محاصرہ کے اثنائیں امیر منذر راہی ملک بقا ہو گیا اور امیر عبدالعزیز محاصرہ اٹھا کے قرطبہ چلا آیا اس سے ابن حفصون اور نیز کل یاغیوں کے کاموں میں استقلال و استحکام کی کیفیت پیدا ہو گئی شاہی فوجیں اور اراکین دولت متواتر اس پر حملہ آور ہوتے رہے اور برابر اسکا محاصرہ کئے رہے۔ انہیں لڑائیوں کے اثنائیں اس نے ابن اغلب گورنر زرقیہ سے خط و کتابت شروع کی اور اس سے میل جول و مراسم اتحاد پیدا کر کے

دعوت عباسیہ کا اندلس میں جہانگیر کہ وہ قابض و تصرف تھا اعلان و اظہار کیا اگر اس غلبہ
 افریقیہ کے نظام حکومت و رہنمائی اور مضطرب ہونے کی وجہ سے اس کام کو دشوار
 خیال کر کے ٹک رہا بن حفصون نے قبضہ سے آمدورفت پیدا کر کے اسکے قریب ایک قلعہ
 بلایہ نامی تعمیر کرایا۔ اس پر عبداللہ نے فوج کشی کی چنانچہ بلایہ اور شجہ کو فتح کر کے اپنی جھنڈی
 کے خاص قلعہ کا قصد کیا اور ایک مدت تک محاصرہ کئے رہا جون ہی ملاحیت کی
 ابن حفصون نے تماقب کیا امیر عبداللہ نے پلٹ کر اس شدت کا حکم کیا کہ ابن حفصون
 تاب مقاومت نہ لاسکا کمال پے سر و سامانی سے بھاگ کھڑا ہوا امیر عبداللہ نے
 نہایت بی رحمی سے اسکے لشکر کو پامال کیا۔ اسی مہم کے ضمن میں اسکے صوبجات
 میں سے حیرہ کو مفتوح کر لیا۔ اور ہر سال اسکے حصار اور اس سے جنگ کرنے کو
 فوجیں بھیجتا رہا پس جبکہ اور اٹشی عمر بن حفصون اور بادشاہ
 جلال اللہ سے باہم عہد و پیمان ہوا اسکے امرا کو یہ امر ناگوار گزرا عہد نامہ کو بادشاہ جلال اللہ
 کے پاس بھیجوا دیا۔ وزیر السلطنت احمد بن ابی عبیدہ فوجیں مرتب و کراستہ کر کے عمر بن
 حفصون کے محاصرہ کرنے کو بڑھا عمر بن حفصون نے ابراہیم بن حجاج باغی اشدیلہ
 سے فوجی امداد طلب کی چنانچہ ابراہیم فوجیں تیار کر کے عمر بن حفصون کی کمک پر گیا
 وزیر السلطنت سے اور ان دونوں باغیوں سے مدد بھیجی ہوئی وزیر السلطنت نے
 ان دونوں سرکشوں کو فاش نہریمت دی ابراہیم بن حجاج نے اس واقعہ کے بعد
 گردن اطاعت جھکا دی اور امیر عبداللہ نے اسکو اٹھیکہ کی سند حکومت مرحمت فرمائی
 باقی رہا ابن حفصون۔ اسنے اظہار اطاعت کی غرض سے دولت شیعہ سے خط و کتابت
 شروع کی یہ وہ زمانہ تھا کہ بائیان دولت شیعہ نے قیروان کو غالبہ کے قبضہ سے
 نکال لیا تھا پس عمر بن حفصون نے اندلس میں عبید اللہ شعی کی دعوت کا اظہار و اعلان
 سلسلہ اہل کتاب میں اسی صورت سے جگہ خالی ہے مترجم۔

کیا مگر بعد چندے مہوت کے اللہ جل شانہ نے خلیفہ الناصر الدین المداوی کی حکومت
 و سلطنت کو استحکام و استقلال عنایت فرمایا اور باغیوں کا خاطر خواہ استیصال ہو گیا۔
 اس وقت عمر بن حفصون بھی عہد حکومت کا پھر مطیع و منقاد ہو گیا تاکہ اسی حالت
 میں اپنی بغاوت و سرکشی کے سینیٹوین سال مر گیا بجائے اسکے اسکا بیٹا جعفر نکل
 ہوا اور خلیفہ ناصر نے اس جانشینی کو بحال و قائم رکھا۔ جعفر دو یا تین برس حکومت کرنے
 پایا تھا کہ اسکے بھائی سلیمان بن عمر کی سازش سے خود اسکے ایک سپاہی نے اسکو مار ڈالا۔
 سلیمان اس وقت ناظر کی خدمت میں تھا یہ خبر پا کر قلعہ بستر کی طرف گیا اور بجائے اپنے
 بھائی کے اہل بستر پر حکومت کرنے لگا۔ یہ واقعہ سننے کا ہی سلیمان نے بستر
 پر قبضہ کرنے کے بعد خلیفہ ناصر کو اس واقعہ سے مطلع کیا خلیفہ ناصر نے اسکو بھی
 بستر کی سند حکومت عطا کی جیسا کہ اسکے بھائی جعفر کو مرحمت فرمایا تھا۔ چند دنوں بعد
 سلیمان نے مخالفت و بغاوت کا اظہار کیا ناصر نے گوشمالی کی غرض سے فوجیں بھیجیں
 مطیع ہو گیا پھر بد عہدی کی دوبارہ فوجیں گئیں پھر عفو و تقصیر کر کے مطیع ہو گیا۔ مگر ناصر کو
 اس اظہار اطاعت پر قلبی جمعیت حاصل نہ ہوئی اپنے وزیر السلطنت عبد الحمید بن سبیل کو لکھی
 افواج شاہی سلیمان کے سر کرنے کو بھیجا وزیر السلطنت نے سلیمان کو شکست دیکر
 اسکو قتل کر ڈالا اور سراوتار کے قریب سے آیا مولدون اور تو مسلمون نے بجائے
 سلیمان کے اسکے دوسرے بھائی حفص بن عمر کو اپنا امیر بنایا اسنے بھی بغاوت کی اور اپنی
 بد عہدی و مخالفت پر اڑا رہا۔ ناصر نے اسکی سرکوبی کے لئے فوجیں روانہ کیں۔ مولدون
 محاصرہ اور جنگ کا سلسلہ جاری و قائم رہا تاکہ حفص نے امن کی درخواست کی ناصر
 نے اسکو امن دی چنانچہ حفص نے اپنی حکومت کے ایک سال بعد قرطبہ میں اس کے قیام
 کیا اور ناصر موبک ہمایون کے ساتھ بستر کی طرف گیا۔ مرزبن بستر کو ایک طرف سے
 چھان ڈالا۔ عمر بن حفصون اور اسکے بیٹوں جعفر و سلیمان کے نعشوں کو ٹکڑوں کے قریب

مین لاکے صلیب پر چڑھایا۔ اور کل کنائش کو اور قلعے کو جو اطراف ریمین تھے متہدم و
وسما کر دیا۔ صوبہ القہر میں تیس یا کچھ زیادہ قلعے تھے یہ سب بھی زمین دوش کر دیے
گئے۔ اسی واقعہ سے بنی حفصون کی حکومت منقرض ہو جاتی ہے اور صفحہ ہستی سے
انکی حکمرانی کا نام و نشان مٹ جاتا ہے یہ واقعہ ۳۵۵ھ کا ہے والبقار اللہ وحدہ۔

یاغیان اشبیلیہ صوبہ اشبیلیہ کے یاغیوں کے سرغنار بن عبیدہ، ابن خلدون،
ابن حجاج اور ابن مسلمہ تھے سب کے پہلے اشبیلیہ میں امیہ بن عبدالغافر بن ابی عبیدہ
نے علم بناوت بلند کیا تھا۔ امیہ کا دادا ابو عبیدہ عبدالرحمن داخل کی طرف سے اشبیلیہ
کا گورنر تھا ابن سعید بروایت مورخین اندلس حجازی و محمد بن اشعث و ابن جبان تحریر
کرتا ہے کہ جو وقت اندلس میں بوجہ فتنہ و بناوت نظام حکومت و امور سیاست میں
عہد حکومت امیر عبداللہ بن اضطراب و اختلال میں رہا اور امر اور دوسار بلاد خود سری
و خود مختاری کی جانب مائل ہوئے اس وقت اشبیلیہ کے نامی سرداروں سے امیہ بن
عبدالغافر، کریب ابن خلدون حفصی اور اسکا بھائی خالد اور عبداللہ بن حجاج تھا
امیر عبداللہ نے اپنے بیٹے محمد کو جو کہ نام رکھا پ تھا اشبیلیہ کا امیر مقرر کر کے روانہ
کیا چونکہ اشخاص مذکورون صدر دولت و حکومت کے نام و نشان مٹانے کے
درپے تھے اسوجہ سے ان لوگوں نے محمد بن امیر عبداللہ پر حملہ کر دیا اور قمارات
میں اسکا مع اسکے مان کے محاصرہ کر لیا محمد بن امیر عبداللہ ہزار وقت و تخرابی بسیار
اپنی جان بچا کے اپنے باپ امیر عبداللہ کے پاس بھاگ آیا اور امیہ بن عبدالغافر
بموافقت اشخاص مذکورین اشبیلیہ پر حکمرانی کرنے لگا۔ تھوڑے دنوں بعد امیہ
نے سازش کر کے عبداللہ بن حجاج کو قتل کر دیا۔ ابراہیم بن حجاج (برادر عبداللہ) اپنے
مقتول بھائی کی جگہ پر اٹھ کھڑا ہوا اور امیہ کا قمارات میں محاصرہ کر لیا امیہ اس امر کا
لے کنائش حج کینہہ کی ہے۔ کینہہ عرب کلہ سے ہے بمعنی عبادت گاہ یہودی یا نصاریٰ یا کفارہ مترجم۔

احساس کر کے کہ ابراہیم نے مجھے ہر چار طرف سے گھیر لیا ہے مرنے پر کربتہ ہو کر اسطور پر نکلا کہ اولاً اس نے اپنے اہل و عیال کو قتل کیا بعد ازاں جو کچھ اسباب موجود تھا اسکو تلف کیا اور شمشیر بکف ہو کر میدان میں آگیا آخر کار ابراہیم لڑتے لڑتے مارا گیا حوام الناس نے سزا دتا کہ بھینک دیا۔ یہ واقعات مندرجہ کے ہیں۔

ابن خلدون اور اسکے رفقاء نے ان واقعات سے امیر عبدالمد کو مطلع کیا اور یہ بھی لکھا ہے کہ امیر کرسی حکومت سے اوتار دیا اور مار ڈالا گیا ہے اپنی جانب سے کہ پکو امیر مقرر کر کے روانہ کیجئے۔ امیر عبدالمد نے مصلحت وقت کے لحاظ سے ابن خلدون کی اس گزارش کو قبولیت کا درجہ عنایت کیا اور اپنی جانب سے اشبیلیہ کی امارت پر اپنے چچا ہشام بن عبدالرحمن کو بھیجا۔ ہشام کے پہنچنے ہی ان لوگوں نے پھر سرکشی کی اور اسکو نکال دیا اس مخالفت کا بانی سبانی کریم بن خلدون تھا چنانچہ یہی اہل اشبیلیہ پر حکمران ہوا۔

ابن حبان نے لکھا ہے کہ ابن خلدون کا خاندان حضرت موت کا ہے اور یہ لوگ اشبیلیہ میں نہایت شرف و عزت سے ریاست سلطانیہ اور علمیہ کے بازو اور قسیم شمار کئے جاتے ہیں۔ ابن حزم لکھتا ہے کہ ابن خلدون دائل ابن حجر کی اولاد سے ہے اور انکا نسب کتاب الجہرہ میں لکھا ہوا ہے۔ ایسا ہی ابن حبان نے بنی حجاج کی بابت لکھا ہے۔

حجازی تحریر کرتا ہے کہ جب وقت عبدالمد بن حجاج مارا گیا اسکا بھائی ابراہیم بجائے اسکے ٹکڑے ہو اور بنی خلدون نے امیر کے قتل کی تحریک شروع کی چنانچہ امیر پر گنہگار ہو کر گزریا لایا اور کریم ابن خلدون حکومت پر حکمت عملی مستولی ہو اہل اشبیلیہ پر جبر و تعدی کرنے لگا اس سے اہل اشبیلیہ کو نفرت پیدا ہوئی نتیجہ یہ ہوا کہ ابراہیم کو اپنی غرض حاصل کر لیا۔ موقع ہاتھ آگیا جب وقت کریم ابن اشبیلیہ سے جبر و تعدی

میش آتا ابراہیم نرمی و ملاحظت اور دجائی کرتا اور سفارشی بنکر اپنی نیکیا سیرتی کا
 انیرا فرڈا تا۔ بعد اسکے ابراہیم نے کریب ابن خلدون پر سختی کرنے کی غرض سے
 امیر عبداللہ سے سند حکومت طلب کی۔ امیر عبداللہ نے ابراہیم کے نام کی
 سند حکومت لکھ کے بھیجی جو بوقت ابراہیم نے سند حکومت پاکے عوام الناس پر اس امر کو ظاہر کر دیا عوام کو کریب کے
 ظلم و نا برداشتہی قدی سے اکتائے ہوئے تھے ہی سب کے سب کریب پر ٹوٹ
 پڑے اور اسکو قتل کر ڈالا۔ کریب کے مارے جانے سے ابراہیم بن حجاج کی
 حکومت کرنے کے راستے کھل گئے اسکی حکومت و امارت کا سکہ لوگوں کے دلوں پر
 بیٹھ گیا۔ امیر عبداللہ کی ماتحتی میں حکمرانی کرنے لگا شہر قرمونہ کی قلعہ بندی کی اور اس میں
 گہوڑوں کے صطبل بنوائے۔ قرمونہ اور اشبیلیہ کے مابین اسکی آمد و شد لگی رہتی
 تھی۔ بعدہ ابراہیم بن حجاج نے وفات پائی بجائے اسکے حجاج ابن مسلمہ بنکھن ہوا مگر بعد چندے اشبیلیہ کی حکومت
 حجاج ابن مسلمہ کے قبضہ اقتدار میں رہ گئی اور قرمونہ پر محمد بن ابراہیم بن حجاج حکمرانی کرنے لگا
 ناصر نے اپنی جانب سے اسکو سند حکومت عطا فرمائی پھر اسنے بد عمدی کی ناصر نے اسکی سرکوبی کو چھوین
 روانہ کین ابن جفصون حجاج بن مسلمہ کی کمک پر آ یا شاہی فوج نے ان باغیوں کو نہایت دبی حجاج بن مسلمہ
 نے اپنے بیٹے کو اپنا شفیع کر کے شاہی دربار میں بھیجا۔ سفارش مقبول ہوئی۔ تب
 ابن مسلمہ نے خفیہ طور پر اپنے ایک رفیق کو روانہ کیا اس رفیق نے دارالامارت میں پہنچے
 ناصر سے سازش لی اور اپنے نام کی سند حکومت حاصل کر کے شاہی فوج لئے ہوئے
 اشبیلیہ آیا۔ ابن مسلمہ اپنے رفیق سے باتیں کرنے اور اسکو لینے کو شہر سے باہر آیا۔
 لشکریوں نے اسکے ساتھ بد عمدی کی اور اسکو اشبیلیہ سے بیخ لے کر کے قرطبہ لے گئے۔
 شاہی گورنر نے بلا فراحت اشبیلیہ میں جا کے قیام کیا۔
 ان بغدادیوں کا محرک امیر عبداللہ کا ایک قریبی رشتہ دار تھا اس تحرک فتنہ پروری کا
 نتیجہ یہ ہوا کہ اسکے رفقاء نے براہ فریب اسکو مار ڈالا۔

قتل امیر محمد و مطرف

مطرف نے اپنے بھائی محمد کی شکایات سے اپنے باپ
امیر عبداللہ کے کان بہرنا شروع کیا کتے کتے امیر عبداللہ

کے دل میں اپنے بیٹے محمد کی جانب سے غبار پیدا ہو گیا۔ غضب آلود نگاہوں
سے دیکھنے لگا۔ محمد کو جب اس امر کا احساس ہوا تو وہ بخوف جان ابن حفصون
کے ملک ہٹا گیا بعد چند سے قیام کے امن حاصل کر کے پھر واپس آیا۔ مطرف
نے پھر حبشلی اور شکایتیں شروع کر دیں تا آنکہ امیر عبداللہ نے محمد کو گوشہ محسوس
میں فیہ کر دیا اتفاق سے انہیں دونوں امیر عبداللہ کو کسی لڑائی میں جانا پڑا چنانچہ
مطرف کو بجائے اپنے مامور کر کے چلا گیا مطرف کو اپنی دلی کاوش پوری کرنیکا
موقع مل گیا بیچارے محمد کو جہان پر کہ وہ قید تھا سخت سخت ایذا میں دے کے مار ڈالا
امیر عبداللہ کو اپنے بیٹے محمد کے مارے جانیکا دلی ملال ہوا۔ اسکے بیٹے عبدالرحمن کو
شاہی محل میں داخل کر لیا اور خاص اہتمام سے پرورش کرنے لگا اسوقت اس کی عمر
صرف بیس دن کی تھی۔

بعد اسکے امیر عبداللہ نے اپنے بیٹے مطرف کو لشکر صائفہ کے ساتھ ۲۵
میں جہاد کرنے کو روانہ کیا عبدالملک بن امیہ وزیر سلطنت بھی اس مہم میں مطرف
کے ہمراہ تھا۔ پس مطرف نے ایک روز موقع پا کے بحالت غفلت وزیر سلطنت
کو بوجہ عداوت سابقہ مار ڈالا۔ امیر عبداللہ کو اس سے جید برہمی پیدا ہوئی اس وقت
مطرف کو گرفتار کر اسکے محمد اور وزیر سلطنت کے خون کے معاوضہ میں بہت بری طور
سے قتل کر دیا۔ اور بجائے وزیر سلطنت عبدالملک کے اسکے بیٹے امیہ بن
عبدالملک کو قلعہ ان وزارت سپرد کیا۔ امیہ نے عہد وزارت سے سرفراز ہو کر شہر
روشن اختیار کی۔ اپنے ہمچشون اور وزیروں سے دون کی لینے لگا ان لوگوں نے
امیر عبداللہ سے اسکی خبی کر دی کہ اس نے درپردہ ایک گروہ سے آپ کے بھائی

ہشام بن محمد کی امارت کی معیت لی ہے۔ اس بیان کے تائید میں چند شہادتیں بھی پیش
 کیں جنہ پر قاضی نے اعتماد کر لیا۔ چلی کرنے وانوں نے وزیر سلطنت
 کے بعض دشمنوں کو پیش کر کے ان سے یہ کہلا دیا کہ ہمارے روبرو ہشام کی معیت
 وزیر سلطنت نے لی ہے اس سے یہی سہی کسے جاتی رہی امیر عبداللہ نے اس وقت
 اسے کو گرفتار کر کے قتل کر ڈالا یہ واقعہ مشرق کا ہے۔

عبدالرحمن بن ناصر
 کی تخت نشینی

آخری مئی ۱۱۵۱ء یا ۱۱۵۲ء اول مئی امیر عبداللہ نے اس
 دار فانی سے اپنی حکومت کے چوبیسویں سال رحلت کی۔
 اس کے اسٹاپوتا عبدالرحمن بن محمد سریر حکومت پر متمکن ہوا اسے محمد وہی ہے
 جس کو بھارت نے اپنے باپ امیر عبداللہ کے زمانہ غیر موجودگی میں
 قتل کر ڈالا تھا۔

عبدالرحمن ناصر کی تخت نشینی بھی عجائبات و زنگارے سے ہے یہ ایک نو عمر اور
 نوجوان شخص تھا اسکے اور نیز اسکے باپ کے متعدد چچا موجود تھے بائیں ہمہ اس نے
 امارت حاصل کرنے کی کوشش کی اور کئی کان پر مخالفت کی جون تک نہ رنگی۔
 بالآخر سبوں نے اسکے جلوس کو اپنے لئے مبارک و محمود تصور کیا اس وقت اندلس میں
 آئے دن کی بغاوتوں کیوجہ سے تھکے پڑا ہوا تھا۔ عبدالرحمن ناصر نے سریر حکومت پر

امیر عبداللہ بن محمد بن عبدالرحمن بن حکم بن ہشام بن عبدالرحمن داخل کی عمر بوقت وفات پالیس
 برس کی تھی۔ گیارہ لڑکے چھوڑ کر مرا۔ اسکے زمانہ حکومت میں بیحد بغاوتیں ہوئیں امراء بلاد نے
 خود مختاری و سہ کشتی غرور کر دی۔ تمام سرزمین اندلس میں فتنہ و فساد کی آگ مشتعل ہو رہی تھی۔
 حنبلج کی کسی خرچ کی زیادتی سے خزانہ خالی ہو گیا تھا۔ یہی امور تھے جس سے اسلام اور اسلامیوں کو
 اس درجہ نقصان پہنچا کہ ڈوبنے کے بعد پھر نہ اوبھر سکے۔ ترجمہ مختصر از تاریخ ابن اثیر جلد ۸ صفحہ ۲۰۸ و
 نفع الطیب جلد اول صفحہ ۲۲۶۔

مستلک ہوتے ہی کل نزاعات کا خاتمہ اور سارے مخالفین کو ٹھنڈا کر دیتا آئندہ ان باغیوں اور
 مخالفوں کو اپنی ناکامی کا یقین ہو گیا اور ان لوگوں نے مجبوراً اطاعت قبول کر لی
 بنی حصوص کا نام و نشان صفحہ ہستی سے اسی نے محو اور نیست و نابود کیا جو باغیوں کا
 سردار اور سرخمار تھا۔ اہل طلبہ کو اسی نے اپنے علم حکومت کا مطیع بنایا حالانکہ
 اس سے پیشتر وہ لوگ بدعہدی اور مخالفت پر مدت دراز سے آئے ہوئے تھے۔
 اندلس اور اسکے محل صوبجات کا نظام حکومت اسی کے زمانہ حکومت کے پہلے
 میں برس میں درست ہوا تقریباً پچاس سال اس نے حکمرانی کی۔ ایسے زمانہ میں جن میں
 نئی حکومت کو اس اطراف میں استحکام و استقلال حاصل ہوا۔ یہ پہلا شخص ہے
 جس نے اپنے کو "امیر المومنین" کے لقب سے ملقب کیا یہ وہ زمانہ تھا کہ مشرق
 میں قوائے خلافت مضحل اور کمزور ہو چکے تھے اور ترکی غلام خلفاء عباسیہ پر
 غالب و مستولی ہو گئے تھے۔ اسی زمانہ میں یہ خبر بھی گوش گزار ہوئی تھی کہ مولانا
 مظفر نے اپنے آقاے نامدار خلیفہ مقتدر کو ۲۷۰ھ میں قتل کر ڈالا ہے پس
 ان اسباب اور وجوہات سے عبدالرحمن ثالث نے خلیفہ کا لقب اختیار کیا۔
 بنفس نفیس لڑائیوں میں دشمنوں کے مقابلہ پر جاتا تھا۔ جماد اور کفار کے ملک پر
 چڑھائی کرنے کا سجد شائق تھا تا آنکہ ۳۲۷ھ عام الحندق میں اس کو کفار کے مقابلہ میں
 ہزیمت ہوئی۔ اس واقعہ سے اسکی کمرہمت ٹوٹ گئی بنفس لڑائیوں پر نہ جاتا تھا
 بلکہ ہر سال صدائے کوفہ کی غرض سے روانہ کرتا تھا چنانچہ عساکر اسلامیہ نے
 ملک فرانس کو اس قدر پامال کیا تھا کہ اس سے پیشتر اسکی کبھی اسکو تخت و
 تاراج نہیں کیا تھا۔ سرحدی سیحی امرا اور حکمرانوں کو اپنے زوال حکومت کا یقین
 ہو گیا تھا۔ انصار محبت اور مر اسم اتحاد قائم کرنے کے لئے انکے وفود (ڈیپوٹیشن)
 تحائف و ہدیایہ لیکے اسکے دربار میں حاضر ہوتے تھے۔ اسکے خوش کرنے کو رومہ اور

قسططنیہ کے سلاطین بڑے بڑے تجالٹ بھیتے تھے۔ ملوک جلالتہ کے شاہزادے دور و دراز مسافت طے کر کے اس کی دست بوسی کو آتے تھے اور اس میں اپنی وہ عزت افزائی سمجھتے تھے۔ سرحدی بلاد کے شہر و قلعین سے سب سے پہلے کو اس نے اسلام میں اہل سبتہ سے چین لیا امرا و بلاد بالائی بنوادریس اور ملوک زنا تہ بربر نے اس کا غاشیہ اطاعت اپنی گردن پر رکھا اور ان میں سے بہت سے اسکے دربار خلافت میں چلے آئے جیسا کہ ہم ان کے حالات میں بیان کریں گے۔

عبدالرحمن ناصر کے رعب و داب کا سکہ شروع شروع یون بٹھاتا کہ اس نے رعایا کے بہت سے شکسوں میں کمی کر دی تھی۔ موسیٰ بن محمد بن یحییٰ کو حجابت کا عہدہ غایت کیا تھا قلعہ ان وزارت عبدالملک بن جہور بن عبدالملک بن جہر اور احمد بن عبدالملک بن سعد کو مرحمت فرمایا تھا اس نے ایک قیمتی نازانہ دربار شاہی میں پیش کیا تھا جس میں متعدد اقسام کی چیزیں تھیں ابن حبان وغیرہ نے اس نازانہ کو ذکر کیا ہے اس نذرانہ سے دولت امویہ کی دولت مندگی اور الشاع احوال کا کافی ثبوت ملتا ہے۔ وہ ہوندا۔

سونا خالص عہدہ پانچ لاکھ مثقال (اٹھاون میں ۲ سیر) چاندی خالص چار سو رطل (چار میں ۵ سیر) چاندی کے سکے رائج کے دو سو توڑے (دو لاکھ چالیس ہزار) عود ہندی جو محاسن و محافل میں شمع کی طرح جلایا جاتا تھا بارہ رطل (سارے چودہ سیر)۔

۱۔ مثقال سارے چار شاہ رائج الوقت کے برابر ہوتا ہے۔ مترجم

۲۔ رطل تقریباً ۳۳ تولہ کا ہوتا ہے۔ مترجم۔

۳۔ ایک توڑا بارہ سو کا ہوتا ہے۔ مترجم

عود غرقی کے ٹکڑے ایک سو اسی رطل (تقریباً دو من) برادہ عود ایک سو رطل
 (تقریباً ایک من ۶ سیر) مشک خالص اپنے جنس میں نہایت اعلیٰ درجہ کا کیسوا قیہ
 (تقریباً چھ سیر) عنبر اشب اصلی بلا امیزش جیسا کہ پیدا ہوتا ہے پانچ سو اوقیہ
 (تقریباً تیس سیر) منجلہ اسکے عنبر کا ایک ٹکڑا عجیبہ شکل تھا جس کا وزن سو اوقیہ
 (چھ سیر) تھا کا نور عمدہ تیز دکاتین سو اوقیہ (دس سیر) از قسم لباس تیس تھان ریشمی
 مختلف رنگ و بناوٹ کے چھ سو ٹیکا کام بنا ہوا تھا خلفاء کے لباس کے لائق
 دس پستین فنک خرسانہ کی قیمتی و نفیس کمالوں کی چھ پرے عراقی
 ازمالیس بغدادی جو لین ریشمی طلائی بنظر ارایش و زینت گمڑوں پر ڈالنے کیلئے
 تیس بڑی جو لین اونٹوں کے لئے، دس قناطر سمور حسین سو کمالین تھیں
 ریشم بنا ہوا چار ہزار رطل (سو اکتالیس من) ریشم صاف کے بچے جسکو بٹکتے تھے
 ایک ہزار رطل (دس من سو اچھ سیر) فرش ریشمی تیس عدد، مختلف اقسام کے
 قیمتی و نفیس فروش ایک ہزار، جاناہز مختلف اقسام کی ایک سو قطعہ،

۱۔ ابن فرضی نے بحوالہ اس خط کے جسکو وزیر السلطنت نے اس تحفہ کے ساتھ روانہ کیا تھا
 تحریر کیا ہے کہ عود غرقی جو نہایت قیمتی تھا چار سو رطل ہیجا تھا جس میں سے ایک ٹکڑا کیسوا قیہ کی طرح
 دیکھو المقاری جلد اول صفحہ ۲۲۹ مطبوعہ لیدن۔

۲۔ ابن فرضی بسند اس خط کے جو اس تحفہ کے ساتھ بھیجا گیا تھا تحریر کرتا ہے کہ مشک خالص نفیس
 دو سو بارہ اوقیہ تھا دیکھو المقاری جلد اول صفحہ ۲۲۹ مطبوعہ لیدن۔

۳۔ فنک بہ تحریر فتح وزن ایک جانور کا نام ہے جسکے کمال کی پستیں بنائی جاتی ہے اور یہ جانور خراسان
 میں زیادہ و بکثرت ہوتا ہے۔ اقرب النوار جلد ۲ صفحہ ۹۴۶ مطبوعہ بیروت

۴۔ سور ایک جانور کی کا نام ہے جو بلی سے مشابہت رکھتا ہے اسکی کمال کی پستیں بنائی جاتی ہے

اقرب جلد اول صفحہ ۵۳۹

جانمازین رشیم کی پندرہ قطعہ از قسم آرایش و جلو جو چیزین بوقت سواری استعمال
کیجاتی ہیں سلطانہ ڈالین ایک ہزار عمدہ نفیس تیرون کے پہل ایک لاکھ
شاہی سواری کے لئے عربی اصیل گھوڑے پندرہ اس، خچر سواری کے باساز
ویراق میں اس علاوہ اسکے بہت سے خچر جنگی زمین جعفری رشیم کی تین اور
ایک سو اس گھوڑے وہ تھے جسے لڑائیوں اور معرکوں میں کام لیا جاسکتا تھا۔
خدام کے قسم سے چالیس سلیقہ شعار خادم میں خادمہ مع لباس و زیورات -
دوسری اقسام کی ہشیا جو تعمیرات میں کار آمد تھے عمدہ و نفیس پتھر کے ستون
جنگی طیارے میں ایک سال میں اسی ہزار دینار (سات لاکھ بیس ہزار روپیہ) خرچ
ہوئے تھے میں ہزار کھان بنائیں لکڑیاں جو نہایت سخت اور پورانی تھیں
جنگی قیمت پچاس ہزار دینار چار لاکھ پچاس ہزار روپیہ تھی۔

اس ہدیہ کے بھیجنے میں پینتالیس ہزار دینار (چار لاکھ پانچ ہزار روپیہ)
صرف ہوئے تھے ماہ جمادی الاولیٰ ۱۷۳۵ء کی آٹھویں تاریخ کو یہ ہدیہ خلیفہ
ناصر کی خدمت میں پیش کیا گیا تھا خلیفہ ناصر نے وزیر اسطنت کا شکریہ ادا کیا
اور اسکی قدر افزائی فرمائی۔

۱۔ ابن الفرغی لکھتا ہے کہ ایک سو اس گھوڑے بھیج گئے جس میں سے پندرہ اس
گھوڑے خاص ناصر کے سواری کے لئے عربی النسل اصیل تھے اور پانچ اس باساز ویراق
شاہی جلوس کے لئے جنگی زمین اور اسکی میٹک عاقی و ریشی کپڑے کی تھی باقی رہے اسی اس
گھوڑے وہ اہل رزک و اقشام کے لئے تھے۔ نفخ الطیب جلد اول صفحہ ۲۳۱
مطبوعہ لندن۔

۲۔ دینار سنوٹیکا سکے ہے، ۱۰۰ ماشہ کا ہوتا تھا جسکی قیمت تقریباً نو روپیہ ہوگی مندرجہ۔

قاضی اور محمد کا

مارا حبان

محمد بن عبد الجبار بن امیر محمد اور خود عبد الجبار نے جو کہ خلیفہ ناصر کے باپ کا چچا تھا اپنے بھائی قاضی بن محمد کی دربار خلافت میں یہ شکایت کی کہ قاضی بن محمد خلافت مآب کی محنت و کوشش پر کمر بستہ و اکادہ ہے اور اپنی حلافت و امارت کی بیعت لینے کا قصد رکھتا ہے قاضی نے بھی محمد بن عبد الجبار کی اسی قسم کی شکایت خلافت مآب کی خدمت میں جڑ دی۔ خلیفہ ناصر نے دونوں کی شکایتوں کی تحقیق شروع کر دی رفتہ رفتہ اصل واقعہ کا پتہ چل گیا اور اس کے نزدیک دونوں کی مخالفت اور بغاوت کی غلطی کھل گئی پس اس نے ان دونوں کو سلسلہ میں قتل کر ڈالا۔

بنی اسحاق مروانی

کی سرگذشت

اسحاق بن محمد بن اسحاق بن ابرہیم بن ولید بن ابی اسحاق بن عبد الملک بن مروان کا دادا شروع زمانہ حکومت بنی امیہ میں اس ملک میں آیا تھا اور اس زمانہ سے برابر عزت و احترام کے ساتھ تآ آئے حکومت و ریاست اسحاق کے خاندان میں کچھ گئی۔ جن دنوں سرزمین اندلس میں آتش فساد و فتنہ شعل ہو رہی تھی اس نے ابن حجاج کے پاس اشبیلیہ میں جا کے قیام کیا تھا پھر جب ابن حجاج مر گیا اور ابن مسلمہ بجائے اسکے حکمران ہوا تو ابن مسلمہ نے اسکو متمم اور ملزم قرار دے کے گرفتار کر لیا اس گرفتاری و مصیبت میں اسکا بیٹا اور اسکا داماد یحییٰ بن حکم بن ہشام بن خالد بن ابان بن خالد بن عبد المد بن عبد الملک بن حرث بن مروان بھی شریک تھا۔ ابن مسلمہ نے ان دونوں کو تومار ڈالا باقی رہا اسحاق اور اسکا ایک دوسرا بیٹا احمد ثانی۔ یہ دونوں باپ اور بیٹے ابن خصون کے سفیر کی سفارش کیوجہ سے بچ گئے بعد اسکے خلیفہ ناصر نے اشبیلیہ کو ابن مسیہ کے قبضہ سے نکال لیا اسوقت اسحاق دار خلافت قرطبہ میں آ رہا خلیفہ ناصر نے اسکو حمہ وزارت سے سرفراز فرمایا اور اسکے بیٹے احمد اور اسکے بیٹوں محمد و عبد اللہ کو بھی اس

۱۱۱۱ھ

جلیل القدر عہدہ سے محروم نہ کیا پس ان لوگوں نے بڑے بڑے نمایاں کام کئے۔ ذمہ داری اور متم با نشان امور کو انجام دیا۔ فتوحات کے دائرہ کو وسیع کیا۔ جس سے حکومت سلطنت کے دایم باز و شمار کئے جانے لگے یہاں تک کہ ان لوگوں کا باپ اسحاق راہی ملک عدم ہوا۔ چنانچہ یہ لوگ بجائے اسکے اسی رتبہ و منزلت پر متمکن ہوئے بعد ازاں اس خاندان کے بڑے و بزرگ شخص عبداللہ کا انتقال ہوا۔ خلیفہ ناصر نے خدمت میں یہی اپنی خاندان میں سے جسے جیسٹیشن تھا خلیفہ ناصر نے اسکے پس ماندگان خاندان کو رتبہ وزارت سے ممتاز کیا چند دنوں بعد بغاوت کا الزام ناصر نے اسکے سر ہو یا۔ لوگوں کی بن آئی چلی اور شکایتیں کرنے لگے۔ اس سے ناصر کے دل میں بھی غبار آگیا پس ان لوگوں کو ناصر نے قریطہ سے نکال کر اوہراؤد ہر جلا وطن کر دیا۔ چنانچہ ان میں سے آسیہ نے تترین میں جا کے قیام کیا اور عہدہ میں خلیفہ ناصر کی اطاعت سے منحرف ہو کر باغی ہو گیا خلیفہ ناصر کو اسکی خیر ملکی تو اس نے فوجیں آراستہ کر کے آسیہ پر چڑھائی کر دی آسیہ اسکی آمد سے مطلع ہو کر دلاڑمحراب میں چلا گیا اور رومیر بادشاہ جلالہ کے پاس جا کے پناہ گزین ہو گیا۔ تھوڑے دنوں بعد رومیر نے اس سے کچ ادا کی شروع کی اسکو یہ امر ناگوار گزرا بلا کسی عہد و پیمان کے خلیفہ ناصر کے پاس چلا آیا خلیفہ ناصر نے اسکی تقصیر معاف کر دی اور اپنی خدمت میں رکھ لیا یہاں تک اس نے وفات پائی۔

احمد پر یہ گزری کہ جس زمانہ میں اسکے خاندان پر ادبار آیا اسی زمانہ میں اسکو سر قریطہ کی حکومت سے معزل کر دیا۔ نوبت بحال ہونے کی نہ آئی روز بروز شاہی عتاب اسپر بڑھتا گیا لگا نے بجائے والے لگاتے بجاتے رہے بالاخر شاہی حکم سے مدد لایا گیا۔ باقی رہا محمد سید خلیفہ ناصر ہی کی خدمت میں یہاں تک کہ جب خلیفہ ناصر کے موکب چلاؤں نے سر قریطہ کی جانب کوچ کیا لوگوں نے اسکی بھی شکایت جڑ دی۔ محمد بخون جان

بھاگ کھڑا ہوا۔ اسی زمانہ فراری میں اہل سر قسط کے چند لوگوں سے ملاقات ہو گئی
ان لوگوں نے اسکو مار ڈالا۔

بغاۃ اور جہاں خلیفہ ناصر کے عہد خلافت میں سب کے پہلے جو قلعہ
مفتوح ہوا وہ قلعہ ایچ تھا اسکے سر کرنے پر بدر (خلیفہ ناصر کا خادم) اور خلیفہ ناصر
کا حاجب مامور کیا گیا تھا پس ان دونوں نے جان پر کیل کے اس قلعہ کو ابن حصون
سے ستلہ میں نکال لیا اسکے بعد ہی خلیفہ ناصر نے بنفس نفیس جہاد کی غرض سے
کوچ کیا۔ تیس قلعات سے زیادہ ابن حصون سے بزور تیغ فتح کئے منجھ اسکے قلعہ
بہرہ تھا۔ ابن حصون کے بلاد مقبوضہ ناصر کے سیکب ہمالیوں کا جولا نگاہ بنا ہوا تھا
آئے دن کی لڑائی اور محاصرہ سے ابن حصون کا ناک میں دم آگیا تھا
تا آنکہ سعید بن فریل نے اسکو قلعہ یمنکون و قلعہ سمنان سے بھی سمجھا بوجہ کے بیخ
کر دیا پھر ستلہ میں ناصر نے اشبیلیہ کو احمد بن مسلمہ کے قبضہ سے نکال لیا جیسا کہ
اوپر ہم تحریر کر آئے ہیں۔ پھر ستلہ میں فوجیں آراستہ کر کے ابن حصون کے
قلعات کی طرف بڑھا مگر تا ہوا جزیرہ خضر آتک پہنچا۔ ساحلی مقامات پر قبضہ کر لیا
جنگی کشتیوں کے بیسٹون پر متصرف ہوا اور ان میں جس چیز کی کمی تھی اسکو
پورا کیا۔ ابن حصون نے براے نام فراہمت کی۔ ناصر نے ڈانٹ بستانی۔
ابن حصون نے یحییٰ بن اسحاق عروانی کے زبانی مصالحت کا پیام دیا ناصر نے منظور
کر کے صلح نامہ پر دستخط کر دیا۔

ان واقعات کے بعد اسحاق بن محمد قرشی باغیان درسیہ اور بکسیرہ پر فوج کشی کی
نہایت سختی سے انکے اطراف و جوانب کو تخت و تاراج کر کے آریو کہ کو فتح کر لیا۔
اسی زمانہ میں بدر (ناصر کے آزاد غلام) نے شہر بلبکہ پر چڑھائی کی اور عثمان بن نصر
باغی کو گرفتار کر کے قرطبہ کی طرف بھیج دیا۔ بعد ازاں شہر میں اسحاق نے شہر

قرمونہ پر جنگ کرنے کو اوترا اور حبیب بن سوارہ کے قبضہ سے نکال لیا حبیب بن سوارہ نے بھی بغاوت کی تھی اور اس شہر کو اپنا محل و ماوا بنا رکھا تھا بعد اسکے قلعہ سمیرہ کو سترہ مہینے اور قلعہ ہوس کو سترہ مہینے اسی زمانہ میں احمد بن اسحق ہمدانی باغی قلعہ جامہ نے علم حکومت کی اطاعت قبول کر لی اور آئینہ اطاعت کی ضمانت و طمانیت کی غرض سے اپنے بیٹے کو شاہی عامل کے حوالہ کر دیا۔

سترہ مہینے ابن حفصون پر علم بغاوت بلند کیا شاہی افواج مصمم مجبور نے اس کی سرکوبی پر کمر باندھی اور نہایت مستعدی سے اسکا محاصرہ کر لیا ابن حفصون نے خود کردہ پریشانی ہو کر حفص کو امن حاصل کرنے کو ناصر کے دربار میں بھیجا چنانچہ ناصر نے اس کو امن دی پس ابن حفصون قلعہ کو حوالہ کر کے شرطہ چلا آیا اور ناصر نے بشرطہ پر قبضہ حاصل کر لیا جیسا کہ اوپر بیان کیا گیا۔

بعد اس واقعہ کے سترہ مہینے امیہ بن اسحاق نے ستر مہینے بغاوت کی اسکی بغاوت کی ابتدا کرنے کی کیفیت اوپر بیان ہو چکی ہے اور محمد بن ہشام تجیبی نے سر قسطہ اور مطرف بن منذق تجیبی نے قلعہ ایوب میں بغاوت کا مادہ پیدا کیا۔ خلیفہ ناصر نے اس سے مطلع ہو کر بذاتہ ان لوگوں کی گوشمالی کو چ کیا سب کے پہلے قلعہ ایوب پر چڑھائی کی اور پہلے ہی حملہ میں مطرف کو قید حیات سے سبکدوش کر دیا اسکے ساتھ یونس بن عبدالعزیز بھی مارا گیا اسکا بہائی ایک قصبہ میں جا کے پناہ گزین ہوا جب نجات کی صورت نظر نہ آئی تو خلیفہ ناصر سے امن کی درخواست کی حافی کا خواستگار ہوا خلیفہ ناصر نے اسکی تقصیر معاف کر دی۔ اس واقعہ میں مطرف کے ہمراہ جعفر عسائیان البزہ وہی تہ تیغ کئے گئے۔ اسی سلسلہ میں صولہ البزہ کے

تیس قلعہ جرائین عیسائیوں کے مقبوضات سے تھے مفتوح کر لئے گئے۔ اس
 اثناء میں طوطہ (نہوڑا) ملکہ شکتش کی بوجھدی کی خبر لگی خلیفہ ناصر نے اس سے جنگ کر نیکو نیلو نہ پر
 فوج کشی کی اور اس کے سر زمین کو تخت و تاراج اور اپنے غارتگر ہی اور قتل سے
 وہاں کے رہنے والوں کو پامال کر کے واپس آیا۔ بعد ازاں ۳۲۷ھ میں جلیقہ پر
 جہاد کرنے کی غرض سے جنگ خندق میں شریک ہوا اس جنگ میں خلیفہ ناصر کو
 نہریت ہوئی مسلمانوں کو نقصان اوٹھانا پڑا محمد بن ہاشم تجیبی کفار کے ہاتھ میں
 گرفتار ہو گیا۔ خلیفہ ناصر نے اسکی رہائی میں بڑی جدوجہد کی چنانچہ دو برس تین ماہ
 بعد قید فرنگ سے اس نے نجات پائی۔ اس غیر متوقع حادثہ سے ناصر بذاتہ جہاد
 میں شریک نہ ہونے لگا لیکن فرجین اور صوائف یہ بتا رہا تھا کہ ۳۲۷ھ میں ایک باغی
 نے اطراف ماردہ میں علم بغاوت بلند کیا شاہی لشکر اسکی گوشمالی پر پامال ہوا اور
 اس باغی کو معہ اسکے ہمراہیوں کے گرفتار کر لیا قریب پچھتے ہی کئی باغیان ماردہ کو
 شہ کر کے قتل کر ڈالے گئے۔

حلیطہ کے حالات اور طاعت ابن حبان تحریر کرتا ہے کہ وہ تقیہ جابر نے جو کہ
 رومہ کا سپہ سالار تھا حلیطہ کو آباد کیا تھا اور
 اسکو رومہ کا مقر حکومت بنلا چاہتا تھا بعد چندے عجمانیہ سے برباط نے بیان پر
 بغاوت کی اور اسپر قابض و متصرف ہو گیا سپہ سالاران رومہ اسکے محاصرہ اور
 جنگ کو برابر آیا کئے مگر کسیکو کامیابی نہ ہوئی اس اثناء میں برباط کے ہمراہیوں
 میں سے ایک شخص نے برباط پر حملہ کر دیا اور پہلے ہی حملہ میں قتل کر کے اس
 مقام پر قبضہ کر لیا زیادہ زمانہ گزرنے نہ پایا تھا کہ یہی مارڈالا گیا۔ اسکے مارے
 جانے سے اسکی زمام حکومت بہر رومہ کے سپہ سالار کے قبضہ اقتدار میں چلی گئی
 بعد ازاں بیان کے رہنے والوں نے بغاوت کی اور اپنے میں سے ایک شخص

ایش نامی کو اپنا امیر بنا لیا۔ یہی مار ڈالا گیا اور اسکی حکومت پر پھر رومہ کے سپہ سالار قابض و متصرف ہو گئے۔ سب کے پہلے جس نے اس کی زمام حکومت اپنے مین لی وہ شنتیہ تھا۔ رفتہ رفتہ اہل اندلس بھی اسکے مطیع ہو گئے۔ اس وقت اسنے ملوک رومہ سے قطع تعلق کر لیا، انیر فوج کشی کی، رومہ کا محاصرہ کیا اور رومہ کے بہت سے بلاد کو مفتوح کر کے طلیطلہ کی جانب مراجعت کی۔ بشکنس نے اس سے بغاوت کی پس اس نے اپنے زور تیغ سے بشکنس کو دبا لیا اور نہایت بیرحمی سے انکو تہ تیغ کیا۔ وہ لوگ بہاگ کر ہاڈرون مین جا چھے بعد ازان شنتیہ اپنی حکومت کے نو سال بعد مر گیا۔ بجائے اسکے قوط (گاتہ) برسیلہ چھ سال تک حکمرانی کرتا رہا۔ اس نے کوئی نمایان کام نہیں کیا۔ اسکے بعد انہین مین سے خفدس نامی ایک شخص حکمران ہوا۔ اسنے افریقیہ پر فوج کشی کی تھی۔ ہندس کے بعد قتبان سریر حکومت پر متمکن ہوا۔ اس نے متعدد کنائس تعمیر کرائے۔ اسکو نبی صلعم کے مبعوث ہونے کی خبر پہنچی تھی۔ بلیان نے جو کہ قوم قوط کا ایک معزز و محترم فرد تھا اس سے کہنا تھا کہ مین نے مطربوس عالم کی کتاب مین بروایت دانیال نبی یہ لکھا ہوا دیکھا ہے کہ سپردان نبی (جسکے مبعوث ہونے کی خبر پہنچی) اندلس پر ایک روز قابض ہو جائینگے۔ تھوڑے دنوں حکومت کر کے یہ بھی دنیا سے کوچ کر گیا۔ تب بجائے اسکے اسکا بیٹا بیٹا۔ سولہ سال تک حکمران رہا۔ یہ نہایت بد خلق اور ظالم تھا اسکے بعد لزیق تخت نشین ہوا۔ غرض اس زمانہ سے طلیطلہ برابر فتنہ و فساد اور جنبہ داری کا مخزن بننا رہا۔ عبدالرحمن داخل بھی اسکے پیچھے سات سال تک حیران و پریشان رہا۔ ہشام، حکم، اور عبدالرحمن اوسط کے عہد حکومت مین بھی یہاں بغاوت پھوٹی تا آنکہ خلیفہ ناصر کا دور حکومت آیا پس اسنے اسکو ہجرو کر راہ اپنے عظیم حکومت کا نوٹ ملے۔ اصل کتاب مین اس مقام پر جگہ خالی ہے۔

مطیع بنالیا۔ فتح مارودہ و بعلبکوس و سترین کے بعد ناصر نے اسپر فوج کشی کی اور اسکا محاصرہ کیا باغیان دولت ہر چار طرف سے اسکی حمایت کو آئے خلیفہ ناصر نے انلوگوں کی مقتول طور سے مداخلت کی اور انہر غالب آیا۔ لاچار ہو کر اسکا امیر قلعہ بن محمد بن عبداللہ مصاحت کی گفتگو اور امن کی درخواست دینے کو دربار ناصر میں حاضر ہوا خلیفہ ناصر نے اسکو امن دی اور تقصیرات کو عفو فرما کے مظفر و منصور و صوبہ بعلبکہ میں داخل ہوا اور ایک سرے سے اسکو چال ڈالا کوئی چپہ زمین ایسا باقی نہ رہا کہ جس جگہ کو اسنے اپنے گھوڑے کے سمون سے نہ روندنا ہو۔ اُس وقت سے علم حکومت کے مطیع ہوئے اور بعد کو بھی مطیع ہوئے۔

ناصر اور سرحدی امراء اندلس کی اندرونی بغاوتوں اور اسکے امراء کے خودکشیوں کے در کر نیچے بعد ناصر کو سرحد پر بلاد مغرب کے سر کرنے کا خیال پیدا ہوا پس اسنے امرہ کو جو کہ ملک سبتہ میں بھی عمام کے زیر حکومت تھا مفتوح کیا۔ بربر کے سرحدی امراء اسکو قبضہ کی غرض سے طلبی کے خطوط لکھے۔ اتفاق کہ ابراہیم بن محمد امیر بنی ادریس اسکی اطلاع ہو گئی۔ چنانچہ ابراہیم نے خلیفہ ناصر کے آئینے خیمہ سے بڑھ کر سبتہ پر محاصرہ ڈال دیا بعد ازاں اس سے اور ناصر سے قبضہ سبتہ کے معاملہ میں خط و کتابت شروع ہوئی۔ انجام یہ ہوا کہ ابراہیم نے سبتہ میں ناصر کی حکومت تسلیم کی اور ناصر نے اپنی طرف سے اسکو سبتہ کی سند حکومت عطا کی۔ اسکے دیکھا دیکھی ادارہ سے اور یس بن ابراہیم بوالی ارشکوگ نے بھی ہدایا و تحائف بھیجے خلیفہ ناصر سے سند حکومت حاصل کر لی محمد بن حمزہ امیر مغراوہ اور موسیٰ بن ابی العافیہ امیر مکناسہ نے اس معاملہ میں اور یس بن ابراہیم کی پیروی کی۔ اندونون مغرب کی زمام حکومت امیر مکناسہ کے قبضہ میں تھی المغرب الاموسط کے بلاد تونس، دربان، شمرشال اور بطیار بھی اسکے زیر حکومت تھے انلوگوں نے بھی ہدایا اور تحائف خلیفہ ناصر کے دربار میں بھیجے خلیفہ ناصر نے اسکو قبول کیا

اور انگو گونگو جائیزے اور معقول صلے مرحمت کئے اور انکی حکومتوں کی بنیاد کو مستحکم اور مضبوط کر دیا۔ اسی طرح ملوک اور اسے کی ایک جماعت نے بھی خلیفہ ناصر کے دربار میں اسی قسم کا رسوخ پیدا کیا اور انجلہ قاسم بن ابراہیم اور حسن بن عیسیٰ وغیرہ جاتے والی فارس نے بھی بہت بڑا تحفہ ایوان خلافت ناصر میں بھیجا تھا۔ ناصر نے اسکو بھی اپنی جانب سے سند حکومت عطا کی۔ الغرض جو وقت المغرب الاقصیٰ میں خلیفہ ناصر کی حکومت کا یون زور شور ہوا تو عسید اللہ المہدی نے عظیم فرج کے ساتھ اپنے نامور سپہ سالار ابن بصل گورنر تہرہ کو ۳۲۰ھ میں ملک مغرب کے سرکر نیکیو بھیجا موسیٰ بن ابی العافی نے ناصر کو اس واقعہ سے مطلع کر کے امداد کی درخواست کی۔ ناصر نے قاسم بن ظہل کو بصرہ افسری افواج شاہی اندلس موسیٰ کی کمک پتھین کیا اور جنگی کشتیوں کا بیڑہ بھی اسکے ہمراہ روانہ فرمایا۔ قاسم کوچ و قیام کرتا ہوا سب سے پہنچا یہاں پر یہ خبر مسعود ہوئی کہ موسیٰ بن ابی العافی نے غنیم کی فوج کو شکست دیدی پس قاسم آگے نہ بڑھا قرطبہ کی جانب لوٹ کھڑا ہوا جیسا کہ ان کے حالات میں مذکور ہے۔

خلیفہ ناصر
اور فرانس و گائز
اولیٰ چوتھی صدی ہجری میں قوم جلائقہ پر اردون بن اردو میرین بر مند بن قریوہ بن وفونش بن بیٹر حکمران ہوا اس نے ۳۵۰ھ میں بلانڈ لوسہ کے فخر جو فی کی طرف ابتداء زاد حکومت خلیفہ ناصر میں پیشقدمی کی۔ اطراف بارہ میں قتل و غارتگری کا بازار گرم کر دیا قلعہ حشش پر قابض و متصرف ہو گیا خلیفہ ناصر نے اپنے وزیر السلطنت احمد بن عبدہ کو بصرہ افسری افواج اسلامیہ اردون کے بلاد مقبوضہ کی طرف معاوضہ لینے کی غرض سے روانہ کیا۔ احمد نے نہایت دلیری و مردانگی سے اردون کے مقبوضات پر تخت و تاج پر ہاتھ بڑھایا بعد اسکے دوبارہ ۳۵۰ھ میں اردون کے ملک پر چڑھائی کی اس محرمین

چونکہ اسکا جام حیات پہلے سے لبریز ہو گیا تھا شہید ہو گیا تب خلیفہ ناصر نے اپنے
 موٹی بزرگ نامی کو اردون کے مقبوضات پر جہاد کرنے کو مامور کیا بدر نے ہوشیاری اور
 مردانگی سے اس مہم کو انجام دے کے مراجعت کی۔ بعد اسکے خلیفہ ناصر نایاب شہ
 بین جلیقہ کے ملک پر جہاد کرنے کی غرض سے چڑھ گیا اردون نے شانجہ بن غریبہ بادشاہ
 بشکنش دوالی بنبلونہ سے امداد طلب کی چنانچہ یہ سب مجموعی قوت سے مقابلہ کر آئے
 مگر ناصر کی مردانگی اور جرات کے آگے ایک کی بھی نہ پیش گئی سب کے سب بہت
 بڑی طور سے ہزیمت اٹھا کے ہماگے خلیفہ ناصر نے جی کو لکھائے شہرون
 اور مقبوضات کو تخت و تاراج اور پامال کیا اور انکے بہت سے قلعے کو مفتوح
 کر لیا اور کئی ایک کو منہدم کر دیا۔ بعد اسکے مقبوضات غریبہ پر متواتر اور مسلسل جہاد
 کرتا رہا تا آنکہ اوفولش نے وفات پائی اور اسکا بیٹا فرویلہ سریر آرا سے حکومت ہوا۔
 ابن حبان تحریر کرتا ہے کہ جو وقت فرویلہ بن اردون بن رزمیر بادشاہ حلقہ
 ۳۳۵ھ میں حکمران ہوا اسکا بھائی اوفولش بھی دعوی دار سلطنت ہوا اور اسکے بھائی
 شانجہ نے اس بابت اس سے منازعت کی۔ غریبہ کو موقع مل گیا اسنے انکے دار الحکومت
 پر قبضہ کر لیا اور اوفولش نے اپنے برادر زادہ کو مار کر نکال دیا

اور شانجہ کا داماد تھا انکو گوئمین باہم اتفاق پیدا ہو جانے سے مجموعی قوت مسلوب
 ہو گئی بعد چندے پر متفق ہو گئے اور شانجہ کو حکومت و سلطنت کے بارے
 سے شک و شبہ کر کے شہر ایون سے نکال دیا۔ شانجہ نے اردونی جلیقہ میں جا کے پناہ لی
 اسکا بھائی رزمیر بن اردون اسکے مقبوضات پر جو کہ غریبہ جلیقہ میں تھیں یہاں تک
 حکمران ہوا اس واقعہ کے بعد ہی شانجہ مر گیا اسنے کوئی اولاد نہ چوڑی۔
 اب اوفولش مستقل طور پر حکمران ہو گیا تھا اسکے حکومت کا سکہ رعایا پر ایسا کے
 دلوں پر بیٹھ گیا تھا تو جین آراستہ کر کے اپنے بھائی رزمیر پر چڑھائی کر دی اور

اور شہر سیٹ باذکشی پر قابض و تصرف ہو گیا بعد ازاں اد فوٹش پر لوگ بوجہ ترک
 رہبانیت اور ولایتی ہنرین کرنے لگے اد فوٹش نے مجبور ہو کر رہبانیت اختیار کر لی۔
 بعد اسکے دوبارہ خروج کیا اور شہر کیون پر قابض ہو گیا اندون اسکا بھائی رزمیر
 بسورہ کی طرف جنگ کرنے کو گیا ہوا تھا یہ خبر پا کے واپس آیا اور اد فوٹش کا لیون
 میں محاصرہ کر لیا تا آنکہ بزور تیغ ^{۳۳}مین اس شہر کو فتح کر کے اد فوٹش کو
 جیل میں زائد یا بندہ اسکو اپنے باپ کی اولاد کی طرف سے مخالفت اور دعویداری
 حکومت کا خطرہ پیدا ہوا ایک جماعت کو گرفتار کر کے ان کی آنکھوں میں

نیل کی سلاخیان پیر وادین۔
 غریبہ بن شاخجہ بادشاہ بشکنس کے مرنے پر زمام حکومت اسکی بہن طوط کے سپرد
 کی گئی سپہ اپنے بیٹے کی پرورش و پرورش کرنے لگی بعد ازاں ^{۳۵}مین ملکہ طوط نے
 بہ عہدی کی خلیفہ ناصر نے یہ خبر پا کر اسپر فوج کشی کر دی۔ اطراف بنبلونہ کو خوب خوب پایا کیا۔
 بدحوالہ اسپر حملہ آور ہوا انہیں غزوات کے اثنائے میں محمد بن ہشام نے سر قسطہ میں علم
 بغاوت بلند کیا مگر محاصرہ و جنگ سے گہرا گردن اطاعت جکادی جیسا کہ اوپر بیان کیا گیا۔
 ایسا ہی اسمیر بن اسحاق نے مقام تشرین میں سر اوٹھا یا تھا۔

محمد بن ہشام کی بغاوت و سرکشی کا یہ واقعہ پیش آیا کہ ^{۳۶}مین خلیفہ ناصر نے
 دھتھے پر چڑھائی کی اور محمد بن ہشام کو سر قسطہ سے اس مہم میں شریک ہونیکو بلا بھیجا۔
 محمد بن ہشام نے اس حکم کی تعمیل نہ کی اسپر خلیفہ ناصر کو طیش آگیا لوٹکر سر قسطہ کی طرف آیا
 اور محمد بن ہشام کے مقبوضہ قلعہ کو بزور تیغ مفتوح کر لیا اور اسکے بھائی یحییٰ کو قلعہ روطہ
 سے گرفتار کر لیا بعد ازاں بنبلونہ کی جانب کوچ کیا ملکہ طوط بنت انثیر نے تدارک اطاعت
 پیش کر کے اسکو اپنا حاکم بالادست تسلیم کر لیا۔ اور اپنے بیٹے غریبہ بن شاخجہ کو حکومت
 بنبلونہ پر مامور کیا خلیفہ ناصر نے ملکہ طوط کے مقبوضات سے اعراض کر کے البتہ اور اس کے

مصافات کی طرف قدم بڑھایا نہ چھو اس سرزمین کو بھی جی کھول کر پا مال کیا اور متعدد قلعہات کو
 مسمار و منہدم کر دیا بعدہ عقیقہ نے پرشیدہ می شروع کی اس وقت رزمیر بن اردون
 اسپر حکمرانی کر رہا تھا۔ رزمیر نے اس پیشقدمی میں اپنے ساتھ و ختمہ کو شریک کر لیا تھا
 خلیفہ ناصر کو اس کی خبر لگ گئی قلعہ برحمت پر پہنچ کے ان دونوں کا محاصرہ کر لیا آخر کار
 رزمیر کو ہزیمت ہوئی ہزار خرابی اپنی جان بچا کے بہاگ خلیفہ ناصر اس قلعہ کو اور نیز
 بہت سے قلعہات کو ویران و خراب کر ڈالا۔ رزمیر اور خلیفہ ناصر سے متعدد الزامیں ہوئیں
 ان الزاموں میں کامیابی کا سہرا خلیفہ ناصر ہی کے سر پر ان سیم کا میا بیوں کے بعد خلیفہ
 ناصر بنفسہ جنگ خندق میں شریک ہوا۔ اور اس الزامی کے بعد پہلے اور کسی جنگ پر نہ اتہ
 نہیں گیا۔ صوائف ہمیشہ بھیجتا تھا۔ اس کے رعب و داب کا سکہ عیسائی اعداء کے
 دلوں پر بھیجا ہوا تھا۔

ساتھ میں مسطین بن ایون بن مثل بادشاہ قسطنطنیہ نے لڑکھبت مغللا صندی
 کی عرض سے سفیر بھیجے اور ان کی معرفت بریاء و تحائف روانہ کئے۔ خلیفہ ناصر نے
 اس سفارت کے پیش کئے جائیداد ایک خاص دن مقرر کیا اور کل افسران فوجی اور
 ملکی کے نام فرامین جاری کر دیے کہ اس مقررہ وقت پر مناسب ساز و سامان اور
 آلات حرب سے مسلح ہو کر آئین رقص خلافت شاہانہ شان و شوکت سے آ رہتے
 کیا گیا۔ دروازوں پر اور عسکریوں پر عمدہ عمدہ پردے لٹکائے گئے۔ وسط میں
 سر پر خلافت بچایا گیا جیسے بہت سے آبدار میرے اور جواہرات جڑے ہیں تھے
 تخت شاہی کے ارد گرد شاہنشاہ کے خلافت مآب کے بہائی ااعمام (حجاء)
 اقرباء و وزراء اور خدام علی قدر مراتب و درجات استاده ہوئے بادشاہ قسطنطنیہ
 کے سفیر و بارمین داخل ہوئے تو دربار کی شان اور خلافت مآب کی جبروت
 اور سطوت سے حیرت زدہ ہو گئے مگر پھر ذرا سنبھلے اور شاہی تخت کے قریب جا

اپنے بادشاہ قسطنطین کو پیام پہنچایا اور خط پیش کیا۔ خلیفہ ناصر نے حاضرین جلسہ کو
 اشارہ کیا کہ اس جلسہ میں حسب موقع مناسب خطبہ (اسپیچ) دیا جائے جس میں
 اسلام و خلافت اسلامیہ کی عظمت بیان کیجائے اور ظہور اغراض ملت اسلامیہ اور دولت و
 خواری اعداء دین پرالہد تقالے کا شکریہ ادا کیا جائے چنانچہ حاضرین جلسہ جمہیں
 بڑے بڑے نامی خطیب (اسپیکر) تھے تعمیل حکم پر طیارہ بڑے نمکین جلسہ کے
 رعب (یا سلطان کی سطوت) سے اپنے پورے مافی الضمیر کو ادا نہ کر سکے۔ دو چار
 فقرے یا چند کلمے کہنے پائے تھے کہ زبان میں لگنت اور پانوں میں نعرش پیدا
 ہو گئی لڑکھڑکیا کر زمین پر گر پڑے۔ انہیں لوگوں میں ابو علی القالی و افد عراق تھا
 جو کہ حکم و لعیعد کے حاشیہ تشینوں اور مصاحبوں سے تھا اس خدمت کے انجام دینے
 کو فخر یہ کٹا ہوا۔ جب کل خطیبوں کو جو کہ مشہور اسپیکر اور پہلے سے اس خدمت
 کے انجام دینے کو آمادہ ہو رہے تھے اس حکم کے تعمیل میں ناکامی ہوئی تو منذر
 بن سعید بلوطی نامی ایک شخص جو پہلے سے اس خدمت کے لئے طیارہ ہی ہوا تھا
 اور نہ اس نے اس سے پہلے ایسی شان و شوکت کی محفل دیکھی تھی اٹھا اور نہایت
 متانت و سنجیدگی سے حسب حال و موقع تقریر کی اور اس خدمت کو پوری طور سے
 انجام دیا۔ ختم تقریر پر فی البدیہہ چند اشعار سہی پڑھے جس سے حاضرین جلسہ اس کی
 ظاہری حالت سے بیحد تعجب ہوئے اور اسکو اس خدمت کی بجا آوری کا فخر و مبارکات
 حاصل ہوا۔ خلیفہ ناصر نے اسکی رجتہ تقریر اور فصاحت و بلاغت پر متحیر اور خوش ہو کر
 قاضی القضاۃ کا معزز عمدہ عطا فرمایا۔ اس واقعہ سے منذر حضرت اور مر پر آوردگی
 میں مشہور ہوا۔ اسکے حالات مشہور ہیں اور اسکا خطبہ بھی جو اس جلسہ میں اس نے دیا تھا
 ابن جان کی تصانیف میں مذکور ہے۔
 ان سفیروں کی واپسی پر خلیفہ ناصر نے بھی ہشام بن کلیب جاثلیق کو مراسم

اتحاد مضبوط ورشتہ محبت مستحکم کرنے کی غرض سے کچھ ہدایا اور تحائف لے کے قسطنطنیہ بھیجا۔ دو برس بعد بشام قسطنطنیہ سے انڈس واپس آیا بادشاہ قسطنطنیہ نے پھر اسکے ساتھ اپنے سفیر بھیجے۔ بعد اسکے ہو تو بادشاہ صفالہ، بادشاہ حبش، بادشاہ افود بادشاہ فرانس جو کہ سیرت کے ہر طرف تھا اور کلدہ بادشاہ فرانس اقصائے مشرق کے ایلیچے آئے خلیفہ ناصر نے ان لوگوں سے بھی ملاقات کی اور بادشاہ صفالہ کے سفیروں کے ساتھ ریج اسقف کو روانہ کیا دو برس بعد واپس آیا۔

سید محمد بن اردون بن زومیر کا سفیر آیا ہیر زومیر وہی ہے جسے اپنے بہائی اڈوٹو کی آنکھوں میں نیل کی سلائیوں پہر وادی تین میں جیسا کہ اوپر بیان کیا گیا اردون کا سفیر مصاحت اور مراسم اتحاد قائم کرنے کا پیام لایا تھا خلیفہ ناصر نے مصاحت کر لی اور دوستانہ مراسم قائم اور جاری رکھنے کا عہد نامہ لکھ دیا۔ پھر سید محمد بن اردون نے اس صلح نامہ میں فردلند بن عبد شلب سردار قشتیلیہ کو داخل کر نیکی درخواست پیش کی خلیفہ ناصر نے اس درخواست کو قبولیت کا درجہ عنایت فرما کے فردلند کو بھی عہد نامہ میں شامل کرنے کی اردون کو اجازت دیدی غریب بن شانجہ نے اپنے باپ شانجہ بن فردلند کے بعد جلیقہ پر ہتیار و تصرف حاصل کر لیا تھا بعد چند سے اہل جلیقہ اس سے باغی و منحرف ہو گئے فردلند سردار قشتیلیہ مذکور کو موقع مل گیا اس نے جلیقہ کی عنان حکومت اپنے ہاتھ میں لے لی اور اردون بن زومیر کو بجانب مائل ہو گیا۔ غریب بن شانجہ ملکہ طوطہ بنت انشیر والیہ بشکنش کا پوتا تھا اسکو اپنے پوتے غریب کی تباہی و بربادی سے رنج و ملال ہوا اسوقت سفر درست کر کے بطور وفد کے سید محمد بن خلیفہ ناصر سجدت میں حاضر ہوئی۔ اپنی اور اپنے بیٹے شانجہ بن زومیر کی مصاحت اور اپنے پوتے غریب کی اعانت کی

درخواست پیش کی۔ ملکہ طوطہ کے ساتھ شانچہ اور غریبہ بھی آیا ہوا تھا۔ خلیفہ تیسرا ان لوگوں سے بغزت و احترام پیش آیا اور ان کی درخواست کے مطابق ملکہ طوطہ اور شانچہ کے ساتھ مصاحبت کر لی صلیب کی تکمیل کرادی اور غریبہ بادشاہ خلیفہ کے ہمراہ فوجیں روانہ کیں پس عساکر اسلامیہ نے غریبہ کو حلیفہ کا دوبارہ بادشاہ بنایا چنانچہ خلیفہ نے اردون کی اطاعت سے منحرف ہو جانیکا اعلان کر دیا غریبہ نے خلیفہ ناصر کی خدمت میں شکریہ کا خط روانہ کیا اور نیز قرب و جوار کے لوگوں کو خلیفہ ناصر کی امداد و اعانت اور فرمانبرداری و تسلیم کی بدعہدی اور چہرہ دستی سے مطلع کیا اس سے لوگوں کو فطرت کی طرف سے نفرت پیدا ہو گئی۔ اس زمانہ سے خلیفہ ناصر تازست غریبہ کی ہمدردی اور اعانت میں مصروف رہا۔

جن دنوں کلہہ بادشاہ فرانس مشرقی کا سفیر آیا تھا اسی زمانہ میں بادشاہ تیرہویں اوپر کونہ کے سفیر بھی مصاحبت و اتحاد قائم کرنے کی غرض سے آئے ہوئے تھے خلیفہ ناصر نے ان کی درخواست کے مطابق ان لوگوں سے بھی مصاحبت کر لی بعد ازاں روم کا سفیر اظہار مودت و رسم دوستی جاری و قلم رکھنے کے لئے حاضر ہوا خلیفہ ناصر نے اس سے بھی مراسم و اتحاد جاری و قائم رکھنے کا عہد کر لیا۔

خلیفہ ناصر کا اپنے بیٹے عبد اللہ سے انتقام لینا خلیفہ ناصر نے اپنے بیٹے حکم کو اپنا ولیعہد بنایا تھا اور اپنے کل لڑکوں پر اسکو فضیلت دے رکھی تھی کاروبار سلطنت میں بھی اسکو تحصیل کر لیا تھا۔ کثیر امور سیاست کا انصرام و تنظیم اسکے سپرد تھا۔ حکم کا بہائی عبد اللہ عقل و فراست میں حکم کے برابر تھا اس سے عبد اللہ کو ناراضگی اور ملال پیدا ہوا رفتہ رفتہ اس ناراضگی اور ملال نے باپ کے ساتھ مخالفت کرنے پر ابھار دیا۔ پس اسنے اُن اراکین دولت کو بھی اس مخالفت میں شریک کرنا چاہا

جنگے قلوب پہلے سے اس مرض میں مبتلا ہو چکے تھے ان لوگوں نے نہایت خفشی سے عبد اللہ کی اس درخواست کو منظور و قبول کیا انہیں لوگوں میں سے یا سرفستی وغیرہ تھے۔ زندہ شدہ اسکی خبر خلیفہ ناصر تک پہنچی خلیفہ ناصر نے تفتیش شروع کی تھوڑی ہی کوشش سے اصلی واقعہ کا انکشاف ہو گیا فوراً اپنے بیٹے عبد اللہ اور یا سرفستی کو معہ اُن کل اراکین دولت کے جو اس سازش و فتنہ پر دازی میں شریک تھے گرفتار کر لیا اور ۳۳ یثینان سب اجل رسیدون کے قتل کا حکم صادر فرمایا۔

تعمیرات
خلیفہ ناصر
 حیوت خلیفہ ناصر کی حکومت و سلطنت اندرونی اور بیرونی خدشات و خطرات سے محفوظ ہو گئی اور معقول طور سے اسکی امارت و حکمرانی کو استقلال و استحکام حاصل ہو گیا اسوقت خلیفہ ناصر نے تعمیرات عمارات کی طرف توجہ فرمائی۔

خلیفہ ناصر کا دادا امیر محمد اور اسکے باپ عبد الرحمن اوسط اور اسکے دادا حکم نے یکے بعد دیگرے اپنے اپنے محلے اور صحن کثیرے نہایت اعلیٰ درجہ کے بنوائے تھے از انجملہ قصر الزاہر، ماہو الکامل اور قصر نفیس تھا پس جب عبد الرحمن ناصر کا دور حکومت آیا تو اسنے بھی قصر الزاہر کے پہلو میں محلہ تعمیر کرایا اور اسکا نام ”دار الرضیہ“ رکھا۔ پہاڑ سے اس شاہی محل میں بذریعہ نل کے پانی لایا۔ مختلف ملکوں اور سرزمینوں سے بڑے بڑے ہندسین اور انجمنوں کو طلب کیا چنانچہ وہ لوگ دور و دراز ملکوں سے قرطبہ میں آئے۔ حتیٰ کہ بغداد اور قسطنطنیہ کے مشہور مشہور کاریگر و فنکاران نے زحمت سفر گوارا کر کے قرطبہ میں آ کے دم لیا۔ محلہ اُون کے تعمیر کے بعد حاکمات کی تعمیر کی جانب متوجہ ہوا۔ محلہ اُون کے باہر مینا عوہ حمام تعمیر کرایا اور پہاڑ کی بلند چوٹی سے باوجود بُعد مسافت کے پانی لایا۔ بعد اسکے مدینۃ الزہراء کا بنیاد

پتھر کھا اور اسکے تکمیل تعمیر کے بعد اسکو اپنا دار الحکومت اور مقرر سلطنت قرار دیا
اس شہر میں بھی بڑی بڑی عمارتیں، عمدہ عمدہ محاسرائیں، باغات جو اس سے قبل
کی تعمیرات سے اعلیٰ درجہ کی تھیں تعمیر کرائے ان باغات میں وحوش اور طیور کے
رہنے کے لئے جالدار مکانات اور سائبان اسقدر وسیع بنوائے کہ وحوش اسکے
فضا میں کود و پہاڑ کر سکتے اور اپنی طبعی طور سے رہ سکتے تھے۔ اسی شہر میں
دارالصناعۃ، آلات حرب اور زیورات کے بنانیکا بھی ایک بڑا کارخانہ بنایا۔
صحن جامع قرطبہ میں بہت بڑا شامیانہ لوگوں کو تمازت آفتاب سے بچنے کیلئے
بنوا کر نصب کرایا۔

المستنصر کی حکومت خلیفہ ناصر جس کی ذات سے اسلام کی شان، دین کی شوکت
از سر نو تازم ہوئی تھی ایسی شاندار سلطنت چھوڑ کر چھٹے مہین
سفر آخرت اختیار کیا۔

خلیفہ ناصر کے چار قاضی تھے مسلم بن عبد الغزیز، احمد بن تقی بن مخلد، ...
محمد بن عبد المدین ابو عسیٰ اور منذر بن سعید بلوطی۔

خلیفہ عبد الرحمن ملقب بہ الناصر لدین الاموی ان تاجداروں میں تھا جسکے رعب و داب کا
سکہ تمام عالم میں چل رہا تھا۔ تخت نشینی کے وقت اسکی عمر اکیس سال کی تھی۔ زمانہ ایسا نازک تھا
کہ تمام ممالک ہسپانیہ میں فتنہ و فساد کی گرم دہلازاری اور طوائف الملوکی پہلے ہوئی تھی افقی سب سے
آئے لوں کی بغاوتوں اور سرحدی عیسائی امداد کے حملوں سے گرد آلود ہو رہا تھا۔ عبد الرحمن نے
عنان حکومت اپنے ہاتھ میں لینے کے بعد پہلے باغی صوبوں پر یلغار کیا اور انکو بذور تیغ اپنا مطیع کیا
بعد ازاں سرحدی عیسائی ممالک پر جہاد کرنے میں مصروف ہوا۔

نوجوان بادشاہ اندلس اکثر لڑائیوں میں سپہ سالار میدان جنگ کی حیثیت سے اپنے لشکر کے
بمراہ جاتا تھا اس سے لشکر یونگے جوش دل کی عجیب کیفیت ہو جاتی تھی۔

خلیفہ ناصر کی وفات پر حکم لقب بہ المستنصر باللہ سر پر حکومت پر متمکن ہوا۔ عہد و حیات (الارڈ چمبرلین) جعفر مصحفی کو مرحمت فرمایا۔ اس نے مستنصر کو جس دن اسے تخت اور ہر سبب ہی ایسے امیر لشکر کے جلو میں سر فرمائی اور حبانوی کی کو اپنی سعادت سمجھتا تھا۔

پورے ششائیس سال کی جان توڑ کوششوں اور جانکاہ محنتوں سے عبدالرحمن ناصر نے اندلس کو اندرونی رقبہ اور بیرونی حریفوں کی نظروں سے بچا کر ایک شاہی طور پر محفوظ گورنمنٹ بنایا اور اسی زمانہ میں جبکہ اسکو صحیح طور پر یہ خبر پہنچی کہ مختلف مقامی گورنروں کی خود مختاری اور اراکین سلطنت کی خود سریوں سے خلیفہ بغداد کا اقتدار ابوان خلافت کی چار دیواری کے اندر محدود ہو گیا ہے اور افریقیہ میں بربروں کے نوناہ خاندان حکومت کے علوی حکمران نے اپنے کو امیر المومنین کہلاتا شروع کر دیا ہے اور بزم مونس منظر نے اپنے آقا کے نامدار خلیفہ مقدس کو قتل کر ڈالا ہے تب عبدالرحمن نے اپنے موروثی لقب کو بلا تکلف اختیار کر لیا اور خلیفہ عبدالرحمن ثالث الناصر بن المنصور کے مبارک لقب سے خطاب ہوا اور حق یہ ہے کہ عبدالرحمن نے جیسا لقب اختیار کیا تھا ویسا ہی اسکو خوب نیا ہوا۔

قرطبہ اسکے زمانہ میں دولسن کی طرح آراستہ تھا۔ دربارانہ نظم و نسق اور شالیستہ قوانین جاری تھے۔ دنیا کے علوم اور فنون کا یہ مرکز بنا ہوا تھا۔ طلباء علوم دور و دراز ملکوں سے تحصیل علم کو یہاں آتے تھے۔ عروض، السیات، قانون، فلسفہ، طب، تجارت، اور طبیعیات غرض ہر شاخ علم کی تعلیم یہاں ہوتی تھی۔ ہر فن کے یگانہ روزگار بیان موجود تھے۔ کالمین جنگ و واقفین فنون جدال کا بھی یہی دنگ تھا۔ ارباب قلم اور اصحاب شمشیر بیان کے قیام کو باعث ناموری و فخر تصور کرتے تھے خلاصہ کلام یہ ہے کہ اندلس کو اسوقت اور بلاد یورپ سے وہی نسبت تھی جو کہ دولسن کو معمولی مستورات سے ہوتی ہے اور قرطبہ کو اندلس سے وہی مناسبت تھی جو سر کو جسم سے یا قلب کو

حکومت پر قدم رکھنا ایک تحفہ پیش کیا جس میں طرح طرح کی قیمتی قیمتی اشیاء تھیں جسکو ابن حبان نے مقبوس میں تحریر کیا ہے۔ وہ ہوا۔

اعضار آئینہ سے شہر قرطبہ کی لبنانی میں مختلف البیان بن ملک اکثر کا اتفاق اس پر ہے کہ دس برس کسی طرح کم نہ تھی (جو اس زمانہ میں لندن کی لبنانی ہے) خلیفہ ناصر کے رعب و داب کی کیفیت تھی کہ مسیحی سلاطین اپنے جنگوں اور نزاعوں کے فیصلہ کرانے کو خلیفہ ناصر کے دربار میں آتے تھے۔ قسطنطنیہ، فارس، جزئی، اور اطالیہ کے بادشاہ مراسم اتحاد قائم کرنے اور باہم مصاحبت رکھنے کی درخواست پیش کرنے کی غرض سے سفیر بھیجتے تھے۔ اس زمانہ میں کسی ملک کا ایسا کوئی خطہ نہ تھا جہاں پر خلیفہ ناصر کی سطوت و جبروت اپنی مصیبت و خوفناک شکل نہ دکھلاتی رہی ہو۔ خلیفہ ناصر کی عقل و دانش اور دولت و عظمت کا شہرہ تمام براعظم یورپ اور افریقہ میں عام ہوا تھا ابن حبان تحریر کرتا ہے کہ جبوت سفیران قسطنطنیہ مخالف و ہدایہ لئے ہوئے سرزمین اندلس میں وارد ہوئے تو خلیفہ ناصر نے سرحد پر اور نیز سفر میں مہمازاری کرنے کی غرض سے یحییٰ بن محمد بن لیث کو روانہ کیا پھر جب سفراء مذکور قریب محلات قرطبہ کے پہنچے تو سب سالانہ لشکر کے یکے بعد دیگرے سفیرون سے ملاقات کی بعد از ان خواجہ سراؤں کے سردار یا سردار تمام جو محلات شاہی کے داروغہ اور خلیفہ ناصر کے مجلس خلوت تھے ملے اور نہایت احترام سے ولیعہد حکم کے ایوان خاص میں جو کہ شہر میں قرطبہ کے قریب تھا ٹھہرایا۔ خواص و عوام کے آمد و رفت کی ممانعت کر دی گئی اور ان سفیرون کی حجابت پر چنے اور منتخب افراد غلام مقرر کئے خلیفہ ناصر نے ان سفیرون کے ملنے اور کاغذات سفارت پیش کئے جانے کے لئے گیارہویں ربیع الاول ۳۳۵ھ اور قبول مورخ علامہ ابن خلدون ۳۳۵ھ (مطابق ۹۴۷ھ) یوم شنبہ مقرر کیا۔ قصر قرطبہ مجلس زائر شاہی شان و شوکت سے آراستہ کیا گیا وسط میں ایک بڑا تخت بچا یا گیا تخت کے دائیں بائیں جانب پہلے خلیفہ ناصر کے بیٹوں کی کرسیاں رکھی گئیں سب کے پہلے ولیعہد سلطنت حکم کی بعد عبدہ کی پھر عبد العزیز ابو الاصغیر مروان کی کرسیاں رکھی گئیں بائیں جانب منذر، عبد الجبار اور سلیمان

دو ایک سو فرانسسی غلام عمدہ نسل کے گھوڑوں پر سوار تلواردان، تیروں، اندر میں، زبانون،
 ”ہندی خودوں سے آراستہ پیراستہ، تین سو بیس قتلے، قسامہ کی زبردستی، سو
 اکی کرسیاں حسب ترتیب بجائی گئیں عبدالملک بن خلیفہ ناصر خلعت کیوجہ سے شریک دریا میں ہوا
 ان شاہزادوں کے بعد وزیر حسب مراتب و امین بائیں حاضر ہوئے پہر حجاب الارز و چہرین
 بعد وزیر کے ان کے خدام اور وکلاء صف بھفٹہ استدارہ ہوئے تمام محل میں اندر سے
 صحن تک قیمتی قیمتی قالینوں اور اعلیٰ درجہ کے فروش کا فرش تیار و زردن اور مخرالون پر
 ریشمی زردوزی کے پردے لٹکائے گئے، سفر اپنے قسطنطنیہ حیو قوت اس ایہ شہیانی
 شانہ دربار میں حاضر ہوئے دربار کی آراستگی دیکھ کر دنگ ہو گئے اور سب سے زیادہ
 حیرت تو ان پر خلیفہ ناصر کی سطوت و جبروت سے پراگئی چون تین ترتیب تخت شاہی کے پہنچ کر
 اپنے بادشاہ قسطنطین بن لیو والی قسطنطنیہ کا خلیفہ پیش کیا، غلات اسمانی رنگ کا تھا
 جس پر سنہرے حروف سے بخط اعریقی (یونانی) لکھا ہوا تھا غلات کے اندر ایک
 صند و قچہ تھا اور یہی رنگین تھانقرئی حروف سے بخط اعریقی تحریر تھا صند و قچہ پر سونے کی
 مہر لگی ہوئی تھی جس کا وزن چار شقال تھا مہر کے ایک رخ میں مسیح کی صورت تھی دوسری
 جانب خود بادشاہ قسطنطنیہ کی ہوا سکے بیٹے کے منقوش تھی اس صند و قچہ کے اندر دوسرا
 چوٹا صند و قچہ تھا یہ صند و قچہ آبیگنہ کا تھا طلائی و نقرئی مینا کار کام اس پر بنا تھا اس صند و قچہ
 کے اندر ایک ریشمی لفافہ تھا جس کے اندر خط رکھا ہوا تھا۔ عنوان خط کے ایک سطر میں قسطنطین
 و بروانس میں مسیح بادشاہ عظیم سلطنت روم لکھا ہوا تھا اور دوسری سطر میں بزرگ
 قابل تعظیم مقرر و شریف النسل عبدالرحمن خلیفہ و حاکم عرب در ملک اندلس الحمد للہ تعالیٰ ان کی تقاب
 کو در انکرے مکتوب تھا۔ خلیفہ عبدالرحمن نے خط سنکر اشارہ کیا کہ خطا بہ سپکر یا لکچہ (ار)
 اور شعرا حسب موقع مناسب اسپیچ دین اور قصائد پڑھیں ولیعہد حکم نے قتیہ محمد بن عبد البر
 کشنیانی کو اس خدمت کے انجام دینے کو حکم دیا اگرچہ اسکو بہت کچھ دعویٰ اپنی قادر الکلامی کا تھا

”خود ایک سو بیس ہندو، پچاس خود خشبیہ (لکڑی والے) یہ لکڑی فرانس کی شہر اور اعلیٰ درجہ کی طاشانیہ سے کمین نفیس اور قیمتی تھی، تین سو فرانسیسی حربہ، ایک سر سلطان ڈولین دس جو شین طلائی، پچیس طلائی سینگین جو بھینس کی سینگ کی“

اور فی البدیہہ خطبہ رہنے پر بہ نسبت اور ان کے سچو دشاق تھا مگر دربار کی شان و شوکت اور خلیفہ ناصر کی سطوت و جبروت سے کھڑے ہوتے ہی بیہوش ہو کر گر پڑا تب ابو علی بغدادی اسماعیل بن قاسم قالی موہن امالی و نوادر کھڑا ہوا یہ خلیفہ کے یہاں وفد ہو کر عراق سے آیا ہوا تھا اور ولی عہد سلطنت کا منظور و مقبول تھا۔ حمد و ثناء کے بعد یہ ہی خاموش ہو رہا صورت سے معلوم ہوتا تھا کہ کسی فکر و اندیشہ میں مستغرق ہے ابن حبان وغیرہ نے ایسا ہی ذکر کیا ہے مورخ علامہ کی تحریر سے معلوم ہوتا ہے کہ خطبہ دینے کے لئے ابو علی نقالی پہنچے اس خدمت پر مامور کیا گیا تھا۔ طلحہ میں لکھا ہوا ہے کہ جو وقت ابو علی سکوت کے عالم میں حمد و ثناء پڑھ کر کھڑا ہو گیا منذر بن سعید بلوطی جو فرقہ مارین حاضر دربار تھا خود بخود اوٹھ کھڑا ہوا اور ایسی تقریر شروع کی کہ جو ابو علی کے کلام سے چہ پان ہو گئی سامعین کو یہ بھی معلوم ہوا کہ حمد و ثناء کسی اور کی ہے اور تقریر کسی اور کی۔ خطبہ اور شعر جو منذر نے اس موقع پر پڑھے تھے کتاب نفع الطیب جزر اول صفحہ ۲۳۸ و ۲۳۹ و ۲۴۰ میں موجود ہے فس شار الاطلاع علیہا فلیرج الیہ۔

مورخین نے لکھا ہے کہ خلیفہ ناصر کے عہد حکومت میں دو کروڑ چوں لاکھ اسی ہزار دینار (ایک دینار نو روپیہ کا تقریباً ہوتا ہے) اندلس کے صوبجات و قصبات اور دیہات کا خرارج تھا۔ بازار اور گزروں کی آمدنی سات لاکھ پنیٹہ ہزار دینار تھی۔ باقی رہے خمس غنائم مال غنیمت کا پانچواں حصہ سبہ خارج از شمار تھے اس کا احصا کسی دفتر سے نہیں ہو سکتا

”بنانی گئین تھین“

خلیفہ ناصر کی وفات کے بعد جلائقہ کو ملک گیری کی طمع دا منگر ہوئی فوجیں آراستہ کر کے سرحد پر آپڑے خلیفہ حکم نے اس سے مطلع ہو کر بذاتہ اس مہم کے سر کرنے کو کوچ کیا اور اس شہرت کے جلائقہ پر حملہ کیا کہ اٹکنے دانت کھٹے ہو گئے۔ بوریا بندھنا

خلیفہ ناصر اس خراج کو تین حصوں پر تقسیم کرتا تھا ایک ثلث آرتگی فوج اور درستی سامان جنگ پر صرف کرتا تھا اور ایک ثلث کو تعمیرات میں لگاتا تھا باقی رہا تیسرا ثلث وہ بیت المال میں جمع کیا جاتا تھا

بیان کیا جاتا ہے کہ بعد وفات خلیفہ ناصر کا غذات مین سے ایک مقلی یادداشت بحظ خاص خلیفہ ناصر نکلی حسین مرحوم خلیفہ نے وہ دن کمال اعتیاد سے لکھے تھے جو اس کے پچاس سالہ حکومت میں افکار سے خالی رہے شمار کرنے سے معلوم ہوا کہ اس طویل اور دراز زمانہ میں اسکو ایسے دن صرف چودہ (۱۴) نصیب ہوئے۔

وقت وفات اسکی عمر تترہ برس کی تھی۔ چہرہ کارنگ سفید چکدار، حسین، اور عظیم الجثہ تھا۔ بظاہر بیل اور چوٹی۔ پیٹھ لمبی تھی۔ اہل اندلس کا بیان ہے کہ یہ پہلا خلیفہ ہے جو بعد اپنے دادا کے سر پر حکومت پر جہلویہ افروز ہوا۔ ام دلدردیہ کے بطن سے تھا جن لوگوں نے امیر المومنین کا خطاب اختیار کیا انہیں سے کسی نے اسکے زمانہ خلافت کے برابر باہر مستنصر علوی والی مصر کے خلافت نہیں کی گیارہ لڑکے وقت وفات اسکے موجود تھے ماہ رمضان المبارک ۵۵۰ھ میں وفات پائی افسوس ہے کہ اس کے جانشین پھر ایسی قابلیت کے نہ ہوئے۔ مسترحم منقض از

کتاب نفع الطیب جلد اول صفحہ ۲۲۷ لغایت ۲۴۷ و کامل ابن اثیر جلد ۱ صفحہ ۲۱۱

و تاریخ اسپین انگریزی

سنبھال کے سرحد بلاد اسلامیہ سے کوچ کر گئے۔ مصاحت کا پیام دیا اور اپنے اس خیال خام سے باز آئے جسکو انہوں نے خلیفہ ناصر کی وفات کر جانے سے اپنے دماغوں میں پکنا شروع کیا تھا بعد ازاں اسکے آزاد غلام غالب نے بلاد حلیقہ پر جہاد کی شپاری کی اور فوجیں آراستہ کر کے دارا حرب میں داخل ہونے کی غرض سے شہر سالم کی طرف روانہ ہوا حلیقہ نے بھی اس خبر سے مطلع ہو کے فوجیں فراہم کیں دونوں فوجوں کا ایک وادی میں مقابلہ ہوا۔ سخت اور خونریز جنگ کے بعد عساکر اسلامیہ نے عیسائیوں کو ہزیمت دی اور ان کے لشکر گاہ کو لوٹ کے فروزدہ قوس کے شہر پر چڑھ گئے اور اسکو بھی تاخت و تاراج کر کے مظفر منصور مال غنیمت لئے ہوئے مراجعت کی۔

اسی زمانہ میں عثمان بن زید میر بادشاہ بشکنس کو بد عہدی کا خیال پیدا ہوا اور خلافت عہد نامہ کے ممالک اسلامیہ کی جانب پیش قدمی شروع کی خلیفہ حکم نے یحییٰ بن محمد نجیبی والی مصر قسطنطین کو بسرکردگی افواج اسلامیہ اس مہم کے سر کرنے کو روانہ کیا بادشاہ جلالیہ شانچہ کی کمک پر آگامسان لڑائی ہوئی کیت یحییٰ کے ہاتھ رہا عیسائیوں کو بہت بری طور سے شکست ہوئی بہاگ کر توریہ میں انلوگون نے اپنی جان بچائی عساکر اسلامیہ نے جی کو لکر شانچہ کے مقبوضات کو تاخت و تاراج کیا اور بہت سا مال غنیمت لے کے مراجعت کی۔ انہیں دنوں ہدیل بن ہاشم اور غالب (مولائے حکم) بہ اجازت خلیفہ حکم سرحدی مسیحی مقبوضات پر جہاد کرنے کو گئے اور کامیابی کے ساتھ واپس آئے ان واقعات سے حکم کے فتوحات کی تمام سرحدی ملکوں میں دہوم مچ گئی سرحدی اسلامی سپہ سالاروں کے حوصلے بڑھ گئے ہر طرف سے فتحیابی اور کامیابی کی بشارتیں آنے لگیں۔ ان فتوحات میں سب سے بڑی اور نمایاں فتح قلعہ مقبوضات

۱۔ بلاد اسلامیہ کے سرحد کا سپہ سالار تھا۔

بشکنس کی فتح تھی جو غالب کے ہاتھ پر ہوئی خلیفہ حکم نے اسکو از سر نو تعمیر کرائی اور اپنی خاص توجہ اس کی جانب صرف کی بعد اسکے فتح قطیف کی ہے قطیف کے سرکاری شہر سپہ سالار و شفق کے سر پر باندھا گیا۔ اسکے فتح ہونے سے بہت سا مال و اسباب اور آلات حرب و محاصرہ اور غلہ کا بھر بڑا ذخیرہ ہاتھ لگا اسکے مصافات سے گھسے بکریاں، گدو، یان، مکاٹے پٹنے کی چیزیں اور قیدی جو عدو احصار سے باہر تھے عساکر اسلامیہ کے ہاتھ آئے پھر سید بن غالب سپہ سالار افواج اسلامی نے بلا اذیتہ پر چڑھائی کی اس مہم میں یحییٰ بن محمد نجیب اور اسد بن سمر بن مطرف بن ذبی النون وغیرہ نامی نامی کار آزمودہ سپہ سالار بھی شریک تھے عساکر اسلامیہ نے پہلے قلعہ غولج پر قبضہ حاصل کیا بعد ازاں حریف کے بلاد میں تاخت و تاراج کرتے ہوئے گسٹے اور کامیابی کے ساتھ واپس آئے۔ اسی سنہ میں مجوسیوں کی کشتیوں کا بیڑا بحر کبر کے ساحل سے آگیا اور انلوگون نے خشکی پر اتر کر اشبونہ کے مصافات میں غارتگری اور لوٹ شروع کر دی۔ اہل اشبونہ مسلح ہو کر مقابلہ پر آئے اور مجوسیوں سے لڑنے لگے گہرا کر مجوسیوں نے اپنی کشتیوں کے جانب مراجعت کی۔ خلیفہ حکم کو اسکی خبر ملی تو اس بیدار متغیر بادشاہ نے سپہ سالاروں کو سواحل کی محافظت کی ماموریت اوزناکید کی اور عبدالرحمن بن راحس امیر البحر کو حکم دیا کہ جب قدر جلد ممکن ہو جنگی کشتیوں کا ایک بیڑا مجوسیوں سے جنگ کرنے کو بھیجے و اس حکم کے مادی ہوئے ہی یہ اطلاع پہنچی کہ سواحل کے ہر طرف سے عساکر اسلامیہ نے یلغار کر کے مجوسیوں کو انکی پیش قدمی کا مزا چکھا کے خائب و خاسر واپس کر دیا۔

بعد ان واقعات کے اردون بن اد فونش مغزول شہزادہ جلالہ دربار حکم میں حاضر ہوا اور بحال عجز و انحسار میں درخواست کی کہ بھائی تخت حکومت پر بحال و قائم ہونے میں مدد دیکے اردون کا چچا زاد بھائی شانیجہ بن زوسیہ سربانائت خلیفہ ناصر تخت

حکومت پر یکن ہو گیا تھا اور عیسائیوں نے اس کی اطاعت قبول کر لی تھی اس وقت اردون اپنے داماد فروند حکمران قشتیلہ کے پاس چلا گیا تھا بعد وفات خلیفہ ناصر اردون کو یہ خیال پیدا ہوا کہ مبادا خلیفہ حکم سہی شاخہ کا معاون نہ ہو جائے جیسا کہ اسکا باپ خلیفہ ناصر اسکا معین ہوا تھا اس خیال کا پیدا ہونا تھا کہ سامان سفر درست کر کے بطور وفد خلیفہ حکم کی خدمت میں حاضر ہو کر پناہ گزین ہو گیا خلیفہ حکم نے اس سے ملاقات کرنے کا ایک دن خاص مقرر کیا اور جیسا کہ اسکے پہلے سفر سلاطین کے آنے پر دربار سجا یا گیا تھا اردون کے آنے پر سہی ایوان خلافت آراستہ کیا گیا ابن جان نے اس آراستگی و اہتمام کو اس طرح بیان کیا ہے جس طرح کہ پہلے دربار کا حال تحریر کیا ہے۔ الفرض خلیفہ حکم کی خدمت میں اردون باریاب ہوا خلیفہ حکم نے اسکو بیٹھنے کی اجازت دی اسکے دشمن کے مقابلہ میں اسکی امداد کا وعدہ کیا اور چونکہ اردون خود دربار شاہی میں حاضر ہوا تھا اسوجہ سے خلعت عنایت کی بعدہ اسلام کے موالات اور فروند قومس سے قطع تعلق کر لینے کے شرط پر عہد نامہ لکھا گیا خلیفہ حکم نے توثیق عہد و قرار کی غرض سے اردون کے ہاتھ پر ہاتھ مارا اور اردون نے اپنے بیٹے غریبہ کو فرید اطمینان کے لئے دربار خلافت میں مجبوس کر دیا چنانچہ تکمیل عہد نامہ کے بعد صلے اور جائزے اردون کو اور اسکے ہمراہیوں کو مرحمت ہوئے بوقت مراجعت ان لوگوں کے ہمراہ قسطنطنیہ کے چند ذمی مسیحی امراء اور ولید بن مغیث قاضی، اصغ بن عبداللہ بن جاثلیق اول عبداللہ بن قاسم مطران وغیرہم بھیج گئے تاکہ اردون کے ملک میں پہنچے اسکے تخت نشینی کے رسم میں شریک ہوں اور اسکے رہن کو قسطنطنیہ آئیں یہ واقعہ اسلئے لکھا ہے۔

انہیں دنوں اردون کے ابن عم شاخہ بن رزمیر نے پھر اہل حلیقہ و سہورہ کے

سرور ون اور مسیحی علماء کو بطور وفد بارشاہی میں انظار اطاعت اور شاہنشاہی اقتدار تسلیم کرنے کی عرض سے روانہ کیا اور یہ امید ظاہر کی کہ جس طرح آپ کے بزرگ یاب خلیفہ ناصر نے مجھے تخت حکومت پر نشمن فرمایا تھا ویسے طرح آپ بھی مجھے بحال و قائم رکھے خلیفہ حکم نے ان لوگوں کے عہد و اقرار کو بچند شرائط قبول و منظور فرمایا از انجسہ اون قلعات اور برجون کا منہدم کرنا تھا جو ممالک اسلامیہ کے سرحد پر بنا لئے گئے تھے۔ بعد اسکے پرنیڈنٹ فرانس کی طرف سے مرہم اتحاد قائم رکھنے کی سفارت آئی۔ اسی وقت ملوک برشلونہ اور ~~کون~~ کو بھی سفارتین ظہار غلوں کی غرض سے بھیجیں اور یہ درخواست کی کہ دونوں سلطانوں میں جیسا کہ اس سے پیشتر عہد و اقرار تھا وہی قائم و بحال رکھا جائے سفارت کے ساتھ ان دونوں بادشاہوں نے کچھ تحفہ بھی بھیجا تھا وہو ہذا ”حلقا لہ کے خواجہ سرا کے لڑکے میں لفسر میں قطار سمور کا اُون“، ”پانچ قطار قصدیر، دس صقلی زرین اور دوسو فرانسیسی تلواریں“

خلیفہ حکم نے ان لوگوں کے تحائف کو قبول فرمایا اور ان شرائط سے مصاحت کی کہ یہ دونوں ان قلعات کو منہدم و مسمار کر دیں جو حدود ممالک اسلامیہ کے قریب واقع ہیں اور یہ دونوں آئندہ اپنے کسی ہم مذہب کی مدد خلافت ماب کے خلاف نہ کریں اور آئندہ عیسائیوں کو مسلمان تاجروں کی فراحت اور ایذا رسانی سے بروک دیں۔

بعد ازاں غریبین شانچہ بادشاہ بشکنتش کے سفر اور وسار و علمائے فطرائے کے ایک گردہ کے ساتھ دربار حکم میں حاضر ہوئے اور مصاحت کی درخواست پیش کی اگرچہ اسنے سفارت کے بھیجنے اور مصاحت کی درخواست کرنے میں توقف کیا تھا مگر

مٹ ایک قطار سو رطل کا ہوتا ہے اور ایک رطل برابر سو نا ہے ۳۳۲۰۰ کے ساتھ یہ ایک سو ایک ہونی چاہیے

اور ایک رطل برابر سو نا ہے ۳۳۲۰۰ کے ساتھ یہ ایک سو ایک ہونی چاہیے

خلیفہ حکم نے اپنی فیاضی اور عام اخلاق سے اسکو محروم نہ کیا اسکی بھی درخواست منظور فرمائی۔ چنانچہ سفراء بادشاہ بنگالس نے کامیابی کے ساتھ مراجعت کی۔

سہ... مین مادر لڑریق بن بلاکش سردار مغربی جلیقہ جو سہون مین سربراہ اور مست از تہادار الخلافت قرطبہ مین خلیفہ حکم کی خدمت مین آئی خلیفہ حکم نے اسکی بڑی خاطر و مدارات کی اراکین دولت کو اسکے استقبال کا حکم دیا اور اس سے ملنے کا ایک خاص دن مقرر کیا۔ جس مین تمام شاہی محل اور دربار آراستہ کیا گیا چنانچہ مادر لڑریق نے حاضر ہو کر مصاحبت و مراسم اتحاد قائم رکھنے کی درخواست پیش کی خلیفہ حکم نے اسکی خواہش اور استدعا کے مطابق اسکے بیٹے کیلئے عہد نامہ صلح لکھ دیا اور اسکو بہت سامان زر عطا کیا جو اسکے ہمراہی و فود مین تقسیم کر دیا گیا۔ علاوہ اسکے ایک خچر سواری کے لئے مرحمت ہوا جسکی زمین اور رگام مٹلاتی اور جہول دیا کی تھی بعد اسکے حکم نے اراکین دولت نے اس سے بازدید کی ملاقات کی مشابہت کی غرض سے قرطبہ کے باہر تک آئے اور کافی طور سے سامان سفر ہجائیز سے، خلعتین، اور صلے خلیفہ حکم کیرت سے دئے گئے۔

ان واقعات کے بعد خلیفہ حکم کی فوج مین حدود المغرب الاقصیٰ اور المغرب الاوسط کی جانب بڑھیں اور ملوک زمانہ مغراوہ اور ملک سہ کو خلیفہ حکم کے ساتھ ہند شاہی اقتدار کے تسلیم کرنے کا پیام دیا ان لوگوں نے بطیب خاطر اپنے کو خلیفہ حکم کے ظل حمایت مین داخل کر کے اسکے اقتدار شاہی کو تسلیم کر لیا اور اسکے نام کا خطبہ اپنے یہاں جامع مساجد مین پڑھنے لگے۔ اسی وجہ سے دعوت حکومت شیعہ کو ان لوگوں مین مراجعت کی نوبت آئی۔

انکے ملوک مین سے بنی آل خزراور بنی الی العافیہ بطور وفد کے دربار حکم مین حاضر ہوئے تھے چنانچہ خلیفہ حکم نے ان لوگوں کو معقول صلے عنایت کئے۔ توقیر سے

ٹھہرایا اور نہایت عزت سے واپس کیا اور ان کے ملک مین سے بنی اور پس
کو سرحد پر سرسبز و شاد آب مقام پر ٹھہرایا پھر براہ دریا ان کو قریطہ لے آیا
اور جلا وطن کر کے اسکندریہ کی جانب روانہ کر دیا جیسا کہ آئندہ ہم اسکو
تحریر کریں گے۔

خلیفہ حکم علوم اور فنون کا شیدائی، اہل علم و فضل کا قدردان اور عزت کرنے والا
ہر قسم کی کتابوں کا اس درجہ شایق اور جامع تھا کہ اس سے پیشتر کے ملک اندلس نے
اس قدر کتابیں نہیں جمع کی تھیں۔

ابن خرم کتا ہے کہ مجھے خواجہ سرائیکی نے جو کتب خانہ واقعہ مکان بنی مروان کا
دار دفعہ تھا اطلاع دی ہے کہ حکم کے شاہی کتب خانہ مین صرف دو ادین کی چالیس جلدیں
فہرست کی تھیں ہر فہرست مین بیس بیس اوراق تھے جہین سوائے اسما و دوا دین
کے اور کتابوں کے اسماء نہ تھے۔ حکم نے علم اور فضل کا دار الحکومت قریطہ مین بازار
لگا دیا تھا دور و دراز ملکوں سے اہل علم و فضل اسکی کشش مقناطیسی سے کھینچے آتے
تھے۔ ابوعلی القالی مولف کتاب الامالی بعد اوجیہ اسلامی دار السلطنت سے قریطہ
چلا آیا۔ خلیفہ حکم نے اس کی سجد عزت اور قدر افزائی کی اہل اندلس نے اسکی علم سے
فائدہ اٹھایا براہ قدر افزائی خلیفہ حکم نے اسکو اپنے مخصوص مشیروں مین داخل کر لیا
اور اسکے علم سے استفادہ ہوا۔ نادرتا یاب اور نئی کتابوں کے بہم پہونچانے کے لئے
تمام عالم مین معتبر معتبر آدمیوں اور تحب کو روانہ کیا کہ جس قدر نادرتا یاب مین دستیاب ہوں
زر کثیر ان کی خریداری مین صرف کر کے انکو حاصل کر لیں اور قریطہ پہونچیں۔ جہان
کبیر سن پاتا کہ فلان شخص نے فلان کتاب تصنیف کی ہے فوراً اس سے قبل اشاعت
اس کتاب کو خرید کر کے اپنے کتب خانہ مین داخل کر لیتا تھا چنانچہ ابو الفرج مہمائی
مصنف کتاب بلانغانی کے ساتھ یہی معاملہ پیش آیا ابو الفرج خاندان بنی امیہ سے تھا

حکم نے ایک ہزار دینار سونے اسکے پاس بھیج دیئے اور ایک نسخہ کتاب مذکور کا عربی
 میں شائع ہونے سے پیشتر منگو اکرا اپنے کتب خانہ میں رکھ لیا۔ ایسا ہی واقعہ
 قاضی ابوبکر ابهری مالکی کے ساتھ پیش آیا تھا جبکہ اسے مختصر ابن عبدالحکیم کی شرح
 لکھی تھی۔ بڑے بڑے خوشنویسوں اور خطاط اور عمدہ عمدہ جلد سازوں کا دارالخلافہ
 قرطبہ میں جگہ ہا رہتا تھا۔ اور جو کتاب بقیہ نہ مل سکتی تھی تو اسکی نقل کر لی جاتی تھی
 غرض اندلس میں اسقدر ذخیرہ کتابوں کا فراہم ہو گیا تھا کہ خلیفہ حکم سے پہلے اور
 اسکے بعد نہیں جمع ہوا البتہ خلیفہ ہاشم عباسی ابن سفی تاجدار سلطنت بغداد نے
 ایسا ہی ذخیرہ کتابوں کا جمع کیا تھا۔ اس زمانہ سے یکت ابن بربر مجلسی شاہی
 قرطبہ میں رہیں تا آنکہ زمانہ محاصرہ بربر میں یہ اجازت و حکم واضح حاجب کبشر
 کتابین فروخت کر ڈالی گئیں واضح حاجب منصور بن ابی عامر کے خدام سے تھا۔
 باقی کتابین جو وقت بربر نے قرطبہ میں قدم رکھا اور بزور تیغ اسپر قابض ہوئے
 لٹ گئیں جیسا کہ آئندہ ہم تحریر کریں گے۔

خلیفہ حکم کے عہد حکومت میں اس کی فوجیں بلادِ مصر و حدی المغرب الاقصیٰ
 اور المغرب الاوسط کو برابر پائمال اور تخت و تاج کرتی رہیں۔ ملک زناتہ، مغراوہ،
 اور ملک سہ نے نہایت خوشی سے اسکی حکومت اور شاہی اقتدار کو تسلیم کیا
 اور اسکے نام کا خطبہ اپنے ہاں کے ممبروں اور مسجدوں میں پڑھا اور اسی ذریعہ
 سے ان لوگوں نے دعوت حکومت شیعہ سے جو کہ ان دنوں ان کے
 گرد و نواح میں پھیلی ہوئی تھی تراجیم کیا۔ ان کے ملوک و سلاطین آل خزر
 اور بنی العاصیہ بطور وفد خلیفہ حکم کے دربار میں حاضر آئے خلیفہ حکم
 نے ان لوگوں کی وفد کی بے حد عزت کی اور معقول مبالغہ سے
 عنایت کئے۔

ہشام مودکی حکومت

بعد اسکے خلیفہ حکم المستنصر بالله الاموی تاجدار اندلس مرض شالچ
مین مبتلا ہوا رفتہ رفتہ مرض نے اعتدال ترقی کی کہ صاحب فراش
ہو گیا اور سولہ برس حکومت کر کے گوشہ قبر میں جا چھا بعد اسکے ہشام اسکے بیٹے نے

خلیفہ حکم کی سوانح پر نظر ڈالنے سے یہ معلوم ہوا ہے کہ مستنصر اگرچہ اس
بشان و شوکت اور رعب و اب کا حکمران نہ تھا جیسا کہ اس باپ کا خلیفہ ناصر تھا مگر چھری
مستنصر کے جلال سے پورپ کے سلاطین مرعوب ہو رہے تھے۔ اور اس سے مرسم
اتحاد قائم رکھنے کو باعث فخر و عزت سمجھتے تھے۔

خلیفہ مستنصر نے اپنے باپ کے انتقال کے دوسرے دن یوم پنجشنبہ کو سرحدوں
پر قدم رکھا اور تمام ملک میں اپنی بادشاہی و تخت نشینی کے فرہین اور خطوط روانہ کئے۔ عنان
حکومت اپنے ہاتھ میں لیتے ہی نظام حکومت کے درست کرنے شیرازہ سلطنت کو مستحکم و مضبوط
بنانے، تعمیرات عامہ اور ترتیب افواج کی جانب توجہ کی۔

ناصر کی وفات اور مستنصر کی تخت نشینی سے سرحدی عیسائی سلاطین اور امرا نے ممالک
اسلامیہ کی طرف پیش قدمی شدہ دے کی اور یہ خیال کر کے کہ خلیفہ ناصر تو انتقال ہو ہی چکا ہے
اور اسکا جانشین محض کتابی کبڑا ہے۔ عذر شکنی پر آمادہ ہو گئے۔ خلیفہ مستنصر نے انکے مفت بلدر پر
فوجیں بھیجیں ان فوجوں کی سپہ سالاری کبھی تو وہ خود کرتا تھا اور گاہے گاہے اپنے نامور
سوار اور جنگ آزمادہ امراء و بوزراء کو امیر لشکر مقرر کر کے روانہ کرتا تھا اور اس فوج کشی میں
کامیابیاں حاصل کرتا تھا۔ انگریزی مورخین کا یہ خیال ہے کہ خلیفہ مستنصر کتابی کبڑا تھا
اور اسکو مخالفین کے مقابلہ پر خلیفہ اعظم عبدالرحمن ثالث الناصر الدین اللہ کا بیٹا ہونا فتیاب
کرتا تھا کیونکہ مخالفین کے دونوں پر اسکے باپ کے رعب و اب کا سکہ بیٹھا ہوا تھا۔ اگر انکا یہ
خیال صحیح تسلیم کر لیا جائے تو کسی طرح نہیں سمجھ میں آتا کہ سرحدی عیسائیوں کو عد شکنی پر تحریک
کون کرتا تھا اصل حقیقت یہ ہے کہ ان احسان فراموشوں کو خلیفہ ناصر کی کفش برداری و قتل و غارتگری

سہری خلافت پر قدم رکھا یہ اسوقت کم سن تھا قریب بلوغ پہنچ گیا تھا۔ خلیفہ حکم نے اسکے وزارت پر محمد بن ابی عامر کو متعین کیا تھا۔ محمد بن ابی عامر پہلے دقرقنار میں ملازم تھا۔ بھول گئی تھی اور اس اتفاقی تبدیلی حکومت سے انہوں نے فائدہ حاصل کرنے کی کوشش کی مگر ناکامیاب رہے اور اس کا ضروری نتیجہ یہ ہوا کہ سبھون نے حاضر ہو کر بہر مصالحت کی درخواست کی اور اس کے شاہی اقتدار کو تسلیم کیا۔ جیسا کہ تم اصل ترجمہ تاریخ میں ابھی پڑھ چکے ہو۔

آخری ماہ صفر ۳۵۱ھ میں اردون اور ڈونوین انوش مہ اسپنے بیس مصاجون کے بطور وفد ملک اندلس میں داخل ہوا۔ غالب ناصر بن اسکو اپنے ہمراہ لئے ہوئے قرطبہ کی جانب روانہ ہوا۔ اشارہ میں محمد وزیاد پسران الفلج ناصر بن عظیم فوج لئے ہوئے ملے اگلے دن یہ دونوں مہ اردون کے قرطبہ کی طرف روانہ ہوئے خلیفہ مستنصر نے اس سے مطلع ہو کر ہشام مصحفی کو بہت بڑی فوج باضابطہ کے ساتھ اردون کے استقبال کا حکم دیا چنانچہ غالب، محمد، زیاد اور ہشام مصحفی اردون کو مہ اسکے بیس ہمراہیوں کے قرطبہ کے شہر پناہ کے اندر داخل ہوئے اردون نے ماہین باب سہ و باب جان پہنچکے دریافت کیا ”مرحوم خلیفہ ناصر کس جگہ مدفون ہوئے ہیں“ اشارہ سے بتلایا گیا کہ قصر خلافت کے اس حصہ میں مدفون ہیں۔ اردون نے سنتے ہی سر سے ٹوپی اتار لی مکان قبر کے طرف ذرا جھکا اور دعا کی بعد ازاں سر پر ٹوپی رکھ لی۔ خلیفہ مستنصر نے دارنا عمرہ میں ٹہرانے کا حکم دیا۔ اس مکان کو پہلے ہی سے فرش فردش اور فرنجہ سے آراستہ کر رکھا تھا۔ چنانچہ کمال عزت و احترام سے اردون اس مکان میں ٹھہرایا گیا۔ پنجشنبہ اور جمعہ دونوں بضر اسایش مقیم رہا تیسرے روز یوم شنبہ کو خلیفہ مستنصر نے اردون کو دربار میں حاضر ہونے کی اجازت دی۔ جس طرح خلیفہ ناصر نے سفراء سلاطین کے حاضر ہونے پر دربار کو آراستہ کیا اور سجایا تھا اسی طرح خلیفہ مستنصر نے دربار کے آرایش میں اپنی توجہ صرف کی۔ قصر الزہراء کے مجلس شرقی میں تخت رکھا گیا اخوان الریاست اور انکے بیٹے بعدہ و زرارہ اور انکے بیٹے پچھر

خلیفہ حکم نے اسکی ملازمت کو خلیفہ وزارت میں تبدیل کر لیا رفتہ رفتہ کھن امور کا انصرام و اسکے سپرد کر دیا گیا آدمی ہوشیار کفایت شعار تھا مستقل طور سے وزارت کا کام کرنے لگا اور خلیفہ حکم کی آنکھوں میں بھی عزیز اور موثر ہو گیا۔ پس جب خلیفہ حکم نے

(تقیہ نوٹ) قاضی منذر بن سعید، حکام، فقہاء ترتیب وار غلے و قدر و اتب اسپنے اپنے خلیفہ زاد پر بیٹھے گاڑی کا رسالہ اور فوج نظام و درویش صفت بستہ کھنری ہوئی۔ محمد بن قاسم بن طلحہ بادشاہ اردون کو لئے ہوئے قصر الزبرج میں داخل ہوا۔ اندلس کے ذوق عیسائی روسار کا ایک گروہ بھی اسکے ہمراہ تھا۔ انہیں لوگوں میں ولید بن خیران قاضی نصار سے قرطبہ اور عبید اللہ بن قاسم مطران طلیطلہ وغیرہ بھی تھے۔ اردون دونوں صفوں کے درمیان ہو کر گزرا۔ صفوں کی ترتیب، زرق برق و رویان، ہتھیاروں کے چمک دھمک اور کثرت فوج سے ایسا تاثیر ہو گیا کہ آنکھیں اوپر نہیں اٹھ سکتی تین رفتہ رفتہ باب الاقب رتک پہنچا تو قصر الزبرج کا پیلا دروازہ تھا۔ جو امراء و اراکین اردون کو لانے گئے تھے سواروں سے اتر پڑے بادشاہ اردون اور اسکے خاص خاص سردار سوار ہی پر رہے تاکہ باب السیدہ پر پہنچے اس وقت اردون کے سرداروں کو پیادہ پا چلنے کا شاہی ملازمین نے اشارہ کیا پس وہ سب کے سب پیادہ پا ہو گئے صرف اردون اپنے گھوڑے پر سوار رہا محمد بن قاسم بن طلحہ کے ہمراہ چلا جا رہا تھا۔ گاڑی کے مکان میں پہنچے تھیں دلائون میں سے بچ کے ہال میں اوتار لگیا وسط ہال میں ایک سنگی چوڑا تھا جس پر کرسی نفیسی لگی تھی اردون اوس کرسی پر بیٹھ گیا۔ اسکے ہمراہی بھی اسکے گرد و پیش بیٹھ گئے۔ یہ وہی مکان تھا جہاں پر اس سے پہلے اسکا رقیب سلطنت شاہجہن رزمیر جبکہ وہ بطور وفد خلیفہ ناصر کے دربار میں حاضر ہو تھا۔ پہلا یا گیا تھا توڑی دیر کے بعد خلافت تاب کے پیش گاہ سے اردون کی حاضری کی اجازت ہوئی اردون یہ ادب تمام خاص دربار کے کمرہ کی طرف چلا اسکے پیچھے پیچھے اسکے

اپنا سفر دنیا تمام کیا اور ہشام کی حکومت کی حیثیت لی گئی اور المودک مبارک خطاب قبول کیا اس وقت محمد بن ابی عامر نے خلیفہ حکم کے ہمائی کو جو کہ دعویٰ خلافت و امارت تھا طبری ٹہنی چالون سے قتل کیا بعدہ جعفر بن عثمان مصحفی (خلیفہ حکم کے حاجب) غالب والی مدینہ سالم (حیدر ناسلی)۔

کل ہر ای آہستہ آہستہ چلے جون ہی اس صحن میں پہنچا جو کہ مجلس شہرتی کے مقابل تھا جنانکہ شاہی تخت رکھا ہوا تھا اور خلیفہ مستنصر روفق افروز تھا اردون کٹر اہو گیا اور سر سے ٹوپی اتار لی اور گشتون کے بل دونوں صفوں کے درمیان جو کہ دور دیہ صحن میں تھیں چلنے لگا یہاں تک کہ صحن کو طے کر کے اس ہال کمرہ کے دروازہ پر پہنچا حسین شاہی تخت رکھا ہوا تھا بے تامل سجدہ میں گر پڑا پھر سر اوٹھایا اور چند قدم چلکے پھر سجدہ کیا مگر سر نہ کر سجدے کر تا ہوا قریب سریر خلافت پہنچا خلیفہ مستنصر نے ہاتھ بڑھایا اردون دست بوسی کر کے اولے پاؤں لوٹ کر اس گدے پر آیا جو سریر خلافت سے دس گز کے فاصلہ پر بچھا ہوا تھا یہ گدہ ادیا کا تھا سنہرے کام سے بالکل لپا ہوا تھا اردون خلافت آب کے اشارہ پر اس گدے پر بیٹھ گیا بعد ازاں اسکے اور ہر امیون نے اس طرح خلافت آب کی دست بوسی کی اور اولے پاؤں لوٹ کر اردون کے پیچھے آکر دست بستہ کٹرے ہو گئے ولید بن خیران قاضی انصاری سے قرطیہ کو تہ جہان کی خدمت کے انجام دینے کا اشارہ ہوا تو ٹھہری دیر کے بعد جب اردون کے چہرہ سے شاہی اجلال سے مرعوب ہونے کا اثر کم ہوا تو خلیفہ مستنصر نے ارشاد کیا ”ہم کو تمہارے آنے سے بہت بڑی مسرت ہوئی تمہارے اقبالندی کی قوی دلیل یہ ہے کہ تمہارے نسبت ہمارے خیالات نہایت اچھے ہیں اور ہم تمہاری امید سے زیادہ تمہارے مقصد برآری میں مدد کریں گے اردون کا چہرہ ان فقروں کے سننے سے فرط مسرت سے چلکنے لگا جوش میں آ کے فرشتوں کو چوم لیا جو شاہی تخت کے نیچے بچھا ہوا تھا اور کمال عجز و اباحت سے عرض پر داز ہوا ”میں امیر المومنین کا غلام ہوں اور امیر المومنین کے فضل و احسانات سے امید رکھتا ہوں کہ جہان پر

خواجہ سرایان مجلس کشاہی اور انکے سرداروں فائق اور جوہر سے سازش کی اور اس معاملہ میں ان لوگوں کو شریک کر کے مغیرہ کو قتل کیا اور کامیابی کے ساتھ ہشام کی خلافت و امارت کی بیعت لی

بلیقہ لوط۔ اور جس خدمت پر امیر المومنین اپنے احسانات افضال سے اس بندہ درگاہ کو مامور کرین گئے نہایت سچائی اور ازادتمندی سے اس خدمت کو انجام دیا۔
 خلیفہ مستنصر نے جواب دیا "تم ہمارے خیال کے نزدیک اس مرتبہ و عزت کے لائق ہو جس پر ہماری غنایات مبذول ہو سکتی ہے عنقریب ہمارے احسانات اور افضال تم پر اس قدر ہونگے کہ تمہارے اہل ملت اور اہل خاندان تم پر رشک کریں گے اور تم دیکھ نو گئے کہ ہمارے نفل عاطفت میں آجانے سے کس قدر آرام اور آب و آیش پاؤ گے" اردو میں یہ شعر فرما مسرت سے سجدہ عین گر پڑا
 ہتھوڑی دیر کے بعد سردار اٹھا کے گذار شش کی شاخچہ میرا چچا زاد بھائی خلیفہ سابق کی خدمت فریادی بکر حاضر ہوا تھا اسکی بڑی عزت افزائی ہوئی تھی وہ حقیقت میں مضطرب و حاضر ہوا تھا اسکو اسکی رعیت نے بوجہ ظلم و بید اخلاقی معزول کر دیا تھا اور بجائے اسکے مجھے سرداری کے لئے منتخب کیا تھا حالانکہ میں نے اسکی کوئی کوشش نہیں کی تھی چنانچہ میں نے اسکو سر حکومت سے اتار دیا اور وہ مضطربانہ بحال پریشان مرحوم خلیفہ کی خدمت میں حاضر ہوا
 مرحوم خلیفہ نے اسکی عزت و توقیر کی اور اسکی خواہش کے مطابق اسکی مدد کی مگر اس نے اپنے منصبی فرائض نہ ادا کئے اور نہ احسانات شاہی کا شکریہ ادا کیا اور نہ ان حقوق کی نگہداشت کی جو اس پر مرحوم خلیفہ اور بعدہ امیر المومنین کے تھے۔ یہی ارادہ تمہارا کسی ضرورت اور حاجت کے در دولت کی آستانہ بوسی کو حاضر ہوا ہے محض شاہی غایت کا امیدوار اور خلافت پناہی کے لطف و کرم کا خواستگار ہے۔ اس وقت تک میری جانب سے میری رعایا کے خیالات

حالات منصور بن محمد بن ابی عامر کے اختیارات جو کہ شام کی کم سنی کیوجہ سے
ابی عامر امور سیاسی میں پیش پیش ہو رہا تھا اور سلطنت و دولت
 کے سیاہ و سفید کرنے کا مختار ہو گیا تھا بعد وفات خلیفہ حکم بید بڑھ گئے۔
 اہل دولت اراکین سلطنت کے ساتھ چالین چلنے لگا ایک کو دوسرے سے
 لڑا دیا۔ بعض کو بعض کے ذریعہ سے قتل کرایا۔

(تقیہ نوٹ) نیک ہیں اور وہ بدل و جان میری حکومت کے خواہان ہیں، خلیفہ مستنصر
 نے ارشاد کیا ”ہم تمہارے کلام کو سمجھا عنقریب تم ہمارے احسانات اور عنایات
 کا دو چندان سے شمرہ حاصل کرو گے جس قدر کہ ہمارے نامور باپ نے تمہارے
 ہجرت پر کئے تھے اگرچہ اسکو فضیلت سبقت کی حاصل ہے مگر یہ فضیلت ایسی نہیں
 ہے کہ تمہارے کسی قسم کے حقوق نظر انداز کئے جائیں انشاء اللہ تعالیٰ تم ہمارے
 حضور سے محسوس اور مغبوط اپنے ملک واپس جاؤ گے ہم تمہارے ملک تمہاری
 حکومت کی بنیاد مستحکم کر دیں گے جو لوگ تمہاری مخالفت کریں گے ہم انکو اس مخالفت کا فزہ
 چکادیں گے ہم اپنے احسان اور فضل عام سے تمکو اسی رتبہ پر پہنچا دیں گے جبکہ تم پہلے
 تھے اور جو بلاد تم سے چین کئے گئے ہیں ہم اسکو پھر تمکو واپس دلایں گے۔ بوقت
 مراجعت اسی مضمون کا فرمان لکھ کر ہم تم کو عطا کریں گے تاکہ وہ تمہارے اور تمہارے
 چچا زاد بھائی کے حقوق کی نگہداشت اور تمہارے تقریری پر دلالت کرے۔ انشاء
 اللہ تعالیٰ ہم تمکو تمہاری امید سے زیادہ اپنی عنایتوں سے محفوظ اور مسرور کریں گے
 واللہ علی ما نقول وکیل، اردون نے یہ سنکر شکر ادا کا دوبارہ سجدہ کیا اور اجازت حاصل
 کر کے اولے ٹپاؤں دربار سے لوٹا تاکہ خلافت ثاب کی طرف واپسی میں سہمپا ہو۔ دو خواجہ
 سردار دون کے دونوں بازو پکڑ کے مجلس غریب کے صحن میں لائے اب اس
 وقت اردون کے ہوش و حواس درست ہو گئے تھے آنکھیں اٹھ کے پھر مجلس شریقی

منصور بن ابی عامر قبیلہ یمنیہ خاندان معافر سے تھا اس کا نام محمد تھا عبد اللہ
بن ابی عامر بن محمد بن عبد اللہ بن عامر محمد بن ولید بن یزید بن عبد الملک معافری
کا بیٹا تھا عبد الملک معافری (منصور کا جد اعلیٰ) طارق فاتح اندلس کے ہمراہ

(بقیہ نوٹ) کی طرف دیکھا تو تخت شاہی کو خالی پایا۔ شاہی تخت کی طرف سجدہ کیا بعد ازاں
وہی دونوں خواجہ سرا اردون کو اس ہال کمرہ میں لائے جو مجلس غریبی سے ملا ہوا تھا
اور اس کو ایک غلی گدے پر چبہ طلائی کام بنا ہوا تہا بیٹا التئین جعفر حاجب (لار وچپر لسن)
آپہو نچا اردون دیکھ کر اوٹھ کھڑا ہوا براہ عجز و الحاح دست بوسی کو بڑا جعفر نے دست
بوسی سے روک کر معانقہ کیا اور اسکے پاس بیٹھ کر باتیں کرنے لگا اور اس کو خلافت مآب
کے ایفار وعدہ کا اچھی طرح سے یقین دلایا اس سے اردون کی مسرت اور خوشی دو چند
ہو گئی۔ بعد ازاں حاجب نے اردون اور اس کے کل ہمراہیوں کو علی قدر مراتب
خلعین دین۔ چنانچہ اردون کامیابی کے ساتھ اپنے ملک واپس گیا۔

اس موقع پر بھی اہل علم نے خطبہ دیئے شعراء نے قصائد پڑھے تمام طرائف
و تدریجین مرت کا اظہار کیا گیا۔ (دیکھو المقتاری مطبوعہ لندن جلد اول صفحات ۲۵۰ لغاتہ ۲۵۱)
مورخین لکھتے ہیں کہ خلیفہ مستنصر کنیہ الاخلاق نفیس مزاج، عالم، علم علوم و فنون کا
شائق علمار اور اہل ہنر کا قدردان جو لوگ اس سے ملنے آتے تھے۔ ان کے کمال
عزت کرتا تھا۔ کتابوں کے جمع کرنے کا یہی شوق تھا۔ اس کے کتب خانہ میں چار لاکھ
جلدین مختلف علوم و فنون کی تھیں۔ ابن فرغی اور ابن بشکوال تحریر کرتے ہیں کہ خلیفہ مستنصر
کے کتب خانہ میں کم از کم بیس کتابیں تھیں جبہ اس نے حاشیہ یا نوٹ نہ لکھا ہو۔ کم از کم اس نے
ہر کتاب پر اس قدر توجہ و لکھ بایا تھا کہ یہ کتاب فلان فن کی ہے فلان شخص اس کا مولف
ہے مولف کا جائے ولادت اگر مرچکا ہے تو تاریخ وفات بھی لکھ دیتا تھا۔ اس سے
معلوم ہوتا ہے کہ خلیفہ مستنصر محض کتابوں کے جمع کرنیکا شائق اور کتابی کیسٹرانہ تھا

اندلس آیا تھا۔ فتح اندلس میں اس نے بہت بڑا حصہ لیا تھا اور بڑے بڑے نمایاں کام کئے تھے منصور ابن ابی عامر بھی بہت بڑا اقبال شخص تھا ایک چھوٹے عہدہ سے وزارت کے مرتبہ تک پہنچا خلیفہ حکم جیسے شخص نے اپنے بیٹے ہشام کو قلند ان وزارت اسکے سپرد کیا جیسا کہ ہم اوپر بیان کر آئے ہیں۔

خلیفہ حکم کے انتقال کر جانے پر خلیفہ ہشام نے محمد ابن ابی عامر کو حجابت کا عہدہ عنایت کیا۔ محمد نے اپنی مدبرانہ چالوں اور حکمت عملیوں سے خلیفہ ہشام کو ایسا کچھ دبا لیا کہ وزیروں کو بھی باریاب ہونا دشوار ہو گیا۔ شاہزاد اور ایسے ایام ان لوگوں کو اتفاق سے نصیب ہوتے تھے کہ جن میں یہ لوگ دربار شاہی میں حاضر ہو کر سلام کرتے اور پہراوٹے پاؤں واپس آتے تھے شاہی فوجوں کی تنخواہوں میں معقول اضافہ کیا۔ علماء کے مراتب بڑھائے اہل علم کی قدر افزائی کی۔ اہل بدعات کا قلع و قمع کیا۔ نہایت دانشمند، صاحب الرائے۔ شجاع، فنون جنگ سے واقف اور مذہب کا حمید

بقیہ نوٹ۔ بلکہ اس کا وقت کتب بینی میں بھی صرف ہوتا تھا افسوس ہے کہ مستشرقین اس قدر دانی علوم و فنون سے فہم و بین نہ رکھتے تھے کہ عیب کی نگاہوں سے دیکھتے ہیں سچ ہے کہ عیب ناپید نہیں ہو سکتا یہ تھے سلاطین اندلس جبکہ آگے بادشاہان یورپ زانوسے ادب نہ کرتے تھے اور اپنی نزاعوں اور قضایا اور خصوصیتوں کو فیصل کرنے کی غرض سے ان کے حضور میں بہ کمال ادب پیش کرتے تھے اور اس کو باعث فخر سمجھتے تھے مگر افسوس ہے کہ ان میں خلافت شریعت کا رواج چل نکلا تھا جبکہ احساس ان کو نہیں ہوا اور آخر میں یہی باعث زوال سلطنت ہوا و البقا و مدد وعدہ۔ مروجہ نے قصر قرطبہ میں دوسری صفر ۳۵۷ھ کو سوار سال حکومت کر کے بعارضہ فالج انتقال کیا

پابست نہ تھا اراکین دولت اور روسا سلطنت میں سے جن لوگوں نے اسکی
 مخالفت اور اسکے کاموں میں مزاحمت کی ان لوگوں میں سے کسی کو حکمت
 عملی معذول کیا کسی کا درجہ توڑ دیا اور کسی کو کسی کے ذریعہ قتل کر دیا یہ
 کل امور خلیفہ مشام کے حکم اور شاہی فرمان کے ذریعہ سے سرانجام پاتے
 تھے۔ رفتہ رفتہ محمد بن ابی عامر نے اپنے کل مخالفوں کا استیصال
 کر دیا انکی جماعت کو منتشر کر دیا۔ سب کے پہلے قصر خلافت کے مقابلہ حندام
 خواجہ سرایان کے نکالنے کی فکر کی چنانچہ حاجب مصحفی کو ان کے نکالنے
 اور بارگاہ خلافت سے مردود کرنے پر ابھار دیا حاجب مصحفی نے ان لوگوں
 کو ذلیل کر کے قصر خلافت سے نکال دیا یہ لوگ تعداد میں آٹھ سو یا اس سے
 زائد تھے۔ بعد اس کے محمد بن ابی عامر نے غالب دحلم کے مولیٰ اور سپہ سالار
 افواج سرحدی کی بیٹی سے عقد کر لیا اور حد درجہ کی اسکی اطاعت
 اور فرمانبرداری کرتا رہا اسکے ذریعہ سے اس نے مصحفی کے اقدار
 کو گھٹایا اور اس کے اثر کو امور سلطنت سے محو و نیست و نابود کر کے
 معذول کر دیا۔ بعد ازاں غالب سپہ سالار افواج سرحدی کی اوکھاڑ
 بچھاڑ جعفر بن علی بن حمدون والی مبادیہ کے ذریعہ سے کی۔ یہ جعفر
 وہی ہے جو شروع عہد حکومت حکم میں زناتہ اور بربر یون کو یکے حکم
 سے لڑا تھا۔ غالب کی برخاستگی کے بعد اس نے جعفر بن پرچہ کی اپنا
 پاتہ صاف کیا عبد اللہ و دابن جوہر اور ابن ذی التون وغیرہما
 جیسے سرداران عرب سے سازش کر کے جعفر کی زندگانی
 کا بھی خاتمہ کر دیا۔ الغرض محمد بن ابی عامر نے اراکین سلطنت اور سرداران
 دولت کی اوکھاڑ بچھاڑ سے فارغ ہو کر لشکر کی آراستگی کی جانب توجہ کی

سرخدی باشندون زناتہ اور بربر سے شاہی لشکر مرتب کیا۔ صنہاجہ،
مغراوہ، بنی یقرن، بنی برزال اور مکناسہ وغیرہم کو حکومت و سلطنت
کے اہم اور ذمہ داری کے کام سپرد کئے اور انہیں لوگوں کو
افواج شاہی کی سرداری عطا کی۔ محمد بن ابی عامر نے انہیں چالون
اور حکمت عملیوں سے نوعمر خلیفہ ہشام کو شاہنشاہ بننے کے قصور خلافت
کے بساط پر بٹھا دیا اور خود حکمرانی کی عباہت کے حکومت کرنے لگا۔ خلیفہ
ہشام اپنی شان خلافت لئے ہوئے مجلس اسے خلافت کی چار دیواری
کے اندر بیٹھا رہا اور محمد بن ابی عامر نے بلا دہر پانہ میں اپنی حکومت
اور رعب و اداب کا سکھ چلا دیا کل امور سلطنت کا نظم و نسق خود
کرتا تھا سرحدی عیسائی شہزادوں پر ہمیشہ فوج کشی اور جہاد کرتا تھا
اہل بربر اور زناتہ کو لشکر کی سرداری اور بڑے بڑے مراتب
دیتا تھا اور عربی نژادوں کے اثر کو آہستہ آہستہ گھٹاتا جاتا تھا تا آنکہ
کمال استقلال اور استحکام کے ساتھ حکومت و دولت پر مستولی
ہو گیا جو جو اراکین دولت اسکے سدراہ تھے ان کے نام
و نشان کو مٹا دیا۔ خاص اپنی سکونت کے لئے ایک شہر
موسوم بہ زاہرہ آباد کرایا۔ شاہی خزانہ، میگزین اور ہر قسم کے
اسباب و ہین اٹھا لئے گیا۔ اور وہیں تخت حکومت پر بیٹھ کر
حکم رانی کرنے لگا محمد بن ابی عامر نے اس پر فقط اکتفا نہیں کیا تھا
بلکہ یہ حکم بھی صادر کیا تھا کہ بادشاہوں کی طرح میری تعظیم و تکریم
کی جائے اور انہیں کی طرح مجھے آداب و القاب لکھ جائیں تاہم ہمہ
الحاجب المنصور کے لقب سے اپنے کو ملقب کرتا تھا۔ خطوط، فرامین اور شقے

اسی کے نام سے جاری کئے جاتے تھے۔ ممبرون پر اسکے نام کا خطبہ پڑھا جاتا۔ سکہ بھی اپنے نام کا مسکوک کرایا اور پھر سیریون اور جھنڈون پر اپنے نام کو لکھوایا۔ علاوہ براین اپنا خاص دفتر علیحدہ قائم کیا بریون اور آزاد غلاموں سے فوجیں مرتب کیں۔ نو مسلموں اور غلاموں کو بڑے بڑے عہدے عطا کئے اور ان چالون اور حکمت عملیوں سے جسکو چاہا دیا کیا جو چاہا کر گزر اوجاغر داؤڑ لیتا جہاد اور جنگ کفار پر اکثر بذاتہ جاتا تھا۔ اپنے زمانہ حکومت میں باون جہاد کئے ایک جہاد میں بھی اس کا جھنڈا سرنگون نہیں ہوا اور نہ اس کی فوج برداشتہ خاطر اور بد دل ہوئی نہ تو اس کی فوج کو کوئی صدمہ پہونچا اور نہ اس کے کسی سیرہ کو ہلاکت کا سامنا ہوا اس کی فوج طفر موج سرحدی بلاد سے متجاور ہو کر سوا اعلیٰ بربر تک پہونچ گئی تھی۔ مبرا نہ جاتوئے ملوک بربر کو باہم لڑا کر ان کی قوت کو سلب کر لیا تھا۔ یہی اسباب تھے جن سے اس کی حکومت کا سکہ تمام ملک مغرب میں کامیابی کے ساتھ چلا۔ ملوک زناتہ نے اپنی بد قبالی کا یقین کر کے اس کی اطاعت قبول کر لی تھی اور اس کے شاہی اقتدار کو بخوشی خاطر تسلیم و قبول کر لیا تھا اس کا بیٹا عبد الملک ملوک مغراوہ آل خزرجی سرکوبی کو فاس پر چڑھ گیا تھا۔ بات یہ ہوئی تھی کہ زیری بن عطیہ بادشاہ مغراوہ نے خلیفہ ہشام کو ناسمجہ بہ کار حکم ان تصور کر کے اپنے حدود و مملکت کو کسی قدر بڑھایا تھا پس عبد الملک نے ۱۱۵ھ میں زیری پر فوج کشی کی اور پہونچتے ہی فاس پر کامیابی کے ساتھ قبضہ کر لیا بعد کامیابی اپنے طرف سے ملوک زناتہ کو ملک مغرب اور اس کے صوبجات سجلماسہ وغیرہ پر مامور کیا جیسا کہ آئندہ ہم تحریر کریں گے

زیریں بن عطیہ نے تہرت میں جا کے پناہ لی چنانچہ اسی زمانہ فزاری
میں مر گیا۔ بعد ازاں عبدالملک نے واضح کو ملک مغرب کی حکومت پر
مامور کر کے قرطبہ کی جانب مراجعت کی۔

محمد بن ابی عامر ملقب بہ منصور اعظم جو درحقیقت اسم ہائے ہمت
ایسے غلبہ اور رعب و داب کی ستائش سال حکومت کر کے
جہاد سے واپس آئے ہوئے مدینہ سالم میں پہونچے ۳۶۳ھ میں رہے
ملک آخرت ہوا۔

۱۔ مولف کتاب نفع الطیب تحریر کرتا ہے کہ منصور اعظم کے حالات میں ابن سعید
نے لکھا ہے کہ محمد بن ابی عامر ملقب بہ منصور اعظم مشرک و ترکش کا رہنے والا تھا اسکا
مورث اسطیٰ عبدالملک طارق کے ساتھ اندلس میں آیا تھا۔

ابن جان نے اپنی کتاب خصوص دولت نامہ میں فتح نے مطح میں، حجازی
نے مسب میں شقہ ہی نے طرف میں بالاتفاق مختصر پر کیا ہے کہ منصور اعظم
مشرک و ترکش کا اصلی باشندہ تھا۔ لہٰذا کہن ہی سے قرطبہ چلا آیا تھا اور یہیں تقسیم
اور تربیت حاصل کی بعد ازاں مجلسائے خلافت کے متربیب ایک دوکان لے کر
خطوط نویسی کرنے لگا خدام قصہ خلافت کے خطوط اور اہل غرض و حاجتمندوں کی
عرضیان لکھ کر اپنی اوقات بسر کرتا تھا۔ اتفاق سے سیدہ صبح مادر مویہ (مخام) نے حساب
کے لکھوانے کے لئے منصور اعظم کو بلوایا۔ منصور اعظم نے دیانت داری اور مستعدی
سے اس خدمت کو انجام دیا۔ بعض خواجہ سراہوں نے بھی سلطانہ بیگم سے منصور اعظم
کی تقریب اور توصیف کی سلطانہ بیگم اسکی خدمت سے اس درجہ خوش ہوئیں کہ اسکو
بعض مواضعات کا قاضی مقرر کر دیا۔ آدمی ہوشیار اور زمانہ کی رفتار سے
آگاہ تھا نہایت دانائی سے اس خدمت کو انجام دیا تو ٹوٹے دلوں میں اشیلیہ

منظرف بن منصور | مظفر کے انتقال کے بعد اسکا بھائی عبدالرحمن اسکا جانشین ہوا اور الناصر لدین الدکابریک لقب اختیار کیا۔ اس نے امن و امان قائم رکھنے ملک و حکومت پر متغلب و متصرف رہنے اور خلیفہ شہام (بقیہ نوٹ) کی زکوٰۃ اور وراثت کی خدمت بھی اس کے سپرد ہو گئی۔ اس نے اپنی خدا داد قابلیت اور نیرہ تحائف و ہدایا سے سلطانہ بیگم کو اپنے اوپر اس قدر مہربان بنالیا اور اس قدر رسوخ بڑھالیا کہ کسی غیر کو خواب میں بھی اس زمانہ میں یہ مرتبہ نہیں حاصل ہوتا یا میں ہمہ اس نے مصحفی کی اطاعت اور فرمانبرداری میں ہی ذرہ بھر بھی کوتاہی نہیں کی تا آنکہ شہام تخت حکومت پر جلوہ افروز ہوا شہام کی عمر اس وقت بارہ برس کی تھی سلطانہ بیگم کو امور سلطنت میں پوری پوری مداخلت تھی اور محمد بن ابی عامر اپنے شریفانہ طرز عمل اور عاملانہ تدابیر سے اسکا پیش دست تھا۔ اتفاق سے اسی زمانہ میں عیسائیوں نے حالاک اسلامیہ پر فوج کشی کی مصحفی نے ان کی مدافعت پر محمد بن ابی عامر کو مامور کیا محمد بن ابی عامر نے بغایت اللہ جل شانہ عیسائیوں کو ہزیمت دے دی اس سے اسکی مقبولیت اور بڑھ گئی خواص و عوام اسکو محبت کی نظروں سے دیکھنے لگے۔ داد و دہش کا مادہ بھی اس میں موجود تھا کچھ لوگوں کو گردیدگی اس سے ہوئی غرض کسیکو اپنی مردانگی اور دلاوری سے اسکیو اپنی داد و دہش سے اسکیو پابندی شریعت اور قانون سے اسکیو اپنی عاملانہ تدابیر سے اپنا ہمدرد اور بھی خواہ بنالیا اور جن لوگوں نے اسکی ذرا بھی مخالفت کی یا اسکو انکی جانب سے خطرہ ہوا بہ حکمت عملی حریف غلط کی طرح سے نکال کر پھینک دیا۔ مصحفی کے ذریعہ سے مقابلہ (مجلس) خلافت کی متعلقہ فوج خواجہ سرا یا ان مقابلہ یعنی سلیم کو نکلوا یا بعد ازاں مصحفی کو جوڑ توڑ لگا کر غالب کے ذریعہ سے معزول کیا۔

کو بہرِ وحکمتِ عملی و تدابیرِ مناسب و بائے رکھنے میں وہی رویہ اختیار کیا جو اسکے باپ اور بھائی کا تھا۔ بعد چندے اسکے دماغ میں رتبہ خلافت حاصل کرنے کی ہوس سمائی چنانچہ خلیفہ ہشام سے جو کہ برائے نام حکومت

(بقیہ نوٹ) پر غالب کو جعفر کے آڑ سے اپنے تیسرے مقصود کا نشانہ بنایا بعد چندے جعفر کو عبد الرحمن بن محمد بن ہاشم تجیبی کے ہاتھوں ذلیل اور خوار کیا حقیقت یہ ہے کہ منصور اعظم اپنے ارادوں میں حد درجہ کامتقل اور انکے پورے کرنے میں نہایت مضبوط تھا۔ ان اشخاص مذکورین کی معزولی و برطرفی اسوجہ سے نہیں ہوئی کہ یہ لوگ منصور اعظم کی ترقی کے سدا رہ تھے بلکہ ملکی و سیاسی مصلحتوں نے منصور کو ان لوگوں کی معزولی اور برطرفی پر قائل اور آمادہ کیا تھا۔ ان لوگوں نے اپنی غرضوں کا ملک و دولت میں پانیہ کو نشانہ بنا رکھا تھا اور منصور اعظم کو یہ باتیں پسند نہ آتی تھیں۔ اسکے زمانہ کو مورخین مغرب نے اندلس کے لئے نمونہ رحمت الہی شمار کیا تھا۔ اس نے اندلس کے جنوب و غرض قبائل عرب کو بربر یون اور اجنبیوں کے ذریعہ سے زیر و زیر کر کے اندلس کو پیرا من اور مہذب حکومت بنایا تھا۔ اسکے کارنامی ایسے ہیں جو آب زر سے لکھے جانے کے قابل ہیں اس نے اپنے زمانہ حکومت میں ۶۷ جماد

سردی کفار پر کئے اور کسی میں بھی ناکامی نہ ہوئی۔ بنفس نفیس لڑائیوں میں جاتا تھا اکثر سرد سردی امراء کو ایک دوسرے سے لڑا کر کمزور کر دیتا تھا۔ اسکے نسبت مطمح میں فتح تحریر کرتا ہے کانت ایامہ احمد ایام و سهام باہ اسد سهام غز الروم شاتیا و صافو مضیٰ خیما یروم زاجراً و عایقا۔ باین ہمہ عروج و سطوت اس نے اپنے نام سے عجائب کے لقب کو متروک نہیں کیا تھا۔ نسا باپ کی جانب سے معافی تھا اور مان کی طرف سے تمیمی۔ لہذا دونوں جانب سے اسکو شرافت نبی حاصل

وسلطن کا مالک تھا یہ درخواست پیش کی کہ مجھے آپ اپنا ولی عہد مقرر فرمائے خلیفہ ہشام نے اس درخواست کو قبولیت کا درجہ عنایت کیا اور ارباب حل و عقد و اصحاب سورے کو مجتمع کر کے ابو حفص بن برد کو عہد نامہ لکھنے کا حکم دیا۔ یہ دن بچہ چل سہل کا تھا تمام شہر چراغان کیا گیا تھا۔ غرض ابو حفص نے حسب حکم ہشام ناصر کی ولی عہدی کا فرمان باین مضمون تحریر کیا

(ذقیہ نوٹ) ہوئی تھی

منصور نے اپنے زمانہ حکمرانی میں رفادہ عام کے ہی بہت سے کام کئے تھے جس سے اسکی نیک نیتی و نفع رسانی خلائی کا ثبوت ملتا ہے از انجملہ مترتبہ کے نہرا عظم کا پل ہے ابتدا سے مشتمل اس پل کا بنیادی پتھر رکھا گیا تھا کے نصف میں بنکر طیار ہوا۔ ایک لاکھ چالیس ہزار دینار دیا ایک دینار تقریباً نو روپیہ کا ہوتا تھا صرف ہوئے تھے اسی قسم کا ایک دوسرا پل نہرا سجدہ پر بغرض رفادہ خلائی تعمیر کرایا تھا جامع مسجد قرطبہ کی عمارت میں بھی مقبول اعناذ کیا تھا تمام ملک اندلس میں شریکین بنوائیں دشوار گزار پہاڑیوں کو کاٹ کر راستے بنوائے جس پر ہر کہ دمہ باسانی سفر کر سکتا تھا۔

منصور اعظم کی واقف کاری اور ریاست دبیدار متیزی غیسر معمولی تھی انکو ذرہ ذرہ حالات ملک کے معلوم ہوتے رہتے تھے ابن حیان تحریر کرتا ہے کہ ایک روز شب کے وقت منصور اعظم اپنے مجلس ارشیں بیٹھا ہوا تھا خدمت کی بارش ہو رہی تھی تند اور تیز ہوا ٹھنڈی ٹھنڈی چل رہی تاریکی ایسی تھی کہ اپنا ہاتھ نظر نہ آتا تھا منصور نے دستہ فوج سواران میں سے ایک سوار کو طلب کر کے حکم دیا کہ اس وقت طلایا ریش کے راستہ پر جا کر کھڑے رہو جو شخص سب کے پہلے تمہاری طرف سے ہو کر

یہ وہ عہد ہے جسکو ہشام موید باللہ امیر المؤمنین نے بالعموم
کل آدمیوں سے اور بالخصوص بذات خاص بڑے غور و فکر
اور مدتوں استخارہ کر نیلے بعد کیا ہے کہ کس کو میرے بعد
منصب امامت و خلافت دیا جائے اور کون شخص اس جلیل القدر

(بقیہ نوٹ) گزرے اُس کو میرے پاس لے آؤ چنانچہ یہ سوار گھوڑے
پر سوار ہو کر طلبا ریش کے راستہ پر جا کر اسی ابرو بارش و برف و
طوفان میں کھڑا ہوا تھا قریب فجر ایک ضعیف اور معسر شخص گدھے پر سوار
آتا ہوا نظر آیا اس بوڑھے کے پاس لکڑی کاٹنے کے چند اوزار
بھی تھے سوار نے دریافت کیا اُسے بوڑھے! تو اب سے وقت میں
کہاں جاتا ہے! ”بوڑھے نے جواب دیا ”لکڑیوں کیلے جاتا ہوں“ سوار
نے اپنے دل میں یہ خیال کر کے کہ یہ بوڑھا غریب لکڑیوں کے
کاٹنے کو پہاڑ کی طرف جا رہا ہے اس سے منصور کی کیا غرض ہوگی کچھ
تعرض نہ کیا بوڑھا آگے بڑھ گیا پھر یہ سوار دل ہی دل میں سوچ
کر منصور کی سطوت اور جبروت سے ڈر گیا اور لپک کر اس بوڑھے
کو جھٹ پٹ گرفتار کر لیا بوڑھے نے منت و سماجت کی کہ مجھے چھوڑ دو
منصور کی مجھ سے کوئی غرض نہ نکلے گی میں اپنے پیٹ کے دہندے
میں جا رہا ہوں سوار نے ایک بھی نہ سنی کٹان کٹان منصور کی خدمت
میں لایا منصور اس وقت تک بیٹھا ہوا اس سوار کے آنے کا انتظار کر
رہا تھا ایک ساعت کو آنکھیں نہیں جپکا کی تھیں منصور نے بوڑھے کو
دیکھتے ہی خدام کو خانہ تلاشی کا اشارہ کیا۔ خدام نے تلاشی لی مگر کچھ
پیدا نہ ہوا منصور نے کہا اچھا اسکے گدھے کے بالان کی تلاشی لو“ خدام نے

عظیم نشانِ رتبہ کے لائق ہے۔ امیر المومنین پر اللہ تعالیٰ کا خوف بیکر غالب ہوا ہے اور وہ اذنِ قضا و قدر سے نہایت خائف و پریشان ہیں جو یک بہ یک تازی ہو جاتی ہیں اور پھر وہ کسی نوعِ ثانی نہیں ملتیں ہنوز اس گروہ سے علماء کا وجود مفقود

(لقبیہ نوٹ) پالان کی تلاشی لی تو اس میں سے ایک خطر آمد ہوا یہ خطیبی جبار و وطنوں نے ان عیسائیوں کو تحریر کیا تھا جو منصور کے یہاں فوجی خدمات پر مامور تھے۔ مضمون یہ تھا کہ موقع پا کے منصور کا کام تمام کر دو۔ منصور نے اس سے مطلع ہو کر کل عیسائیوں کے قتل کا حکم دے دیا انہیں عیسائیوں کے ساتھ اس بوڑھے شخص کی بی بی گردن مار دی گئی۔

منصور اعظم میں سر و گذاشت فیاضی اور رحم دلی کا مادہ بھی موجود تھا کتاب الارباب المشرور فی الاخبار الماثورہ کے زہرہ چوالیسویں میں لکھا ہوا ہے کہ ایک مرتبہ منصور اعظم نے خزانہ شاہی کی جانچ کی تو اتفاق سے افسر خزانہ کے ذمہ دین ہزار دینار کا تغلب و تصرف نکلا منصور نے افسر خزانہ کو اپنے روبرو طلب کر کے بیان لیا افسر خزانہ نے عین کا اقرار کیا منصور بولا کیوں فاسق تجھ ایسے شخص کی کیا سزا ہے جس نے شاہی مال کو غصب کیا ہو، افسر خزانہ نے گذارش کی ”یہ انک ہو ہمارا“ تقدیری امر تھا جو عقل پر غالب آگیا اور تہمتی تہمتی جس نے امانت اور دیانت کو فاسد کر دیا“ منصور نے قسم کھا کر کہا میں تجھ کو بیکر سزا دوں گا تا کہ دوسروں کو عبرت ہو، منصور نے کہا لو ہمارا وردار و غنہ جیل کو طلب کر کے حکم دیا اس خائن کے پاؤں میں بہاری بیڑیاں ڈال دو اور جیل میں پہونچا دو۔ چنانچہ اسکی تعمیل کر دی گئی اور سر ہنگ کشان کشان لے چلے افسر

نہیں ہوا کہ جنکے ناپید ہو جانے سے جبل و تاریکی کی گنگوڑ گھٹا
چھا جائیگی اور اللہ تعالیٰ کے روبرو جاتے ہوئے ایسی حالت
میں کہ ادا سے فراغ نص منصبی سے قاصر رہے ہیں شرم آئیگی بین

دلیقہ (نوٹ) خزانہ نے چلتے وقت دو شعر پڑھے جبکہ ترجمہ یہ ہے۔ افسوس
صد افسوس میں نے اکشر دیکھا ہے کہ جو ہوسنا رام ہوتا ہے اس میں
عقل جاتی رہتی ہے کہ اصل یہ ہے کہ کسی شخص میں کچھ قوت ہے اور نہ طاقت
طاقت ہے جو قوت ہے یا طاقت ہے وہ اندکی ہے کہ منصور نے یہ سنکر
ارشاد کیا لوٹا لاؤ جب وہ لوٹا لایا گیا تو اس سے دریافت کیا تو نے تمثیلاً
یہ کہا ہے یا کہ اعتقاداً اور قولاً افسر خزانہ نے عرض کیا میں نے اعتقاداً
کہا ہے تمثیلاً نہیں کہا، منصور نے سرنگون کو حکم دیا کہ اسکی بیڑیاں کٹواؤ
فوراً بیڑیاں کاٹ ڈالی گئیں افسر خزانہ نے خوش ہو کر دو شعر اور پڑھے جبکہ
مضمون یہ تھا کیا تم نے ابن ابی عامر کی فرود گزاشت نہیں دیکھی کہ
بالضرور اسکا احسان سب کی گردن پر ہے کہ ایسا ہی اللہ تعالیٰ جب کسی بندہ
سے درگزر کرتا ہے کہ تو اسکو جنت میں داخل کرتا ہے۔ منصور نے
خوش ہو کر حکم دیا اسکو رہا کرو اور جس قدر اس نے روپیہ غبن
کیا ہے اسکو میرے مال سے پورا کر کے داخل خزانہ کر دو۔

منصور اعظم کے مزاج میں جہاں اس قدر فروغ گزاشت تھی وہاں و قیودین
اور احکام شرعیہ کا بھرا پابند بھی تھا ایک مرتب کا ذکر ہے کہ کسی جرم میں لگا
بیٹا ناخود ہو کر قاضی کے روبرو پیش کیا گیا قاضی نے حد شرع کے جاری کئے
جانے کا حکم دیا۔ منصور کا بیٹا یہ سمجھ کر کہ میرا باپ حکومت و سلطنت کے سیاہ و
سفید کرنے کا مختار ہے مجلس قضا سے اپنے مکان میں بھاگ آیا منصور کو اسکی

قبائل قریش وغیرہ کی خوب خوب جانچ و پرتال کی کڑان میں کون شخص
ایسے امر عظیم انسان کے لائق ہے اور ایسے بارگراں کے اٹھانے کا
کون شخص متحمل ہوگا جس کی دیانت و امانت پر بہروسہ کر کے اللہ
کے بندے اس کے سپرد کئے جائیں اور وہ اپنی ہوائے
نفسانی اور خواہشات بجا سے کنارہ کر کے اللہ تعالیٰ کی مرضی کا
جویان اور خواہان رہے بین نے نزدیک و دور نظر دوڑائی مگر

(بقیہ نوٹ) جسہ لکی تو اس نے جید ناراضی ظاہر کی اور اسی وقت گرفتار کر کے
قاضی کے خدمت میں بھیج دیا قاضی نے شرعی حکم نفاذ کیا چنانچہ اسی حدیث
وہ مہربی گیا۔ اور منصور نے اُف تک نہ کیا۔ منصور اعظم جس وقت فوج کے
جایزہ لیتا اور قواعد پریٹ کے میدان میں ہوتا اس وقت یہ معلوم ہوتا
تھا کہ یہ ایک عین معمولی جنرل ہے جس سوار کی تلوار یا دوروی خلاف
قاعدہ ہوتی ایسی تلوار سے اسکا سر اوتار لیا جاتا ذرا بھی منہ و گذاشت
نہ کرتا۔ غرض منصور اعظم عفو و کرم اور پابندی قوانین کا ایک مجسم بتلا
تھا۔ جہین و نورخ نظر آتے تھے۔

منصور اعظم اپنے ارادے میں مستقل اور مضبوط بھی تھا جس کام کو
شروع کرتا اسکو بغیر تمام کئے ہوئے سمجھوٹا تھا اس سے اسکی لمبندی
بلوحو صلیگی پر کافی طور سے روشنی پڑتی ہے۔ ایک مرتبہ کا ذکر ہے کہ وہ مجلس
مشیران میں کسی مهم سلطنت پر بحث کر رہا تھا۔ اتنا بحث میں دفعہ گشت
کے جلنے کی بو آئی رفت رفت اس قدر بڑھی کہ تمام ایوان میں
پہلے حاضرین کو پریشان کر دیا ختم بحث کے بعد دریافت سے معلوم ہوا
کہ منصور کے پاؤں میں کوئی بیماری تھی اور اس پر داغ دیا جاتا تھا۔ اللہ

میرے نظرمیں ایسا کوئی شخص نظر نہ آیا جسکے سپرد میرے بعد خلافت و امارت مسلمین کیجائے باشندار ایک شخص کے جو کہ باعقباً نسب کے بہترین انتخاب سے ہے بلحاظ رتبہ کے عالی نظر منصب کے سب سے برتر ہے۔ تقویٰ اللہ کا مادہ بھی اس میں ہے۔ ضرور گزاشت بھی اسکے مزاج میں ہے۔ مردم شناسی اسکا خاص جوہر ہے اپنے ارادوں وہ مضبوط ہے اخلاق حسنہ سے آراستہ ہے

(بقیہ نوٹ) منصوبہ استقلال اور قایم مزاجی کہ اس نے اُن تک نہ کیا اور اُن کرنا تو درکنار پوری دلجمعی سے مسئلہ درپیش میں بحث کی اور کامل طور سے اس پر رد و فتح کرنے میں مصروف رہا۔ ایسے مستقل مزاج شخص کے آگے کسی مزاحم کی مزاحمت کہاں تک چل سکتی ہے اسکا تم خود اندازہ کر سکتے ہو۔

منصور اعظم و حقیقت منصور اعظم اسی مبارک لقب سے ملقب کئے جانے کا مستحق تھا جب تک اسکی فوج ظفر موج ششما ہی یلغار پر رہتی تھی اس وقت تک تمام سرحد اندلس کے سبھی علاقہ جات میں تہلکہ پڑا رہتا تھا اور عیسائی امراء کے کئے مجسم تصویر مرگ کھڑی رہتی تھی۔ لیون کو معاورد گرد کی ریاستوں کے تحت فتر طبع کا باجگذا رصوبہ بنا لیا تھا۔ کٹما سل، بارسلونا، نادار کو متواتر وہیم ہزیمتوں سے جان ملیب کر رکھا تھا۔ بلکہ پامپلونا اور بارسلونا کے شہروں پر قبضہ بھی کر لیا تھا صاحب مطلق لکھتا ہے کہ ایک مرتبہ اسکا ایک سفیر غریبیہ والی بشکنس کے پاس کسی ضرورت سے گیا ہوا تھا غریبیہ نے اسکی بیحد خاطر اور مدارات کی بڑے دہوم دہام سے دعوت کی۔ اپنے تمام مقبوضہ علاقہ کی سیر کرائی۔ بدتوں اس کے ملک میں یہ سفیر

نوامیم عادات سے کوسوں بلکہ منزلوں دور ہے وہ کون شخص ہے وہ
 میرا دوست میرا ناصح مہربان ابوالمظفر عبدالرحمن بن منصور بن ابی
 عامر اللہ تعالیٰ اسکو توفیق خیر عطا فرمائے امیر المومنین
 نے اسکو مختلف مواقع پر جاسچاہے اور متعدد حالات میں اس کا
 امتحان لیا ہے اسکی حالت پر غایر نظر کی ہے اسکی اخلاق اور عادات
 پر بھی غور و فکر کی ہے پس اسکو امیر المومنین نے نیک کاموں میں جلدی
 (بقیہ نوٹ) سفر کرتا رہا۔ کوئی مقام ایسا نہ تھا جہاں پر یہ نہ گیا ہو۔ اتفاق سے
 ایک روز اسکا گزر ایک کلیسہ کی طرف ہوا۔ گوشہ کلیسہ میں ایک عورت بیت
 نظر آئی دریافت سے معلوم ہوا کہ یہ مسلمان عورت ہے اور ایک مدت دراز
 سے عیسائی راہبوں نے قید کر رکھا ہے۔ سفینے بعد واپسی اس واقعہ کو منصور
 سے بیان کیا منصور نے اسی وقت فوج کو طیاری کا حکم دیا اور نہایت تیزی
 سے فوجیں مرتب کر کے غریبہ کے ملک پر جا پڑا غریبہ گہرا کہ منصور کچھ مدت
 میں حاضر ہوا۔ دست بستہ ادب کے ساتھ فوج کشی اور ناراضی کا سبب دریافت
 کیا منصور نے تیور چڑھا کر کہا تو نے مجھ سے وعدہ واقرار کیا ہے کہ میں اپنے ملک
 میں کسی مسلمان کو قید نہ رکھوں گا مگر دریافت سے معلوم ہوا کہ تو نے خلاف عمل
 فلاں کلیسہ میں ایک عورت کو قید کر رکھا ہے۔ والدین اس وقت تک تیرے
 ملک سے نہ جاؤں گا جب تک اس کلیسہ کو منہدم کر کے اس عورت کو رہانہ کر لوں گا
 غریبہ نے قسم کھا کر منت و سماجت سے اپنی ناواقفی ظاہر کی اور اسی وقت
 منصور کی مرضی کے مطابق کلیسہ کو منہدم کرا کے اس عورت کو منصور کے لشکر
 کا گاہ میں پہنچا دیا۔

منصور اعظم کے نمایان فتوحات اور اسکی زندگانی کے عمدہ کارناموں

کرنے والا ہے، اللہ تعالیٰ کی خوشنودی حاصل کرنے کا یہ سہ
 خائق ہے، اپنے مقاصد اور ارادوں کے پورے کرنے پر چہرہ
 دست ہے اور کل خوبیوں اور محاسن کا جامع ہے وہ ایسا شخص
 ہے کہ منصور جیسا اس کا باپ ہے اور مظفر جیسا اس کا بہائی ہے۔ ایسی
 صورت میں کوئی ہرج منین ہے اگر وہ کل ترقی کے زینوں کو دفعۃً
 طے کر جائے اور خیر و برکت کے مدارج ایک بارگی حاصل کر لے امیر المومنین

(بقیہ نوٹ) سے اندس کے شمالی مسیحیوں کا سر کرنا ہے پہلے اس نے لیون
 کو زیر و زبر کیا اور اسکی لوہا لاٹ فیلون اور سنگین برجوں کو مسمار اور
 منہدم کر کے بارسلونا کی طرف بڑھا اور اسپر بھی قابض ہو کر گالیشیا
 پر جا پہنچا اور اسکو بھی بزور تیغ مفتوح کر کے نیٹ یعقوب (دیاگو) کے
 مشہور اور عظیم الشان گرجا کو جا کر زمین دوش کر دیا یہ گرجا بلاد اندلس
 میں بہت بڑا اور عظیم الشان تھا دور دراز ملکوں سے عیسائی راہب سکی
 زیارت کو آتے تھے ہزاروں تبارک الدنیا اور خدا پرست مسیحیوں کا
 یہ لمجاں و ماوار اور تمام پورپ کا قبلہ بنا ہوا تھا۔ عیسائیوں کا یہ خیال تھا
 کہ اس کلیسہ میں یعقوب حواری مسیح کی قبۃ مسیح علیہ وعلیٰ نبینا الصلوٰۃ
 والسلام کی نظر توجہ اسپر خاص طور سے تھی یہ بیت المقدس کا اسقف
 (مجاور) تھا۔ تلقین دین عیسائیت کی غرض سے اس مقام تک پہنچ کر ہر سرزمین
 شام کو واپس گیا تھا اور غالباً ۱۲۷۵ شمسی میں وہیں مر بھی گیا تھا اس کے
 ہمراہیوں نے اس کلیسہ میں لاکھ دفن کیا جو اس کے سفر کا منتہا تھا۔
 اس وقت تک ملوک اسلامیہ میں سے کسی نے صعوبت راہ، مشکلات سفر
 اور نیزہ دوری کی وجہ سے اس کلیسہ کا قصد تک نہیں کیا تھا۔ یہ شرف

۱۲ اللہ تعالیٰ اسکی تائید کرے) اسوجہ سے کہ اس میں علم کے
بڑے بڑے اسرار مخفیہ اور غیب کے بہت سے راز سرایت
کا ظہور ہوتا ہے یہ قصد فرمایا ہے کہ انکا ولیعہد ایک قطانی
نسل کا شخص ہو جسکی نسبت عبداللہ بن عمر و بن العاص اور
ابو ہریرہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی ہے

(بقیہ نوٹ) و عزت منصور کے لئے ازل سے مخزون تھے چنانچہ یوم شنبہ
ماہ جمادی الآخر ۶۳۵ھ کی چوبیسویں تاریخ کو لشکر صایفہ کے ساتھ قرطبہ سے
منصور نے کوچ کیا منصور کا ارٹا لیسواں جہاد تھا کوچ و قیام کرتا ہوا شہر
توریہ میں داخل ہوا اور اسکو مفتوح کر کے غلبہ (گالیٹیا) کی طرف
بڑیا یہاں پر ایک گروہ عظیم مسیحی سرداروں کا بغرض اظہار اطاعت علم حکومت
حاضر ہوا اور عساکر اسلامیہ کے ہمراہ شمالی مسیحیوں کے سر کرنے کو روانہ ہوا
منصور نے پہلے ہی سے دریائے سفراور فوج کا انتظام کر لیا تھا کسی بیڑے جنگی جہازوں
کے مقام قصداً بی دانس ساحل غربی اندلس میں لنگر زن تھے جسین بڑے
بڑے ماہر بحری جنگ کے موجود تھے۔ آلات حرب بھی کافی تھے کسرٹ کا انتظام
بھی مقبول تھا۔ فوج کی تعداد بھی کشیدہ اور معتد بہ تھی یہاں سے روانہ
ہو کر مقام برتقال کی طرف بڑھا اور نہر دوبرہ کو عبور کر کے ایک بڑی نہر کو بذریعہ
پل کے عبور کیا جو منصور کے حکم سے بیڑہ جنگی جہازات نے ہمیشہ سے
تعمیر کر رکھا تھا۔ یہ پل اس قلعہ کے مقابلہ پر بنایا گیا تھا جو اس
مقام پر عیسائیوں کا تھا منصور نے قلعہ سے جس قدر سامان جنگ و
سرد و غلہ کا ذخیرہ ملا لے کر دشمنان اسلام کے ملک میں قدم
رکھا اور نہایت تیز چکی گئی دشوار گزار راستوں اور متعدد دریاؤں اور پہاڑی

آپ نے فرمایا ہے لا تقوم الساعة حتی یرج رجل من قحطان یسوق الناس
بجاءہ، پس جبکہ انتخاب خلیفہ کی بابت اختیار حاصل ہو گیا اور آٹھویں
اسکا ثبوت مل گیا اور کوئی دوسرا شخص اس کے سوا اس اہمیت
کا فہم نہیں آتا ہے تو امیر المؤمنین اپنے حالات حیات میں امور
(تھیہ لوٹ) درون کو طے کر کے ایک بہت بڑے کثادہ میدان میں پہونچا جو
بلاد قحطاریتس میں واقع تھا پھر اس میدان سے ایک دشوار گزار پہاڑ
کے قریب پہونچا جسکا صرف ایک ہی راستہ از مدھچوٹا اور تنگ تھا منصور
نے یہ سپر ہائٹریٹین کو راستہ ہموار کثادہ کرنے کا حکم دیا چنانچہ شاہی
پلٹن مذکور نے نہایت تیزی سے سڑک درست کر دی منصور نے اس
معیشت سے بہ آسانی تمام سببات پائی اور نیز وادی منہ کو بھی عبور کر کے
کلے ہوئے اور وسیع میدان میں پہونچا اس میدان کے طے کرنے کے بعد
ویر قحطان اور بلنبو کے میدان میں وارد ہوا یہ مقام بحر محیط کے کنارہ پر واقع
تھا۔ عیسائیوں سے مقابلہ ہوا کامیابی کا سرور منصور کے سر رہا شنت (منیٹ)
بلانیہ کو فتح کر کے بحر محیط کے اس جزیرہ کی جانب بڑھا جہاں پر کہ ان گرد و نواح
کے ہر میت یافتہ عیسائی بہاگ کر پناہ گزین ہوئے تھے عیسائیوں نے جاتے
وقت کشتیوں کو بٹوایا تھا منصور کو اس دریا کے عبور کرنے میں سجدہ پس پیش
ہوا مگر کچھ سوچ سمجھ کر گھوڑے کو دریا میں ڈال دیا اس کے ہمراہیوں نے
بھی اپنے شیر دل افسر کو تیرتے ہوئے دیکھ کر اپنے اپنے گھوڑوں کو دریا
میں ڈال دیا رکاب سے رکاب ملائے ہوئے بات کی بات میں دریا عبور کر کے
جزیرہ میں جا پہونچے۔ جس قدر عیسائیوں نے یہاں اگر پناہ لی تھی ان سب کو
قتل کر لیا مال و اسباب لوٹ لیا۔ بعد ازاں اسلامی لشکر بڑھتے بڑھتے

سلطنت کو اسکے سپرد کرتے ہیں اور بعد وفات یہ حکم دیتے ہیں
 کہ یہی میراجا نشین تخت خلافت ہو امیر المومنین کا یہ فعل طیب خاطر
 بلا جبر و اکراہ اولاً جہا داسے امیر المومنین نے اس ولیمہ صبی
 کو بلا کسی شرط اور اختیار کے جایز اور نافذ فرمایا ہے اور اس
 رقیقہ لوط کو مر اس یہ تک پہنچا جسکو بحر محیط کئی طرف سے گھیرے ہوئے تھا مسلمانوں
 نے اسکو بھی ایک سرے سے چھان ڈالا جس قدر عیسائی یہاں تھے ان
 سبکو گرفتار کر کے اپنا حلقہ بگوش بنالیا اور جس قدر مال و اسباب پایا
 سب پر قبضہ کر لیا بعد اسکے بذریعہ دو مہرون کے اسلامی لشکر نے دو پایاب
 مقام سے خلیج کو عبور کر کے نہر الیہ کو بھی عبور کیا اور بہت بڑے سطح قطعہ زمین میں
 پہونچے جہاں پر عمدہ عمدہ عمارتیں بکثرت تھیں۔ قدرتی چشمے، خود رو سبزہ زار اور
 باغات تھے اس مقام سے یعقوب حواری کی قبر و کھائی دیتی تھی جس کی
 زیارت کو عیسائی دور و دراز ملکوں سے سفر کر کے آتے تھے بلا دقیقہ،
 نوبہ، رومہ اور تمام یورپ کے مسیحی راہب اور تارک الدنیا یہاں پر آکے
 مجتمع ہوتے تھے اور یہاں کے قیام کو باعث نزول برکت و رحمت خداوند
 تصور کرتے تھے منصوبہ نے اس مقام سے کوچ کر کے شہر نیٹ یعقوب
 پر پہونچ کر پڑاؤ کیا یہ دن چار شنبہ کا تھا ماہ شعبان ۸۳۳ھ کی صرف دو راتیں
 گزر چکی تھیں۔ عیسائیوں نے اس مقام کو پہلے ہی سے خالی کر دیا تھا عساکر
 اسلامیہ نے سوائے عمارتوں اور کلیسوں کے اور کیکو نہ پایا عمارتوں
 اور گرجاؤں کو تو منہدم و سلا کر دیا اور مال و اسباب جس قدر پایا لے لیا
 بڑے گرجا کے قریب جو وقت منصور پہونچا ایک بوڑھا راہب یعقوب حواری
 کے قب کے پاس بیٹھا ہوا نظر آیا منصور نے دریافت کیا تم یہاں کیوں ٹھہرے ہو

عہد نامہ کے ایفاد پر خفیہ، علانیہ، قولاً اور فعلاً اللہ اور اس کے نبی ﷺ
 علیہ وسلم اور خلفاء راشدین کو جو کہ امیر المؤمنین کے ابا
 و اجداد سے ہیں اور نیز اپنے آپ کو ذمہ دار کیا ہے
 کہ آئندہ نہ تو اس میں کچھ تبدیلی کی جائیگی اور نہ کچھ تغیر پیدا کیا

(تقیہ نوٹ) ؟ اور کیا کرتے ہو؟ بوڑھے راہب نے نہایت بے پروائی سے
 جواب دیا یقیناً حواری کی تنہائی کے خیال سے یہاں ٹھہرا ہوا اپنے خداوند
 کو یاد کرتا ہوں، ”منصور کے دل میں اس استغنائی کا بہت بڑا اثر پڑا صرف
 اس کی جان بخشی نہیں کی بلکہ ایک نگار و زار اور غرار کی حفاظت پر مقرر کر دیا تاکہ سپاہ
 جو شہر کو تاخت و تاراج کر رہی ہے اس مقام کے لوٹنے کی جرات نہ کر سکے
 اور فتح مند گروہ کی غارتگری سے یہ محفوظ رہے۔ اس مقام کے قبضہ حاصل کرنے کے
 بعد منصور نے اپنی فوج ظفر مورچ کو تمام جزیرہ میں پھیلا دیا بڑے بڑے اسکی
 فوج جزیرہ سینٹ مانکس تک پہنچ گئی جو اس سر زمین کا انتہائی جس سے سحر محیط
 کی لہریں لگاتار ہی تھیں اور جس کے آگے نہ تو سوار جا سکتے تھے اور نہ اس سے کوئی پیادہ
 باسانی عبور کر سکتا تھا۔ یہ وہ مقام ہے جان پر منصور کے پہلے کسی مسلم کا گذر
 نہیں ہوا۔

چونکہ منصور نے جاتے وقت بچہ دقت اٹھائی تھی اس وجہ سے مراجعت
 کرتے ہوئے برمنڈین اردو دن کے ملک کاراستہ اختیار کیا اور اپنے ہمراہوں
 کو اس کے ملک کے تاخت و تاراج کرنے کی مخالفت کر دی رفتہ رفتہ
 قطعہ بلقیہ کے قریب پہونچا یہاں سے منصور نے ان عیسائی امرا کو ان کے بلاد
 کی جانب واپس جانیکا حکم دیا جو اس جہاد میں اس کے ہمکاب تھے اور نامہ بشارت
 فتح دار الحکومت قسطنطنیہ روانہ کیا واپسی کے وقت مسیحی امرا کو انعامات

جاے گا اور نبیہ عہد نامہ زائل کیا جاے گا اور نہ کسی امر پر محول کیا جاے گا۔ اس امر پر اللہ تعالیٰ اور ملائکہ کی گواہی کیجاتی ہے اور اللہ تعالیٰ الشہادت کے لئے کافی ہے اور نیز اس پر اس کی گواہی بھی کیجاتی ہے جبکہ نام اس عہد نامہ میں آگیا ہے اور وہ آج سے صاحب الامر قلاً و فحلاً مختار اور میرا ولی عہد موسوم بہ مامون ابوالفتح عبد الرحمن بن منصور ہے۔ اللہ تعالیٰ اس کو توفیق خیر عطا فرمائے اور جس امر کا بار اسکے گردن پر رکھا گیا ہے اسکے پورے کرنے کی اسکو قوت عطا کرے اور اسکو اسکے فرائض منصبی کے ادا کرنے پر قدرت عنایت کرے۔ تحریر ماہ ربیع الثانی ۱۲۵۹ھ

تحریر عہد نامہ کے بعد وزراء، فضلاء اور کل اراکین دولت نے بدست خاص اپنا اپنا تخت کیا اور اس روز سے یہ ولی عہد کہلا یا جائے لگا۔ اس سے اہل دولت امویہ کو جوش پیدا ہوا اور وہ سب سب اس سے انتہائی نفرت کرنے لگے اسی سبب سے اسکی اور اسکی قوم کی دولت منقرض ہو گئی والد و وارث الارض ومن علیہا۔

(بقیہ نوٹ) جائزے اور صلے مرحمت فرمائے جس سے منصور کی عالی حوصلگی بلند ہوتی کا ثبوت ملتا ہے۔

اسی معرکہ یا اسکے کسی اور معرکہ کے بعد محمد بن ابی عامر نے منصورؒ کا خطاب اختیار کیا اور درحقیقت وہ اسی خطاب کا سزاوار تھا۔

افسوس ہے کہ ایسا الواعزم عالی جو صد شخص جو انسانی مخلوق نے ہمیشہ سچا اور کامیاب ہوتا رہا ہو کہ پنجہ سے پنجہ کا کٹاںل پر آخری جہاد کر کے بوقت واپسی دفعۃً بیمار ہو کر ۱۹۹۹ء میں مر گیا اور بمقام مدینہ سالم (میڈینا سلی) مدفون ہوا۔ نفع الطیب جلد اول مطبوعہ لیدن صفحہ ۲۵۷ لغایت ۲۶۶

بنو عامر کا زوال بر گاہ عبد الرحمن ملقب بن ناصر لدین السہل منصور اعظم کی ولیدہ مہدی کی بیعت کی تقریب تکمیل کو پہونچ گئی۔ امیون اور قرشیون کو اس سے بیحد ناراضگی اور برا فروختگی پیدا ہوئی عبد الرحمن ناصر کے گرانے کی فکر میں کرنے لگے اور سب کے سب اس امر پر متفق ہوئے کہ عنان حکومت مضریہ کے قبضہ اقتدار سے نکال کے یمنیہ کے ہاتھ میں دیجائے چنانچہ ہر طبقہ کے لوگوں میں باہم سرکوشیاں ہونے لگیں اتفاق سے اسی زمانہ میں عبد الرحمن ناصر لشکر صواف کے ساتھ جلائقہ کے جہاد پر چلا گیا۔ مخالفین کو موقع مل گیا ایک روز سب کے سب مجتمع ہو کر افسر اعلیٰ پولیس پر قرطبہ میں قصر خلافت کے دروازہ پر جہانکد اسکا مقر تھا ۹۹ھ میں ٹوٹ پڑے اور ہشام موید کو منصب خلافت سے معزول کر کے محمد بن ہشام بن عبد الجبار بن امیر المومنین الناصر لدین اللہ کو سر پر خلافت پر جلوہ افروز کیا اور اسکی خلافت و امارت کی بیعت کر لی۔ محمد بن ہشام اسی شاہی خاندان کا ایک ممبر اور خلفا گزشتہ کا یاوگلا تھا۔ اراکین دولت نے محمد کو سر پر خلافت پر متکین کرنے کے بعد المہدی ہاتھ لگا لیا۔ واقعہ کی خبر سے عبد الرحمن حاجب کو سرحد پر جہانکد وہ تھا پہونچ گئی۔ بھرا میون میں پہونچ پڑ گئی۔ عبد الرحمن نے اس زعم سے کہ امور سلطنت کے سیاہ و سفید کرنے کا مالک تو میں ہوں اور میری موجودگی میں کیسی کچھ پیش نہ جائیگی قرطبہ کی جانب مراجعت کی جون ہی دارالخلافت کے قریب پہونچا فوج کا حصہ کثیر اور سرداران بربر عبد الرحمن کی لشکر گاہ سے علیحدہ اور جدا ہو کر قرطبہ چلے آئے اور مہدی کے ہاتھ پر بیعت کر لی جو اس وقت قرطبہ میں حکمرانی کر رہا تھا۔ ان لوگوں نے مہدی سے لگا بھما کے عبد الرحمن ناصر کی مخالفت پر ابھار دیا چنانچہ مہدی کے اشارہ چند لوگ عبد الرحمن ناصر پر حملہ آور

ہوئے اور اس کا سر اوتار کر مہدی اور مخالفین عبدالرحمن کے پاس لے آئے
عبدالرحمن کے ہارے ہارنے سے عامریوں کی حکومت و دولت کا خاتمہ
ہو گیا گویا کہ یہ نہ تھی۔

بربر کی بغاوت اور
مستعین کی بیعت

اس سے پیشتر بربریوں اور زناتہ کی فوجوں نے منصور کا
حکمرانی اور سیاست میں ہاتھ بٹایا تھا بعدہ اس کے
بیٹے کی بھی ہوا خواہ رہے۔ ان دنوں ان لوگوں کے روسا اور امراء
زاوی بن مناد و صناعی، ابو ماکیر ابن زبیری، محمد بن عبدالعزیز زالی، الفضل بن حمید
کناسی، اس کا پاپ عید یون سے عہد خلافت ناصر بن ابراہیم، زبیری بن غزالی،
فیضی، ابو یزید بن دنانس، یحییٰ بن عبدالرحمن بن عطف، یحییٰ بن ابونور بن ابی
نصرہ، یحییٰ بن ابوالفتح بن ناصر، حرز بن حصص، مغزوی، اگاسی بن
سید الناس، ابو محمد بن یحییٰ بن مغزوی و غیرہ ہم سے اپنے قبائل و خاندانوں
کے تھے۔ یہ لوگ عہد ابراہیم و ناصر کے کچھ اداں و بدخلق اور بے انتظامی
سے ناراض ہو کر کچھ بن جہانم سے جا ملے تھے باقی رہے امویہ و راجہ
ان کے جانب مائل و ملتفت تھے کیونکہ انہیں لوگوں نے عامریوں کی
اعانت اور مدد کی تھی۔ منصور اور اوس کے بیٹوں کے تشرفات اور حکومت
وہ دولت پر متکلب و متصرف ہوئے کی نسبت انہیں کی طرف کی جاتی تھی
اہل شہر کے قلوب ان کی ان حرکات و سکنات سے بے نیاز تھے عام
طور سے آنکھوں میں کانٹا سا کھٹکتے تھے ہر طرف سے دنوں میں اس حد
تک کہ یہ قصبہ بڑا کہ عوام الناس ان لوگوں کی زیادتیوں سے پریشان
ہو کر اراکین دولت سے تشریف دین کرنے لگے ہر کہہ کے زبان پر انہیں
لوگوں کا چرچا رہنے لگا۔ محمد بن ہشام نے ان سب واقعات سے متنبہ ہو کر

حکم سے دیا کہ ان لوگوں میں سے نہ کوئی سوار ہو کر نکلے اور نہ آلات حرب سے مسلح ہو۔ اسی زمانہ میں ان کے بعض روسا دروازہ مجلسِ شاہی بلا حضورِ واپس کر دیئے گئے تھے اور بازاریوں نے انکے مکانات کو لوٹ لیا تھا۔ زاوی اور اسکا چچا زاد بھائی حساسہ اور ابوالفتح ناصر نے دربارِ خلافت میں حاضر ہو کر محمد بن ہشام ہمدی سے اسکی شکایت کی کہ بازاریوں نے ہم لوگوں کے مکانات کو لوٹ لیا ہے ہمدی نے معذرت کی اور عوامِ ناس میں سے جن لوگوں نے ان کو تکلیفین پہنچائی تھیں ان کے قتل کا حکم صادر کیا حالانکہ ہمدی کا سینہ ان لوگوں کی عداوت سے بھرا ہوا اور ان کی ذمہ عداوت سے اسکا دل بیزار تھا۔ بعد اس کے سچ یا جھوٹ کسی ذریعہ سے ان لوگوں تک خبر پہنچ گئی کہ ہمدی ان لوگوں کے ساتھ بد عہدی کیا چاہتا ہے۔ پس یہ لوگ باہم ملنے جلنے لگے۔ درپردہ مشورہ ہونے لگا کہ محمدی کو معزول کر کے ہشام بن سلیمان ابن امیر المومنین ناصر لدین اللہ کو بجائے خلافت پہنانا چاہئے۔ اس واقعہ سے خاص خاص اراکینِ دولت کے کان آشنا ہو گئے۔ ہکال استعجال اس کے روک تھام کی طرف متوجہ ہوئے پہلے تو ان لوگوں کو حکمتِ عملی شدہ قرطبہ سے نکال باہر کیا بعد ازاں ہشام بن سلیمان اور اس کے بھائی ابو بکر کو محمدی کے پاس گرفتار کر لائے۔ چنانچہ ہمدی کے حکم سے ان دونوں ناکردہ گناہوں کی گردن ماری گئی۔ اور سلیمان بن حکم بنحوف جان بہاگ کر برابر اور زناۃ کے لشکر میں پہنچا اس وقت یہ سب کے سب قرطبہ کے باہر جمع ہو رہے تھے اور شاہی خاندان میں کسی ایک شاہزادے کو تخت نشین کرنے کی فکر میں کر رہے تھے۔ سلیمان کو دیکھتے ہی اسکے ہاتھ پر خلافت کی بیعت کر لی۔

المستعین باللہ کے مبارک خطاب مخاطب کیا اور اس کے ہر کاب طلیطلہ کے
 حسد کی طرف گئے پس ابن اوفونش کی پشت گرمی سے فوجین آراستہ کر کے
 قرطبہ کے محاصرہ کو کوچ کیا اس فوج میں یا تو بربری تھے یا عیسائی۔ ہمدی
 بنایا بجز ہر پا کے بقصد جنگ قرطبہ کے باہر آیا اہل شہر، اراکین دولت اور
 فوج نظام سینہ سپر ہو کر اپنے جدید خلیفہ کے ساتھ لڑنے کو نکلی ایمان
 لڑائی ہوئی بالآخر قرطبہ کی فوج میدان جنگ سے گونگٹ کھا گئی۔ کیت مستعین
 کے ہاتھ رہا۔ تقریباً بیس ہزار اہل قرطبہ اس معرکہ میں کام آئے۔ ائمہ مساجد
 دربان، موزن، اور علماء رشاخین قتل کئے گئے۔ آخری چوتھی صدی میں مستعین
 قتمند دی کا جھنڈا لئے ہوئے قرطبہ میں داخل ہوا اور محمد بن ہشام بن عبد الجبار
 ملقب بر محمدی باللہ بھاگ کر طلیطلہ پہنچا۔

ہمدی پھر قرطبہ میں جو وقت مستعین نے بزور تیغ قرطبہ پر قبضہ حاصل کر لیا
 محمد بن ہشام محمدی ہزیمت اٹھا کر طلیطلہ چلا گیا۔ ابن اوفونش نے اسکو
 بھی فوجی مدد دی پس یہ بھی اسکی اعانت اور بھروسہ پر فوجین آراستہ
 کر کے قرطبہ کی جانب بڑھا۔ مستعین سے اور اس سے معرکہ آرائی
 ہوئی چنانچہ قرطبہ کے باہر مقام عقبۃ البقر آخری دروازہ سببہ میں مستعین
 کو ہزیمت ہوئی اور محمدی مظفر و منصور قرطبہ میں داخل ہوا اور کامیابی کے
 ساتھ بعض و متصرف ہو گیا۔

ہزیمت ہمدی جون ہی محمدی مظفر و منصور قرطبہ میں داخل ہوا مستعین نے
 وبعیت ہشام مع فوج بربر قرطبہ سے نکل کر تمام ملک میں غارتگری کا بازار گرم
 کر کے مار ڈھا شروع کر دی۔ نیک و بد کا امتیاز چھوڑ دیا۔ ایک مدت
 تک یہی کیفیت رہی بعد ازاں جزیرہ خضر اریحان چلا گیا پس محمدی اور

ابن ادونش ان کے تعاقب میں روانہ ہوا۔ مستعین اور بربری فوج کوٹ پڑی
 محمدی اور ابن ادونش پسپا ہو کر قرطبہ کی جانب بھاگے اور مستعین نے
 تعاقب کیا تا آنکہ محمدی اور ابن ادونش مع اپنے رکاب کی فوج کے قرطبہ
 میں داخل ہو کر شہر شاہ کا دروازہ بند کر لیا اور مستعین نے محاصرہ ڈال دیا
 اہل قرطبہ کو بربریوں کے طول و شدت محاصرہ سے اضطراب
 پیدا ہوا خواہ ان قصر خلافت اور ہشام کے حاشیہ نقیون سے ملے
 اور یہ کہا کہ یہ سب معتین محمد بن ہشام کی بدولت ہم لوگوں کے سر
 پر نازل ہوئی ہیں اگر لوگ بھی ہمارے اس خیال سے متفق ہو تو آؤ محمد
 بن ہشام کا کام تمام کر کے ہشام کی خلافت کی دوبارہ بیعت کر لیں اور بربریوں
 کے ظلم و ستم سے اپنے کو نجات دیں۔ خدام خلافت اور خواہان ہشام
 نے اس رائے سے اتفاق ظاہر کیا چنانچہ ان لوگوں نے محمد بن ہشام کو قتل
 کر کے بالاتفاق ہشام موید کی خلافت کی دوبارہ بیعت کی۔ اس کام کا بانی
 سبانی و انج عامری نامی ایک شخص تھا جو ہشام موید کی بھالی کے بعد اس کا
 صاحب بنایا گیا تھا یہ شخص منصور بن ابی حاسر کا آزاد غلام تھا۔

حصار قرطبہ اہل قرطبہ کو اس کارروائی سے کچھ بھی فائدہ نہ پہونچا
 قتل ہشام بربری تزار فوجین محاصرہ پڑی رہیں اور مستعین و محاصرہ دار
 خلافت انہیں لوگوں میں گل چہرے اور اتار بارفتہ رفتہ سارے
 مقببات اور دیہات خراب اور ویران ہو گئے کبھی تو ہشام قرطبہ سے
 نکل کر بربریوں اور مستعین کا تعاقب کرتا تھا اور گاہے بربری اور مستعین ہشام
 اور اہل قرطبہ کو مارتے مارتے قرطبہ میں داخل کر دیتے اس روزانہ
 جنگ اور آگے دن کی ہزیمت سے اہل قرطبہ تنگ آ گئے اور سرد و غلہ کا

دُخیرہ بھی ختم ہو چلا۔ مستعین اور بربری اس وجہ سے کہ مضافات قرطبہ پہلے ہی سے ویران اور وہاں کی کتیاں خراب ہو گئی تھیں کمی رسد و غلہ سے پریشان ہو رہے تھے نہ تو محاصرہ اٹھانے کے واپس آتے بناتھا اور نہ قرطبہ فتح ہوتا تھا۔ کچھ سوچ سمجھ کر مستعین اور بربریوں نے ابن اوفونس کو اپنی کمک کی غرض سے طلب کیا مہشام موید اور اسکے حاجب واضح کو اس کی خبر لگ گئی تو انہوں نے ابن اوفونس کو صوبہ قشتالہ دے کر مستعین کی مدد کرنے سے روک دیا اس صوبہ کو منصور نے عیسائیوں سے فتح کیا تھا۔ بالآخر بربریوں اور مستعین نے بزور تیغ سترہ مہینے قرطبہ کو مفتوح کر لیا مہشام موید مارا گیا اور مستعین مع اپنی بربری قوج کے قرطبہ میں داخل ہوا بسبب اپنی عورتوں، لڑکوں، اور بچوں سے ملے۔ ایک مدت بھر ٹرے ہوئے اپنے اپنے مکانات میں آکر آباد ہوئے۔

اس واقعہ سے مستعین کے دماغ میں اپنی حکومت کے مستقل مضبوط ہو جانے کا خیال جم گیا بربریوں اور غلاموں کو بڑے بڑے شہروں کی حکومت پر نامور کیا وسیع اور زرخیز صوبوں کی حکمرانی ان کو دی مثلاً بالیس بن جوس کو غرناطہ کی، محمد بن عبداللہ برزالی کو قرمونہ کی، اور ابوتو بن ابی شبل کو شہریش کی حکومت عطا ہوئی۔ اراکین دولت کا شیرازہ منتشر ہو گیا تمام بلاد اندلس میں پریشان ہو کر نکل گئے اور آخر کار اسی زمانہ سے طوائف الملوکی بھی شروع ہو گئی۔ ابن عباد نے ایشیلیہ میں، ابن انطس نے بطینیوس میں، ابن ذی النون نے طلیطلہ میں، ابن ابی عامر نے بلنسیہ و مرسیہ میں، ابن ہود نے سرقرطہ میں اور مجاہد عامری نے رانیہ اور جزائریہ میں خود مختاری کے ساتھ حکومت شروع کر دی جیسا کہ ہم ان کے حالات کے

صنم میں بیان کرینگے۔

ابن حمود کا جوت لکین دولت قرطبہ منتشر اور متفرق ہو گئے اور ہر یون قرطبہ پر قبضہ نے حکومت و سلطنت پر قبضہ کر لیا علی بن حمود اور اس کا بہائی قاسم جو کہ اورئیں کے پس ماندگان خاندان سے تھے اور ہر یون کے ساتھ سرحد سے آئے ہوئے تھے دعویٰ دار حکومت ہو گیا اور اکثر ہر یون کی حمایت اور اعانت سے ۳۴۰ھ میں قرطبہ پر قبضہ حاصل کر لیا مستعین کو قتل کر کے بنو امیہ کے بادشاہت کے آثار معدوم اور نیست و نابود کر دیئے۔ سات برس تک اسی صورت سے قرطبہ کی حکومت کا سلسلہ جاری رہا بعد ازاں پہر بنی بنو امیہ (اولاد ناصر) حکومت و امارت کی عبا پنکر سریر خلافت پر متکین ہوئے پہر توڑے ولون بعد عثمان حکومت ان کے قبضہ سے نکل گئی اور اراکین دولت عرب، غلامون اور ہر یون نے اس قبضہ کر لیا۔ ملک اندلس چھوٹی چھوٹی ریاستوں میں منقسم ہو گیا۔ ان لوگوں نے علیحدہ علیحدہ اپنی اپنی خود سر حکومتیں قائم کر کے وہی القاب اور خطابات اختیار کئے جو خلفاء کے تھے جیسا کہ ہم اس کو کامل طور سے اگلے اخبار میں بیان کرینگے۔

بنو امیہ کی دوبارہ ہر گاہ اہل قرطبہ نے بعد سات سال کے حمود یون حکومت کو کرسی امارت سے اتار دیا اور قاسم بن حمود نے ہر بربری فوج لے کر قرطبہ پر فوج کشی کی اور اہل قرطبہ نے متفقہ قوت سے قاسم کو نہریت دے دی اس وقت اہل قرطبہ پہر یہ خیال پیدا ہوا کہ عنان حکومت اندلس پہر بنو امیہ کے قبضہ اقتدار میں دیجائے۔ چنانچہ عبدالرحمن بن مہتام بن عبد الجبار (برادر محمدی)

کو شاہی کے لئے منتخب کیا اور ماہ رمضان ۱۲۱۲ھ میں خلافت و امارت کی اس کے ہاتھ پر بیعت کی۔ ”المستظهر“ کا خطاب دیا۔ ابھی اسکی حکومت و خلافت کو دو ماہ بھی نہیں گزرے تھے کہ محمد بن عبدالرحمن بن عبید اللہ بن بن خلیفہ ناصر بدعوے داری خلافت مستظهر کے خلاف اٹھ کھڑا ہوا اس کے باپ کو منصور نے بوجہ مخالفت قتل کروایا تھا۔ اس وقت سے یہ دبا دیا یا موقع اور وقت کا منتظر رہا اب جبکہ مدبروں سے دولت و حکومت خالی ہو گئی تو اس نے علم مخالفت بلند کر دیا عوام الناس اور بازاریوں کا حمہ عظیم سماعت ہو لیا۔ مستظهر کو اس کے روک تھام میں ناکامی ہوئی۔ محمد بن عبداللہ نے قسطنطنیہ پر قبضہ حاصل کر کے ”مستغنی“ کا خطاب اختیار کیا اور بالاستقلال سر پر حکومت پر بیٹھ کر قسطنطنیہ میں حکمرانی کرنے لگا۔

بٹی جمود کی دوبارہ حکومت

مستکفی کی بیعت خلافت کے حجبہ جینے بعد قرطبہ کی عمان حکومت (مسلمہ مین) یحیٰ بن علی بن جمود یعنی مقتلی کے قبضہ میں چلی گئی جیسا کہ ان کے حالات میں بیان کیا جاے گا اور مستکفی سجال پریشان سرحدی بلاد کی طرف بھاگ گیا، اور اسی زمانہ فراری میں سفر آخرت اختیار کیا۔

معتمد اموی کی حکومت بعد چند دنوں کے اہل قرطبہ نے معتلی بن حمود کو شہزادہ مین سے اوتار دیا وزیر السلطنت ابو محمد جہور ابن محمد بن جہور اور سرداران قرطبہ نے ہشام بن محمد برادر مر تفس کی خلافت کی بیعت کر لی۔ ہشام بن محمد ان دنوں سرحد پر مقام لارہ مین ابن ہود کے پاس مقیم تھا جب اسکو یہ خبر لگی کہ میری خلافت کی بیعت لی گئی ہے تو شہزادہ مین لارہ سے برنٹ چلا آیا اور المعتمد باللہ کا خطاب

اختیار کیا یہ وہ زمانہ تھا کہ محمد بن عبداللہ بن قاسم برنٹ پر متصرف ہو گیا تھا پس ہشام نے یہیں قیام اختیار کیا تین برس تک سرحد ہی پر مارا مارا پسہ روسا رطوائف میں باہم اختلاف پڑا ہوا تھا۔ فتنہ و فساد کی گرم بازاری تھی بالآخر اس امر پر متفق ہوئے کہ ہشام کو قرطبہ میں لاسکے ٹھہرانا چاہئے چنانچہ وزیرِ سلطنت ابو محمد جو رمعہ ایک گروہ اراکین و دولت کے ہشام کے پاس گیا اور ۲۲۰ھ میں قرطبہ لے آیا تو ٹھہرا ہی زمانہ منقضی ہونے لایا تھا کہ ۲۲۲ھ میں لشکریوں نے اسکو معزول کر دیا غریب معتمد نے لارودہ کا راستہ لیا اور وہیں ۲۲۶ھ میں مر گیا۔ اس کے مرنے سے خلافت امویہ کا دور ختم ہو گیا اور اسکی حکومت و سلطنت کا ٹٹمٹا ہوا چراغ گل ہو گیا والدِ غالب نے امرہ لے

۱۷ ملک اندلس جبکہ طارق و طرکف سپہ سالاران لشکر اسلام نے بڑا تہ گورنری موسیٰ بن نصیر گورنر افریقیہ حمد خلافت ولید اموی ۸۵ھ میں مفتوح کیا تھا افریقیہ یا پچاس برس تک بطور ایک صوبہ کے خلافت و دمشق کا ماتحت رہا اس زمانہ میں اکثر دربار غنیمت سے اس صوبہ کا گورنر مقرر ہو کر آیا تھا اور گاہے گورنر افریقیہ اپنی جانب سے کسی شخص کو اس صوبہ پر مامور کر دیتا تھا۔ اس پچاس سال کے آخرین صوابین الملوک اور خود سدری ہی شروع ہو گئی تھی۔ قبائل عرب آپس میں لڑنے بٹرنے لگے تہ ایک دوسرے کو ہارے کھاتا تھا۔ یہ وہ زمانہ تھا کہ خلافت و دمشق کا شیرازہ درہم برہم ہو گیا ہوا سریر خلافت پر عباسیہ کا قبضہ ہو گیا تھا۔ عبدالرحمن نامی ایک شخص شاہزادگان بنو امیہ سے کسی نہ کسی طرح اپنی جان اس عام خوزیزی سے بچا کر اندلس پہنچا اور اپنی مددگار کار و ایجنوں اور پولٹیکل چالون سے اندلس پر قابض ہو گیا ان سب واقعات کو تم اور پر پڑھ آئے ہو۔ اس وجہ سے ہم اعادہ نہیں کیا چاہتے

اخبار دولت بنی حمود جھون نے بنو امیہ سے عمان حکومت لی اور سرزمین اندلس پر حکمرانی کی

بربر یون اور مغاربہ کے ساتھ جو کہ مستعین کے ہوا خواہ تھے دو جمائی
عمر بن ادیس کی اولاد سے تھے ان میں سے ایک کا نام قاسم تھا دوسرے

(ذقیہ نوٹ) عبدالرحمن داخل بنو امیہ میں سے سب کے پہلے پیغمبر میں اندلس آیا
تھا اور بنو امیہ کی مردہ شان و شوکت از سر نو زندہ کیا تھا بہت بڑے حوصلہ اور
دماغ کا آدمی تھا۔ اندلس کی متعدد داور خود سر حکومتوں اور بغاوتوں کو سر کر کے
اسی نے ایک مہذب اور شایستہ گورنمنٹ بنایا تھا اسی نے کل خود مختار اور جنگجو اور

کوزیر و وزیر کر کے اندلس کو چیرا من اور انصاف پسند حکومت کا خطاب دیا تھا
اس کے بعد اسکے خاندان سے ۳۲۵ء تک تیرہ اشخاص اور جانشین ہوئے
جن کے زمانہ حکومت کے حالات علیحدہ علیحدہ تحریر کئے گئے۔ ان تیرہ اشخاص

میں سے گنتی کے چند اشخاص ایسے گذرے ہیں جن کو جہانداری اور حکومت کا
سیلہ تھا ورنہ سب کے سب نہیں تو ان میں سے اکثر ایسے تھے جو کہ امر اور
اور افسران فوج کے ہاتھ کی کٹہ پٹی یا موم کی ناک تھے۔ مگر وہ چند اشخاص ایسے

تھے کہ جس کی ذات سے اندلس کا نام روشن ہو گیا تھا تمام یورپ نے اسکا
لوہا مان لیا تھا۔ علم و ہنر اور فنون کی فتردانی میں شہرہ آفاق تھے

تقریباً دو سو نوے برس بنو امیہ نے اس ملک پر حکمرانی کی اور اس قبل مدت میں ان
تاجداروں نے اندلس کو دولہن کی طرح آراستہ کر دیا۔ قرطبہ کیا تھا تمام جہان

کے علوم و فنون کام کر بنا ہوا تھا۔ دور دراز ملکوں سے طلباء علوم یہاں کی یونیورسٹی
میں تعلیم حاصل کرنے کو آتے تھے۔ یورپ نے اسی کی شاگردی میں زانوسے

۱۰۰ (۱۰۰) (۱۰۰)

کا نام علی۔ یہ دونوں بیٹے تھے محمود بن میمون بن احمد بن علی بن عبید اللہ بن عمر بن اورنس کے۔ یہ لوگ بربر یون کے گروہ کے ساتھ بلاؤ غمارہ میں تھے۔ اور انہیں کے ذریعہ سے انہوں نے ریاست و امارت حاصل کی تھی

(تقریب نوٹ) ادب ترک کیا تھا۔ ان بادشاہ نشینان عرب نے ملک اندلس میں جو نمایان کام کئے تھے وہ آج بڑے سے بڑے سائنس اور طبیعیات دان اور شہ زانہ روزگار و فلاسفر سے نہیں بن پڑتا۔ بزم اور رزم دونوں کے وہ مالک تھے ان کے ایک ہاتھ میں قلم ہوتا تھا تو دوسرے ہاتھ میں تلوار۔ تعمیرات کی طرف آنکھیں اٹھتی ہیں تو اس وقت تک وہ زبان حال سے اپنے بانیوں کی عظمت و جلال کا فائدہ کھ رہی ہیں

۵ از نقش و نگارے در و دیوار شکستہ آثار پدیدار است صنادید عجم (منہج عرب را)
وجہ تسمیہ اندلس بنو امیہ کا دور حکومت تمام ہوتا ہے اور اس کے بعد سے طوائف الملوک کی کاسلسلہ اور خود مختار ریاستوں کا آغاز ہوتا ہے لہذا اس موقع پر ہم سرزمین اندلس کے کچھ اوصاف بیان کیا جاتے ہیں اور نیزہ مذمتیہ اختلاف و مشربہ کی بعض تعمیرات پر ایک سرسری نظر ڈالا جاتا ہے جن سے از در دوست چہ گویم بچہ عنوان رستم + ہمہ شوق آمدہ بودم ہمہ حرمان رستم۔ مولف کتاب فنج الطیب تحریر کرتا ہے سرزمین اندلس کے اوصاف کسی جہالت میں کامل طور سے بیان نہیں کئے جاسکتے اور نہ اس کی خوبی و لطافت پر کسی قسم کا غبار پڑ سکتا ہے۔ ابن سعید کہتا ہے کہ یہ ملک اندلس بن طومال بن یافث بن نوح علیہ السلام کے نام سے موسوم ہوا کیونکہ اندلس نے اپنی سکونت کے لئے اس سرزمین کو منتخب کیا تھا جیسا کہ طومال کے بہائی سبت بن یافث کے نام سے اندلس کے سامنے کا سرحد اوجہ سکونت سبتہ کہلا یا گیا۔ ابن غالب کا بیان ہے کہ اندلس یافث بن نوح علیہ السلام کا بیٹا تھا جسے ابتداً اس سرزمین میں سکونت اختیار کی تھی۔

جو محمد اور عمر اولاد اور پس کے پس ماندگان خاندان میں ایک زمانہ تک قائم رہی۔ اسی وجہ سے بربریوں کی ان لوگوں کے ساتھ اختلاط اور آمیزش تھی اور یہی امر ان لوگوں کے فخر و مباہات کا باعث ہوا پس یہ لوگ بربریوں

دقیقہ نوٹ) اوصاف اندلس ابو عامر سلمی نے اپنی کتاب بدور القلائد و عرفانہ میں تحریر کیا ہے ملک اندلس بہترین ملکوں سے ہے اسکی ہوا اور سر زمین نہایت معتدل، اس کا پانی بیکہ شیرین، ہوا پاکیزہ، اور حیوانات و نباتات نفیس ہیں یہ ملک اوسط الانعام سے ہے اور خیمہ الامور اوسطا ایک مشہور مثل ہے۔ ابو حیدر بکری تحریر کرتا ہے کہ ملک اندلس پاکیزگی میں شام ہے بلحاظ ہوا کے یہاں ہے۔ مطح اور معتدل ہونے کی خیال سے ہندی ہے۔ عمدگی اور لطافت میں اہواز ہے سوزیخی میں جبین ہے اسکے سوا حل اور اسکے معاون میں طرح طرح کے قیمتی جواہر مخزون ہیں۔ امار قدیمہ بھی بکثرت ہیں۔ سعودی نے مروج الذهب میں تحریر کیا ہے کہ بحر اندلس کے ساحل شہرین اور شدوہ من غیر بکثرت پیدا ہوتا ہے۔ علاوہ یمن سونے چاندی اور بارہ کی متعدد کانیں ہیں۔ زعفران بھی پیدا ہوتا ہے بعض مصنفین کا بیان ہے کہ اندلس میں کل کائنات کے معاون ہیں جو سب سے زیادہ کے تاثیرات سے سبب ہوتے ہیں مانگہ کو زحل سے تعلق سے اسکی بھی اندلس میں کان ہے، فستق ویر سفید (ایک قیمتی پتھر ہے) منسوب بہ مشتری ہے اس کی کان بھی اندلس میں ہے۔ لوہا مروج کی طرف منسوب ہے یہ بھی اندلس کی کان سے برآمد ہوتا ہے سونا شمس کی جانب منسوب ہے تانبا زہرہ کی جانب، پارہ عطار کی جانب، اور چاندی قمر کی طرف اور ان سب چیزوں کی کانیں اندلس میں موجود ہیں۔ غرض کہ اندلس کیا ہے ایک زرخیز زریر ملک ہے جسکی ہوا بھی معتدل اور سر زمین بھی شاداب ہے۔

جزیرہ نما اندلس مثلثہ الاشکل ہے اور تین حصوں موسطی، مشرقی اور غربی پر مشتمل ہے

کے ساتھ بلادِ عمارہ سے سرزمینِ اندلس چلے آئے اور مستعین کے حاشیہ نشینوں امرار سرحدی بربرین داخل ہو گئے چنانچہ مستعین نے بمحمد بن مغاربہ کے جنگو سند حکومت دی تھی ان لوگوں کو بھی سرداری و حکومت عطا کی۔ ان میں سے علی کو طنجه کی حکومت مرحمت فرمائی اور قاسم کو جزیرہ حضار پر مامور کیا۔ قاسم علی سے بڑا تھا چونکہ مغاربہ اور بربریوں کے قلوب میں

(بقیہ نوٹ) موسطیٰ میں قرطبہ، طلیطلہ، جیان، غرناطہ، مرہ اور مالقہ وغیرہ تھے بظاہر یہ چہہ شہر ہیں لیکن حقیقت میں ہر ایک مستقل مملکت کے حکم میں تھے۔

قرطبہ کے تعلقات سے استجہ، بلکونہ، مقبرہ، مژندہ، ماخافق، مامور، اسطہ، بیانہ، جیانہ اور قیسر وغیرہ تھے۔

طلیطلہ کے مضافات سے وادی النجارہ، قلعہ رباح اور طلمنکہ وغیرہ تھے مضافات جیان سے ایذہ، مایا، اور قسطہ وغیرہ تھے۔

مستقلات غرناطہ سے وادی آش، منکب اور لوشہ وغیرہ تھے۔ اعمال مرہ سے اندرش اور مضافات مالقہ سے بلش اور الحامہ وغیرہ ملتا ہے بلش میں بکثرت میوہ جات پیدا ہوتے تھے۔ الحامہ میں گرم پانی کا چشمہ وادی کی صورت میں تھا۔

شرقی اندلس میں صوبجات مُرسیہ، بلنسیہ، وانیہ، سہلہ اور ثغرا علی تھے مُرسیہ کے تعلقات سے ارلولہ، اَلْقَنْت لورقہ وغیرہ شمار کئے جاتے تھے۔ بلنسیہ میں شارطبہ اور جزیرہ مشرق تھا۔ وانیہ کے متعلق بھی چند شہر تھے جنگو گردش زمانہ نے ویران و خراب کر ڈالا۔

سہلہ میں بھی کئی شہر آباد تھے یہ صوبہ بلنسیہ اور سہلہ کے درمیان میں واقع تھا اس وجہ سے اس کو بعضوں نے ثغرا علی کے مضافات سے

اولاد اور پس کی ہوا خواہی اس وجہ سے کہ اسکی حکومت اس طرف تھی پہلے سے ممکن تھی جیسا کہ ہم اوپر بیان کر آئے ہیں نظر برائین علی بن حمود کی حکومت میں کسی قسم کا زوال و ترزل پیدا نہ ہوا اور اس کے رعب و داب کا سکھ چلنے لگا۔ دو برس تک اس نے حکمرانی کی۔ تا آنکہ خود اسکے باڈی گارڈ نے

ایقینوٹ، غمار کیا ست اس صوبہ میں متعدد قلعے اور کئی شہر آباد تھے۔

غفر علی کے مضافات سے سر قسطہ، کورہ، لارودہ، قلعہ بیضا، کورہ، قلیلہ (سکا شہر طرسونہ تھا) کورہ و شقہ (اسکا شہر قریط تھا) کورہ، مدینہ سالم (میڈن اسلی) کورہ، قلعہ ایوب (اسکا شہر ملیانہ تھا) کورہ، بریطانیہ اور کورہ باروشہ تھا۔

غری اندلس میں اشبیلیہ، ماروہ، اشجونہ اور شلب شہار کئے جاتے تھے مضافات اشبیلیہ سے سریش، خضرار اور لبلہ تھا۔

ماروہ کے مضافات سے بطلیوس، یامبرہ وغیرہ تھے۔

اعمال اشجونہ میں شتیرین سب سے بہتر اور عمدہ مقام تھا۔

صوچات شلب سے سینٹ مریمہ وغیرہ تھے۔

علاوہ ان کے جزیرہ غمار اندلس میں بہت سے چھوٹے چھوٹے جزائر ہیں جنکے

ذکر سے ہم طول کلام نہیں کیا چاہتے۔ اور نہ مقامات و بلاد مذکورہ بالا کے تفصیلی

حالات لکھا چاہتے ہیں۔ بعض مورخین نے لکھا ہے کہ طول اندلس کا تین سو یوم کی مسافت

کا تھا اور عرض نو ایام کے سفر کا تھا۔ جسکو چالیس بڑی ترین چندھون پر منقسم کرتی

ستین۔ علاوہ نہروں کے بہت سے قدرتی چشے تھے معاون کی کوئی حد نہ تھی اتنی شہر

دارالحکومت کے تھے دیہاتوں اور قصبہاتوں کا شمار حد سے باہر تھا صرف نہر اشبیلیہ

کے کنارہ بارہ سو گائون آباد تھے اندلس کے آبادی کا اندازہ اس سے ہوتا ہے

کہ قدم قدم پر مسافروں کو بازار سرانین اور مسافر خانے ملتے تھے مسافر دو کوس

اسکو حمام میں شہر میں قتل کر ڈالا۔ تب بجائے اسکے اسکا بہائی قاسم بن حمود حکمران ہوا اس نے المامون کا خطاب اختیار کیا اس کی حکمرانی کے چار برس بعد یحییٰ ابن علی نے سبقت میں اس سے حکومت و ریاست کی رقبہ نوٹ، بھی جنگل، پہاڑ اور ویرانہ زمین نہیں چلنے پانامتا کر اسکے مکانات آسائش کے مل جاتے تھے اور صاحب جغرافیہ نے تحریر کیا ہے کہ ملک اندلس کا طول چالیس یوم کی مسافت کا تھا اور عرض اٹھارہ یوم کی مسافت۔

قطیفہ کی بعض عمارت اور جامع مسجد سے کہ ان سے عرب کی صنائی ثبوت ملتا ہے اور ان سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ عربوں کا ایک ہی صدی کے اندر کس قدر اور کس بلا کی ترقی کی تھی مگر اس موقع پر ہم صرف جامع قطیفہ اور اسکی بعض عمارات کا تذکرہ کر کے اپنے اس نوٹ کو ختم کرتے ہیں۔

جامع مسجد قطیفہ کا بنیادی پتھر عبدالرحمن داخل مجدد دولت امویہ اندلسیہ نے ۱۹۶ھ میں رکھا تھا اسی ہزار دینار خرچ کر چکا تھا مگر تعمیر تکمیل کو نہیں پہنچی تھی بعد اسکے بیٹے ہشام نے ۲۰۶ھ میں اسکی تکمیل کی۔ اسکے بعد ہر نئے حکمران نے کسی نے نام آوری کی غرض سے کسی نے نمازیوں کی آسائش کے خیال سے کچھ نہ کچھ جدید عمارتیں اضافہ کیں رفتہ رفتہ یہ مسجد مسلمان عرب کے ابتدائی کمالات کا ایک عمدہ نمونہ بن گئی۔ اس مسجد میں گنبدین سقف با ڈاٹون دارچتون کے درجوں کی تعداد شرقاً و غرباً ۱۱ اور شمالاً و جنوباً ۱۳ تھی۔ اکیس دروازہ پتیل کے منقش و منبجہ لباس پہنے ہوئے نمازیوں کا انتظار کرتے تھے۔ بارہ سوترانوں کے مصلحتوں مسجد کی مقدس سقف کو اوٹھائے ہوئے تھے خاص درجہ میں نقری فرش تھا جا بجا بچی کاری کا نفیس اور عمدہ کام بنا ہوا تھا ستونوں پر سونے اور قیمتی

بابت منازعت کی بجائے علی غریب اندلس میں امیر اور اپنے باپ کا ولیعہد
 رہا۔ قاسم نے اسکی سرکوبی کے لئے سن ۴۱۰ھ میں اپنی بربری فوج کو عساکر
 اندلس کے ساتھ روانہ کیا۔ یحییٰ نے مالقہ کی پشت گرمی سے اسکا مقابلہ کیا

(بقیہ نوٹ) پتھروں سے خوشنما نقش و نگار بنائے گئے تھے مہربانہی دانت اور
 ایک خاص قسم کی لکڑی کے ۳۶ ہزار ٹکڑوں سے بنایا گیا تھا جو بوقت ضرورت علیہ
 چوسکتا تھا یہ ٹکڑے سونے کی کیلون اور پتھروں سے باہم وصل کئے گئے
 صحن مسجد میں چار وسیع اور خوبصورت حوض بانی سے لبریز رہا کرتے تھے ان
 حوضوں میں کھلون اور نلون کے ذریعہ سے پانی قریب کی ایک پہاڑی سے لایا گیا
 رہا۔ مسجد کی بازو پر بے تعداد کمرے اور حجرے بنے ہوئے تھے جنہیں طلباء
 اور مسافروں کی ہماذاری نہایت فراخ جو صلیبی سے کیجاتی تھی۔ ایک سو پتل کی الشینین
 لگی ہوئی تھیں جنکے ذریعہ سے مسجد کی رات روز روشن ہو جاتی تھی۔ رمضان المبارک
 میں موم کی ایک بڑی بتی وزنی ۲۵ ٹنار تمام رات جلا کرتی تھی۔ تین سو آدمی صرف
 اس غرض کے لئے ملازم تھے کہ اگر اور عود وغیرہ کے بخوزات لالٹینوں میں جلانے
 کے لئے خوشبو داریں بنا تے رہیں۔ اندر سے مسلمانوں کا عروج اور مسجداں
 کی شان و شوکت۔ جسکو ان لوگوں نے خود اپنے ہاتھوں خالص ملائکہ اور اللہ تعالیٰ
 کے اس وعید کو ان اللہ لا یغیر بالقوم تے بغیر و ابانفسہم کو بھولا کر دینا اور جاہ پرستی
 میں مصروف ہو گئے تھے۔

قرطبہ کی مشہور عمارات میں قصر الانبار، قصر العاشقین، قصر السور، اور قصر الحاج،
 وغیرہ تھیں۔ ایک مجلس ارشاد شاہی کا نام دمشق تھا اسکی چھتیں سنگ مرمر کے ستونوں
 پر کھڑی تھیں اور فرشوں پر نہایت کاریگری سے سچی کاری کی گئی تھی۔ دیواروں پر سرسبز
 باغات کے نقشے کھینچے گئے تھے دیکھنے والوں کو یہ تیسرے زمین ہو سکتی تھی کہ یہ اصلی

اور اپنے بہائی اور میں کو جو اپنے باپ کے زمانہ سے ہیں تھا۔ سبتہ کی جانب بھیج دیا اس انمار میں یحییٰ کی لک پر زاوی بن زیری غناطہ سے آگیا جو کہ ان دنوں بربر یون کا دوسرا سردار تھا پس یحییٰ نے اسکی اعانت اور نصرت گری سے قرطبہ پر بیٹھا کر کیا اور ۱۲۸۵ھ میں اس پر قابض و متصرف ہو گیا

(نصیری نوٹ) باغات ہین یا ان کے نقشے ہین مصنوعی پھل، تالاب اور حوض متعدد اور بلشت سنگ مرمر کے تراش تراش کر بنائے گئے تھے جو گریشیا کے پہاڑوں سے بنا کر قرطبہ میں منگوائے گئے تھے اور ان میں پانی آکر جمع ہوتا تھا جس سے سلطانی باغات لحد تمام شہر کی آبپاشی کیجاتی تھی۔ اس مرحوم شہر میں ۳۸۷۷ مسجدیں اور ۱۱۹ حمام تھے جس میں ہر خاص و عوام غسل کر سکتے تھے۔ اسکو آخر کامیجوں نے جبکہ انکی دوبارہ سلطنت قائم ہوئی تو اسکو مسلمانوں کی زندہ یادگار سمجھ کے مسمار کرادیا۔

مدینۃ الزہراء وہ خوش نما شہر ہے جنکو خلیفہ عبدالرحمن ثالث نے بطور سواد شہر قرطبہ کے پہلو میں اپنے محبوب بی بی زہرہ کے نام سے آباد کیا تھا۔ یہ شہر جبل العروس کے دامن میں جو شہر قرطبہ کے محاذی میں چند میل کے فاصلہ پر ہے بنا شروع ہوا۔ اسی شہر میں اسکا مشہور قصر قصر الزہراء تھا جس ہزار معمار و بنجار اس کی تعمیر میں یومیہ کام کرتے تھے اور ایٹوں کے بجائے چہ ہزار سنگی سلین روزانہ تیار ہوا کرتی تھی۔ تین ہزار جانوران بار برداری عمارت کے ضروری مصالحت وغیرہ لے جانے کے لئے مقرر تھے۔ چار ہزار ستون اس میں وہ کھڑے کئے گئے تھے جنکو لاطین قسطنطنیہ، روم اور کارتج نے بطور تحفہ کے بھیجے تھے پندرہ ہزار دروازے تھے جن پر لوہا و چکد اپتیل کے غلاف چڑھے ہوئے تھے۔ سلطانی کمرے کی چپت اور دیواریں بالکل مٹلا تھیں اور اس میں ایک نہایت عمدہ فوارہ نصب تھا۔ یہ فوارہ پورے ایک ٹکڑے پتھر سے تراش کر کے

المعلیٰ کا مبارک خطاب اختیار کیا ابو بکر بن ذکوان کو عمدہ وزارت عطا فرمایا۔ مامون نے جان بچانے کی غرض سے اشبیلیہ کا راستہ لیا اشبیلیہ میں پہونچکر پھر اپنی حکومت و ریاست کی بناؤ ڈالی قاضی محمد بن اسماعیل بن عباد نے بیعت کر لی بعض بربری فوجوں کو بھی اپنی داد و دہش سے دوبارہ ملا لیا اور ان کو فوج کی صورت میں آراستہ کر کے اپنے برادر زادہ چڑھائی کر دی چنانچہ ۱۳۴ھ میں قرطبہ پر دوبارہ قابض ہو گیا معلیٰ بہاگ کرمانقہ پہونچا۔

زمانہ حکومت مستعین سے مامون کے عمال جزیرہ خضرار پر قابض ہو گئے اور اسکا بہائی دریا کے اس پار طنجہ پر متصرف ہو گیا۔ مامون نے اسکو اپنے اور اپنے بیٹوں کے لئے ملجاء و ماوا بنا رکھا تھا اپنے مال و اسباب کو یہیں محفوظ رکھتا تھا رفتہ رفتہ یہ خبر قرطبہ تک پہونچی کہ اس نے اسکی دارالحکومت اور نیز اس کے قلعات پر قبضہ کر لیا ہے اور بنو امیہ کے ساتھ تشدد و

دقیقہ نوٹ، بنایا گیا تھا اس فوارہ نوشہ یونان نے ایک عدیم النیلر ویتیم کے ساتھ ہدیہ بھیجا تھا کمرے کے عین وسط میں ایک چھوٹا سا حوض پارہ سے لبریز بنایا گیا تھا اور ہر طرف آٹھ آٹھ دروازے تھے جنہر وندان فیل اور ابنوس کی نہایت صفت سے گلکاری کی گئی تھی اور طرح طرح کے قیمتی پتھروں سے ان پر گل بوٹے بنا کے گئے تھے جب آفتاب کی کرنیں ان دروازوں سے اندر داخل ہو کر اپنی حرارت سے پارہ کو متحرک کرتی تھیں تو یہ معلوم ہوتا تھا کہ گویا بجلی گوند رہی ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ اس شہر کے عجائبات اور اسکی عمارتوں کی خوبیاں تحریر کرنے کے لئے ایک دفتر کی ضرورت ہے ملقط از نفع الطیب جلد اول صفحہ ۸۱ لغایت ۱۴۰۔ و ۱۴۶ لغایت ۱۴۷۔

(۱۸) ۱۴۶ لغایت ۱۴۷

اور سختی کا برتاؤ کرتا ہے اس سے مامون کے نظام حکومت میں اختلال پیدا ہوا
اہل قرطبہ نے متفق ہو کر اس پر حملہ کر دیا اور اس کی اطاعت و فرمان برداری
کے طوق کو اپنی گردن سے نکال کے بنو امیہ میں سے مستطہ کے بعد از ان
مشکفی کی خلافت کی بیعت کر لی جیسا کہ ہم اوپر بیان کر آئے ہیں مامون اور
بربری فوج نے شہر سے نکل کر جدال و قتال کی بازار گرم کر دی پچاس دن تک
شہر کا محاصرہ کئے رہے اہل قرطبہ متفق اور مجتمع ہو کر ان کی مدافعت
کو شہر سے باہر آئے اور نہایت مردانگی سے بڑی تیغ ان کے محاصرہ کو ۱۴۸
میں اٹھا دیا۔ مامون بہاگ کر اشبیلیہ پہنچا۔ اس وقت اشبیلیہ میں اسکا
بیٹا محمد اور سرداران بربر سے محمد بن زیری موجود تھا۔ قاضی محمد بن اسماعیل
بن عباد نے سوچا دیا کہ موقع اچھا ہے شہر پر قبضہ کر لو اور مامون کو شہر
میں داخل نہونے دو چنانچہ اہل اشبیلیہ نے محمد بن زیری کے اشارہ
سے محمد بن قاسم مامون کو شہر سے نکال دیا اور مامون کو شہر کے اندر داخل
نہونے دیا اور اپنے شہر کا اپ بے نگرانی محمد بن زیری انتظام کرنے لگے
بعد چندے قاضی محمد بن اسماعیل نے محمد بن زیری کو بھی نکال باہر کیا۔

اس واقعہ کے بعد مامون سریش کی طرف چلا گیا اور بربری فوجیں اسکی
ہمراہی سے علیحدہ ہو کر سیحی معتلی (مامون کے ہتھیار) کے پاس چلی آئیں اور
۱۴۸ میں اسکی امارت و ریاست کی اسکے ہاتھ پر بیعت کر لی پس معتلی
نے سامان جنگ درست کر کے اپنے چچا قاسم لقب بہ مامون پر پیش
میں چڑھائی کر دی اور کمال مردانگی سے سریش پر قبضہ کر کے مامون کو گرفتار
کر لیا اس زمانہ سے مامون اسکے پاس اور بعد اسکے اس کے بھائی
اور پس کے پاس مالتہ میں برابر قید ہی میں رہا تا آنکہ اس نے بحالت قید

۲۱۷ء میں قید حیات سے ہمیشہ کے لئے سبکدوشی حاصل کر لی۔ اور
یہی معقلی استقلال و استحکام کے ساتھ حکمرانی کرنے لگا۔ محمد اور حسن
پیران قاسم ملقب بہ مامون اپنے عم زاد بہائیون کو نظر بند کر کے جزیرہ
روانہ کر دیا اور مغاریہ میں سے ابو الحجاج کو ان کی نگرانی کا حکم دیا ایک مدت
میں دونوں اسی حالت سے رہے بعد ازاں اہل قسطنطنیہ نے متکلفی
کو بار خلافت سے سبکدوش کر کے معقلی کے علم حکومت کے آگے کر دین
اطاعت مجھکا دی۔ معقلی نے اپنی طرف سے ان لوگوں پر سردارانِ بربر
سے عبدالرحمن بن عطاء یغرنی کو متعین کیا۔ غریب متکلفی بجال پریشان سرحدی
بلاد کی طرف بھاگ کھڑا ہوا۔ چنانچہ اسی حالت فراری میں مقام مدینہ سالم
(میڈنہ سلی) میں پہونچکے جان بحق تسلیم کر دی۔ ۲۱۷ء میں اہل قسطنطنیہ
نے معقلی کا ناشیہ اطاعت اپنی دوش سے اتار کر رکھ دیا۔ اسکے گورنر
عبدالرحمن بن عطاء کو شہر سے نکال دیا اور معتد برادر مرتضیٰ کی امارت و
خلافت کی بیعت کی اور بعد چند عے معزول بھی کر دیا جیسا کہ ہم اسکے حالات
کے ضمن میں بیان کر آئے ہیں۔ اس طوائف الملوک اور آسے دن تبدیلی
حکومت سے وزیر السلطنت ابو محمد بن جبور بن محمد بن جبور کی بن آئی قرطبہ کی
حکومت و سلطنت پر بلا ترد و قبضہ کر لیا جیسا کہ آئندہ اخبار ملوک الطوائف میں
ہم اس کو بیان کرنے والے ہیں۔

معقلی اسی زمانہ سے جبکہ اہل قسطنطنیہ نے اسکے گورنر کو نکال دیا تھا اہل قرطبہ
کو اپنی غارتگری اور لوٹائی کی دہلی برابر دیتا چلا آتا اور متواتر فوجیں ان کے
محاصرہ کو بھیج رہا تھا آخر کار مترب و حواری کے کل حکام شہر اور قلعہ نے
زام حکومت کو معقلی کے سپرد کر دیا اس سے معقلی کا رعب و داب بڑھ گیا

اور حکومت و امارت کو ایک گونہ استقلال حاصل ہو گیا۔ محمد بن عبداللہ
برزالی کو اسکا عروج نامطبوع ہوا فوجین آراستہ کر کے اسکی مخالفت پر
اٹھ کھڑا ہوا اور قرمونہ میں پہونچکے پڑاؤ کر دیا۔ اسی زمانہ میں معتلی اشبیلیہ
میں ہامی محمد بن اسماعیل بن عباد کا محاصرہ کئے ہوئے تھا اتفاق سے ابن عباد کا
ستارہ میں انتقال ہو گیا۔ معتلی اپنے رکاب کی فوج لئے ہوئے برزالی کی
مدافعت کو تر مونہ کی طرف روانہ ہوا برزالی نے متحدہ و گٹھے کنار راہ میں
کند و ارکے تھے اور ان کو گھاس پھوس سے پاٹ رکھا تھا جون معتلی کا گھوڑا
اس موقع پر پہونچا منہ کے بل خندق میں گر پڑا۔ معتلی کی فوج اس عرصہ متوقع
واقفہ سے گبرا کر بہاگ کھڑی ہوئی۔ اور بنی حمود کی دولت و حکومت شہر قرطبہ
سے منقرض اور منقطع ہو گئی۔

احمد بن موسیٰ بن یقیہ اور خادم بنی صفلی شروع سے دولت بنو تمود
کے ہوا خواہ تھے بعد اس سانحہ کے یہ لوگ مالقہ چلے گئے جو کہ بنی حمود
کا مستقر حکومت تھا اور معتلی کے بہائی اور یں بن علی بن حمود کو سب سے
طبع سے طلب کر کے ہر حکومت پر مشکن کیا اس شرط سے اسکے ہاتھ پر بیعت کی کہ سبتہ کی حکومت پر
حسن بن یحییٰ امیر کیا جائے چنانچہ اور یں نے مالقہ میں کرسی حکومت پر اجلاس کیا اور التائید باند کے لقب
سے ملقب ہوا۔ مر یہ معہ مصافحات مارندہ اور جزیرہ واسطے بخوشی خاطر مطیع و
منقاد ہو گئے۔ اور یں نے حسب قرار داد شرط بیعت حسن بن یحییٰ کو سبتہ
کی حکومت عطا کی۔ خادم بنی اسکے ہم رکاب سبتہ گیا۔ اسکا اثر لوکل اطوائت
پر بہت بڑا تھا۔ اسکے باپ قاسم بن عباد کے رعب و داب سے اس زمانہ
کے احرار و حکمران تہراتے تھے بلوایون کے قبضہ سے اس نے بہت سے
بلاد چین لئے تھے اشبونہ اور استیجہ کو محمد بن عبداللہ بن زالی کے قبضہ سے اسی

نکال اتھا اور چند فوجیں لبرافسری اپنے بیٹے اسماعیل کے قرمونہ کے محاصرہ پر
 روانہ کی تھیں۔ محمد بن عبداللہ برزالی نے سپہ سالار قرمونہ اور زادی
 سے امداد طلب کی۔ زادی تو اپنی فوجیں آراستہ کر کے برزالی کی کمک
 پر آیا اور سپہ سالار قرمونہ نے ایسا لشکر ابن بقیہ کی ماتحتی میں برزالی کے مدد
 پر روانہ کیا۔ دونوں حریف نے قرمونہ کے باہر صف آرائی کی متعدد دلائیاں
 ہوئیں بالآخر سخت اور خونریز جنگ کے بعد اسماعیل بن قاسم بن
 عباد کو ہزیمت ہوئی اثنار دار کو یہ مین مارا گیا سر اوتار کے ادریس
 متاید بالسد کے پاس بھیج دیا گیا۔ اصحاح واقعہ کے دو دن بعد ۳۲ھ میں
 ادریس متاید عمر گیا۔ ابن بقیہ وغیرہ سرداروں نے اسکے بیٹے یحییٰ ملقب
 بہ جیون کو حکمرانی کی کرسی پر متمکن کرنے کا قصد کیا۔ بنی خادم نے اس سے
 مخالفت کی اور سبتہ سے حسن بن یحییٰ معتل کو لئے ہوئے مالقہ میں
 آیا پس بربریوں نے اسکی امارت کی بیعت کر لی "ستنصر" کا لقب دیا
 اور ابن بقیہ کو بوجہ مخالفت بارجیات سے سبکدوش کر دیا۔
 یحییٰ بن ادریس بہاگ کر قمارشس پھونچا اور وہیں ۳۳ھ میں
 مر گیا۔ بعضے کہتے ہیں کہ بنی نے اسکو قتل کر ڈالا تھا بعد ازاں
 بنی سبتہ کجائب محافظت حدود کی غرض سے واپس آیا اس کے
 ہمراہ حسن بن یحییٰ بھی تھا۔ بنی نے مسطفیٰ کو بوجہ اس کے ثقہ ہونے کے
 حسن کی وزارت پر مامور کیا اہل غراطہ اور بلاد اندلس کے ایک حصہ نے
 اس کی بیعت کی بعد ازاں ۳۴ھ میں اس کے چچا ادریس کی
 لڑکی نے حسن پر بیٹا کر کیا اوہ اس نے حسن کو زہر دے کر مار ڈالا
 اُدھر مسطفیٰ نے اسکے بہائی ادریس بن یحییٰ کو گرفتار

کر لیا اور یحییٰ کو لکھ بھیجا کہ ابن حسن مستصر کی جو مٹھارے پاس سبتہ میں ہے بیعت لے لو۔ بنجی نے اس غریب کو براہ مکر و فریب مار کر مالقہ کی جانب کوچ کیا اور وہاں پہونچنے خود دعوے دار حکومت ہو گیا۔ بربر یون اور نینر فوج نے بنجی کا اس ارادہ میں ساتھ دیا۔ بعدہ بنجی بغرض استیصال و بھج کئی حسن و محمد پسران قاسم بن حمود جزیرہ گیا مگر وہاں سے غائب و خاسر ہو کر بنے نیل مرام واپس ہوا اثنائے راہ میں قاسم کے کسی غلام نے بنجی کو دھوکہ دے کے مار ڈالا۔ اس واقعہ کی خبر مالقہ میں پہونچی تو عوام الناس سطیفی پڑٹوٹ پڑی اور اس کو مار ڈالا اور ادریس بن یحییٰ معتلی کو قید خانہ سے نکال کے تخت حکومت پر بیٹھا یا یہ واقعہ ۴۲۳ھ کا ہے اہل غناطہ اور قمر موند اور کل اولن شہر والوں نے جو ان کے درمیان میں آباد تھے ادریس کے مطیع اور منقاد ہو گئے ادریس نے عنان حکومت اپنے ہاتھ میں لے کر عالی کا لقب اختیار کیا۔ سبتہ کی حکومت سکوت اور رزق امداد اپنے باپ کے غلاموں کو دی بعد ازاں اپنے چچا ادریس کے (کوٹون محمد اور حسن کو بنجیال آئندہ خطرات کے قتل کر ڈالا اس سے سود میون میں شورش پیدا ہوئی اور ان لوگوں نے متفق ہو کر ان دونوں مقتولوں کے بہائی محمد ثانی کی حکومت کا اعلان کر دیا اگرچہ پہلے عوام الناس ادریس کا ساتھ دے ہوئے تھے مگر پھر ان لوگوں نے اس کو محمد کے حوالہ کر دیا۔ محمد نے مالقہ میں ۴۲۸ھ میں بیعت لی تھی اور محمد کی کا لقب اختیار کیا تھا اور اپنے بہائی کو اپنا ولیعہد مقرر کیا تھا اس نے سانی کے

خطاب سے اپنے کو مخاطب کیا تھوڑے دنوں بعد محمدی کو بعض وجوہات سے سانی سے کشیدگی پیدا ہوئی چنانچہ اس کو سرحد کی طرف چلا اور وطن کو دیا سانی نے غارہ میں جا کے قیام کیا۔ اور عالی قارنش چلا گیا اہل قارنش نے شہر میں داخل ہونے سے روک دیا عالی نے جبلا کے مالقہ پر محاصرہ ڈال دیا اتنے میں بادیس نے غرناطہ سے محمدی پر پوجہ اسکے کہ محمدی نے اپنے بہائی کے ساتھ بے عنوانی کی تھی چڑھائی کر دی مگر محمدی کے حسن تدبیر سے بادیس نے محمدی کی بیعت کر کے غرناطہ کی جانب مراجعت کر دی اور محمدی اپنے مقبوضہ مالقہ میں ٹھہرا رہا آہستہ آہستہ غرناطہ لیجان اور اسکے مصافات والے محمدی کے مطیع اور فرمان بردار ہو گئے تاکہ محمدی نے ۴۴۹ھ میں وفات پائی اور یس مملوک بن یحییٰ معقلی کی قارنش اور مالقہ میں بیعت لی گئی اس نے اپنے غلاموں کو اس درجہ آزاد اور مطلق العنان کر دیا کہ ایک گروہ کشیر اہل قارنش اور مالقہ کا ان غلاموں سے تنگ آکر بھاگ گیا۔ ۴۵۰ھ میں اس نے بھی سفر آخرت اختیار کیا تب محمد اصغر بن ادریس متاید تخت نشین ہوا اس نے بھی حسب دستور حکمرانان قدیم اپنے کو ایک جدید خطاب سے مخاطب کیا مالقہ امریہ اور رمدہ میں اس کے نام کا خطبہ پڑھا گیا پھر بادیس دوبارہ مالقہ کی طرف آیا اور ۴۵۱ھ میں اس پر قبضہ حاصل کر لیا۔ محمد اصغر حکومت و ریاست کے بیدخل ہو کر مر رہ چلا گیا۔ اہل بلبلہ نے اس واقعہ سے مطلع ہو کر بلا ہجرا چنانچہ محمد اصغر بجال پریشان ان لوگوں کے پاس گیا ان لوگوں نے اسکی امارت و حکومت کی ۴۵۲ھ میں بیعت کر لی۔ بنو ورقدی، قلعہ جارہ اور اسکے قرب وجوار والوں نے اسکی حکومت کے اقتدار کو تسلیم کر لیا سنہ ... مر گیا۔

باقی رہا محمد بن قاسم جو مالقہ میں قید تھا یہ ۱۲۴ھ میں جیل سے بھاگ کر جزیرہ
 خضرار پہونچا اور قبضہ حاصل کر کے مقتضی کا خطاب اختیار کیا تا آنکہ ۱۲۵ھ میں
 اس نے وفات پائی بعدہ اسکا بیٹا قاسم ملقب بہ واثق حکمران ہوا ۱۲۵ھ
 میں یہ بھی رہگراے ملک آخرت ہوا اس وقت سے جزیرہ خضرار
 کی حکومت مقتضی بن عباد کے قبضہ میں چلی گئی۔ سکوت برخواستی
 قاسم واثق کا حاجب بعض کہتے ہیں یہ بھی معتلی کا خادم انہیں لوگوں کے
 طرف سے سبتہ کا گورنر تھا پس جب مقتضی بن عباد جزیرہ پر مستولی ہوا تو اوہ
 مقتضی نے سکوت کو اطاعت و شرماتر داری کا پیام دیا اوہر سکوت
 جزیرہ خضرار کی حکومت اور قبضہ کا دعوے دار ہوا و لون میں کشیدگی بڑھی
 مدتوں لڑائی اور فساد کا سلسلہ باہم قائم رہا یہاں تک کہ مرابطین کا دور حکومت
 آگیا اور ان لوگوں نے سبتہ اور نینازندس پر قبضہ حاصل کر لیا
 جیسا کہ آئندہ تم پڑھو گے والبقار اللہ وحدہ سبحانہ تعالیٰ

تم الحجز العاشر من ترجمۃ تاریخ الامام ابن حلدون
 ویلیہ البحر والحدی عشر انشاء اللہ تعالیٰ وولہ الخیا طویل اطوا

ترجمہ تاریخ علامہ بن خلدون

جلد اول۔ مورخ کتاب علامہ ابن خلدون مغربی کی سوانح عمری، انساب عالم حضرت نوح سے عیسیٰ ابن مریم تک انبیاء کرام علیہم السلام کے انساب اور ان کے چھٹی صدی عیسوی تک کے سلاطین و ملوک کے واقعات لکھے گئے ہیں حضرت ہاجرہ کے لوڈی نہوئے، تعمیر کعبہ سماعیل کے فرج ہونے، واقعہ اصحاب فیل، کتابت انجیل، تدوین شریعت عیسویہ اور حواریان مسیح پر محققانہ بحث لکھی ہے قیمت پھر

جلد دوم۔ ملوک فارس، یونان، روم اور سلاطین قسطنطنیہ کے حالات، تازمان فتح اسلامی، قوم کا تہذیب، قبل عرب کے انساب حکومت قیصر اور ان کے شجرہ انساب صحیح طور سے مندرج ہیں قیمت پھر

جلد سوم۔ حضرت خاتم المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت، تربیت، نبوت، طریق ہجرت، اغزوات، انتقال، تجسیم و تکفین، حضرت ابوبکر صدیق کی بیعت اور ان کے عہد خلافت کی روت و فتوحات کے نہایت صحیح واقعات کمال بسط و تفصیل و تحقیق سے درج کئے گئے قیمت پھر

جلد چہارم۔ عہد خلافت حضرت فاروق اعظم کی عالمگیر فتوحات سے حسن بن علی علیہما السلام کے زمانہ خلافت و تفویض امارت تک کے مفصل حالات نہایت تحقیق و تدقیق سے لکھے گئے ہیں قیمت عا

جلد پنجم۔ خلفاء بنو امیہ، نو تاجداروں کے عہد حکومت کے حالات معرکہ کربلا اور واقعہ حرہ کے صحیح و صحیح واقعات درج کئے گئے ہیں قیمت عا

جلد ششم۔ آخری تاجداروں خلافت امویہ کے حالات دولت عباسیہ و شیعہ کے قائم ہونے اور اس کے چار ابتدائی حکمرانوں کے عہد حکومت کے واقعات لکھے گئے ہیں قیمت پھر

جلد ہفتم۔ نامور حکمرانان دولت عباسیہ کے سلطوت و جبروت کی مجسم تصویریں
بے سد و پاقصہ عقد عباسہ و جعفر کی تردید برآمد کی تباہی کے اصلی اسباب

قیمت عام

جلد ہشتم۔ خلافت عباسیہ کے آخری دور کے گیارہ فرمانروایوں کے
حالات حکمرانان المغرب الاقصیٰ کے زمانہ حکومت کے واقعات اور دولت
اسماعیلیہ اعلیٰ مصر کے متمد ہونے کی کیفیت۔ قیمت عام

جلد نہم۔ دار الخلافہ بغداد کی بربادی اور دولت علویہ اور اسماعیلیہ کے
حکمرانوں کے حالات اور اس تاجداران المغرب الاقصیٰ کے واقعات

قیمت عام

سلطان صلاح الدین ناول نہیں تاجی صلیبی پر جوش لڑائیاں بیت المقدس
فتح بیت المقدس کی وائٹری کی فتح کی تفصیلی کیفیت حد سے زیادہ دلکش

قیمت عام

حیات سلطان نور الدین محمود زنگی۔ چھٹی صدی ہجری کی صلیبی لڑائیاں
ملک شام، مصر اور جزیرہ سے عیسائیوں کا نکالاجانا قیمت عام

المسلسلہ

حامد حسین مالک رسالہ الاسلام آباد نیوٹن میکانک نمبر ۱۲۶